دنیا کی بیسٹ سیلر کتاب ''روگ سٹیٹ'' کا اردو ترجمہ

بدمعاش امریکہ

مصنّف : ولیم بیلم

مترجم : سیّد ناصر علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بدمعاش امریکہ

ولیم بیلم
(امریکی دانشور، صحافی)

مترجم
سید ناصر علی

صبیح پبلشرز
سیکنڈ فلور، سید پلازہ، چیٹر جی روڈ، اردو بازار لاہور
Sabeehpublishers@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

320 - ب

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	بدمعاش امریکہ
مصنف	:	ولیم بیلم
مترجم	:	سید ناصر علی
مینجنگ ڈائریکٹر	:	کرنل (ر) سید معجز رضا
قیمت	:	220 روپے
تاریخ اشاعت	:	جنوری 2003ء
پرنٹرز	:	ندیم یونس پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور
ناشر	:	صبیح پبلشرز، سیکنڈ فلور، سید پلازہ چیٹرجی روڈ، اردو بازار لاہور

المکتبۃ الخانیۃ
13613

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

(i)	پبلشر نوٹ	7
(ii)	مترجم نوٹ	8
(iii)	پیش لفظ (ولیم بیلم)	10
(iv)	تعارف	27
1۔	امریکہ پر دہشت گردوں کی نظر کرم	50
2۔	افغان دہشت گرد ہوا	55
3۔	خفیہ قتل	61
4۔	امریکی فوج اور سی آئی اے کے تربیتی کتابچوں سے اقتباسات	68
5۔	تشدد	75
6۔	ناپسندیدہ افراد	87
7۔	ناپسندیدہ افراد کی تربیت	91
8۔	ہمارے اور ان کے جرائم	100
9	دہشت گردوں کی جنت......امریکہ	115
10۔	پال پوٹ کی حمایت	125
	حصہ دوم	
	امریکہ کا انسانیت کے خلاف تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال	
11۔	بمباریاں	131
12۔	ڈپلیٹڈ یورینیم	137

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13۔ کلسٹر بم 142
14۔ امریکہ کا کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں کا بیرون ملک استعمال 146
15۔ کیمیاوی ہتھیاروں کا اندرون ملک استعمال 157
16۔ اقوام عالم میں کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں کی حوصلہ افزائی 165

حصہ سوم ---امریکہ کی بدمعاشیاں

17۔ دنیا بھر میں امریکی مداخلت کاریاں 171
18۔ انتخابات میں دخل اندازیاں 226
19۔ قومی استعداد برائے جمہوریت 239
20۔ اقوام متحدہ میں امریکہ بمقابلہ دنیا 245
21۔ سیارہ کے ذریعہ جاسوسی 263
22۔ اغوا اور لوٹ مار 275
23۔ سی آئی اے نے نیلسن منڈیلا کو 28 برس کے لیے جیل کیسے بھیجا؟ 280
24۔ سی آئی اے اور منشیات 283
25۔ واحد عالمی طاقت 295
26۔ امریکہ اور آزاد معیشت 305
27۔ آزاد ملک میں ایک دن 312

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پبلشر نوٹ

کتاب ''بدمعاش امریکہ'' امریکہ کے بدنما چہرے سے نقاب اتارنے کے لیے کافی ہے۔اس کتاب میں امریکہ کے خلاف اتنا مواد ہے کہ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔اگر ان مظالم کا پانچ فیصد بھی کسی مسلمان ملک سے سرزد ہوتے تو امریکہ اب تک اس کی اینٹ سے اینٹ بجا چکا ہوتا۔لیکن انسانی حقوق کا نام نہاد علمبردار امریکہ مغربی دنیا کی حمایت سے سب کچھ کر رہا ہے۔اقوام متحدہ کا کردار امریکہ کے طفیلی ادارے کا رہ گیا ہے۔اور یہ ادارہ غریب اور ترقی پذیر ممالک کو درپیش مسائل حل کرنے میں ناکام رہا ہے۔

کتاب انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے۔اور یہ ولیم بلم کا ہی موقف ہے اس لیے بعض جگہ ان سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے۔تاہم مجموعی طور پر یہ ایک انتہائی دلچسپ اور چونکا دینے والی کتاب ہے۔جس کا پڑھنا ہر پاکستانی کے لیے ضروری ہے۔

پبلشر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترجم نوٹ

یہ کتاب معروف امریکی دانشور اور صحافی ولیم بیلم کی تہلکہ مچا دینے والی کتاب روگ سٹیٹ کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے سے پہلے میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ ایک عام سی کتاب ہوگی جس میں امریکہ پر تنقید کی گئی ہوگی اس قسم کی بہت سی کتابیں انگریزی میں موجود ہیں۔ کئی کتابیں ایسی ہیں جو خود سی آئی اے نے لکھوائیں اور ان کا مقصد دنیا پر امریکہ کا رعب ڈالنا تھا۔ لیکن جب میں نے اس کتاب ''روگ سٹیٹ'' کو پڑھنا شروع کیا تو لرز کر رہ گیا' کتاب کا ہر باب ہر لفظ چونکا دینے والا تھا۔ مصنف نے امریکہ کے کرتوتوں کو بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب یہ کتاب چھپی تھی تو ولیم بیلم کے خلاف امریکہ میں ایک مہم شروع ہو گئی تھی۔ انہیں گرفتار کر کے سزا دینے اور امریکہ بدر کرنے کا مطالبہ تک کیا گیا لیکن ولیم بیلم اپنی بات پر ڈٹے رہے' انہوں نے سی آئی اے اور امریکہ کے مظالم پر اور بھی کئی کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن اس کتاب کا شمار دنیا کی مقبول ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔

کتاب پڑھنے کے بعد مجھے خواہش ہوئی کہ اس کتاب کو اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ اللہ کا نام لیکر میں نے ترجمہ شروع کر دیا کئی دفعہ ذاتی مصروفیات کو بھی ترک کرنا پڑا بالآخر میں کتاب کا ترجمہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ میری کوشش تھی کہ ترجمہ عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ اصل کے قریب ترین ہو اور کہیں ایسا محسوس نہ ہو کہ مترجم نے اپنے پاس سے کوئی لفظ یا معنی ڈال دیے ہیں۔ امید ہے قارئین کو ترجمے کا اسلوب بھی پسند آئے گا۔

میں کتاب کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس کتاب کا پڑھنا ہر پاکستانی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے لازمی ہے تا کہ وہ امریکہ کی سازشوں کو سمجھ سکے۔ امریکہ نے دنیا کی کئی حکومتوں کے تختے الٹائے۔ لاکھوں لوگوں کو قتل کیا' اور آج دنیا کی واحد سپر طاقت بنا بیٹھا ہے' امریکہ نے آج جو اقتصادی وفوجی طاقت حاصل کی ہے وہ اس کی سازشوں اور مکروفریب کا نتیجہ ہے' بظاہر امریکہ جمہوریت اور انسانی حقوق کا علمبردار ہے لیکن اصل میں وہ دونوں کا قاتل ہے۔ وہ صرف اپنے مفادات پورے کرتا ہے۔ کتاب میں' میں نے اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ مصنف نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کے لفظوں میں بیان کر دیا ہے' تاہم کتاب کے حوالے سے میں آپ کی تجاویز اور مشوروں کا منتظر رہوں گا۔

سید ناصر علی

مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

(11 ستمبر اور افغانستان پر گولہ باری کے بارے میں مصنف کا مقدمہ)

اس کتاب کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد ہی 11 ستمبر 2001ء کے واقعات نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس طرح ہوائی جہازوں کو اغواء کر کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو تباہ کیا گیا' پینٹا گون کو نشانہ بنایا گیا اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں بے گناہ مارے گئے یہ عجیب ناقابل یقین سی بات لگتی ہے مگر ایسا ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ ان حملوں کے بعد امریکہ پر شدید دباؤ تھا کہ وہ مجرموں کے خلاف سخت ترین کارروائی کرے اور یہ اس سے بھی بڑی حقیقت ہے کہ امریکی کارروائی میں یہ بات ہرگز پیش نظر نہیں تھی کہ ایسے واقعات کو دوبارہ رونما ہونے سے روکا جائے بلکہ وہ صرف اپنے دشمن کو سبق سکھانا چاہتا تھا۔

''امریکہ پر دہشت گردوں کی نظر کرم'' یہ ہے اس کتاب ''روگ سٹیٹ'' (Rogue state) کے پہلے باب کا عنوان جس میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ یقیناً دہشت گردوں کے اس انتہائی اقدام کے پیچھے ایسی ٹھوس وجوہات ہوں گی جنہوں نے انہیں امریکہ کو تباہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ سماجی' سیاسی اور مذہبی ناانصافیوں' ناہمواریوں اور منافقانہ رویوں کا شکار بننے والے ان دہشت گردوں کا یہ قدم امریکہ کے کسی نہ کسی ''عمل'' کا ردعمل ہی ہوسکتا ہے۔ اس باب میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ان ''اعمال'' کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ مشرق وسطیٰ میں اس نے جو کچھ کیا یا جو کچھ کر رہا ہے وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ کبھی لبنان اور لیبیا اس کی اندھا دھند بمباری کا نشانہ بنے تو کبھی ایران زیر عتاب آیا' کبھی بے گناہ عراقی عوام پر بمباری کی گئی تو کبھی فلسطینیوں پر مظالم اور روزمرہ تشدد کے باوجود اسرائیل کو بڑے پیمانے پر فوجی امداد دی گئی۔ مشرق وسطیٰ کی مسلمان ریاستوں پر کئی دہائیوں کے فوجی'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشی اور سیاسی ظلم وستم سے تنگ آ کر اگر کوئی اہم ترین امریکی عمارتوں کو حملے کے لیے منتخب کرتا ہے تو اس میں چنداں حیرت کی ضرورت نہیں نہ ہی اس حملے کو اچانک کہا جا سکتا ہے بلکہ اسے ایک طویل عمل کا ردعمل ضرور کہا جا سکتا ہے۔

صرف مشرق وسطیٰ میں ہی امریکی ظلم وستم کی بات کیوں کی جائے یا یہ کیوں سمجھا جائے کہ صرف وہ لوگ ہی امریکہ سے نفرت کرتے ہیں۔ خود لاطینی امریکہ میں حالات بھی کم وبیش یہی ہیں۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ گذشتہ نصف صدی کے دوران لاطینی امریکہ میں ریاستہائے متحدہ نے جتنی بڑی تعداد میں دہشت گرد پیدا کیے ہیں اور جس قسم کے گھناؤنے اقدامات کیے ہیں اگر لاطینی امریکی مسلمانوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتے کہ بڑے شیطان کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے سیدھے جنت میں جائیں گے تو اب تک ہمارے ہاں دہشت گردی کے ایسے لگاتار واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہوتے اور ہو رہے ہوتے۔

افریقی اور ایشیائی ممالک بھی امریکہ کے ہاتھوں کم وبیش انہی حالات کا شکار ہیں۔ یونہی تو دنیا بھر میں امریکی سفارتخانے' سیاستدان' اطلاعات کے محکمے وغیرہ حملوں کی زد میں نہیں ہیں۔

11 ستمبر کے حملوں کے بعد میڈیا کے حوالے سے ایک خاصی انوکھی بات مشاہدہ میں آئی۔ امریکی میڈیا سے متعلق مختلف طرز فکر کے حامل خاص طور پر سنجیدہ عناصر ایسے علاقوں میں بھی گئے جہاں وہ عموماً نہیں جاتے۔ ان کے اس عمل کے پس پردہ جو محرک کارفرما تھا وہ صرف ایک سوال تھا کہ اس طرح اچانک کیوں ہوا؟ اخبارات وجرائد' ریڈیو اور ٹی وی چینلز کے نمائندوں کی بڑی تعداد نے اس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے ہر ممکنہ طریقہ اختیار کیا اور بالآخر انہیں نہایت واضح جواب مل گیا کہ یہ سب اچانک نہیں ہوا یہ امریکہ کی ان دخل اندازیوں کا ردعمل ہے جو دنیا بھر میں کئی دہائیوں سے نہ صرف جاری ہیں بلکہ ان میں مستقل اضافہ ہو رہا ہے۔ انہیں اس بات کا بھی بہت اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ مداخلتیں ہر نئے دن کے ساتھ اس کے خلاف نفرت کے جذبہ کو بڑھا رہی ہیں۔ اس انکشاف کو اس افسوسناک سانحہ کا مثبت پہلو بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کی مدد سے امریکہ کے کرتا دھرتاؤں کو اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ دنیا امریکہ سے نفرت کیوں کرتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کی روشنی میں اپنی اصلاح کی کوشش کی جاتی مگر اس کے برعکس ہوا۔ ان میں انتہائی تنگ نظر قسم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حب الوطنی ابلنے لگی۔ کانگریس کے ارکان نے جہاں یہ راگ الاپنا شروع کر دیا کہ "خدا امریکہ پر رحم کرے" وہیں ملک بھر میں امریکی پرچموں کی دھڑا دھڑ فروخت شروع ہو گئی۔ یہ جھنڈے ہر طرف لہرانے لگے۔ اخبارات' ریڈیو' ٹی وی کے پروگراموں میں سوائے لڑائی جھگڑے' دشمنی' انتقام اور خون خرابے کے کوئی دوسری بات نہ ہوتی۔ تفریحی تقریبات کو حب الوطنی کی تقاریب میں بدل دیا گیا۔ میڈیا ہو یا عوامی تقریبات امریکن بہادری پر خراج تحسین کے علاوہ کوئی بات شاذ و نادر ہی پڑھنے' سننے یا دیکھنے کو ملتی۔ ہر ایک کا چچا زاد' ماموں زاد "ہیرو" بن گیا تھا۔ یہ جنون 2002ء میں کہیں جا کر کم ہوا۔ سنجیدہ امریکی میڈیا تو خیر جلد ہی اپنی عمومی حالت میں واپس آ گیا مگر لندن کے اخبارات میں امریکی خارجہ معاملات کے حوالے سے خبریں اور تبصرے تسلسل سے شائع ہوتے رہے۔ حال یہ تھا کہ امریکہ کی خارجہ پالیسیوں کے حوالے سے نیویارک ٹائمز اور واشنگٹن پوسٹ سے زیادہ گارجین اور انڈیپنڈنٹ میں خبریں ملتی تھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس واقعہ کے حوالے سے جو مؤقف امریکی میڈیا نے اپنایا وہی امریکی عوام کی سوچ اور زبان بن گیا۔ امریکی میڈیا ہو یا عوام وہ یہ ماننے کے لیے تیار ہی نہیں تھے کہ امریکہ کے خلاف دہشت گردی کا سبب اس کی بیرون ملک پالیسیوں کے نتیجہ میں انتقامی کارروائی بھی ہو سکتی ہے بلکہ وہ تو یک زبان ہو کر پورے یقین کے ساتھ یہی کہتے رہے کہ ریاستہائے متحدہ کو اس کی آزادی' جمہوریت اور دولت کی وجہ سے نشانہ بنایا گیا۔ بش انتظامیہ نے بھی اپنے پیش روؤں کی طرح اسی سوچ کو سرکاری مؤقف بنائے رکھا اور یہی بات امریکن کونسل آف ٹرسٹیز اور ایلومینائی (امریکی قدامت پسند محافظ گروپ جس کی بنیاد نائب صدر کی بیوی "لین چینی" اور سینیٹر جوزف لبرمین نے رکھی تھی) نے نومبر دفاعی تمدنی فنڈ کے قیام کے وقت کی کہ "گیارہ ستمبر کو صرف امریکہ پر حملہ نہیں کیا گیا بلکہ یہ امریکی تہذیب پر حملہ تھا۔ یہ ہماری خامیوں نہیں بلکہ پاک دامنی پر حملہ تھا۔" جب امریکہ بھر کی مشترکہ سوچ یہ ہو تو اصلاح کا سوچنا یا خامیوں پر نظر ڈالنے کی توقع رکھنا دیوانے کا خواب ہے۔

امریکی محکمہ دفاع کی 1997ء کی تجزیاتی رپورٹ میں واضح طور پر اس بات کا اظہار کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی صورتحال میں امریکہ کی بڑھتی ہوئی مداخلت خود اس کے خلاف دہشت گردی کے واقعات میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے۔ مگر اس قسم کی رپورٹوں کو کوئی حکومت اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتی البتہ جب اقتدار سے علیحدہ ہوتے ہیں تو ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتاہیاں کو ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ جیسے کہ سابق صدر جمی کارٹر نے وائٹ ہاؤس کو خیر باد کہنے کے چند سال بعد اعتراف کیا کہ ''ہم نے لبنان میں میرینز بھیجیں۔ آپ لبنان جائیں' شام یا اردن کی طرف رخ کریں آپ کو ریاستہائے متحدہ کے خلاف نفرت کا طوفان نظر آئے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے وہاں بے تحاشہ گولہ باری کر کے بے گناہ اور معصوم لوگوں کو بڑی بے رحمی اور بیدردی سے مار ڈالا۔ بیروت کے دیہاتوں میں ان کسانوں' عورتوں اور بچوں کو نشانہ بنایا جن کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ متاثرین کی نظر میں ہم شیطان ہیں اور اسی وجہ سے ہمیں ایران میں یرغمالیوں کے حصول میں سرنگوں بھی ہونا پڑا اور دہشت گرد حملوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔''

1993ء میں ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں نے ''نیویارک ٹائمز'' کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے حملہ کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اس کا سبب بھی بیان کر دیا تھا جس کے مطابق یہ کارروائی امریکہ کی طرف سے ایک دہشت گرد ریاست اسرائیل اور علاقے کے دیگر آمر حکمرانوں کو دی جانے والی سیاسی' معاشی اور فوجی امداد کے جواب میں کی گئی تھی۔

حکومت اور میڈیا کی امریکہ کے خلاف دہشت گردی اور امریکی پالیسیوں کے آپس میں تعلق سے باخبری کی مزید شہادتیں بھی پہلے باب میں پیش کی گئی ہیں۔

خطا کار

11 ستمبر کے ڈھائی ماہ بعد دنیا کی طاقتور ترین قوم نے دنیا کے غریب اور پسماندہ ترین ممالک میں سے ایک افغانستان پر میزائلوں کی بارش کر کے دنیا بھر کو یہ سوال کرنے پر مجبور کر دیا بڑا دہشت گرد کون ہے؟ کس نے زیادہ بڑی تعداد میں معصوموں' بے گناہوں' بے کسوں اور لاچاروں کی جان لی؟ 11 ستمبر کو دہشت گردوں نے اپنے فضائی بموں سے؟ یا پھر افغانستان میں امریکہ نے اپنے کروز میزائلوں' ڈیزی کٹر اور کلسٹر بموں سے؟ مندرجہ ذیل اعداد وشمار سے اس سوال کا جواب واضح ہے۔

سال کے اختتام پر سامنے آنے والے اعداد وشمار کے مطابق نیویارک' واشنگٹن اور پنسلوانیہ میں دہشت گردی کا شکار بننے والے متاثرین کی تعداد 3000 کے لگ بھگ تھی جبکہ افغانستان میں امریکی بمباری کے نتیجے میں مرنے والوں کو تعداد کو امریکی سرکاری اہلکاروں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔ البتہ مختلف انفرادی امریکی رپورٹوں' ذرائع ابلاغ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے اندازوں کے مطابق 3500 سے زیادہ افغانی دسمبر کے آغاز میں موت سے ہمکنار ہو چکے تھے اور دردناک بات یہ ہے کہ اس تعداد میں' بموں سے زخمی ہونے والے۔ بعدازاں وفات پانے والے' بمباری سے تباہ ہونے والے گھروں کے اندر سردی بھوک اور پیاس سے مرنے والے مکین' بارودی سرنگوں کا شکار بننے والے' بھوک اور دھماکوں سے جان بحق ہونے والے مہاجرین اور وہ ہزاروں فوجی اور سینکڑوں قیدی جنہیں امریکی فوج اور جاسوسی اداروں کے ذریعہ سزائے موت ہوئی۔ یا قتل کر دیئے گئے شامل نہیں ہیں۔ ان اعداد و شمار میں وہ اجسام بھی نہیں ملیں گے جو کلسٹر بموں کے تباہ کن اثرات کی وجہ سے بیماریوں میں مبتلا ہو کر گل سڑ گئے ہوں گے۔

ان مرنے والے افغانیوں کے لیے کہیں بھی ایک منٹ کی خاموشی اختیار نہیں کی جائے گی' کوئی یادگاری عبادت نہیں ہوگی جس میں اعلیٰ امریکی افسران شامل ہوں' کوئی دعوتیں نہیں ہوں گی' ریاستوں کے حکمرانوں کی جانب سے کوئی تعزیتی پیغامات نہیں بھیجے جائیں گے۔ متاثرہ خاندانوں کے لیے ہزاروں ڈالرز کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔ یہ تو ایک خونی غسل تھا۔ جس میں کتنے ہزار جانے بے گناہ افغانی مارے گئے یقین سے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ 11 ستمبر کے متاثرین سے کہیں زیادہ...... کہیں زیادہ......

امریکی حکومت کی جانب سے اسامہ بن لادن کی ویڈیو دنیا کے سامنے پیش کی گئی جس کے مطابق سانحہ سے 5 روز پہلے تک نہ تو اسے خود دہشت گردی کی صحیح تاریخ کا علم تھا اور نہ ہی ہائی جیکرز جانتے تھے کہ وہ کسی خودکش مشن کا حصہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس ویڈیو کو عوام میں مشتہر کرنے سے پہلے ایف بی آئی اس نتیجہ پر پہنچ چکی تھی کہ ان لوگوں کو ایک ہاتھ کی انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے جو جانتے بوجھتے اس کام میں شامل تھے۔ اس صورتحال میں یہ کہنا بالکل بجا محسوس ہوتا ہے کہ اگر افغانستان میں بمباری کی مہم حقیقی مرتکب افراد کے خاتمے کے لیے شروع کی گئی تھی تو یہ ایک نہایت ہی احمقانہ مشن تھا جس کا مقصد سوائے تشدد اور بے رحمی کے کچھ نہیں تھا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ 1995ء میں اوکلاہامہ شہر کی مرکزی عمارت پر خوفناک بمباری کا مرتکب ٹموتھی میک وبخ اگر فوری طور پر نہ پکڑا جاتا تو کیا ریاستہائے متحدہ امریکہ وحشیانہ بمباری سے مشی گن ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتی اور ان تمام جگہوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حملہ کرتی جنہیں وہ اپنا گھر کہتا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ ایک زبردست مین ہنٹ بناتے اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک اسے تلاش کر کے سزا نہ دے دیتے۔ جبکہ افغانستان میں ریاستہائے متحدہ صرف اس ایک نظریہ کو بنیاد بنا کر چلی کہ جس نے طالبان کی حکومت کی حمایت کی' خواہ وہ ملکی ہو یا غیر ملکی دہشت گرد ہے اور جو بھی ماضی میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دہشت گردی کے خلاف اقدامات کا مخالف رہا ہے اس پر قانونی طور پر نہیں تو اخلاقی طور پر ضرور گیارہ ستمبر کے خون کے دھبے ہیں۔

امریکی نظریات کا حال تو یہ ہے کہ جب جوتا دوسرے کے پیر میں ہو تو امریکی اہلکار بھی چلنے کے لیے باعزت راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ دور کیوں جائیں 1999ء کا ہی واقعہ لیجئے چیچنیا کے مسئلہ پر روس کو سمجھاتے ہوئے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سیکنڈ ان کمانڈ ''سٹروب ٹالبوٹ'' کا مشورہ تھا کہ ''سمجھداری کا مظاہرہ کریں کیونکہ تحمل کا مطلب حقیقی دہشت گردوں کے خلاف مستقل کارروائی ہے جبکہ غیر دانشمندی سے طاقت کے بے جا استعمال کا مطلب بے گناہوں کو خواہ مخواہ خطرے میں ڈالنا ہے۔'' دنیا بھر کو صبر و تحمل' اخلاقیات اور رحم کا درس دینے والا امریکہ خود کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے یہ بالکل واضح ہے۔ امریکہ کے اخلاقی درس و تدریس کا ایک مظاہرہ یہ بھی دیکھئے کہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ دہشت گردوں نے جان بوجھ کر شہریوں کو نشانہ بنایا اور اگر کوئی جواب میں یہ پوچھے کہ وحشیانہ امریکی بمباری سے جو غیر جنگجو نشانہ بنے وہ کیا ہے؟ تو کہا جاتا ہے کہ وہ تو حادثاتی طور پر شکار ہوئے کہ جنگ میں بہر حال یہ تو ہوتا ہے۔ مگر اس جواب سے کون مطمئن ہو سکتا ہے جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز ایک ملک کے بعد دوسرے میں یہی منظر دوہرایا جا رہا ہے۔ مہلک ہتھیار پوری قوت کے ساتھ خطرناک تعداد میں بلندی سے گرائے جاتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان سے شہریوں کی بہت بڑی تعداد یا تو گل سڑ جائے گی یا زندگی بھر کے لیے معذور' اپاہج' لاچار' بے کس ہو کر رہ جائے گی۔ امریکی فوج کے ارادوں کے بارے میں صرف اور صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہیں کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے وہ اندھا دھند بمباری کر کے ہر چیز ملیامیٹ کر سکتے ہیں ایسے میں اگر شہری آبادی بھی بری طرح متاثر ہوتی ہے تو انہیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔

اکتوبر میں ریاستہائے متحدہ کی گن شپ مشین کے ذریعے افغانستان کے دور افتادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گاؤں ''چوکر کریز'' میں شدید گولہ باری کی گئی جس کے نتیجہ میں 93 نہتے دیہاتی مارے گئے۔ اس افسوسناک واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے پینٹا گون کے ایک اہلکار نے فرمایا کہ ''وہاں لوگ اس لیے مرے ہیں کہ ہم انہیں مردہ دیکھنا چاہتے تھے۔'' ہوتا یہ ہے امریکہ جب کوئی حکومت ختم کرنا چاہتا ہے تو اس قسم کے طریقوں سے وہاں عوام کی مشکلات اتنی بڑھا دیتا ہے کہ وہ خود اپنی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اس کی شہادت' برطانیہ کے دفاعی سٹاف ایڈمنسٹریشن کے چیف سر مائیکل بوائس کا یہ اعلان دیتا نظر آتا ہے کہ ''بمباری اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ اس ملک کے لوگ سمجھ نہیں جائیں گے کہ رہنما تبدیل کیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔'' یہ پالیسی ایف بی آئی کی بین الاقوامی دہشت گردی کی تعریف کے عین مطابق ہے۔ دوسروں کو جس بات سے روکا جاتا ہے خود پورے دھڑلے سے وہی کیا جا رہا ہے۔

افغانستان پر کی جانے والی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں ہونے والی تباہی و بربادی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دنیا کے سامنے آتی رہی اور ظاہر ہے کہ اس کے خلاف ہر جگہ عوامی سطح پر شدید احتجاج کیا گیا۔ ان خوفناک تصویر کشی کے ردعمل کے طور پر امریکہ کے خلاف نفرت میں بے حد اضافہ ہوا ایسے میں امریکی میڈیا اپنا کردار نبھانے کے لیے آگے بڑھا۔ جس کی صرف چند مثالیں پیش کرنا چاہوں گا۔ چیئرمین سی این این نے اپنے شعبہ خبر کو ہدایت دی کہ وہ افغانستان میں ہونے والی ہلاکتوں اور دیگر نقصانات اور مشکلات کے بارے میں کم سے کم خبریں دیں۔ فاکس نیٹ ورک کی ''وار رپورٹ'' میں اس بات پر خاصی ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا کہ اخبار نویس شہری اموات کے بارے میں لکھتے ہی کیوں ہیں؟ اسی پروگرام میں میزبان نے سوال کیا کہ کیا تاریخی طور پر شہری اموات سچ مچ جنگ کا حصہ ہیں اور کیا یہ اتنی بڑی خبر ہونی چاہیے جیسے کہ اسے پیش کیا جا رہا ہے؟ اس پر محترم مہمان نے جو نیشنل پبلک ریڈیو کی جانب سے تھے فرمایا کہ نہیں۔ جنگ تو لوگوں کو مارنے کیلئے ہی ہوتی ہے ایسے میں شہری آبادی کا ہلاک ہونا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ انہی کے ساتھ بیٹھے دوسرے محترم مہمان نے جو ایک قومی رسالہ یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ کے کالم نویس تھے نے اپنے نادر خیالات پیش کرتے ہوئے کہا کہ شہری آبادی کی ہلاکتیں تو کوئی خبر ہی نہیں یہ تو جنگ کے ساتھ ہوتی ہی ہیں۔

پانامہ سٹی میں فلوریڈا نیوز ہیرالڈ کے ایڈیٹروں کو متنبہ کیا گیا کہ صفحہ اول پر ایسی تصویریں نہ لگائی جائیں جن میں ریاستہائے متحدہ کے ہاتھوں افغانیوں کی ہلاکتیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانستان کی تباہی و بربادی کے مناظر ہوں۔ اور جب ''فورٹ والٹن بیچ'' میں ہماری دوسری شاخ نے ایسا کیا تو انہیں سینکڑوں کی تعداد میں دھمکی آمیز ای میلز وصول ہوئیں۔ میڈیا پر حکومت کا اس حد تک کنٹرول ہے کہ طویل تحقیق کے بعد بھی شاید ہی کوئی ایسا امریکی روزنامہ ملے جس نے واضح طور پر امریکی بمباری کی مخالفت کی ہو' یو ایس' نیٹو کی جانب سے دو سال قبل یوگوسلاویہ پر ہونے والی بمباری کے خلاف آواز اٹھائی ہو یا 1991ء میں عراق پر ہونے والی امریکی بمباری کی مذمت کی ہو۔ کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ جس معاشرہ کو آزاد سمجھا جاتا ہے' جہاں پریس کی مکمل آزادی کا تصور ہے' جہاں 1500 روزنامے شائع ہوتے ہوں مگر سب کے سب فیصلہ کن انداز میں ایک ہی بولی بولیں۔

منافقت ہی منافقت

11 ستمبر کے حملوں کے بعد سیکرٹری آف سٹیٹ کولن پاؤل نہایت غصے میں یہ بیان دیتے نظر آتے ہیں کہ وہ لوگ بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ عمارتوں کی تباہی اور لوگوں کے قتل سے وہ اپنے سیاسی مقاصد حاصل کر لیں گے۔ اگر کولن پاؤل کی اس بات کو درست مانا جائے تو پھر اسے کیا سمجھا جائے جو امریکہ نے 1999ء میں مسلسل 78 دن رات یوگوسلاویہ پر بمباری کر کے اسے تباہ کر دیا۔ اس کا کیا مقصد تھا؟ اور کیا یہ بیان دینے والے وہی کولن پاؤل نہیں ہیں جنہوں نے سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر ہی پانامہ اور عراق پر خوفناک بمباری کے احکام جاری کیے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ امریکی رہنما یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ کسی کو کچھ یاد ہی نہیں رہتا؟ یا پھر انہیں اس بات کی پرواہ ہی نہیں ہے کہ لوگ ان کی اس منافقت کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟

منافقت کی ایک اور مثال ملاحظہ فرمایئے۔ امریکہ کے خلاف دہشت گردی کے حوالے سے صدر بش اور دیگر سرکاری اہلکار یہ اعلان کرتے ہیں کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی یہ جنگ صرف دہشت گردوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر اس ملک کے خلاف ہے جو دہشت گردوں کو پناہ دیتا ہے یا پناہ دے گا۔'' اس بیان کے جواب کے طور پر ''دہشت گردوں کی جنت'' کے نام سے ایک مکمل باب اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے جس میں قارئین دیکھیں گے کہ بہت کم قومیں ہوں گی جو امریکہ سے زیادہ دہشت گردوں کو پناہ دیتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغانوں کے ذہنوں اور دلوں کی جیت

امریکہ بہادر کے کردار کا ایک اور پہلو ملاحظہ فرمایئے انہوں نے افغانیوں کو موت اور کھانا ایک ساتھ پیش کیا آسمان پر اڑنے والے امریکی جنگی جہاز جہاں ایک طرف بم گرا رہے تھے تو وہیں اس کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کے ڈبے بھی گرائے جا رہے تھے۔ کیا امریکہ سمجھتا ہے کہ اس طرح اس کی عزت بن گئی۔ اس کی رحمدلی پر واہ واہ ہونے لگی۔ اگر اس طرح عزت بنتی ہو یا نفرت ختم ہوتی ہو تو پھر یقیناً امریکی جاپانیوں کی بہت عزت کرتے ہوں گے کیونکہ جاپان نے بھی تو پرل ہاربر پر بمباری کے ساتھ ساتھ خوراک کے خوبصورت ڈبے پھینکے تھے۔ امریکہ کے خیال میں اگر اس طرح دل جیتے جاسکتے ہیں تو پھر ورلڈ ٹریڈ سینٹر تباہ کرنے والے دہشت گردوں سے ایک غلطی ہوگئی۔ انہیں چاہیے تھا کہ جہاز ٹکرانے سے پہلے ''مین ہیٹن'' پر کچھ گرما گرم سینڈوچز یا برگرز وغیرہ گرا دیتے تو.........

اصل میں امریکہ جو کام بھی کرتا ہے بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ امریکہ میں بسنے والا ہر شہری وہی سوچتا ہے جو ان کی حکومت چاہتی ہے حکومت کے لیے اس کا سب سے بڑا ہتھیار میڈیا ہے۔ میڈیا نے جس طرح امریکیوں کے ذہنوں' دلوں اور آنکھوں کو کنٹرول کر رکھا ہے اس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امریکی اپنی حکومت کے ''موت اور کھانے کی ترسیل'' کے اس عمل سے بہت متاثر ہوئے۔ اپنے ملک کی اعلیٰ ظرفی پر ان کے سر فخر سے بلند ہو گئے۔ بہرحال موت اور خوراک کے ساتھ جو ایک اور چیز افغانوں پر برسائی گئی وہ اشتعال انگیز پمفلٹ تھے۔ 20 اکتوبر کو جو پمفلٹ گرائے گئے ان کا لب لباب کچھ یوں تھا۔

''کیا تم طالبان کی حکومت سے خوش ہو؟ کیا یہ خوفزدہ زندگی تمہارے لیے فخر کا باعث ہے؟ کیا تم مطمئن ہو کہ وہ جگہ جو نسلوں سے تمہاری ملکیت رہی ہے دہشت گردوں کی تربیت گاہ بن جائے؟ کیا تم ایسی حکومت کے خواہشمند ہو جو افغانستان کو پتھر کے زمانے میں واپس بھیج رہی ہو اور اسلام کو بدنام کر رہی ہو؟ کیا ایسی حکومت تمہارے لیے باعث فخر ہے جو دہشت گردوں کو پناہ دیتی ہے؟ کیا ایسی قوم بن کر رہنا تمہیں پسند ہے جس پر بنیاد پرستوں کی حکمرانی ہو؟ طالبان نے تم سے تہذیب و تمدن اور وراثت چھین لی ہے انہوں نے قومی یادگاریں اور تہذیبی فن پارے تباہ کر دیئے ہیں۔ وہ غیر ملکیوں کی ہدایت کے مطابق تم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت اور تشدد کے ذریعہ حکومت کر رہے ہیں اور اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ ان کا اسلام ہی دراصل اسلام کی اصل شکل ہے۔ وہ قتل کرتے ہیں' ناانصافی کرتے ہیں تمہیں مفلس اور مجبور رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ سب اللہ کے نام پر ہے۔

اگر ایسی ہی سوچ کے ساتھ ایک پمفلٹ ریاستہائے متحدہ امریکہ پر گرایا جائے تو اس کا مضمون کچھ یوں ہوگا۔

''کیا آپ ری پبلکن پارٹی کی حکومت سے خوش ہیں؟ کیا آپ کو خوف' عدم تحفظ اور دہشت کی فضا پسند ہے؟ کیا آپ ایسی جگہ مطمئن ہیں جو نسل در نسل آپ کے خاندان کی ملکیت رہی ہو لیکن پھر کوئی اور اس پر قابض ہو جائے؟ کیا آپ ایک ایسا ٹولہ چاہتے ہیں جو امریکہ کو پولیس سٹیٹ میں تبدیل کر دے اور عیسائیت کو بدنام کرے؟ کیا آپ کو ایک ایسی حکومت کے زیر سایہ رہنے پر فخر ہے جس نے ہزاروں دہشت گردوں کو میامی میں پناہ دے رکھی ہو؟ کیا آپ کو ایک ایسی قوم بن کر رہنا پسند ہے جس پر انتہا پسند سرمایہ داروں اور مذہبی قدامت پرستوں کی حکمرانی ہو؟ ان سرمایہ داروں نے تمہارے ملک سے انصاف اور مساوات کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا ہے' انہوں نے تمہاری قومی تہذیب' اخلاقیات' تمدن تباہ کر دیا ہے' باغات اور دریاؤں کو غارت کر دیا ہے' تمہارے ذرائع ابلاغ' انتخابات یہاں تک کہ ذاتی تعلقات تک کو بے ایمان منافق اور مطلب پرست بنا دیا ہے۔ وہ اپنے کدا یعنی مارکیٹ کی ہدایت پر تمہیں بے گھر' بے روزگار' مفلس' لاچار اور بے کس کر دینے کی دھمکیوں کی بنیاد پر حکومت کر رہے ہیں اور بضد ہیں کہ سوسائٹی کو منظم کرنے اور دنیا کی تنظیم نو کا جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ ہی سچا ہے اور اوپر سے بھیجا گیا ہے۔ وہ خود کو اخلاقیات کا بہت بڑا استاد سمجھتے ہیں۔ اور اسی اخلاقیات کا درس دیتے ہوئے کہیں وحشیانہ بمباری کرتے ہیں' کسی ملک پر پوری طاقت کے ساتھ چڑھائی کرتے ہیں' قتل کرتے ہیں' ظلم وتشدد کرتے ہیں' ناانصافی کرتے ہیں' تختے الٹتے ہیں' تمہیں مفلس اور لاچار رکھتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ یہ سب خدا کے نام پر ہے۔''

افغانستان کی تعمیر نو

''ریاستہائے متحدہ امریکہ کا افغانستان کی تعمیر نو پر غور وخوض۔'' یہ تھی ''واشنگٹن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوسٹ'' کی 21 نومبر کی شہ سرخی۔ واشنگٹن میں دو درجن قوموں کے رہنماؤں اور بین الاقوامی تنظیموں کے نمائندوں کی ایک روز کی گفت وشنید کے بعد جنگ زدہ افغانستان کی تعمیر نو کیلئے ایک ایکشن پروگرام ترتیب دینے کا اعلان کیا گیا۔ گویا گیارہ ستمبر کے بعد سے امریکہ کی طرف سے برسنے والی آگ میں جلتے بھنتے شہریوں کے زخموں پر پھاہے رکھنے کو یہ سب اکٹھے ہوئے تھے مگر یہ اعلان حقیقت سے زیادہ اشتہار بازی لگتی ہے کیونکہ ماضی کا ریکارڈ تو کچھ یہی بتاتا ہے۔ ویت نام میں امریکہ نے تحریری طور پر وعدہ کیا تھا کہ جنگ کے بعد وہاں کی تعمیر نو کی جائے گی مگر ایک دہائی گذرنے کے بعد بھی ویت نامیوں کو معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ 1980ء میں گریناڈا اور پانامہ پر امریکہ نے دل کھول کر بمباری کی جس کے بعد تباہی کا شکار ہونے والے سینکڑوں پانامیوں نے امریکی عدالتوں میں مقدمات دائر کئے' سپریم کورٹ تک گئے مگر انہیں بھی ''گریناڈا'' کے عوام کی طرف ''تلافی'' کے طور پر کچھ نہ ملا۔ 1991ء میں عراق کی باری آئی۔ 40 دن اور راتوں کی مسلسل بمباری کے بعد ہر وہ چیز تباہ کر دی گئی جو جدید سوسائٹی کا لازمہ سمجھی جاتی ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عراق کی تعمیر نو میں ریاستہائے متحدہ نے کتنی مدد کی۔ 1999ء میں یوگوسلاویہ کی مثال ہے 78 دن رات بمباری کر کے ایک ترقی یافتہ صنعتی ملک کو تیسری دنیا کے پسماندہ ملک میں تبدیل کر دیا گیا۔ دو سال تک اس کی تعمیر نو کا معاملہ زیر التواء رہا۔ بالآخر جون 2001ء میں یورپی کمیشن اور ورلڈ بینک نے ایک امدادی کانفرنس منعقد کی۔ سمجھا تو یہ جا رہا تھا کہ اس کانفرنس میں یوگوسلاویہ کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا جائے گا مگر اس کی بجائے یوگوسلاویہ کے قرضوں کو اس کانفرنس کا موضوع بنا لیا گیا جس پر سربین وزیر اعظم ''زورن جندک'' نے جو مغرب کا بہت بڑا حامی سمجھا جاتا ہے ایک جرمن رسالے 'دیر سپیگل'' کو انٹرویو میں واضح طور پر کہا کہ اسے مغرب نے دھوکہ دیا ہے۔ اس بے مقصد امدادی کانفرنس کے انعقاد کی بجائے بہتر یہ ہوتا کہ ہمیں 50 ملین ڈی ایم نقد دے دیئے جاتے۔ اگست میں ہمیں 300 ملین یورو کی شکل میں پہلی قسط ملنی تھی اور اب ہمیں اچانک بتایا جا رہا ہے 225 ملین یورو ان قرضوں کی ادائیگی کے لیے روک لیے جائیں گے جو ٹیٹو کے وقت میں جمع ہوئے تھے۔ اس رقم کا 2/3 حصہ جرمانہ اور سود ہے کیونکہ ''میلوسووچ'' دس سال تک اس رقم کی ادائیگی سے انکار کرتا رہا۔ باقی جو 75 ملین یورو رہ جائیں گے وہ ہمیں نومبر میں ملنے کی امید دلائی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی باور کرایا گیا ہے کہ مغرب میں ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول ہوتے ہیں۔ گویا شدید بیماری میں مبتلا شخص کو اس کی موت کے بعد دوا دی جاتی ہے۔ ان حالات میں جولائی' اگست اور ستمبر ہمارے لیے سخت ترین مہینے ہوں گے" 2001ء کے آخر تک یوگوسلاویہ کی تباہی کو ڈھائی سال گذر جانے کے باوجود اس بمباری کے مرتکب اور تعمیر نو کی تحریک کے معمار امریکہ بہادر سے اسے کوئی امدادی رقم حاصل نہیں ہوئی تھی۔ گویا اب افغانستان کا حکمران جو بھی ہوگا اس کے لیے افغانستان کی تعمیر نو کے لیے امریکی امداد کی توقع رکھنا عبث ہے۔ یوں بھی واشنگٹن پوسٹ کی 21 نومبر کی شہ سرخی کے مطابق بش انتظامیہ نے صاف صاف اس بات کا اعلان کیا ہے کہ چونکہ نئی افغان حکومت کے قیام اور فوجی کارروائی کے سلسلہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ اپنا حصہ ادا کر چکا ہے اس لیے اب افغانستان کی تعمیر نو کے لیے دیگر ممالک خاص طور پر جاپان اور یورپی اقوام کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔" اس بیان سے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے افغانستان پر کی جانے والی بمباری امریکہ کی نہیں بلکہ جاپان اور یورپ کی خواہش پر کی گئی ہو اور ان کے مفاد میں ہو۔

عراق پر بمباری کے بعد امریکہ نے سعودی عرب اور خلیجی علاقہ میں واقع دیگر ہمسایہ ممالک سے اپنے فوجی اڈے ختم کر دیئے تھے۔ یوگوسلاویہ پر بمباری کے بعد کوسووا' البانیہ' مقدونیہ' ہنگری' بوسنیا اور کروشیا میں قائم کئے گئے اپنے فوجی اڈے ختم کر دیئے تھے مگر افغانستان پر بمباری کے خاتمے کے بعد بھی امریکہ افغانستان' پاکستان' ازبکستان' تاجکستان اور دیگر جگہوں پر قائم شدہ اپنے فوجی اڈے ہرگز ختم نہیں کرے گا۔

افغانستان پر جارحیت کے ذریعہ قبضہ کیا گیا ہے اور نئی حکومت کا قیام بھی امریکی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ وہ ہی لوگ ہیں جو طالبان سے قبل افغانستان پر قابض تھے اور انہی کے خلاف افغانیوں نے طالبان کو خوش آمدید کہا تھا۔ اب ان کی نئی زیادتیاں امریکہ کے زیر سایہ شروع ہو چکی ہیں۔ عبوری حکومت کے سربراہ حامد کرزئی حکومت چلانے اور اپنی ساکھ قائم رکھنے کے لیے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ' نیشنل سیکورٹی کونسل اور وزارت خارجہ کے ساتھ اپنے قریبی تعلقات کو استعمال کرنے کی کوشش کریں گے مگر یہ تعلق بھی ایک بار سے زیادہ ان کے کام نہیں آئے گا ان کی امریکہ کے نزدیک کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب انہوں نے دسمبر میں امریکہ سے بمباری بند کرنے کی درخواست کی تو نہایت رکھائی سے انہیں انکار کرتے ہوئے کہا گیا کہ وقت کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کا اپنا شیڈول ہے۔ یقیناً یہ طرزِ عمل مستقبل میں افغان حکومت اور سوسائٹی کے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ اور نیک شگون تو کرزئی کی جانب سے جنرل رشید دوستم جیسے ظالم شخص کی بطور نائب وزیر دفاع تعیناتی بھی نہیں ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کی ایک عادت یہ ہے کہ سپاہیوں کو سزا دینے کے لیے ٹینک کے نیچے باندھ کر اپنی بیرکس کے گرد چکر لگواتا تھا یہاں تک کہ ان کا بھرتہ بن جاتا تھا۔

دہشت گردوں کا خوف

اگلے صفحات پر آپ جو تعارف پڑھیں گے وہ 1999ء میں تحریر کیا گیا تھا اس میں جس نکتہ پر بحث کی گئی ہے وہ ہے امریکہ کا بڑھتا ہوا دفاعی بجٹ اس کے اسباب اور حقائق اور اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ امریکی عوام کو قومی سلامتی اور تحفظ کے نام پر آمادہ کیا جاتا رہا ہے کہ وہ اپنی پوری قوت حکمرانوں کے پلڑے میں ڈال دیں تا کہ وہ انہیں خوف' دہشت اور دشمن سے نجات دلائیں۔ قومی سلامتی ہی کی آڑ میں ہر سال دفاع کے نام پر بڑے بڑے بجٹ کے ذریعہ کرتا دھرتاؤں کے ذاتی مفادات کا تحفظ اور پولیس کے اختیارات میں بے تحاشہ اضافے کا جواز بھی تلاش کیا جاتا رہا تا کہ نقادوں کا منہ بند کیا جا سکے۔ مگر سوال یہ ہے کہ گیارہ ستمبر کو جو کچھ ہوا ایسے میں برسوں کی دفاعی تیاریاں کہاں گئیں۔ دشمن نے تو دفاع کی علامت یعنی پینٹا گون کو ہی نشانہ بنا لیا۔ امریکہ کی جو خارجہ پالیسی ہے اس کی موجودگی میں امریکہ پر ایسے حملے مستقبل میں بھی ہوتے رہیں گے جن سے نمٹنے کے لیے دفاعی تیاری اور فوج کی بہرحال ضرورت ہے مگر دفاع کا مطلب تو یہ ہی ہے کہ بھرپور طریقہ سے دفاع کیا جائے اور دشمن کے ارادے خاک میں ملا دیئے جائیں۔ دوسری صورت مین خواہ کتنی ہی بڑی فوج رکھ لیں اتنی ہی رقم دفاع کے نام پر مختص کر دیں نتیجہ یہی ہو گا۔ امریکہ کو اب یہ بھی سوچنا ہو گا کہ دشمن دھمکیوں کو عملی جامہ بھی پہنا سکتا ہے اسے اپنی غلط فہمی دور کرنا ہو گی۔ نصف صدی تک سوویت یونین کی طرف سے امریکہ پر تابکاری حملہ کی دھمکی اس لیے محض دھمکی رہی کہ سوویت یونین نے داخلی وجوہات کی بناء پر اسے عملی جامہ پہنانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ بہرحال سوویت یونین کے خاتمے کے بعد جہاں امریکہ پر طاری یہ مستقل خوف ختم ہوا وہیں کئی اور ممالک کی طرف مختلف قسم کے خوف پیدا ہو گئے۔ کسی کی طرف سے منشیات کے پھیلاؤ کا خوف' کسی کی جانب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دہشت گردی کا خوف اور اس خوف کی بنیاد پر دفاعی بجٹ میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہا۔ نقادوں کے مطابق اب گیارہ ستمبر کے واقعہ نے جہاں امریکی عوام کو بری طرح متاثر کیا ہے وہیں قومی سلامتی کے اداروں اور انتظامیہ کے لیے ہر نیا دن کرسمس بن گیا ہے۔ ان کی تو گویا دلی مراد پوری ہوگئی ان کی خواہشات کی فہرستیں جاری ہونا شروع ہوگئیں۔ مختصر یہ کہ انہوں نے اضافی دفاعی اخراجات کو نہایت بے شرمی سے خرچ کیا' سماجی اخراجات کا گلا گھونٹتے ہوئے بڑی بڑی کارپوریشنوں کیلئے ٹیکس چھوٹ کو بے حیائی سے بڑھاوا دیا۔ شہری حقوق کو بہت بری طرح سے پامال کیا گیا۔ بے عزت کی حد تک کڑی نگرانی' شہریوں کے خلاف مقدمہ بازی' پولیس کے لامحدود اختیارات' ان کے گھروں میں بلااجازت داخل ہونے کا سرکاری اجازت نامہ' موقع محل کے لحاظ سے قانون میں ردو بدل اور قانون سازی کے ذریعہ امریکی شہنشاہیت کو پھیلانے کا اعلان کیا گیا۔ اس عذاب سے کوئی محفوظ نہیں رہا۔ جس نے اس کے خلاف زبان کھولی وہ معتوب ٹھہرا۔ خواہ وہ کوئی شخص ہو یا کوئی ملک۔ ایک طرف جہاں دہشت گردی کے خلاف اس ''مقدس جنگ'' کی ڈھکے چھپے یا واضح الفاظ میں مخالفت کرنے والے ممالک کو جن میں عراق' شمالی کوریا اور سوڈان وغیرہ شامل تھے سنگین نتائج بھگتنے پڑے وہیں اس جنگ کے خلاف آواز اٹھانے والے مختلف اداروں کے ملازموں کو اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھونے پڑے نجانے کتنے تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو کھلے عام ذلیل کیا گیا' نجانے کتنے طالب علم اس جرم کی پاداش میں نکال دیئے گئے اور یہی نہیں کانگریس کے اس رکن کو جس نے فوجی طاقت کے استعمال کے خلاف رائے دی تھی۔ بے شمار دھمکی آمیز خطوط موصول ہوئے۔ پولیس کا کام اب شہریوں کے حقوق کی حفاظت نہیں رہا بلکہ انہیں ڈرا دھمکا کر رکھنا اور اپنی مرضی کے مطابق عمل کرانا ہوگیا ہے۔ کیا یہ حالات بزبان خود اعلان نہیں کر رہے کہ امریکہ پولیس سٹیٹ بن چکا ہے اور کیا اس سے بدترین پولیس سٹیٹ دنیا میں کہیں اور ہوگی؟ پولیس کے اختیارات تو منشیات کے خلاف جنگ کی آڑ میں ہی بہت زیادہ بڑھا دیئے گئے تھے اور اب گیارہ ستمبر کے بعد تو انہیں بالکل ہی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ جو مرضی آئے کریں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

دہشت گردی کے خلاف بننے والا نیا قانون جتنی تیزی کے ساتھ تمام مراحل طے کر کے منظور بھی ہوگیا اس سے صرف اور صرف ایک ہی بات واضح ہوتی ہے کہ اس کا مقصد شہری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی پر دباؤ اور ان کی رسوائی ہے۔ کسی بھی طریقہ سے حکومتی پالیسی پر اثر انداز ہونے کو بھی "دہشت گردی" کے زمرے میں شامل کرنے کا مقصد بھی صرف یہ ہے حکومت کے کسی بھی اقدام کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھ سکے۔ اس قانون کے ذریعہ کسی ایک فرد کی گرفتاری عمل میں نہیں آئے گی بلکہ اس پورے گروپ کے خلاف کارروائی کی جائے گی جس میں وہ شامل ہو گا۔ ان کے خلاف ہونے والی کارروائی میں دیگر سزاؤں کے ساتھ ایک سزا یہ بھی ہو گی کہ پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی ان کی جائیداد ہو گی ضبط ہو جائے گی۔ اس صورتحال میں کتنے نوجوان ہوں گے جو اپنا مستقبل ایسے خطرے میں جھونک سکیں گے اور کتنی تنظیمیں ہوں گی جو سب کچھ کھونے کو تیار ہوں گی۔

کون کیا کچھ جانتا تھا

گیارہ ستمبر کے بعد سامنے آنے والی رپورٹوں میں یہ سوال مشترکہ طور پر اٹھایا گیا ہے کہ کیا امریکی خفیہ ادارے اور محکمہ دفاع اس واقعہ کے حوالے سے بالکل ہی لاعلم تھا؟ اس حوالے سے چند رپورٹیں حاضر ہیں جن سے حقیقت حال واضح ہو سکتی ہے۔ جولائی 2001ء میں دبئی کے ایک ہسپتال میں سی آئی اے کی اسامہ بن لادن سے ملاقات کی رپورٹیں ریکارڈ پر ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسرائیل کی خفیہ تنظیم موساد کو بھی اس کے بارے میں نہ صرف پورا علم تھا بلکہ بعض رپورٹوں کے ذریعہ اس کی موجودگی بھی ثابت کی جا چکی ہے۔ بش خاندان کے بن لادن خاندان کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بھی شواہد سامنے آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی محققین اور اشاعتی ادارے اس حوالے سے بہت کچھ شائع کرتے رہیں گے۔ کون کون کس کس بات سے کس حد تک واقف تھا اس حوالے سے میں اپنے مشاہدات پر مبنی تجزیہ ضرور پیش کر سکتا ہوں۔ یہ بات بالکل درست نہیں کہ دہشت گردی کے ان واقعات سے ایف بی آئی، سی آئی اے یا این ایس اے بالکل بے خبر تھے۔ ان کے علم میں یہ ضرور ہو گا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ خاص قسم کی دہشت گردی کا شکار بننے والا ہے۔ البتہ یہ ضرور مانا جا سکتا ہے کہ انہیں یہ اندازہ نہ ہو کہ دہشت گردی اس حد تک خوفناک ہو سکتی ہے۔ یہ بات اس لیے بھی یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ماضی کا ریکارڈ یہ ثابت کرتا ہے۔ فروری 2000ء کا واقعہ اب تک بہت سے ذہنوں میں تازہ ہو گا جب اسرائیل میں خودکش حملوں کے خلاف پہلی بین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں سی آئی اے کو ایک خاص وارننگ موصول ہوئی تھی کہ دہشت گرد تجارتی ہوائی جہاز اغوا کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں تا کہ امریکہ کے اہم مقامات کو ان کے ذریعے نشانہ بنایا جائے۔ اسی طرح 1995ء میں بھی فلپائن میں گرفتار ہونے والے ایک دہشت گرد نے بھی اپنے گروپ کے پروگرام سے باخبر کر دیا تھا کہ چھوٹے جہازوں کو اغوا کر کے انہیں ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہوئے سی آئی اے اور دیگر حکومتی اداروں کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ عملدرآمد کے لیے تیار ہے۔ ایسے میں دہشت گردی کا یہ طریقہ کم از کم امریکی خفیہ اداروں کے لیے تو حیرت کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ گیارہ ستمبر کو ہوائی جہاز ہائی جیک کرنے والوں میں سے دو یا تین ایف بی آئی کی لسٹ پر موجود ہیں۔

کیا دہشت گردی ختم کرنے کا یہ طریقہ درست ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کے اس تباہ کن طریقہ نے دنیا بھر میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کو اپنے دین کے حوالے سے جذباتی کر دیا ہے۔ وہ اسامہ بن لادن کے مقاصد کو درست سمجھتے ہوئے اس کی تقلید کے راستہ پر چل پڑے۔ دسمبر کا واقعہ ہے جب افغانستان پر امریکی بمباری جاری تھی ایک نومسلم برطانوی شہری رچرڈ ریڈ نے امریکہ جانے والے امریکی ائیر لائنز کے ایک جہاز کو اپنے جوتوں میں چھپائے گئے دھماکہ خیز مواد سے اڑانے کی کوشش کی صرف یہ ہی نہیں لندن کی اس مسجد کے امام نے جہاں ریڈ پابندی سے جاتا تھا انکشاف کیا کہ انتہا پسندوں نے ریڈ کی طرح کے بہت سے نوجوانوں کی فہرست تیار کر رکھی ہے۔ امام نے مزید بتایا کہ وہ برطانیہ میں موجود سینکڑوں رچرڈ ریڈوں کو جانتا ہے۔ برطانوی نومسلم ریڈ کو اخبارات ''رو میں بہنے والا'' کہہ کر پکار رہے ہیں اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ پیرس پہنچ کر امریکن ائیر لائنز کے جہاز میں سوار ہونے سے قبل اسرائیل' مصر' نیدرلینڈ اور بیلجیم گیا تھا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے پیسہ کہاں سے مل رہا تھا؟

صورتحال سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حال ہی امریکہ کی طرف سے دنیا بھر میں منجمد کیے جانے والے بے شمار فنڈز ان گروپوں کی دسترس میں تھے۔

امریکی حکومت کی افغانستان پر وحشیانہ بمباری کے بعد سے امریکیوں میں عدم تحفظ کا احساس بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس خوف' دہشت اور احساس عدم تحفظ کے باعث وہ نفسیاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریض بن کر رہ گئے ہیں یہ بات ان کے ذہن کے کسی نہ کسی گوشے میں بیٹھ چکی ہے کہ جو کچھ امریکہ دنیا بھر میں کر رہا ہے اس کے انتقامی ردعمل کا نشانہ بہرطور عوام نے ہی بننا ہے۔ مگر یہاں سوال یہ ہے کہ کیا اتنا سب کچھ ہو جانے کے باوجود طاقت کے زعم میں مبتلا کرتا دھرتاؤں نے کچھ سبق حاصل کیا؟ اس سوال کے جواب میں سی آئی اے کے سابق سربراہ مسٹر جیمز وولے کا یہ بیان پیش کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے غرور سے گردن اکڑاتے ہوئے عراق پر امریکی حملوں کی وکالت میں جاری کیا کہ افغانستان کے معاملہ میں امریکہ کی کامیابیوں کے حوالے سے عرب عوام کی خاموشی یہ ثابت کرتی ہے کہ صرف خوف ہی وہ ہتھیار ہے جو امریکہ کی دنیا بھر میں عزت اور تکریم کا باعث بن سکتا ہے۔

امریکہ اگر اپنے خلاف دہشت گردی ختم کرنا چاہتا ہے' اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا ہے تو اس کے لیے اسے صرف اپنی خارجہ پالیسی کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جو امریکہ کے خلاف منافرت کو نہ صرف کم بلکہ ختم کر دے گا۔

اگر میں امریکی صدر ہوتا تو محض چند روز میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے خلاف دہشت گردوں کے نہ صرف حملے بلکہ دہشت گردی کے امکانات بھی مستقل طور پر ختم کر دیتا۔ اس کے لیے مجھے صرف چند کام کرنے ہوتے۔ سب سے پہلے تو میں امریکی استعماریت کا شکار ہونے والے لاکھوں متاثرین بیواؤں اور یتیموں سے کھلے دل سے معافی مانگتا پھر پورے خلوص کے ساتھ یہ اعلان کرتا کہ آج سے دنیا بھر میں امریکی مداخلت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد اسرائیل کو اطلاع دیتا کہ آج کے بعد وہ امریکہ کی 51ویں ریاست نہیں بلکہ ایک بیرونی ملک ہے۔ پھر میں فوجی بجٹ میں 90 فیصد کمی کرتا اور ان بچتوں کو متاثرین کی بحالی کے لیے استعمال کرتا۔ یہ رقم کافی سے بھی زیادہ ہوتی کیونکہ اس وقت ایک سال کا فوجی بجٹ 330 بلین امریکی ڈالر ہے گویا یہ رقم حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے لے کر آج تک اٹھارہ ہزار ڈالر فی گھنٹہ کے مساوی ہے۔

یہ ہیں وہ اقدامات جو میں اپنی صدارت کے پہلے تین روز میں وائٹ ہاؤس میں کرتا اور چوتھے روز مجھے قتل کر دیا جاتا۔ (ولیم بیلم)

(واشنگٹن ڈی سی۔ جنوری 2002ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف

اس کتاب کا نام "Serial Chaiw-Saw Baby Killers and the Women who Love them" ہونا چاہیے تھا۔ دراصل عورت اس بات پر کبھی یقین نہیں کرتی کہ اس کا محبوب کوئی برا کام بھی کر سکتا ہے۔ اسے آپ کٹا ہوا عضو یا بغیر سر کا جسم بھی ثبوت کے طور پر دکھا دیں گے تو وہ یہی کہتی رہے گی کہ اس کے محبوب نے یہ قتل کسی اعلیٰ مقصد کے لیے کیا ہوگا یا پھر اس کے ساتھ کوئی ایسا حادثہ پیش آ گیا ہوگا کہ ایسا کرنا ضروری ہو گیا ہوگا۔ کبھی وہ اسے انسانی غلطی قرار دیں گی تو کبھی قسمت کا پھیر غرضیکہ وہ اپنے محبوب کو ہرگز قصور وار نہیں ٹھہرائے گی۔ وجہ صرف وہ اندھا اعتماد ہے جو اسے اپنے محبوب پر ہے۔ کچھ اسی قسم کا یقین امریکی عوام امریکہ پر رکھتی ہے اس کے ساتھ ساتھ گذشتہ 70 سالوں میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے دنیا کو خود پر ایسا ہی یقین کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ وہ تقریباً ساری دنیا کو اس بات کا برسوں سے یقین دلا رہا ہے کہ کوئی بین الاقوامی سازش ہو رہی ہے۔ ایسی بین الاقوامی اشتراکی سازش جس کے ذریعہ پوری دنیا پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ یہ سازش تیار کرنے والے عناصر ایسے مقاصد کے حصول کے لیے دنیا پر اپنا مکمل اختیار چاہتے ہیں جن کی کوئی تہذیبی قدر و قیمت نہیں اور اس سازش سے دنیا کو صرف امریکہ ہی بچا سکتا ہے انہیں اشتراکیت کے اندھیروں سے بچا کر روشنی میں لانے والا صرف امریکہ ہی ہے۔ دنیا یہ چاہتے ہوئے بھی اس پر اعتبار کرنے پر مجبور ہے۔ جو امریکہ کہتا ہے وہ کرنے پر مجبور ہے۔ امریکہ کہتا ہے مجھ سے ہتھیار خریدو میری فوج اور کارپوریشنوں کو اپنی زمین پر آزادی سے مٹرگشت کرنے دو۔ اور اپنے حکمران کا انتخاب مجھ پر چھوڑ دو اس کے بدلے میں تمہیں مکمل تحفظ دیا جائے گا۔ اور بس دنیا اس کے جال میں پھنستی چلی گئی۔ یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو مرد نے عورت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کرنے اور اس پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا تھا۔ مرد نے عورت کو جس لمحہ قائل کر لیا کہ وہ اس کو تحفظ دے گا اور اسے اپنی حفاظت کے لیے مرد کی ضرورت ہے اس لمحہ سے وہ اس کی باندی بن گئی تھی' اس کے اشاروں پر ناچنے والی گڑیا کسی نے یہ نہیں سوچا کہ بالفرض اگر سارے مردرات بھر غائب رہیں تو کتنی عورتیں گلیوں میں ٹہلنے سے خوفزدہ رہیں گی؟

اگر کسی ملک کے لوگ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہ ہوں کہ انہیں تحفظ کی ضرورت ہے اور اگر وہ امریکی ارادوں کو خاطر میں لانے سے انکار کر دیں تو انہیں واضح طور پر کمیونزم کی دوزخ میں بھسم کرنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں' وہ سی آئی اے کی لسٹ پر آ جاتے ہیں اور پھر بہانوں بہانوں سے انہیں ملیامیٹ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ کوششیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک مقصد حاصل نہ ہو جائے۔

1945ء سے آج تک امریکہ مستقل دنیا بھر کے ممالک کے ''تحفظ'' کے لیے کوشاں ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔ گذشتہ نصف صدی کے دوران اس نے مختلف ممالک کی 40 حکومتوں کے تختے الٹنے میں اہم کردار ادا کیا 30 سے زیادہ قوم پرست عوامی تحریکوں کا سر کچلا جو ان حکومتوں کے خلاف کام کر رہی تھیں جو امریکہ کی مرضی سے وہاں بیٹھی تھیں۔ ایسے نہ جانے کتنے ہی کارنامے ہیں جن کی انجام دہی کے دوران امریکہ لاکھوں انسانوں کی جانوں کے ضیاع کا سبب بنا اور نجانے کتنے معذوری اور ذہنی کرب میں مبتلا ہو کر زندگی کے دن پورے کرنے پر مجبور ہو گئے امریکہ کے اس کردار کے حوالے سے میں نے اپریل 1991ء میں لکھا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ ایک جدید تہذیب یافتہ ملک یوگوسلاویہ کو صنعتی دور سے پہلے کی حالت میں لانے کے لیے بمباری میں مصروف ہے اور امریکی عوام یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ ان کی حکومت یہ کام انسانیت کی بھلائی کے لیے کر رہی ہے اس کی وجہ وہی ہے کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ ان کی حکومت کوئی برا کام کر ہی نہیں سکتی۔

''نیو ورلڈ آرڈر'' کا سبب بھی دنیا کو تحفظ فراہم کرنے کی آڑ میں امریکی شہنشاہیت کو قائم رکھنا ہے۔ اسی طرح وہ تمام معاہدے جو بظاہر تو دنیا کی فلاح و بہبود کے لیے قائم کیے گئے ہیں دراصل امریکی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔ NATO سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو گی۔ حال ہی میں (NATO) North Atlantic Treaty

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Organization کے پچاس سالہ جشن کا واشنگٹن میں اہتمام کیا گیا۔ اس سہ روزہ جشن میں شرکت کرنے والے ممالک کے صدور' وزرائے اعظم اور وزرائے خارجہ کے لیے یہ بات نہایت فخر کا باعث تھی کہ انہیں امریکہ بہادر کے قریبی دوستوں میں شامل ہونے کا اعزاز دیا گیا ہے۔ اس جشن کو منانے کے لیے پرائیویٹ کارپوریشنوں نے پیسہ فراہم کیا جن میں سے ایک درجن سے زائد کارپوریشنوں نے اس کے لیے 2,50,0000 ڈالر یکمشت ادا کیے کہ ان کے سربراہ کو NATO کی مہمان نوازی کی کمیٹی میں ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کا موقع مل سکے۔ پھر وارے نیارے بہت سی فرموں کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح سے چیک ری پبلک' ہنگری اور پولینڈ کو NATO میں شامل کر لیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ممالک ان سے بہت بڑی تعداد میں فوجی ساز وسامان خریدنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ ان معاہدوں کی آڑ میں مفادات کا جو کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ کسی کی نظر سے بھی پوشیدہ نہیں۔

آیئے ذرا اسی حوالے سے ایک نظر امریکہ کی جدید تاریخ پر بھی ڈال لیں جو یقیناً سبق آموز بھی ہے کہ امریکہ حقیقت میں کیا کچھ کر رہا ہے۔

1994ء کی کانگریس رپورٹ کے مطابق 1940ء میں دو خطرناک گیسوں مسٹرڈ گیس اور بلسٹر گیس کے تجربہ کے لیے ساٹھ ہزار فوجیوں کو انسانی فاسد مادہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ان میں سے اکثریت کو ان تجربات کی حقیقت کے بارے میں نہیں بتایا گیا تھا نہ ہی بعد میں انہیں کسی قسم کی طبی امداد دی گئی۔ یہی نہیں ان میں سے کئی ایسے تھے جنہیں اس حوالے سے دھمکیاں دی گئیں اور سختی سے خبردار کیا گیا کہ وہ ان تجربات کا ذکر اپنے والدین' بیویوں یہاں تک کہ خاندانی ڈاکٹروں سے بھی نہ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو انہیں "لیون ورتھ" کے قلعہ میں قید کر دیا جائے گا۔ پینٹاگون مسلسل کئی دہائیوں تک اس بات سے انکار کرتا رہا کہ اس قسم کی کوئی تحقیق کی گئی تھی نتیجتاً کئی دہائیوں تک ان تجربات کا شکار ہونے والے بیماریوں' معذوریوں اور پریشانیوں میں مبتلا رہے۔

1990ء کی طرف آئیں تو خلیجی جنگ سے واپس آنے والے ہزاروں سپاہی اپنی ہیلگائی ہوئی غیر معمولی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ طبی جانچ پڑتال کے بعد ہونے والی تشخیص سے اندازہ ہوا کہ یہ انتہائی نقصان دہ کیمیائی حیاتیاتی عوامل کے اثرات ہیں مگر پینٹاگون مستقل اس سے انکار کرتا رہا۔ وقت گذرتا رہا اور متاثرین اعصابی تکالیف' یادداشت کی کمی' خطرناک خارش'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیپھڑوں، پٹھوں اور جوڑوں کے درد شدید سردرد وغیرہ جیسی بیماریوں کا شکار بنتے رہے۔ متاثرین کی تعداد حد سے تجاوز کرنے لگی تو پینٹا گون کا انکار ہچکچاہٹ اور کھسیاہیٹ آمیز اقرار میں تبدیل ہونے لگا۔

''کیمیاوی ہتھیار استعمال تو کیے گئے تھے۔''

''شاید زہر میں بجھے ہوئے ہتھیاروں کے استعمال کی وجہ سے۔'' مگر اب بھی واضح اقرار نہیں تھا۔ متاثرین میں امریکی سپاہیوں کے ساتھ دیگر ملازمین بھی کافی تعداد میں تھے۔ متاثرین کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ ہوئی تو سرگوشیاں بلند آوازوں میں بدلنے لگیں، پھر یہ تعداد پندرہ ہزار اور بالآخر بیس ہزار آٹھ سو ستاسٹھ ہوئی تو ہر جانب ایک شور سا مچ گیا۔ پینٹا گون کے لیے حالات کو سنبھالنا مشکل ہونے لگا۔ تب پینٹا گون نے ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جدید کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ امریکی سپاہیوں میں سیرین گیس پائی جاسکتی ہے۔ سپاہیوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اینتھریکس اعصابی ویکسین لیں جو ایف ڈی اے کی طرف سے نہ تو منظور شدہ تھی نہ ہی مؤثر۔ انکار پر انہیں باقاعدہ مجرموں کیطرح سے سزائیں دی گئیں۔ گویا بیماری اور عذاب میں بھی وہی مبتلا ہوئے سزائیں بھی انہیں ہی ملیں اور قصور واروں کے ہاتھ بالکل صاف رہے۔ اس سے قبل بھی دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی سپاہیوں کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ پہلے بخار کی ویکسین لیں اور ویکسینیشن کے نتیجہ میں تین لاکھ تیس ہزار سپاہی ہیپا ٹائٹس ''بی'' کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اب بھی یہی ہوا جب سپاہیوں کو زبردستی ویکسین دی گئی اور اس کے مضر اثرات ظاہر ہونے لگے تو خلیجی جنگ کے 9 سال بعد 1999ء میں محکمہ دفاع نے اعلان کیا کہ سپاہیوں کو خاص اعصابی گیس سے تحفظ کے لیے جو ویکسین دی گئی تھی وہ کسی طور پر فائدہ مند ثابت نہیں ہوئی۔

اپنے مقصد کے حصول کے لیے پینٹا گون نے سپاہیوں کو اس بات سے قطعی بے خبر رکھا کہ وہ میدان جنگ میں خطرناک کیمیائی ہتھیاروں کے کتنے نزدیک ہیں۔ پینٹا گون ان ہتھیاروں کے تباہ کن اثرات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اگر وہ پہلے یہ قبول کر لیتا تو فوجیوں کی صحیح تشخیص کے بعد مناسب علاج ہو سکتا تھا۔ دراصل ان کے نزدیک انسانی جان کی قیمت ہی نہیں ہے۔ اپنے مفاد کے لیے وہ اپنے سپاہیوں کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ 1940ء سے 1990ء کے دوران امریکی حکومت کی جانب سے ہمیں کیا کچھ ملا ہے؟ قسم قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکومتی پروگرام، سپاہیوں کا افریقی سوؤروں کی طرح استعمال، ان پر ایٹمی تجربات کرنا، پائلٹوں کو کیمیاوی بادلوں میں روانہ کرنا، حیاتیاتی ہتھیاروں کے تجربات، بجلی کی لہروں کے تجربات، ذہنوں کو جام کر دینا وغیرہ وغیرہ۔ انسانوں پر تجربات کئے جاتے ہیں اور انہیں اس سے نہ تو آگاہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی بعد میں ان کے علاج معالجہ کی زحمت گوارا کی جاتی ہے۔

یہ چھوٹا سا تاریخی پرت الٹنے کا مقصد یہ ہے کہ جو امریکی حکومت اپنے فوجیوں کی فلاح و بہبود کا خیال نہیں رکھتی ان کی جانوں کی اس کے نزدیک کوئی قیمت نہیں وہ غیر ملکیوں کی پرواہ کیونکر کرے گی۔

بات کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ یہ درست ہے امریکہ نے دنیا کو اپنے خوف میں مبتلا کر لیا ہے مگر اب بھی اس کے منہ پر سچ کہنے کا حوصلہ رکھنے والے موجود ہیں۔ 1995ء میں سی آئی اے کے ایک اہلکار نے دلائی لامہ سے سوال کیا کہ تبتیوں کی مدد کر کے ہم نے اچھا کیا یا برا؟ تبت کے روحانی پیشوا کا جواب یہ تھا کہ یہ مدد اس لیے کی گئی کہ ہم چین سے مقابلہ کر رہے تھے۔ اس معاملہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے جو دخل اندازی کی تو اس کا سبب تبتوں کی مدد نہیں بلکہ چین کو دھمکانا تھا۔ سرد جنگ کے مروجہ طریقہ کار کے مطابق اسے مقابلے کے لیے ابھارنا تھا۔ تبت کی مدد کی آڑ میں امریکہ کے ہاتھ سنہری موقع لگا تھا وہ اسے کیسے ضائع کر سکتا تھا۔ مگر اس کے نتیجہ میں جو ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں ان کا لہو کس کے ہاتھ پر تلاش کیا جائے۔

چین کو اکسانے کے لیے امریکہ نے یہ کھیل کھیلا ایسا ہی کھیل وہ افغانستان میں 1979ء میں بھی کھیل چکا تھا۔

سابق امریکی صدر جمی کارٹر کے قومی سلامتی کے مشیر ''ذبگینو بریزنسکی'' نے 1998ء میں اس حوالے سے ایک انکشاف کیا کہ ''یہ جو سرکاری کہانی سنائی جاتی ہے کہ امریکہ نے 1979ء میں سودیت حملے کے بعد افغانستان کی حزب مخالف کو فوجی امداد دی تھی بالکل جھوٹ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روسیوں کے حملہ آور ہونے سے تقریباً چھ ماہ قبل ہی امریکہ نے مجاہدین کی مدد کرنا شروع کر دی تھی۔ یہ امداد صرف اور صرف روسی فوجی مداخلت کو یقینی بنانے اور انہیں حملہ کیلئے راغب کرنے کیلئے تھی۔'' اس پر بریزنسکی سے سوال کیا گیا کہ کیا اس عمل پر انہیں افسوس ہے؟ تو ان کا جواب یہ تھا کہ ''کیسا افسوس؟ یہ خفیہ کارروائی ایک شاندار طریقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ ہم روسیوں کو افغان پھندے میں پھانسنے میں کامیاب رہے۔ جس دن روسیوں نے بارڈر پار کیا میں نے صدر کارٹر کو خط لکھا کہ اب میدان ہمارے ہاتھ میں ہے اور پھر دس سال تک ماسکو کو حکومت کی حمایت کے بغیر جنگ جاری رکھنی پڑی۔ جھگڑا بڑھتا گیا بالآخر ہمیں ہمارا مقصد حاصل ہو گیا اور سوویت شہنشاہیت ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئی۔''

اس جنگ نے کیا کچھ تباہ نہیں کر دیا۔ دنیا کا نقشہ بدل کر رکھ دیا' بھیانک تشدد' بے بہا خونریزی نے افغان سرزمین کو خون میں نہلا دیا' ایک پوری نسل اس کا شکار بنی آدھی آبادی یا تو مر گئی یا معذور ہو گئی یا پھر مہاجر بن گئی' ان زیادتیوں کے خلاف نجانے کتنے پرامن شہری انتہا پسند دہشت گردوں کا روپ دھار گئے۔ ظلم' زیادتی' جور جبر مگر کیسی عجیب بات ہے نا کہ اس خونی کھیل میں مرکزی کردار ادا کرنے پر ''بریزنسکی'' کو کوئی افسوس نہیں ہے بلکہ اسے آج بھی اس ''شاندار کردار'' پر فخر ہے۔

میڈلین البرائٹ کا وہ ٹیلی وژن انٹرویو آج بھی بہت سے ذہنوں میں تازہ ہو گا جس میں رپورٹر سٹیل نے عراق کے خلاف کارروائیوں کے حوالے سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ ایک اندازہ کے مطابق اب تک نصف ملین بچے مر چکے ہیں اور یہ تعداد ہیروشیما میں مرنے والے بچوں سے کہیں زیادہ ہے۔ آپ کا خیال ہے کیا ایسا ہونا چاہیے تھا؟ جواب میں میڈلین البرائٹ نے مخصوص انداز میں بھنویں اچکاتے ہوئے کہا کہ ''گو کہ یہ ایک سخت راستہ ہے مگر میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔'' اس شقی القلبی پر کیا تبصرہ کیا جائے کہ کہیں کوئی ندامت نہیں کوئی افسوس نہیں۔ اگر البرائٹ کے اس رویہ پر انہیں شک کا فائدہ دینے کی کوشش کی جائے تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کے پاس انتظامیہ کی پالیسی کی حمایت کے سوا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔ مگر یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ نہایت ہی لولا لنگڑا بہانہ ہے۔ کیونکہ اس عہدہ پر فائز شخص ایسی پالیسیوں کا لازمی اور اہم حصہ ہوتا ہے۔ اور یہ بتاتے ہوئے مجھے قطعی کوئی جھجک نہیں کہ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد البرائٹ کو سیکرٹری آف سٹیٹ بنا دیا گیا۔

ایک اور مثال ورلڈ بینک کے چیف اکانومسٹ ''لارنس سمرز'' کی بھی ہے۔ اس نے تجویز پیش کی کہ ''تباہ کن اثرات کی حامل آلودہ صنعتوں کو ترقی پذیر ممالک میں منتقل کرنے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح ان کی آلودگی سے ہونے والی اموات اور صحت کے مسائل پر اخراجات کم ہوں گے۔ متاثرہ کارکنوں پر لاگت بھی زیادہ نہیں اٹھے گی کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ممالک جہاں اجرتیں کم ہیں یقیناً لاگت بھی کم ہی آئے گی۔ اور زہریلے اجزا والی صنعتوں کو تو سب سے کم اجرتوں والے ممالک ہی بہترین ہیں۔" اس تجویز پر خاصی لے دے ہوئی سمرز کی خاصی مذمت کی گئی مگر اس ناپسندیدگی اور مذمت کے باوجود 1999ء میں صدر کلنٹن نے لارنس سمرز کو انڈر سیکرٹری خزانہ برائے بین الاقوامی معاملات کے عہدے سے ترقی دے کر سیکرٹری خزانہ بنا دیا۔

خود صدر کلنٹن نے کیا کیا؟ یوگوسلاویہ پر بمباری کے ابتدائی 33 دنوں میں گھر' ہسپتال' سکول' عبادت گاہیں' تفریح گاہیں' کارخانے' دیہات سب کچھ بری طرح تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ بوڑھے' بچے' مرد' عورتیں مر رہے تھے معذور ہو رہے تھے مگر یہ کھیل سبق سکھانے کے لیے جاری تھا۔ ابتدائی 33 روز بعد جناب بل کلنٹن نے بمباری کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "دیکھنے والوں کے لیے یہ کافی لمبا عرصہ ہو سکتا ہے مگر میں ایسا نہیں سمجھتا کیونکہ یہ ضروری ہے" اور پھر یہ شخص مزید 45 دن تک خون کی ہولی کھیلتا رہا۔

الگور کو کلنٹن کا بہترین متبادل سمجھا جا رہا تھا۔ ان کی بھی سینئے 1998ء میں جنوبی افریقہ کی طرف سے ایڈز کی سستی دوائیوں کا منصوبہ صرف اسی کی وجہ سے ناکامی سے دوچار ہوا۔ اس نے صرف اس لیے اس پر تجارتی پابندیاں لگانے پر شدید زور ڈالا کہ اس سے امریکی کمپنیوں کو نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا۔ جان کی کیا قیمت؟

1985ء میں رونالڈ ریگن نے روس پر چوٹ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "میں کوئی ماہر لسانیات تو نہیں مگر مجھے بتایا گیا ہے کہ روسی زبان میں لفظ "آزادی" نہیں ہے۔" یہاں ایک سوال پوچھنے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ کیا امریکن انگریزی میں "گھبراہٹ" کے لیے کوئی لفظ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اقتدار ظالم بناتا ہے' ایسا بھی نہیں کہ امریکی پالیسی ظالمانہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکی لیڈر ظالم ہیں۔ جو ظالم اور بے حس ہوتے ہیں وہ ہی انتظامیہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس ملازمت کی شرائط میں نکتہ سب سے زیادہ واضح ہونا چاہیے کہ وہ جو خدا ترسی کے انسانی پیمانوں سے واقف ہوں اور ان پر عمل بھی کرتے ہوں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر' نائب صدر' سیکرٹری خارجہ' قومی سلامتی کے مشیر یا سیکرٹری خزانہ بننے کے قطعی طور پر اہل نہیں۔ وہ جو "لارنس پیٹر" کا نظریہ ہے نا کہ کلیسائی نظام میں ہر فرد نااہلی کی بنیاد پر آگے بڑھنا چاہتا ہے تو ہمارے ہاں سو فیصد اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ انتظامیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایسے لوگ شامل ہیں جو آمریت کے حامی اور ظلم و بربریت کی بنیاد پر ترقی کے خواہاں ہیں۔

ان حالات میں مغرب کی اچھائیوں کا راگ الاپنے والے حکمران' سیاستدان اور صحافی خود دنیا کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ یوگوسلاویہ پر ہونے والی ہیبت ناک بمباری کے خاتمے کے فوراً بعد جب ممتاز امریکی جریدہ ٹائمنز دنیا کو یہ اخلاقی سبق دے گا کہ مغربی نظریات کے حقوق اور ذمہ داریوں کو نبھاؤ۔'' یا پھر 1991ء میں عراق پر امریکی بمباری کے دوران ایک ایسی شہری حفاظت گاہ کو جلا کر راکھ کر دیا جائے گا جس میں عورتیں اور بچے پناہ گزین تھے اور اس سانحہ پر وائٹ ہاؤس کا ترجمان ''مارلن فٹنر وائز'' بڑی معصومیت سے کہے گا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ شہری وہاں کیا کر رہے تھے اور اس کے ساتھ یہ اعلان کیا جائے گا کہ ''انسانی زندگی کی قدر قیمت ہم سے زیادہ صدام میں نہیں ہے۔'' تو خود ہی بتایئے دنیا انکا مذاق نہیں اڑائے گی تو کیا کرے گی۔ ایسا ہی ایک واقعہ مجھے ویتنام کی جنگ کے حوالے سے بھی یاد آ رہا ہے۔ جنگ جاری تھی' خونریزی ہو رہی تھی اور صدر جانسن ایسا ہی یقین دلانے میں مصروف تھے کہ ''انسانی زندگی کی تعظیم ہم سے زیادہ ایشیاء والوں میں نہیں ہے۔'' ''یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ'' کے ایڈیٹر ڈیوڈ لارنس نے فروری 1966ء کے شمارے میں لکھا کہ امریکہ ویتنام میں جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ انسانی ہمدردی کی ایک ایسی شاندار مثال ہے جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس پر میں نے مسٹر لارنس کو ''ویتنام میں امریکی زیادتیاں'' کے عنوان کے تحت پمفلٹ کی ایک کاپی بھجوائی۔ اس کے ہمراہ ایک نوٹ بھی منسلک کیا جس میں پہلے لارنس کے تحریر کردہ الفاظ اس کے نام کے ساتھ تحریر کئے۔ اس کے بعد ایک سطر کا اضافہ کیا ''ہم دونوں میں سے ایک دیوانہ ہے'' اور نیچے اپنا نام لکھ دیا۔ اس کے جواب میں لارنس نے مجھے ایک خط بھیجا جس میں اس نے لکھا کہ ''میرے خیال میں پمفلٹ کا بغور مطالعہ اس نکتے کو ثابت کر دے گا جو میں اٹھانا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ کہ غیر مہذب اور خونخوار لوگوں کو تہذیب یافتہ زندگی کے حصول کے لیے مدد کی ضرورت ہے۔'' اس بات پر سوائے اس کے کیا تبصرہ کیا جا سکتا ہے کہ امریکی ذہن اس حد تک مفلوج ہو چکے ہیں' اس حد تک کنٹرولڈ ہیں کہ انہیں آزاد کرنے کیلئے نہایت ہی پیچیدہ قسم کی جراحی درکار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکیوں کی اکثریت ایسی ہے جنہیں قائل ہونے کی ضرورت نہیں۔ سیاستدانوں کا تو یہ حال ہے کہ جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ ان کے منہ سے ادا ہوتے ہیں قطعی بے مغز اور بے معنی ہوتے ہیں جن میں معلومات کا عنصر صفر ہوتا ہے۔ سچائی کا سامنا کرنے کے لیے یہ قطعی تیار نہیں ہوتے اگر ان کا سامنا تنقید نگاروں یا اس نوجوان طبقہ سے ہو جائے جو ہر قسم کے خطرہ کو گلے لگانے کے لیے تیار ہوتے ہیں تو ان کے پاس سوائے آئیں بائیں شائیں کرنے یا منہ چھپانے کو کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ یہاں سب صرف ایک نظریہ کے تحت چل رہے ہیں کہ جو کچھ امریکہ کر رہا ہے صحیح کر رہا ہے۔

''اوئس بائیک'' نامی ایک کانگریسی رکن جس نے امریکی خارجہ پالیسی کے کئی سیاہ پہلوؤں سے پردہ اٹھایا اپنے ایک انٹرویو میں انکشاف کیا کہ کوئی بھی کانگریسی رکن خفیہ رپورٹیں دیکھ سکتا ہے مگر بہت سے رپورٹ پڑھنے پر راضی نہیں ہوتے کیونکہ ان میں امریکہ کے تمام سیاہ وسفید کھول کر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ امریکہ کی برائیوں سے لاعلم ہی رہنا چاہتے ہیں۔

یہ ذہن یوں ہی ایسے نہیں بن گئے۔ ایک پورا پراسیس ہے جس سے یہ گذرتے ہیں۔ جس طرح بچے کی پرورش کرتے ہوئے اس کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ اس نے سچ بولنا ہے' قتل نہیں کرنا' زنا نہیں کرنا' ڈاکہ نہیں ڈالنا' رشوت نہیں دینی' ٹیکس ایمانداری سے ادا کرنا ہے اسی طرح یہ بات بھی اس کے دماغ میں گھسا دی جاتی ہے کہ کوئی بھی ایسا فعل جو اخلاقیات سے کتنا ہی کیوں نہ گرا ہوا ہو اگر امریکی سلامتی کے حق میں ہے تو ثواب کا کام ہے۔ اب اس میں دنیا بھر کے معاملات میں دخل اندازی حکومتوں کا گرانا' بمباری کرنا' بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلنا سب ہی شامل ہے اسی لیے تو اس کی مذمت نہیں کی جاتی۔

ماضی میں امریکی صحافی اپنے ہم پیشہ روسی صحافیوں پر اس لیے تنقید کرتے تھے کہ وہ وطن پرستی میں مبتلا تھے اور خود وہ کیا کرتے ہیں۔ ''ایوننگ نیوز'' کے کرتا دھرتا ''ڈان راتھر'' نے یوگوسلاویہ پر بمباری کے دوران واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ میں امریکی رپورٹر ہوں اور ہر قیمت پر امریکہ کی حمایت کروں گا۔

جب آپ یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ چاہے غلط ہو یا صحیح آپ نے حمایت اپنے ہی ملک کی کرنی ہے تو ایسے میں آپ کی اخلاقی اور پیشہ ورانہ ذمہ داری کا کیا ہو گا؟ مگر افسوس کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں صحافیوں کی اکثریت یہی کر رہی ہے۔ وہ ہر موقع پر امریکہ کی حمایت اپنا فرض سمجھ کر کر رہے ہیں۔ چاہے وہ قانونی یا اخلاقی حدود میں ہو یا نہ ہو۔ جمہوریت'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی اور خود مختاری کی دھجیاں اڑا رہا ہو ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ یہ اسے شاندار' زبردست' بہت اچھے جیسے کمنٹس سے نوازتے رہتے ہیں۔ مزید مثالیں پیش کرنا چاہوں گا۔ نیشنل پبلک ریڈیو کا سی ای او ''کیون کلوز'' امریکی پراپیگنڈہ ادارہ جس میں وائس آف امریکہ' ریڈیو آزاد یورپ' ریڈیو لبرٹی اور ریڈیو مارٹی (جو کاسترو کے خلاف فلوریڈا سے کیوبا میں خبریں جاری کرتا تھا) کا سربراہ تھا۔ اس نے یوگوسلاویہ کی جنگ سے متاثر ہو کر کلنٹن حکومت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کی کہ ''خارجہ پالیسی کی ایسی شاندار کامیابی اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔'' کم و بیش یہی تبصرہ کارپوریشن فار پبلک براڈ کاسٹنگ کے سربراہ ''رابرٹ کونارڈ'' نے بھی فرمایا۔

جھوٹ بولنا بھی امریکی پالیسی کا اہم حصہ ہے۔ جھوٹ کے ذریعہ خوف کی فضا پیدا کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا معمول کی بات بن چکی ہے۔ بعض اوقات میڈیا اور عوام سیاستدانوں کے جھوٹ پکڑ کر مزہ لیتے ہیں۔ جیسے دولت کے متعلق جھوٹ' جنسی جھوٹ' منشیات کے استعمال کے متعلق جھوٹ وغیرہ مگر یہ تو نہایت چھوٹے چھوٹے' بہت بے ضرر قسم کے جھوٹ ہوتے ہیں' گناہ صغیرہ۔ بڑے جھوٹ تو وہ ہیں جو دنیا کا نقشہ تبدیل کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

ہیروشیما اور ناگاساکی پر جو ایٹم بم گرائے گئے تو اس کے بارے میں دنیا کو یہ جواز فراہم کیا گیا کہ جاپان کو زمینی جارحیت سے باز رکھنے کے لیے اور ہزاروں امریکیوں کی جانیں بچانے کے لیے ایسا نہایت مجبوری کے عالم میں کیا گیا ہے۔ بعد میں سامنے آنے والے حقائق میں ایک اہم حقیقت یہ بھی تھی کہ جاپان کئی ماہ سے ہتھیار ڈالنے کی کوشش میں تھا مگر امریکہ صرف اس لیے اسے نظر انداز کر رہا تھا کہ اسے ایٹمی دھماکہ کا جواز چاہیے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایٹمی بمباری جاپانیوں کو ذلیل کرنے کے لیے نہیں کی گئی تھی بلکہ روس کو خوفزدہ کرنے کے لیے کی گئی تھی ایٹم بم پھینکنے کے بعد یہ بات بلا مقصد نہیں کہی گئی تھی کہ یہ جنگ عظیم کا آخری حملہ نہیں بلکہ سرد جنگ کا پہلا حملہ ہے۔

1964ء میں سیکرٹری آف سٹیٹ ''ڈین رسک'' سے برازیل کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کارروائی میں امریکی حکومت کی شرکت کے حوالے سوال کیا گیا تو اس نے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ اس میں ذرہ برابر سچ نہیں ہے۔ بعد میں ہر ایک نے دیکھا کہ امریکہ اس فوجی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقلاب میں کس حد تک سرگرم تھا۔

1980ء میں ریگن انتظامیہ نے اعلان کیا کہ روسی اشیاء پر خون کے زہر والی کیمیائی دوا چھڑک رہے ہیں۔ اسے ''پہلی بارش'' کا نام دیا گیا اور اس کی وجہ سے ہزاروں افراد لقمہ اجل بنے۔ اور اس حوالے سے صدر ریگن نے اپنی دستاویز میں اور تقاریر میں بے شمار بار روس کو بدنام کیا۔ اس ''پہلی بارش'' کے بارے میں بعد میں معلوم ہوا کہ یہ پھولوں کے زیرے کا ذخیرہ تھا جو شہد کی مکھیوں کے ایک بہت بڑے جھنڈ نے بہت بلندی سے گرا دیا تھا۔

یہ تو محض تین مثالیں ہیں جو فوری طور پر منتخب کی گئی ہیں جھوٹ کی ایسی نجانے کتنی مثالوں سے امریکی تاریخ بھری پڑی ہے۔

اس حوالے سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ حکومتیں جھوٹ بولتی ہیں۔ جو جتنی بڑی ہوتی ہے اتنا ہی بڑا جھوٹ بولتی ہے۔ شاید اسی لیے دنیا کی سب سے بڑی طاقت سب سے زیادہ اور سب سے سنگین جھوٹ بولتی ہے۔ اس کے جھوٹ کے نظریہ کی بنیاد یہی ہے کہ ''چھپالو۔'' سب کچھ خفیہ رکھو۔ ہر بات کو اپنے مفاد کے مطابق استعمال کرو۔

اچھے کام ریاستہائے متحدہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کا حصہ نہیں ہیں۔ دنیا بھر میں ہونے والے وہ تمام کام جو واشنگٹن کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی خواہشات کے مطابق نہ ہوں انہیں کسی بھی طریقہ سے اپنی مرضی کے مطابق موڑ لیا جاتا ہے۔ اس کی تفصیل ''دخل اندازیوں'' والے باب میں ہے۔ امریکی خارجہ پالیسی کے انجن کو چلانے کے لیے جو ایندھن استعمال ہوتا ہے۔ یعنی وہ اہم مقاصد و اصول جن کی بنیاد پر خارجہ پالیسی کی عمارت کھڑی ہے کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ گلوبلائزیشن یعنی پوری دنیا امریکہ کی مٹھی میں۔ ہر ملک میں مداخلت کرنے کی کھلی آزادی۔

2۔ اندرون ملک دفاعی ٹھیکیداروں کی مالی استعداد بڑھانا جو کانگریس کے ارکان اور وائٹ ہاؤس کے مکینوں کو فیاضانہ نوازنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

3۔ کسی بھی ایسے ملک کی ترقی کو روکنا جس کے بارے میں اندازہ ہو کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

4۔ دنیا بھر میں سیاسی، معاشی اور فوجی اجارہ داری کو اس حد تک بڑھانا کہ کوئی بھی علاقائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت امریکی برتری کے لیے خطرہ نہ بن سکے۔ ایسا عالمی نظام پیدا کیا جائے جو دنیا کی واحد عظم طاقت کی مرضی اور مفاد کے مطابق ہو۔

لاتعداد دشمن' بے مقصد دھمکیاں

امریکہ اپنا دشمن خود پیدا کرتا ہے اور پھر بڑی محنت اور توجہ سے اس کی پرورش کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دشمن کا وجود ہی اس کی زندگی کا باعث ہے۔ اگر دشمن نہ ہو تو وہ تمام کھیل کیسے کھیلے جاسکتے ہیں جن میں برس ہا برس سے امریکی حکومتیں مصروف ہیں خود سوچیں دشمن نہ ہو تو قومی سلامتی اور دفاع کے نام پر ہڑپ کی جانے والی بجٹ کی رقم کے بارے میں کیا جواب دیں گے' ان کی ملازمتوں کو تحفظ کیسے حاصل ہوگا' عوام کی نظر میں وہ محافظ کیونکر ٹھہریں گے' ہر طرف سے انہیں پذیرائی کس طرح حاصل ہوگی' نجات دہندہ' بہادر ترین اور سورما کا جو اپنا بت بنا لیا اسے پاش پاش ہونے سے کیسے بچا سکیں گے۔ ہر امریکی حکومت کو اپنے اقتدار کے لیے' کامیابی اور نیک نامی کے لیے ایک مضبوط دشمن کی ضرورت ہے۔ خواہ وہ سوویت یونین ہو' صدام حسین یا اسامہ بن لادن۔

ایسے میں اگر دشمن کی طرف سے امن کی یا صلح کے معاہدوں کی پیشکش ہو تو امریکہ اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ سرد جنگ کے دوران سوویت یونین کی جانب سے مذاکرات کی ایسی پیشکش یہ کہہ کر مسترد کی جاتی رہیں کہ یہ نامناسب ہیں یا نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتیں۔ ماسکو کی جانب سے کی جانے والی ایسی ہی ایک پیشکش ٹھکرانے پر ''لاس اینجلس ٹائمز'' نے تبصرہ کیا کہ ''اکثر اوقات مہنگے اور ناپسندیدہ پروگرام کو جاری رکھنے اور رائے عامہ اپنے حق میں ہموار رکھنے کی کوشش میں پالیسی سازوں کی مشکلات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

1991ء میں دنیا کے حالات جس طرح تبدیل ہونا شروع ہوئے انہیں مدنظر رکھتے ہوئے کولن پاوَل نے اپنے فوجیوں کو خبردار کرنا ضروری سمجھا کہ یہ تبدیلیاں عارضی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے دشمن کو زیر کر لیا ہے تو اس کی طرف سے غافل ہو جائیں۔ وہ کسی بھی وقت دوبارہ سر اٹھا سکتا ہے۔'' ہر لمحہ کسی نہ کسی دشمن کا خوف سر پر مسلط رکھنا امریکی پالیسی کا لازمی حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی لیبیا دشمن کے روپ میں سامنے آتا ہے تو کبھی کوریا' کبھی چین اسے آنکھیں دکھاتا ہے تو کبھی عراق' کبھی ایران اس کے مقابلے میں تن کر کھڑا ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے تو کبھی سوڈان، کبھی افغانستان کو دشمن اولین قرار دیا جاتا ہے تو کبھی کیوبا کو۔ گویا ہر لمحہ کسی نہ کسی دشمن کا سایہ امریکہ کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔ عوام کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی حکومت ان کے تحفظ اور دفاع کے لیے ہر لمحہ برسرِ پیکار ہے، دشمن کی سرکوبی میں مصروف ہے۔ ہر لمحہ لڑائی میں مصروف ہے۔ یہ لڑائی صرف ملکوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ کبھی منشیات کے، کبھی کیمیائی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے، کبھی انسانی حقوق کی پامالی کے، کبھی منظم جرائم کے اور کبھی دہشت گردی کے خلاف مستقل جاری و ساری رہتی ہے۔

ذیل میں ''واشنگٹن پوسٹ'' اور نیویارک ٹائمز میں 1999ء میں سات ہفتوں کے دوران دہشت گردی کے متعلق شائع شدہ مواد کی شہ سرخیوں میں سے چند دی جا رہی ہیں تاکہ ہمارے اس تجزیے کا ذرا بہتر طور پر اندازہ ہو سکے۔ کس طرح عوام کے ذہنوں کو اپنی مرضی کے مطابق منجمد کیا جاتا ہے۔

22 جنوری	21ویں صدی میں کیسی دہشت گردی ہوگی؟ (کلنٹن کا تجزیہ)
23 جنوری	صدر کا دہشت گردی کے خلاف اعلان جنگ
23 جنوری	دہشت گردی کے خلاف مزاحمت
29 جنوری	دہشت گرد قوتوں میں اضافہ
یکم فروری	پنٹاگون کا دہشت گردی سے نمٹنے کا منصوبہ
یکم فروری	جو امریکہ کو دہشت گردی سے محفوظ رکھتا ہے۔
2 فروری	دہشت گردی کے خاتمے کیلئے مختص رقوم میں اضافہ
16 فروری	ٹیکساس میں دہشت گردی
17 فروری	کیا امریکہ نے بن لادن کو کند کر دیا؟
19 فروری	سفارتخانوں پر حملوں کا خوف موڑ دیا گیا۔ دہشت گردوں کا خوف دھندلا گیا۔
19 فروری	بن لادن کا اگلا نشانہ۔ بنگلہ دیش
23 فروری	حملہ آوروں کی تیاری
7 مارچ	مسلمان مجاہدین کی طرف سے امریکیوں کے قتل کی دھمکی۔
8 مارچ	ریگن بلڈنگ پر حملہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14مارچ امریکہ سے دو گروپوں کی دہشت گرد تنظیموں کی حیثیت سے عہدوں کی اپیل۔

16مارچ کلنٹن کا دہشت گردی کے خلاف لڑنے کی تربیت دینے کا منصوبہ

20 جنوری کو سیکرٹری دفاع ''ولیم ایس کوہن'' نے اعلان کیا کہ 6.6 بلین ڈالر کی رقم قومی میزائل دفاعی نظام پر خرچ کی جائیگی۔ اس کی ضرورت اور خرچے کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے اپنے ایک اور دشمن شمالی کوریا کو دھمکانا بھی ضروری سمجھا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسا ملک جو اپنی عوام کو خوراک بھی فراہم نہیں کر سکتا امریکہ پر حملے کا کس طرح متحمل ہو سکتا ہے۔ ایک اوسط سوچ رکھنے والا امریکی بھی سیکرٹری دفاع کے اس دھمکی آمیز اعلان پر ایک بار تو یہ ضرور سوچے گا کہ ان کا قائد یہ احمقانہ کہانی سنا کر بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

1993ء میں صدر کلنٹن نے جنوبی کوریا میں یہ اعلان کیا کہ شمالی کوریا کے لیے ہتھیاروں کی تیاری اس کی موت ہو گی کیونکہ جس روز اس کا استعمال کیا جائے گا وہی دن اس ملک کے خاتمے کا ہو گا۔

1991ء اور اس کے جدید خطروں کی افواہوں کی طرف واپس آیئے جس کا پرچار امریکہ مسلسل کر رہا تھا۔ قومی سلامتی کونسل کی طرف سے باقاعدہ طور پر یہ اعلان کیا گیا کہ ''قوم اس وقت تاریخ کے سب سے بڑے خطرے سے گذر رہی ہے۔'' اس کے ساتھ ساتھ امریکیوں کو ممکنہ کیمیائی یا حیاتیاتی حملوں سے بھی خبردار کیا جاتا رہا۔ عجیب ایمرجنسی کی کیفیت پیدا کر دی گئی۔ کہیں پولیس کو خطرات سے نمٹنے کے لیے خصوصی تربیت دی جا رہی ہے تو کہیں شہری دفاع کی تنظیموں کو منظم کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف خطرناک ہتھیاروں سے مقابلہ کیلئے چاق و چوبند فوجی دستے تیار کیے جا رہے ہیں تو دوسری طرف ایف ڈی آئی کا اشیائے ضروری سے لیس لمبا چوڑا یونٹ حملے کی جگہ پہنچنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ایسا پہلی بار نہیں ہوا۔ اس قسم کی ہنگامی تیاریاں اکثر ہوتی رہتی ہیں صرف یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ امریکہ کتنے شدید خطرات سے دوچار ہے۔ اسی پر تو جنرل اکاؤنٹنگ آفیسر نے تبصرہ کیا تھا ''قومی محافظ یونٹ بے کار کی بھرتی ہے بلاوجہ کا خرچہ۔ جنہیں خود نہیں پتہ کہ ان کا مشن کیا ہے کیونکہ کہیں بھی ان کے مشن کی صحیح تعریف موجود نہیں ہے۔'' اسی قسم کا تبصرہ کرتے ہوئے واشنگٹن پوسٹ نے لکھا کہ ''اس قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہنگامی تیاریاں اور حالت جنگ میں ہونے کے اعلانات دراصل ملک کے محافظوں کو مصروف ظاہر رکھنے اور دفاع کے نام پر بڑھتے ہوئے بجٹ کا جواز پیش کرنے کے لیے ہیں۔"

اپنے دشمن کو نیست و نابود کرنے کے امریکہ کے پاس بہت سے طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو خطرات کی پیدائش ہی ہے۔ خطرات کا وجود خود ہی پیدا کیا جاتا ہے اور پھر یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ امریکہ اس کی لپیٹ میں ہے۔ نجانے کتنے ذہن اس قسم کے خطرات تخلیق کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ اکتوبر 1999ء میں بھی امریکیوں کو حیاتیاتی ہتھیاروں کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ جس کا آغاز ABC کے "Night Line" کے عنوان سے پانچ حصوں پر مشتمل پروگرام سے ہوا۔ اس میں ایک امریکی شہر پر حیاتیاتی ہتھیاروں سے ہونے والا جھوٹ موٹ کا حملہ دکھایا گیا۔ اس میں دہشت گردوں کے ایک گروہ نے شہر بھر میں اینتھریکس کے جراثیم پھیلا دیئے جس کے نتیجہ میں ہر طرف تباہی، دہشت اور موت کے سناٹے کا راج ہو گیا۔ اس کے فوراً بعد ٹیڈ کوپل نے واضح الفاظ میں امریکی عوام کو باور کرایا کہ مستقبل قریب میں کسی بھی وقت امریکہ پر ایسا ہی حملہ ہو سکتا ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ایف بی آئی نے بھی اعلان کیا کہ "متوقع دہشت گردوں کا پہلا نشانہ واشنگٹن ہو گا۔" ایسے میں خوف و ہراس پھیلنا لازمی سی بات ہے۔ بہت بڑی تعداد میں لوگ ایسی دہشتناک گفتگو سے متاثر ہوئے۔ انہیں کہیں بھی کسی نے یہ نہیں بتایا کہ اینتھریکس کا جراثیمی حملہ دیگر کیمیائی یا حیاتیاتی حملے کتنے خطرناک ثابت ہوں گے یا ان کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ یا پھر ان سے بچاؤ کے لیے انہیں کیا کرنا چاہیے البتہ انہیں یہ ضرور بتایا جاتا رہا کہ یہ کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار سوڈان کی ایک دواساز کمپنی تیار کرتی ہے ان کے ذہنوں میں مستقل یہ بات بٹھائی جاتی رہی کہ اس بار ان پر حملہ سوڈان میں تیار ہونے والے جراثیمی ہتھیاروں سے ہو گا۔ اس ملک کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت اور اس کی طرف سے خوف بڑھتا گیا اور تب ہی تو امریکہ نے سوڈان پر شدید بمباری کی تو امریکیوں کی طرف سے اس کی قطعی مذمت نہیں کی گئی، کسی نے انسانی اور شہری حقوق کی پامالی کا نعرہ نہیں لگایا۔ کوئی اس بات پر نہیں چلایا کہ بلاوجہ بے گناہوں کی جان کیوں لی گئی۔ امریکہ کا طریقہ ہی یہ ہے کہ پہلے فرضی دشمن بنانا ہے، اس دشمن کے فرضی خطرناک عزائم سے دنیا کو اور خاص طور پر اپنی عوام کو ڈرانا ہے۔ پھر جب اسے یقین آ جاتا ہے اب وہ اس دشمن سے اس حد تک خوفزدہ ہیں اس حد تک نفرت کرنے لگے ہیں کہ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ اخلاقی حدود کی تمام حدیں پھلانگ کر بھی اس دشمن کے خلاف کارروائی کرے گا تب بھی سب اس کا ساتھ دیں گے تو وہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ دشمن ہمیشہ ایسا چنتا ہے جس کے بارے میں اسے یقین ہوتا ہے کہ یہ مستقبل میں مضبوط ہو کر اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ایک اور خطرہ جو بہت زیادہ مستعمل ہے ہوائی جہاز میں بم کی افواہ ہے۔ یہ خطرہ انسانی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تخلیق کیا گیا ہے۔ ہوائی سفر سے لوگ ویسے ہی خوفزدہ ہوتے ہیں اوپر سے یہ بتا دیا جائے کہ اس میں بم ہے یا یہ ہائی جیکنگ کا خطرہ ہے تو وہ ذہنی طور پر بالکل ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ 14 اگست 1999ء کو ایف بی آئی نے اٹلانٹا سے ترکی جانے والی پرواز کو اڑان سے چند منٹ قبل روک لیا۔ جہاز کے 241 مسافروں کو عملہ اور سامان سمیت زبردستی اتار لیا گیا۔ ابتدائی پوچھ گچھ کے بعد ایک شخص کو پکڑ لیا۔ تمام مسافروں کے سامان کی مکمل تلاشی لی گئی اس دوران بم سونگھنے والے کتے اور دھماکہ خیز مواد کے ماہرین طیارہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے چار گھنٹے سے زائد تلاشی جاری رکھی مگر کچھ نہیں ملا۔ ایف بی آئی کی غلط اطلاع کے باعث مسافروں کو شدید ذہنی عذاب سے گذرنا پڑا۔ اس سارے واقعہ کا پس منظر یہ بتایا گیا کہ ایف بی آئی کو خبر ملی تھی کہ اس جہاز پر سوار ہونے والا ایک مسافر قومی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اور اس خوف کی وجہ سے صرف یہ تھی کہ اس شخص نے نقد پیسے دے کر ٹکٹ خریدا تھا۔ یہ کوئی ایک واقعہ نہیں ہے امریکی ائرپورٹس پر اکثر اوقات ایسے تماشے نظر آتے رہتے ہیں۔ ذرا اس کی گہرائی میں جا کر دیکھیں تو سوائے اس کے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ امریکیوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ کوئی نادیدہ دشمن ان کی جان لینے کے درپے ہے۔ وہ ہر لمحہ موت کے شکنجے میں ہیں' خطرہ کی لپیٹ میں ہیں اور ان کی حکومت ان کی واحد محافظ ہے۔ جس کے نزدیک ان کی جان سے بڑھ کر کسی چیز کی کوئی اہمیت نہیں۔

سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے مطابق 1993ء سے 1998ء کے دوران دنیا بھر میں ہونے والے دہشت گرد حملوں کے اعداد و شمار کچھ اس طرح ہیں۔

مغربی یورپ 766' لاطینی امریکہ 569' مشرق وسطیٰ 374' ایشیاء 158' یورپ 101' افریقہ 84 اور شمالی امریکہ 14۔

اب تو یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ سرد جنگ کے دوران امریکی محکمہ دفاع اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سی آئی اے سوویت یونین کی دفاعی اور معاشی قوت کو کیونکر اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔ نیٹو (NATO) کا قیام بھی ایسی ہی ایک خطرناک کہانی کے نتیجہ میں عمل میں آیا تھا۔ مغربی یورپ میں ''سرخ جارحیت'' کا خوف اس حد تک پیدا کر دیا گیا کہ نیٹو کے قیام کی حمایت کے سوا دنیا کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں رہ گیا۔

سوویت یونین کے حوالے سے امریکہ کی جھوٹ اور دنیا بھر میں خوامخواہ کی ہنگامی صورتحال اور خطرات کا خوف پیدا کرنے کی پالیسی کی حقیقت کا اندازہ 1968ء میں شائع ہونے والی ''گارڈین'' لندن کی ایک رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے۔ اخبار لکھتا ہے ''سرد جنگ کے آخر تک سوویت یونین کا مغرب پر حملہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا جبکہ سیاستدانوں اور فوجی قائدین کی جانب سے خودساختہ سوویت خطرہ کا مسلسل واویلا کیا جا رہا تھا۔''

برطانوی چیف آف سٹاف کی ٹاپ سیکرٹ فائل میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ''سوویت یونین یورپ میں جان بوجھ کر عام یا محدود کسی قسم کی جنگ شروع نہیں کرے گا۔''

دشمن' خطرہ' دہشت' خوف...... یہ ہے حکومت کرنے کا صحیح طریقہ۔ پنٹاگون' سی آئی اے' ایف بی آئی میں موجود خطرناک اور شاطر ذہن ہر لمحہ یہ راگ الاپ کر کہ ہم جنگ کی حالت میں ہیں نجانے کتنی حکومتوں کا اقتدار بچا چکے ہیں۔

جنرل ڈگلس میک آرتھر نے 1957ء میں پینٹاگون کے ایک اجلاس میں اس طرح اپنے خیالات کو زبان دی۔

''جب سے پیدا ہوئے ہیں ہم ایک عجیب سے خوف کی حالت میں ہیں۔ ہماری حکومتیں ہر امریکی کو پیدائشی طور پر ہی دہشت اور خوف کا تحفہ دے کر حب الوطنی کے بخار میں مبتلا کر دینے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ ہر لحہ ہمیں اس احساس میں مبتلا رکھا جاتا ہے کہ ہم تاریخ کے نہایت ہی خطرناک دور سے گذر رہے ہیں اور ہمیں ایک نہایت ہی سفاک اور ظالم دشمن کا سامنا ہے۔ اگر ہم آنکھ بند کر کے اپنی سرکار کی بات پر یقین نہیں کریں گے' ان کے مطالبات پورے نہیں کریں گے اور مطلوبہ چندہ دے کر ان کے پیچھے نہیں چل پڑیں گے تو ہماری تباہی یقینی ہے۔ مگر کتنی عجیب بات ہے کہ آج تک ان خطرات کے ہوتے ہوئے نہ تو ایسی کوئی تباہ کاری حقیقت کا روپ دھار کا سامنے آئی ہے نہ کسی نادیدہ دشمن نے سامنے آ کر اپنا وار کیا ہے جس سے ہمیں مستقل ڈرایا جاتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحاتی سیاسی تصاویر اور سازشیں

امریکہ میں دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے آزادی پسندوں سے زیادہ امریکی خارجہ پالیسی کے نقاد ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ دائیں بازو کی جماعتیں انتہا پسند ہیں۔ انتہا پسند خواہ دائیں بازو سے تعلق رکھتے ہوں یا بائیں بازو سے حکومت کے ارادوں اور پالیسیوں پر برملا تنقید کرتے ہیں البتہ اعتدال پسندوں کے خیالات ذرا مختلف ہیں۔ اعتدال پسندوں کے نزدیک اپنے قائدین کے حوالے سے یہ بیانات جاری کرنا درست نہیں کہ وہ سازشیں تیار کر رہے ہیں' ایک دوسرے کی پناہ میں گم ہو گئے ہیں' اپنے غلط ارادوں اور منصوبوں پر پردہ ڈال رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کے نزدیک اسے مثبت انداز میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ کیا وہ بہتری کے منصوبوں کے لیے ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے مثال کے طور پر امداد باہمی کا نظام' فوجی و جاسوسی نظام کی بہتری یا حکومتی نظام کی اصلاح وغیرہ اگر اعتدال پسندوں کے رویے کو کچھ زیادہ ہی مثبت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اس بات سے کون انکار کرے گا کہ امریکہ نظریہ سازش پر یقین نہیں رکھتا یا سازشوں کا خالق نہیں ہے۔ امریکی خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ''بین الاقوامی اشتراکی سازش'' اس کی سب سے بڑی مثال ہے کس طرح امریکہ نے اسے تخلیق کیا اور پھر طویل عرصے تک اس کی پرورش کی جاتی رہی یا یہاں تک کہ آج بھی اس کی حیثیت برقرار رکھی ہوئی ہے۔

1993ء میں ڈیوڈین برانچ میں لگنے والی آگ کے واقعہ کو لیجیے جس کے نتیجہ میں 76 افراد موقع پر ہی لقمہ اجل بن گئے تھے۔ تمام واقعات اور شواہد سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ حکومتی اداروں کی سازش ہے۔ ذرائع ابلاغ نے بہت شور مچایا مگر حکومت کی طرف سے ایسی کسی سازش کی مستقل تردید کی جاتی رہی۔ بالآخر چھ سال کے مسلسل انکار کے بعد جب انہیں اندازہ ہو گیا کہ اس معاملہ سے ان کی جان اتنی آسانی سے نہیں چھوٹے گی تو سرکاری طور پر اعتراف کر لیا گیا کہ واقعی ایف بی آئی نے 1993ء میں برانچ کے احاطے میں آتش گیر مادہ پھینکا تھا۔ اندازہ لگایئے کہ حکومت کے ''سازشی کل پرزے'' کس طرح کام کرتے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ ان پر سازشی ہونے کا الزام نہ لگایا جائے۔

امریکی سیاست کے پہلے واٹر گیٹ قانون کے مطابق آپ خواہ کتنے ہی سازشی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہن کے مالک ہیں' خود کو کتنا ہی شاطر کیوں نہ سمجھتے ہوں یہ حقیقت ہے کہ آپ کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ آپ کے تصور سے کہیں زیادہ برا ہے۔

امریکی سیاست کے دوسرے واٹر گیٹ قانون کے مطابق کسی بات پر اس وقت تک یقین نہ کرو جب تک کہ سرکاری طور پر اس کی تردید نہ ہو جائے۔

یہ دونوں قوانین آج بھی کتابوں میں موجود ہیں۔

سرد جنگ کا تسلسل

اگرچہ نام نہاد ''اشتراکی خطرہ'' غائب ہو چکا ہے لیکن اب بھی ٹیکسوں کی رقوم سے بھری ہوئی گاڑیاں ''محکمہ دفاع'' کی طرف پابندی سے روانہ کی جاتی ہیں۔ تاکہ ان کا پیٹ بھرا جا سکے۔ اس کا جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ محکمہ دفاع کی ذمہ داریاں اور فرائض پہلے کے مقابلے میں آج زیادہ بڑھ گئے ہیں اور اس میں مسلسل اضافہ ہی ہوگا۔ ظاہر ہے پوری دنیا میں جو ''خدمات'' انجام دی جا رہی ہیں۔ سینکڑوں امریکی فوجی زدہ بکتروں کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر بکھرے پڑے ہیں۔ کتنے ہی ممالک کے ''تحفظ'' کے لیے وہاں امریکی فوجی اڈے قائم کئے گئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ سو سے زائد ممالک میں امریکی ہتھیار بردار دستے' خصوصی حملہ آور دستے اور محافظ دستے ترتیب دینے کا کام جاری ہے۔ بہت سے ملکوں کو جہاں فوجی ہتھیار فراہم کئے جا رہے ہیں وہیں ان کی افواج اور محکمہ پولیس کو فن بے رحمی کی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ کم از کم نہیں تو سات یورپی ممالک میں تو ضرور امریکی ایٹم بم موجود ہے ایسی صورتحال میں اگر یہ کہا جائے کہ محکمہ دفاع کے ''فرائض'' پہلے سے زیادہ بڑھ گئے تو اس میں غلط کیا ہے۔

امریکی خارجہ پالیسی ساز بڑی مہارت اور عرق ریزی سے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ پوری دنیا پر نظر رکھنا کہ کس ملک میں حکومت ہمارے مفادات کے مطابق کام کر رہی ہے اور کہاں ہمارے احکامات کی روگردانی کی جا رہی ہے' کہاں کس کا اقتدار قائم کرانا اور کس ملک کے حکمران کا تختہ الٹنا ہے' کس ملک کو فوجی امداد کے ذریعہ اپنا تابع بنانا ہے اور کس کی معاشی امداد کر کے اس کا منہ بند کرنا ہے یہ سب وزارت خارجہ ہی کی ذمہ داری ہے۔ امریکہ کے نزدیک پسندیدہ ترین ملک وہ ہے جو بخوشی امریکہ کی اطاعت قبول کر لے' جو آزاد منڈی یا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی نجکاری کا خواب نہ دیکھے' جو اپنے لوگوں کی بھلائی کی خاطر بیرونی سرمایہ کاری کے اثرات سے غیر متعلق نہ رہے' جو امریکہ کو اپنا محافظ تسلیم کرلیں وغیرہ وغیرہ جبکہ امریکہ کے نزدیک وہ ناپسندیدہ ترین ریاستیں ہیں جو امریکی پالیسیوں کو خاطر میں نہیں لاتیں' جو اپنے وسائل کے مطابق اپنے طریقہ سے رہنا چاہتی ہیں' جو امریکہ یا نیٹو کی فوجی تنصیبات کو اپنے ساحلوں کے قریب پھٹکنے نہیں دیتیں۔ ایسی ریاستوں کو سبق سکھانا امریکی خارجہ پالیسی کا اہم اصول ہے۔ جیسا کہ یوگوسلاویہ کو سکھایا گیا۔ عراق' البانیہ' بلغاریہ یا پھر کیوبا جس کے ساتھ اب تک ایسا ہو رہا ہے۔

حقائق اور واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ بیسویں صدی کیلئے امریکی خارجہ پالیسی کی بنیاد ''میچل پارٹینی'' کے اس نظریہ کی عملی تفسیر نظر آتی ہے کہ ''بعض اوقات بینک ڈاکے کے نقصان کا اندازہ لگانے کے لیے جو اخراجات اٹھتے ہیں وہ لوٹی ہوئی رقم سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں لیکن یہ نقصان صرف اس لیے برداشت کیا جاتا ہے کہ اگر ڈاکوؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو دوسروں کو شے ملے گی اور تمام بینکنگ نظام تباہ ہو جائے گا۔'' بالکل اسی طرح اگر امریکہ چند ممالک کو سبق نہ سکھائے اور دنیا کے سامنے باعث عبرت نہ بنا دے تو کوئی بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی کوشش کرے گا اور پھر اس کی اجارہ داری اور دنیا بھر پر قائم حکومت کا کیا ہوگا؟

ایک خیال یہ ہے کہ سرد جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اگر تو سرد جنگ کی تعریف امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان تنازعہ (خواہ کوئی بھی مقاصد ہوں) ہے تو پھر یہ یقیناً ختم ہو گئی ہے مگر دنیا بھر میں اپنی برتری قائم رکھنے کے لیے جو کچھ امریکہ کر رہا ہے کیا وہ سرد جنگ کا تسلسل نہیں ہے؟ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد سے امریکی مداخلتیں زیادہ تکلیف دہ بلکہ ناقابل برداشت ہو چکی ہیں۔ جب تک دنیا دو بلاکوں میں تقسیم تھی یہی عراق اور یوگوسلاویہ جو امریکہ کے قریب ترین اور پسندیدہ ترین بلکہ منہ چڑھے تھے دنیا کا ٹھیکیدار بنتے ہی امریکہ نے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جب طاقت کا توازن نہ رہے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

تسلسل کی اس پالیسی کو اگر امریکی فرمانروائی کہا جائے تو قطعی بے جا نہ ہوگا مگر امریکی اسے ماننے کو تیار نہیں۔ ان کی تاریخی کتابوں میں شہنشائیت کب کی ختم ہو چکی ہے۔ مگر کیا شہنشاہیت کی کوئی اور تعریف ہے کیا امریکہ جو کچھ کر رہا ہے وہ شہنشاہیت کی عملی شکل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ دنیا بھر پر سیاسی معاشی اورفوجی برتری۔ اپنی طاقت اور شان وشوکت کا واضح اظہار اگر یہ شہنشاہیت نہیں تو پھر شہنشاہیت کیا ہے؟

زمین کافی نہیں ہے

زمین پر حکومت کی تو کیا کی؟ بات تو یہ ہے کہ خلاء پر بھی آپ کی حکمرانی ہو۔ یہی امریکہ کا نظریہ ہے۔ خلا کی تسخیر کے بعد' زمین پر واحد عظیم طاقت بننے کے بعد اب امریکہ خلاء پر مکمل اور غیر متزلزل حکمرانی کی نہ صرف منصوبہ بندی بلکہ عملی کوششیں کر رہا ہے۔ خلاء پر مکمل اجارہ داری کے بعد ہر چیز امریکہ کے اختیار میں ہوگی اس کی مرضی کہ وہ کسی کو خلاء کو استعمال کرنے کی اجازت دے یا نہ دے۔ اس کے بہت سے منصوبوں میں سب سے اہم خلائی جنگ کے ذریعہ اپنی برتری قائم کرنا ہے۔ اس سے زمین پر بھی اس کے مفادات اور سرمایہ کاری کا تحفظ ہوگا کیا کوئی ایک صدی قبل تک اس بات کا تصور کرسکتا تھا کہ خلا بھی زمین کی سی حیثیت اختیار کر جائے گی۔ کہاں تو اس کی تسخیر ہی ایک خواب تھا کہاں آج وہ ایک ایسا علاقہ ہے کہ جس کے ساتھ تجارتی' شہری' بین الاقوامی اور فوجی مفادات وابستہ ہیں اور جہاں سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ 21ویں صدی کے شروع میں ہی خلائی طاقت جنگ کا اہم حصہ ہوگی۔ امریکہ نے بلیسٹک میزائل کے دفاعی نظام کے ذریعہ خلائی حملوں کا توڑ کرلیا ہے۔ جو ڈبلیو ایم ڈی (تباہ کن ہتھیار) کے خلاف رکاوٹ بن جاتا ہے۔ امریکی حکمت عملی سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دن دور نہیں جب خلاء پر بھی اس کا مکمل اختیار ہوگا۔ اور پھر خلاء سے خلاء میں ہی جنگ ہوا کرے گی۔ ایک طرف خلائی جنگ کی منصوبہ بندی ہے۔ تو دوسری جانب امریکہ خلاء کو ہتھیاروں سے پاک رکھنے کی مہم کا سب سے بڑا حامی نظر آتا ہے۔

1963ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں مکمل اتفاق رائے سے ایک قرارداد منظور کی گئی جس کے مطابق دنیا کی کوئی حکومت خلاء میں اور زمین کے گرد ایٹمی اسلحہ یا کسی بھی قسم کے تباہ کن ہتھیاروں کی تنصیب نہیں کرسکتی۔

26 جنوری **1999**ء کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے جینوا میں منعقد ہونے والی تخفیف اسلحہ کی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "یہ تصور وقت کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ راسخ ہو رہا ہے اور کوئی اسے تسلیم کرنے سے انکار نہیں کرتا کہ خلاء کو ہتھیاروں سے پاک رکھا جائے گا۔"

دیوانے کا فلسفہ

"سرد جنگ کے بعد کی لازمی رکاوٹ" کے عنوان سے یو ایس سٹریٹیجک کمانڈ کی طرف سے تیاری کی جانے والی 1995ء کی انٹرنل سٹڈی رپورٹ مارچ 1998ء میں منظر عام پر آئی۔ اس کے اہم اقتباس پر ذرا غور فرمایئے۔

"اس بات کی اہمیت کا اندازہ اس طرح کریں کہ جب ہم امریکی مخالف کے خلاف کسی اقدام کے باوجود اس کے بڑھتے قدم روکنے میں ناکام ہو جائیں تو یہ ہم جیسے ٹھنڈے دماغ اور مذہبی عقلی رجحان رکھنے والوں کیلئے نہایت تکلیف دہ ہے اور ہماری شخصیت مجروح ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ کچھ عناصر بے لگام ثابت ہو سکتے ہیں اور انکے ذہنوں میں شکوک پیدا کر کے اپنے مفادات حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ خوف کا یہ احساس ہی رکاوٹ کے سلسلے میں طاقت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امریکہ کے مفادات کا معاملہ آ جائے تو یہ غیر منطقی اور تنگ نظر ثابت ہو سکتا ہے۔"

یہ الفاظ تحریر کرنے والے کو یقین ہو گا کہ امریکہ غیر منطقی، تنگ نظر یا قابو سے باہر ہونے کو محض ظاہر کر رہا ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ یہ بحث طلب بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امریکہ دنیا پر کیا کچھ تھوپ رہا ہے جس کی اس کتاب میں بھی بہت کھل کر وضاحت کی گئی ہے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے امریکی خارجہ پالیسی مستقل طور پر دیوانگی کا شکار ہے۔ مائیکل پیرنٹی کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ "امریکی خارجہ پالیسی کو احمقانہ کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی موافقت میں دیئے جانے والے دلائل اتنے غیر منطقی اور غیر متاثر کن ہوتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خارجہ پالیسی بنانے والے یا تو ذہنی الجھنوں کا شکار ہیں یا پھر بالکل ہی ناتجربہ کار ہیں لیکن ایسا صرف اس وجہ سے ہے کہ لوگ یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اس سے یہ مطلب لیا جائے کہ قومی سلامتی کے رہنما خود بھی بدحواس ہیں تو یہ غلط ہے۔ بے شک وہ بے پناہ جھوٹ گھڑتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بیوقوف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچائی کمیشن

اس بات کو کچھ ہی عرصہ ہوا ہے کہ جنوبی افریقہ‘ گوئٹے مالا اور ایل سالویڈر کی عوام نے سچائی کا ایک سرکاری کمیشن قائم کیا ہے جو ان کی حکومتوں سے سرزد ہونے والے جرائم کی تحقیق کر کے سچ کا پتہ لگائے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کوئی سچائی کمیشن امریکہ میں بھی قائم کیا جا سکتا ہے جو امریکہ سے سرزد ہونے والے جرائم کی تحقیقات کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نجی تنظیموں کی جانب سے ایسے کئی غیر سرکاری کمیشن منظر عام پر آئے جنہوں نے ویت نام‘ پانامہ اور عراق میں کی جانے والی امریکی زیادتیوں اور جرائم کے حوالے سے تحقیقات کیں مگر افسوس کہ انکی معلومات کو امریکہ نے منظم ذرائع ابلاغ کی جانب سے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔

امریکی میں سرکاری سچائی کمیشن کی غیر موجودگی میں یہ کتاب بطور شہادت پیش کی جا رہی ہے۔

واشنگٹن ڈی سی

جنوری 2000ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 1

امریکہ پر دہشت گردوں کی ''نظر کرم''

یوں محسوس ہوتا ہے کہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ میں امریکہ کے مقدر میں ناکامی لکھ دی گئی ہے۔ 7 اگست 1998ء کو افریقہ میں قائم دو امریکی سفارتخانوں پر بمباری کے افسوسناک واقعہ کے بعد مشیر برائے قومی سلامتی ''سینڈی برگر'' نے اعلان کیا کہ ''امریکیوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جس دنیا میں ہم رہتے ہیں وہاں امریکی قیادت کی اعلیٰ خوبیوں کی وجہ سے کچھ عناصر اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں جو جب بھی موقع ملتا ہے ہمیں دہشت گردی کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔'' اس سوال کے جواب میں کہ دہشت گرد امریکہ سے کیا چاہتے ہیں؟ بروکنگز انسٹیٹیوٹ کے شعبہ خارجہ پالیسی کے سربراہ ''رچرڈ ہائس'' نے کہا کہ ''بات یہ نہیں ہے کہ ہم کچھ کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہمارے ساتھ ایسا کر رہے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ہم عالمی طاقت ہیں دنیا کا طاقتور ترین ملک' ایک سیکولر ملک جس نے خود کو عظیم ثابت کر دیا ہے اور انہیں یہی بات پریشان کرتی ہے۔''

اسی قسم کی بات ''نیویارک ٹائمز'' کے تھامس فریڈمین نے لکھی۔ وہ کہتا ہے کہ ''دہشت گردوں کے کوئی خاص نظریات یا مطالبات نہیں ہیں بلکہ وہ امریکہ' اسرائیل اور دیگر فرضی اسلام دشمنوں کے خلاف خوامخواہ کی نفرت میں مبتلا ہیں۔''

آخر میں صدر کلنٹن کے کلمات بھی سن لیجیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ ہم دہشت گردی کے خلاف متحد ہو کر دنیا بھر میں امن اور جمہوریت کے فروغ کے لیے کام کر رہے ہیں اس لیے دہشت گردوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

یہ اقتباسات ان تقاریر' اعلانات اور عوامی خطابات سے لیے گئے ہیں جو امریکہ پر دہشت گرد حملوں کے بعد ہمارے قائدین ہمارے ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ امریکہ پر ہونے والے دہشت گرد حملے امریکہ کی زیادتیوں اور خامیوں کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ اس کی خوبیوں اور خاص طور پر اس خوبی کی وجہ سے ہیں کہ اس نے خود کو دنیا کا طاقت ورترین ملک ثابت کر دیا ہے۔ چونکہ مخالفین سے اس کا بااختیار اور کامیاب ہونا ہضم نہیں ہوتا اس لیے وہ اسے دہشت گردی کا نشانہ بناتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہمارے قائدین کبھی بھی یہ نہیں سوچتے کہ دہشت گرد بھی انسان ہیں یقیناً ان کے ذہنوں میں اپنے اس انتہائی اقدام کی کوئی نہ کوئی معقول دلیل اور منطقی وجہ ہو گی۔ بہت سے لوگ دنیا بھر میں ہونے والی سماجی' سیاسی اور مذہبی منافقت' ناہمواریوں اور ناانصافیوں سے اس بری طرح متاثر ہوتے ہیں کہ بالآخر دہشت گردوں کا روپ دھارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہمارے قائدین کبھی یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے امریکہ کے خلاف ہونے والی دہشت گرد کارروائیاں دنیا بھر میں ہونے والی امریکی زیادتیوں کا ردعمل بھی ہو سکتی ہیں۔ ان زیادتیوں کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ کیجیے۔

1981ء میں لیبیا کے دو ہوائی جہاز مار گرائے' 1983ء اور 1985ء میں بیروت پر بمباری' 1986ء میں لیبیا پر بمباری' 1987ء میں ایران کے جہاز کو بمباری کر کے ڈبو دیا گیا' 1988ء میں ایرانی مسافر بردار ہوائی جہاز کو مار گرایا' 1989ء میں لیبیا کے مزید دو ہوائی جہاز مار گرائے' 1991ء میں عراقیوں پر شدید بمباری' عراق کے خلاف پابندیاں عائد کر دی گئیں' 1998ء میں سوڈان اور افغانستان پر وحشیانہ بمباری' اسرائیل کی تشدد کی پالیسی کے باوجود اس کی واضح حمایت اور عربوں کی اپنے دفاع کی کوششوں پر شدید مذمت' اسرائیل کی دہشت گردی کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے دوہرے معیار کا اطلاق جو 1996ء میں اس نے اقوام متحدہ کے کیمپ قناء میں 106 لبنانیوں کے قتل عام کی صورت میں کی تھی' لیبیا کے خلاف مسلسل کارروائیاں جو پچھلی دو دہائیوں سے جاری ہیں' مسلم ممالک سے مطلوبہ آدمیوں کا اغواء جن میں ملائیشیا' پاکستان' لبنان اور البانیہ وغیرہ شامل ہیں' اسلام کی مقدس ترین سرزمین سعودی عرب اور پرشین خلیجی علاقے میں بڑی تعداد میں زبردستی اپنے فوجی اڈے قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو محض چند امریکی اقدامات ہیں۔ اپنے ایمان سے بتائیے کیا یہ کسی بھی مسلمان کا خون کھولانے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ پہلے ان زیادتیوں پر ناانصافیوں پر اس کا خون کھولتا ہے' اسے جوش آتا ہے مگر جب وہ کچھ نہیں کر پاتا تو دہشت گرد بن جاتا ہے۔ گر وہ امریکہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شیطان اعظم'' کہتا ہے تو کیا وہ غلطی پر ہے؟ ایک پاکستانی ''ایمل کاسی'' جس نے 1993ء میں سی آئی اے کے ہیڈکوارٹر کے سامنے 5 افراد کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اپنی گرفتاری کے بعد ایف بی آئی کو بتایا کہ اس نے امریکہ کی مشرق وسطیٰ سے متعلق پالیسیوں اور عراق پر بمباری کے خلاف احتجاجاً یہ انتہائی قدم اٹھایا تھا۔ 1997ء میں کانسی کی سزا کے دو روز بعد پاکستان کے شہر کراچی میں کار میں سوار چار امریکیوں کو گولیاں ماردی گئیں۔ ظاہر ہے کسی ایک کو پکڑ لینے سے سلسلہ رک تو نہیں سکتا' نجانے کتنے ہیں جو امریکہ سے شدید ترین نفرت میں مبتلا ہیں' وجہ پر دھیان دینے اور اسے تسلیم کر کے ختم کرنے کی بجائے خود کو حق بجانب اور مظلوم ثابت کرنے کے لیے لوگوں کو پکڑنے کی پالیسی کی وجہ سے ہی آج امریکہ شدید قسم کی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ کراچی میں ہونے ان چار افراد کے قتل کے حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے سی آئی اے کے دہشت گردی کے توڑ کے سابق ماہر نے کہا کہ ''اس کا تعلق بھی ایمل کاسی سے ہے۔'' اس قسم کے تجزیہ پر کیا تبصرہ کیا جائے کہ وہ یہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں کہ یہ دہشت گردی کسی انسان کا ذاتی فعل نہیں دنیا بھر میں ہونے والے ظلم اور زیادتی کے خلاف شدید احتجاج ہے۔

1988ء میں امریکہ نے ایرانی مسافر بردار طیارہ مار گرایا تھا جس پر ایران نے ردعمل کے طور پر پین ایم 103 پر بمباری کی۔

1998ء میں افریقہ میں دو امریکی سفارتخانوں پر عراق پر بمباری کی آٹھویں سالگرہ کے موقع پر عین اس روز حملے ہوئے جس تاریخ کو پہلا امریکی فوجی دستہ سعودی عرب پہنچا تھا۔

1991ء میں عراق پر امریکی بمباری کے دوران پورے مشرق وسطیٰ اور دیگر کئی ممالک میں واقع امریکی اداروں پر حملے ہوئے۔

اگر انہیں دہشت گرد حملے کہا جائے تو یقیناً زیادتی ہوگی۔ یہ تو ظلم کے خلاف ردعمل ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا امریکی اہلکاروں اور ذرائع ابلاغ کو ان حملوں کی وجوہات کے حوالے سے کوئی اشارے نہیں ملے ہوں گے یقیناً ملے ہوں گے مگر اس حوالے سے بہرے اور گونگے بننے کی پالیسی سب سے بہتر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھے اور برے دہشت گرد

اسرائیل میں خودکش حملوں کے دوران درجنوں لوگوں کے مارے جانے پر 13 مارچ 1996ء کو امریکہ نے مصر میں ایک ہنگامی خوف شکن کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں پوری دنیا سے 27 رہنماؤں نے شرکت کی۔ اس وقت جب ادھر صدر کلنٹن اس بات پر زور دے رہے تھے کہ ہمیں خوف و ہراس پھیلانے والوں کی کھل کر مذمت کرنی چاہیے اور یہ کہ مستقبل میں مشرق وسطیٰ میں تشدد کے لیے کوئی جگہ نہیں۔'' عین اسی وقت ادھر عراق میں صرف صدر صدام کو غیر مستحکم کرنے کے لیے امریکہ عراقی نیشنل گارڈ کی لاکھوں ڈالرز سے مدد کر رہا تھا جو بغداد اور دیگر عراقی شہروں میں بم دھماکوں میں مصروف تھے۔ ایک اندازہ کے مطابق نہایت کم عرصے کے دوران سو سے زائد شہری صرف بغداد میں اس بمباری سے ہلاک ہو گئے تھے۔

مصری کانفرنس میں شرکت کرنے والے ممالک صرف دو ہفتے بعد دہشت گردی کے خاتمے کے سلسلے میں واشنگٹن میں اکٹھے ہوئے جہاں نہ صرف دہشت گردی کے خاتمے کو موضوع بحث بنایا گیا بلکہ دنیا بھر میں دہشت گرد گروپوں کو پہنچنے والی مالی امداد پر بھی خوب بحث ہوئی۔ اس سے اگلے مہینے ہی صدر کلنٹن نے خوب دھوم دھڑکے کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف اس ایکٹ پر دستخط کیے جس میں امریکی کارپوریشنوں اور دہشت گردوں کی حمایت کرنے والے ملزم ممالک کے درمیان لین دین کی ممانعت کی گئی تھی۔ اس کے چار ماہ بعد کلنٹن انتظامیہ نے نہایت خاموشی کے ساتھ سوڈان پر سے پابندی اٹھالی تاکہ امریکی تیل کمپنی تیل کے متعلق معاملات طے کر سکے۔ اسی عرصے کے دوران شام پر سے بھی اس لیے پابندی اٹھائی گئی تاکہ مشرق وسطیٰ میں ان کیبات چیت میں دمشق کی شرکت کی حوصلہ افزائی ہو۔ دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے فروری 2000ء میں ایک بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کو امریکہ نے یہ کہتے ہوئے سرد خانے میں جھونک دیا کہ اس سے کوئی عملی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس تجویز کردہ کانفرنس کو تیسری دنیا کی اقوام کی ''غیر جانبدار تحریک'' کے 119 ارکان کی حمایت حاصل تھی۔

اس کانفرنس میں بعض ایسے نکات اٹھائے جانے کا فیصلہ کیا گیا تھا جن سے کوئی نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی نتیجہ سامنے آنے کی امید تھی۔ ''حزب اللہ'' اور ''حماس'' کی مثالیں سامنے رکھتے ہوئے جو اسرائیل میں لڑ رہے تھے ''دہشت گرد'' اور ''آزادی کیلئے لڑنے والوں'' کے درمیان تفریق کی جاتی تھی۔ 1999ء میں یوگوسلاویہ پر نیٹو کی بمباری کو سامنے رکھتے ہوئے ''سیاسی دہشت گردی'' کے حوالے سے یہ سوال بھی زیر غور آتا تھا کہ کیا کسی ریاست کی مسلح افواج کے حملے دہشت گردی کے زمرے میں آتے ہیں جس میں بڑے پیمانے پر شہریوں کی ہلاکت بھی ہوئی ہو؟

ایف بی آئی کی دہشت گردی کی تعریف

ایف بی آئی کے نزدیک بین الاقوامی دہشت گردی کی تعریف یہ ہے کہ ''طاقت کا غیر قانونی استعمال۔'' افراد کے خلاف یا پراپرٹی کو تباہ کرنے یا حکومت شہری آبادی یا اس کے کسی حصے پر دباؤ ڈالنے یا سیاسی وسماجی مقاصد کے حصول کیلئے کسی ایسے گروپ یا فرد کی طرف سے تشدد کا ارتکاب جس کا تعلق کسی ملکی طاقت سے ہو یا جس کی سرگرمیاں قومی حدود سے تجاوز کر جائیں۔''

ایف بی آئی کی اس تعریف کا مقصد اگرچہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے خلاف الزامات کی وضاحت کرنا تھا لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ امریکی حکومت کے لاتعداد اقدامات کو اس ایکٹ کے ذریعہ تحفظ دیا گیا ہے۔ ایسے بہت سے اقدامات آپ کو اس کتاب میں بمباری، مداخلت، تشدد، کیمیاوی وحیاتیاتی جنگ وجدل کی سرخیوں کے ساتھ نظر آئیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

''افغان دہشت گرد حوا..........دنیا کیلئے امریکی تحفہ''

اسامہ بن لادن۔ جسے افریقہ میں امریکی سفارتخانوں پر بمباری کا اصل ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے ہمیشہ سے امریکہ کے لیے قابل نفرت افراد کی فہرست میں شامل نہیں تھا۔ اس نے اور بہت سے اسلامی بنیاد پرستوں نے سوویت یونین کے خلاف جنگ میں امریکہ کے لیے دائیں بازو کی حیثیت سے کام کیا۔ اس وقت اسامہ بن لادن امریکہ کا پسندیدہ سپاہی تھا کہ وہ امریکی مفادات کے لیے کام کر رہا تھا۔ اس وقت یہ بنیاد پرست مجاہدین تعریف کے قابل تھے۔ اچھے دہشت گرد تھے کہ امریکہ کیلئے دہشت گردی میں مصروف تھے۔ مگر پھر جہاد کی کامیابی کے بعد یہ طاقتیں اپنے راستے سے بھٹک گئیں۔ ان کے خیالات بدلنے لگے۔ ان کے اقدامات خوفناک ہونے لگے یہ امریکہ کے ہی خلاف ہونے لگے۔ ایک سے ہو گئے۔ امریکہ کے یہ اچھے دہشت گرد' برے دہشت گردوں کی شکل اختیار کر گئے۔

افغانستان سے سوویت فوجوں کے انخلاء کا سہرا مجاہدین کے سر ہے اور ان مجاہدین کا یہ ایمان ہے کہ انہیں یہ کامیابی اللہ کی مدد سے ملی ہے جو سب سے بڑا ہے اس نے ہی انہیں نا قابل تسخیر بنا دیا۔ امریکہ کے اس دعوے کو وہ قطعی اہمیت نہیں دیتے کہ اس فتح کا کریڈٹ دراصل امریکہ کو جاتا ہے جس نے نہ صرف ان کی مدد کے لیے اپنی فوج فراہم کی بلکہ سیاسی اور مالی لحاظ سے ان کی بھرپور مدد اور پشت پناہی کی جو کسی بھی جنگ میں فتح کے لیے لازمی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے امریکہ کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکا اور سوویت یونین سے بارہ سال تک جنگ لڑنے کے بعد اقتدار کی خاطر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہو گئے۔ ان کی مدد کے لیے مختلف مسلم ممالک سے نوجوان اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ ایک اور سخت جنگ شروع ہو گئی اور اب یہ لڑائی کافروں کے خلاف بھی تھی۔ پہلے ان میں جذبہ جہاد کو جلا دی گئی اور پھر انکی تربیت کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں مجاہدین یا دہشت گردوں کی ایسی کھیپ تیار ہوئی جو شہادت کا جام نوش کرنے کے لیے ہر لحہ تیار تھی۔ بنیاد پرستوں' غیر ملکی تشدد اور مسلح حملوں کی اس لہر کے دوران ایک نیا کلچر پیدا ہوا جسے ''کلاشنکوف کلچر'' کہا جاتا ہے۔ اس پر 1996ء میں پاکستانی وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے شکایت کی کہ ''افغانستان سے سوویت فوجوں کے انخلاء کے سلسلے میں امریکی امداد کے نتیجہ میں میرا ملک جنونی حملوں کا شکار بن رہا ہے۔ افغانستان کی جنگ کے اثرات سے نمٹنے کے لیے ہمیں اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہمیں جو شدید ترین خطرات درپیش ہیں ان میں سمگلنگ' منشیات فروشی اور وہ مذہبی جنونی شامل ہیں جو افغان جنگ میں قائدین کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔'' اس پر الجیریا میں لاس اینجلس ٹائمز کے نمائندہ ماہر عمرانیات نے جواباً شکایت کی کہ ''آپ کی حکومت نے ان بدمعاشوں کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ اب اگر یہ آپ کے اور پوری دنیا کے خلاف ہو گئے ہیں تو کیسی شکایت؟ کیا یہ غلط ہے کہ سولہ ہزار عربوں کو افغانستان میں تربیت دے کر قاتل مشینیں بنایا گیا تھا۔'' ہو سکتا ہے کہ اس کے اعداد و شمار بالکل درست نہ ہوں مگر یہ حقیقت ہے کہ ایک اندازہ کے مطابق افغان جنگ میں پندرہ ہزار تجربہ کار سپاہی شامل تھے اور یہ سب افغانی نہیں تھے ان میں عرب بھی تھے۔ مگر دنیا بھر میں انہیں افغانی ہی سمجھا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق افغانستان سے ہو یا سعودی عرب سے۔

مڈل ایسٹ سٹڈیز کے پروفیسر اقبال احمد کے مطابق ''مغرب میں پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ تشدد اور مقدس جنگ اسلام کی میراث ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بین الاقوامی جہاد موجودہ دور کا تصور ہے جو کہ 20ویں صدی کے دوران دریافت ہوا ہے۔ افغانستان میں سوویت جارحیت کے بعد یہ تصور سامنے آیا اس سے قبل جہاد کو قومی' سیاسی اور سیکولر دائرے میں استعمال کیا جاتا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں پیش کی جانے والی افغانوں کے خون خرابے کے حوالے سے کچھ نمایاں اور قابل غور معلومات پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

میر ایمل کانسی، جس نے سی آئی اے کے دو ملازم مارے ایک ایجنسی کے دو ملازم زخمی کئے اور سی آئی اے ہیڈکوارٹر کے باہر سی آئی اے کے لیے کام کرنے والے ایک ملازم کو 1993ء میں زخمی کیا، افغان بارڈر سے ملنے والے ایک پاکستانی صوبے میں پل کر جوان ہوا۔ اس صوبہ کو مجاہدین کا خاص اڈہ سمجھا جاتا ہے۔ ایمل کانسی کے باپ اور دیگر رشتہ داروں کے سی آئی اے کے ساتھ خصوصی روابط تھے۔ وہ پاکستان میں سی آئی اے کے انٹیلی جنس آپریشن کے لیے کام کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمل کانسی کو جاننے والے اسے سی آئی اے کے جہادی بچوں میں سے ایک کہہ کر پکارتے تھے۔

1993ء میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ہونے والی بمباری کے نتیجہ میں چھ افراد مارے گئے ایک ہزار سے زائد زخمی ہوئے اور نقصان کا اندازہ نصف بلین ڈالرز لگایا گیا۔ اس بمباری کے ذمہ داروں میں افغان جنگ کے جنگجو سپاہی شامل تھے۔

اکتوبر 1995ء میں نیویارک میں، اقوام متحدہ کی عمارت، ایف بی آئی آفس اور لنکن اور ہالینڈ سرنگوں پر بمباری کے منصوبہ میں شریک جن دس افراد کو سزا ہوئی ان کا قائد شیخ عمر عبدالرحمٰن نامی ایک شخص تھا جو افغان جنگ میں مجاہد کی حیثیت سے شریک رہا تھا اور جس نے سی آئی اے کے ایک ایجنٹ کے ذریعہ امریکہ کا ویزہ حاصل کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی اس کا تعلق سی آئی اے سے ہوگا۔

1996ء میں نیویارک میں، بحرالکاہل پر محو پرواز 12 امریکی جمبو جیٹ طیاروں اور ان میں سوار چار ہزار مسافروں پر بمباری کے جرم میں جن تین افراد کو سزا سنائی گئی ان میں سے ایک ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر بمباری کا نامزد ملزم رمزی احمد یوسف بھی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے مجاہدین نے دھماکہ خیزی کی تربیت دی تھی۔ تحقیقاتی ایجنسیوں نے اس کے کمپیوٹر میں وہ دستاویز بھی دیکھی جس میں امریکی حکومت کی طرف سے اسرائیل کی مدد کرنے پر امریکیوں کو سزا دینے کا عزم کیا گیا تھا۔

رمزی یوسف کو فلپائنی جیٹ طیارے پر بمباری کے سلسلہ میں 1994ء میں بھی اس کی غیر حاضری میں سزا سنائی گئی تھی۔ اس بمباری کے نتیجہ میں ایک مسافر مارا گیا تھا۔ ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹ کے مطابق رمزی یوسف فلپائن کی ایک انتہا پسند مسلم تنظیم ''ابوسیاف'' کی کارروائیوں میں بھی شریک تھا۔

مارچ 1995ء میں پاکستان کے شہر کراچی میں دو امریکی ڈپلومیٹ مارے گئے جبکہ تیسرے کو کار میں جاتے ہوئے ایک حملے میں زخمی کر دیا گیا۔

دہشت گردی کی اس کارروائی کی تحقیقات کے لیے پاکستان آنے والی ایف بی آئی کی ٹیم نے یہ اعلان کیا کہ ان کے خیال میں یہ حملہ رمزی یوسف کی گرفتاری کے خلاف ممکنہ ردعمل ہے جسے پچھلے ماہ امریکی اور پاکستانی ایجنٹوں نے پاکستان میں گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کر دیا تھا۔

نومبر 1995ء میں سعودی عرب کے شہر ریاض میں اقوام متحدہ کی عمارت کے باہر دھماکہ خیز مواد سے بھرے ہوئے ٹرک کے پھٹنے سے پانچ امریکی اور دو بھارتی ہلاک ہو گئے۔ اس حملے کے ذمہ دار چار سعودیوں میں سے تین نے بتایا کہ انہوں نے آتشی ہتھیاروں اور دھماکوں کی تربیت افغانستان سے حاصل کی تھی۔

جون میں سعودی عرب ہی کے شہر دہران میں جو انیس امریکی ائیرمین اپنی رہائشگاہ پر بمباری سے ہلاک ہوئے تھے اس کی ذمہ داری بھی اسی گروپ نے قبول کی۔

1995ء کے موسم گرما میں فرانس مسلسل دہشت گردی کی زد میں رہا۔ یہاں لگاتار آٹھ دہشت گرد حملے ہوئے جن کا آغاز ریلوے سٹیشن پر بم پھٹنے سے ہوا تھا جس میں آٹھ افراد ہلاک اور ایک سو ساٹھ زخمی ہوئے۔ فرانس کے قانون نافذ کرنے والے ادارے کے افسران نے اس حوالے سے بتایا کہ ''دہشت گردی کے سلسلے میں اب تک جتنے بھی افراد کی گرفتاری عمل میں آئی ہے وہ سب کے سب پاکستان یا افغانستان سے تربیت حاصل کر کے آئے ہیں۔

چیچنیا کے گوریلوں نے جو سالہا سال سے مسلم معاشرہ کے قیام کے لیے روسیوں سے نبرد آزما ہیں اپنی فوج میں مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے ''افغانیوں'' کو اہم عہدے دے رکھے ہیں ان کی صفوں میں شامل گوریلوں کی اکثریت افغانستان سے فوجی تربیت حاصل کی ہے روسی افسران کے مطابق تاجکستان کے چار سے پانچ ہزار مجاہدین شمالی افغانستان کے کیمپوں سے تربیت یافتہ تھے جو 1993ء میں سابقہ سوویت سینٹرل رشین ری پبلک کی سیکولر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کے خلاف لڑے اور پھر واپس چلے گئے۔

چین کے مغربی صوبوں میں بھی ان لڑاکے افغانوں نے چینی مسلمانوں کو فوجی تربیت دی اور ان کے ساتھ مل کر چینی حکومت کے خلاف مسلح جنگ کی۔

1992ء سے مصر بھی حکومت مخالف دہشت گرد حملوں کی لپیٹ میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی پاکستان اور افغانستان کے کیمپوں سے فوجی تربیت حاصل کرنے والوں کا ہاتھ ہے۔ ایتھوپیا کے دورے کے دوران جو صدر حسنی مبارک پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اسے بھی انہی عناصر کی کارروائی قرار دیا جاتا ہے۔

مورا کو میں سیاحت کو اہم صنعت کی حیثیت حاصل ہے۔ اسے غیر مستحکم کرنے کے لیے اگست 1994ء میں تین افغانوں نے مورا کو کے سیاحوں کے ہوٹل کو نشانہ بنایا۔ اس حملے میں کئی سیاح مارے گئے۔

نوے کی دہائی کے دوران افغانستان سے تربیت حاصل کرنے والے کشمیری اور دیگر قوم پرست بھارت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کشمیر کی پہاڑیوں پر بھارتی فوج سے نبرد آزما رہے۔

الجیریا میں 1992ء کے انتخابات کے مسترد ہونے کے بعد سے افغانستان سے فوجی تربیت حاصل کرنے والوں نے مسلح اسلامی گروپ کو مستحکم بنیادوں پر منظم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ گروپ اسلامی ریاست کے قیام کے سلسلہ میں ہونے والی مسلح جدوجہد کے نتیجہ میں کئی ہزار گوری ہلاکتوں کا ذمہ دار ہے۔

1992ء کے آغاز میں بوسنیا میں افغانوں اور بوسنیا کے مسلمان سپاہیوں کے ساتھ مل کر لڑائی میں حصہ لیا۔ انہوں نے مسلم دیہاتوں کو سربوں کے قبضہ سے چھڑانے کے لیے سربیائی اڈوں پر حملے کیے۔ نومبر 1995ء میں سعودی عرب میں بمباری کے مجرم نے جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے بتایا کہ وہ بوسنیا میں بھی مسلمان فوجیوں کے ساتھ مل کر لڑ چکا ہے۔

1999ء میں لیبیا کے صدر کرنل معمر قذافی نے لندن سے شائع ہونے والے ایک عربی اخبار کو انٹرویو میں بتایا کہ ''ہماری حکومت نے افغانوں کی اسلامی جہادی تحریک کو کچل دیا ہے اور وہ بری طرح سے تباہ حال اور مایوس ہو کر واپس چلے گئے ہیں۔ امریکی خفیہ اداروں کے تربیت یافتہ ان مسلح گروپوں نے قتل اور دھماکوں کو پیشہ ہی بنا لیا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے بہت سے ممالک میں اور بھی بہت کچھ ہوا اور یہ سب کرنے والے وہ ہیں جنہیں سابق امریکی صدر رونالڈ ریگن نے آزادی کی لڑائی لڑنے والوں کا نام دیا تھا۔

ایک امریکی دانشور نے 1996ء میں پاکستان میں اس تمام صورتحال پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا۔ ''اسے مرغیوں کے اپنے ڈربے کی طرف آنے کے مجنونانہ عمل سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ آپ پوری دنیا کی شمولیت حاصل کرنے کیلئے نتائج کی پرواہ کئے بغیر کئی بلین ڈالرز اشتراکیت کے خلاف جہاد میں نہیں جھونک سکتے مگر ہم نے ایسا ہی کیا۔ افغانستان میں قیام امن ہرگز ہماری خواہش نہیں تھی بلکہ ہمارا اصل مقصد تو اشتراکیوں کی موت اور روسیوں کو باہر نکالنا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

خفیہ قتل

"میں ہر ایک کو مٹانا نہیں چاہتا..........صرف اپنے دشمنوں کو"

مائیکل کورلین، دی گاڈ فادر، حصہ دوم

صدر کلنٹن نے 26 جون 1993ء کو عوام کے سامنے اعلان کیا کہ آج امریکہ نے عراق پر میزائلوں سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں آٹھ آدمی ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے۔ اس حملہ کی توجیہ پیش کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ عراق نے سابق امریکی صدر جارج بش کے دورہ کویت کے دوران انکے قتل کا جو منصوبہ بنایا تھا یہ حملہ اس کے ردعمل کے طور پر کیا گیا ہے۔ (یہ منصوبہ محض الزام تھا اور الزام سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں تھی) صدر کلنٹن نے یہ بھی کہا کہ یہ حملہ ریاستی دہشت گردی میں ملوث لوگوں کو یہ پیغام دینے کے لیے بے حد ضروری تھا کہ اگر انہیں مہذب دنیا میں رہنا ہے تو مہذب رویہ کا مظاہرہ کریں۔

ذیل میں دنیا بھر کی ان ممتاز شخصیات کے ناموں کی فہرست دی جا رہی ہے جنہیں خفیہ طور پر قتل کرنے یا ان کے قتل کی منصوبہ بندی میں امریکہ، دوسری جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد سے اب تک ملوث رہا ہے۔ (سی آئی اے کے "بذلہ سنج" عام طور پر اس قسم کے منصوبوں کو "زبردستی کی خودکشی" کا نام دیتے ہوئے ایجنسی کی ہیلتھ آلٹریشن کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں)

سال	شخصیت	ملک
1949ء	کم کو	کوریا کے قائد حزب اختلاف
1950ء کی دہائی		سی آئی اے / نیو نازی ہٹ لسٹ پر مغربی جرمنی کی دو سو سے زیادہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

		سیاسی شخصیات تھیں جنہیں سوویت حملے کے موقع پر راستے سے ہٹا دیا گیا تھا۔
50ء کی دہائی	چواین لائی	چینی وزیراعظم جن پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے۔
50ء کی دہائی اور 1962ء	سوئیکارنو	صدر انڈونیشیا
1951ء	کم ال سنگ	وزیراعظم شمالی کوریا
1953ء	محمد مصدق	ایرانی وزیراعظم
50ء کا درمیانی عرصہ	کلارو ایم ریکٹو	فلپائن کے قائد حزب اختلاف
1955ء	جواہر لعل نہرو	بھارتی وزیراعظم
1957ء	جمال عبدالناصر	مصری صدر
1959ء اور 60ء کی دہائی	نوروڈوم سہانوک	کمبوڈیا کا رہنما
1960ء	بریگیڈیئر جنرل عبدالکریم قاسم	عراقی رہنما
1950ء۔1970ء	جوس فگرس	صدر کوسٹاریکا (دو قاتلانہ حملے ہوئے)
1961ء	فرینکوئس (پاپاڈوک)	ہیٹی کا رہنما
1961ء	پیٹرک لومبا	وزیراعظم کانگو
1961ء	جنرل رافیل تروجیلو	جمہوریہ ڈومنیکن کا رہنما
1963ء	نودنہہ ڈیم	صدر جنوبی ویت نام
60ء کی دہائی	فیڈل کاسترو	صدر کیوبا (کئی قاتلانہ حملے اور قتل کے منصوبے)
60ء کی دہائی	راؤل کاسترو	کیوبا کی حکومت کا اعلیٰ عہدیدار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1965ء	فرانسکو کمانو	جمہوریہ ڈومنیکن کا قائد حزب اختلاف
1965-66	چارلس ڈیگالی	فرانسیسی صدر
1967ء	چی گویرا	رہنما کیوبا
1970ء	سلواڈور ایلینڈ	صدر چلی
1970ء	جنرل رینے شینڈر	چلی کی فوج کا سربراہ
70ء کی دہائی اور 1981ء	جنرل عمر توزیجوس	رہنما پانامہ
1972ء	جنرل مینوئل نوریگا	چیف آف انٹیلی جنس پانامہ
1975ء	مبوتو سیسے سیکو	صدر زائرے
1980ء-86ء	معمر قذافی	صدر لیبیا (بے شمار قاتلانہ حملے اور قتل کے منصوبے)
1982ء	آیۃ اللہ خمینی	ایرانی رہنما
1983ء	جنرل احمد دلیمی	مراکو کی فوج کا کمانڈر
1983ء	میگوئل ڈی اسیکوٹو	وزیر خاجہ نکاراگوا
1984ء		سینڈینٹا نیشنل ڈائرکٹوریٹ کے نو کمانڈنٹس۔
1985ء	شیخ محمد حسین فضل اللہ	لبنانی شیعہ رہنما
1991ء	صدام حسین	عراقی صدر
1998ء	اسامہ بن لادن	اسلامی مجاہد رہنما
1999ء	سلوبوڈان میلوسووچ	صدر یوگوسلاویہ

اگر انہیں خفیہ قاتلوں کی کمی پڑ جائے

1975ء میں امریکن نیوی کے ایک ماہر نفسیات کمانڈر تھامس نیروت نے انکشاف کیا کہ نیوی کی ذمہ داریوں میں قتل کرنے کی تربیت دینا بھی شامل ہے۔ ایسے ملازمین کو خصوصی طور پر یہ تربیت دی جاتی ہے وہ فطرتاً کسی کو مارنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اگر انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاص قسم کے حالات میں ایسا کرنا پڑ جائے تو وہ کیا کریں یہی وجہ ہے کہ انہیں قتل کرنے کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ ان تربیت حاصل کرنے والوں کو ''خفیہ قاتل'' یا ''مارنے والے'' کہا جاتا ہے۔ خفیہ قاتل بنانے کے لیے سزا یافتہ قاتل بھی فوجی جیلوں سے رہا کر دیئے جاتے ہیں۔ ''خفیہ قاتلوں'' کی تربیت کا آغاز اس نکتہ سے ہوتا ہے کہ دشمن انسان نہیں ہے۔ اس کے بعد مختلف طریقوں سے ان کی برین واشنگ کی جاتی ہے۔ ایسی تشدد آمیز فلمیں دکھائی جاتی ہیں جن میں لوگوں کو اذیتناک طریقوں سے مرتے بے رحمی سے قتل یا زخمی ہوتے دکھایا گیا ہو۔ نیروت کا یہ انکشاف' جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں ایک آئینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک بہت بڑی حقیقت جس کی روشنی میں ہم صرف تصور کر سکتے ہیں کہ ورجینا کی اس پانچ طرفہ عمارت میں اس وقت کونسے منصوبے تیار کیے جا رہے ہیں اور کتنے زیر عمل ہیں؟

امریکہ کے نزدیک کلمہ کفر کیا ہے؟

حکومت ایران کی طرف سے مصنف سلمان رشدی کو اس کی کتاب ''شیطانی آیات'' میں کلمہ کفر بکنے پر ''کافر'' قرار دے کر موت کا حقدار ٹھہرائے جانے پر مغربی دنیا ششدر رہ گئی تھی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ بھی ''کافروں'' کی مذمت کرتے ہوئے انہیں موت کا حقدار ٹھہراتا رہتا ہے۔ کاسترو' ایلینڈ' سوئیکارنو اور ایسے کئی ''کافر'' جن کی فہرست پچھلے صفحات میں موجود ہے امریکہ کے نزدیک موت کے حقدار ہیں کیونکہ وہ امریکہ کے مقدس مقاصد اور اس کی خارجہ پالیسی پر ایمان لانے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

گردش زمانہ

سینٹ کمیٹی (اسے چرچ کمیٹی بھی کہا جاتا ہے) کی 1975ء کی ''خفیہ قتال کی رپورٹ'' پر ایک نظر ڈالیے۔ کمیٹی کہتی ہے کہ ''مکمل جانچ پڑتال کے بعد کمیٹی اس بات پر قطعی یقین نہیں کرتی کہ یہ اقدام (خفیہ قتال) امریکی کردار کو ظاہر کرتے ہیں اس کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ بہترین' بھرپور' پاکیزہ اور ایماندار زندگی کے لیے ان نظریات کے مظاہر نہیں ہیں جو اس ملک کے عوام کو دیئے گئے ہیں اور جن سے دنیا بھر کی امیدیں وابستہ ہیں۔ ہم ان خفیہ قتال کے منصوبوں کو گردش زمانہ کی تبدیلیاں سمجھتے ہیں۔''

جس وقت ''سینٹ کمیٹی'' نے یہ تحریر کیا تھا وہ سی آئی اے کے کم از کم ایک درجن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفیہ قتال کے منصوبوں سے واقف تھی پھر بھی اسے گردش زمانہ کی تبدیلیاں کا نام دے دیا گیا۔
کیا آج بھی کانگریسی ارکان مندرجہ بالا فہرست میں دیئے گئے چالیس سے زائد واقعات کو گردش زمانہ کی تبدیلیاں قرار دیں گے؟ کیا وہ وضاحت کریں گے کہ گردش زمانہ کی یہ تبدیلیاں ٹرومین سے لے کر کلنٹن تک دس ادوار صدارت میں کس طرح جاری رہیں۔

چرچ کمیٹی کی رپورٹ کے منظر عام پر آنے کے بعد سے کچھ عرصہ سے امریکی صدور نے یہ وطیرہ بنالیا ہے کہ جہاں کوئی خفیہ قتل ہوا یہ شاید دنیا کو قائل کرنے کے لیے فوری طور پر عوامی بیان جاری کر دیتے ہیں کہ "حقیقت میں ہم یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے۔"

1976ء: فورڈ نے ایک صدارتی حکمنامہ پر دستخط کیے جو یہ تھا۔ "ریاستہائے متحدہ کا کوئی ملازم کسی سیاسی خفیہ قتل یا اس کی سازش میں شریک نہیں ہوگا۔"

1978ء: صدر کارٹر نے بھی خفیہ قتال کو روکنے کا سرکاری حکم جاری کیا۔

4 دسمبر 1981: صدر ریگن نے بھی صدر فورڈ کی طرز کا ایک حکمنامہ جاری کیا۔ لیکن جب 13 نومبر 1984ء کو صدر ریگن "بین الاقوامی اشتراکی سازش" کے سلسلہ میں ایک ساتھ کئی محاذوں پر سرگرم ہوئے تو انہوں نے فوری طور پر یہ حکمنامہ منسوخ کر دیا۔ اخبارات نے اس کی تنسیخ کو "قتل کرنے کا لائسنس" قرار دیا۔ ہر ایک کو دہشت گرد قرار دے کر قتل کر دینے کا اجازت نامہ۔

10 اپریل 1985ء کو صدر ریگن نے "قتل کا اجازت نامہ" منسوخ کر دیا کیونکہ ایک ماہ قبل سی آئی اے نے امریکہ کی ایک ناپسندیدہ شخصیت شیخ فضل اللہ کو قتل کرنے کیلئے بیروت میں کچھ قاتل خریدے تھے۔ قتل کے اس منصوبہ میں کار بم استعمال کیا گیا جس کے نتیجہ میں 80 لوگ مارے گئے مگر ان میں شیخ فضل اللہ شامل نہیں تھے۔

11 اگست 1985ء کو ایک بار پھر "قتل کرنے کے لائسنس" کا اجراء ہوگیا۔ جس کا سبب جون میں ٹی ڈبلیو اے (TWA) کے ہوائی جہاز کا اغواء تھا۔

12 مئی 1986ء کو کانگریسی اعتراضات کو تسلیم کرتے ہوئے ایک نئے سرکاری حکمنامہ پر دستخط ہوئے جس کی زبان غیر متنازعہ تھی۔

واضح طور پر ریگن کے اقدامات سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ خفیہ قتل کے حق میں ہیں یا خلاف۔ یہ سب تعلقات عامہ کا حصہ ہے اور یہی گذشتہ کئی سالوں سے امریکی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالیسی کی بنیاد ہے کہ کہو کچھ اور کرو کچھ عوام کو سنانے کیلئے سب کی زبان ایک ہوتی ہے وائٹ ہاؤس سے جو بھی عوامی پیغام آتا ہے وہی ہر ایک کی زبان پر ہوتا ہے۔ تعلقات عامہ کی اہمیت کا اندازہ ان سے زیادہ کون کرسکتا ہے۔

13 اکتوبر 1989ء: بش نے ''خفیہ قتال'' کو ایک نئے معنی پہنائے۔ انہوں نے ایک ''قانونی یادداشت'' جاری کی جس کے ذریعہ قانونی دائرے کے اندر رہتے ہوئے ''حادثاتی'' قتل کی اجازت دے دی گئی۔ ''یہ صدارتی فیصلہ افواج کو بھی اپنے دائرہ اختیار میں لاتا ہے کہ اگر امریکی افواج کسی دوسری قوم کی جنگجو افواج کے مقابل صف آراء ہوں مثال کے طور پر گوریلا افواج' دہشت گرد یا دیگر تنظیمیں جن سے امریکی سلامتی کو خطرہ ہو تو ایسی صورت میں یہ خفیہ قتل نہیں کہلائے گا۔'' بالفاظ دیگر خفیہ قتل اس وقت تک جائز ہیں جب تک ہم چاہتے ہیں۔ واہ واہ کیا بات ہے۔

کلنٹن انتظامیہ نے خفیہ قتال کے بارے میں امریکی پالیسی کے حوالے سے کوئی سرکاری حکمنامہ یا بیان جاری نہیں کیا۔

غور طلب رپورٹ

وائٹ ہاؤس کمیشن 1954ء نے سی آئی اے کی خفیہ سرگرمیوں کے حوالے سے اپنی مطالعاتی رپورٹ میں جہاں اور بہت سی معلومات جمع کی ہیں وہیں خفیہ قتال کے حوالے سے یہ اقتباس بھی زبان زد عام ہوگیا۔ اسے ماہرین نفسیات کہتے ہیں۔

''اب یہ بات مکمل طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ ہمیں ایسے سنگدل اور بے رحم دشمن کا سامنا ہے جس کا مقصد کسی بھی قیمت پر عالمی برتری حاصل کرنا ہے۔ اس قسم کے کھیل کے نہ تو کوئی اصول ہوتے ہیں اور نہ ہی اس پر مہذب دنیا کے تسلیم شدہ اصول لاگو ہوتے ہیں اگر امریکہ کو قائم رہنا ہے تو اسے اپنے ان صاف ستھرے اور ایماندارانہ اصولوں پر از سر نو غور کرنا ہوگا جو ہمیشہ سے امریکی کردار کا حصہ رہے ہیں۔ ہمیں خفیہ معلومات حاصل کرنے کے لیے معلومات در معلومات کے نظام کو مؤثر بنانا ہوگا اور اپنے دشمن کو تباہ برباد کرنے کیلئے زیادہ سمجھداری اور زیادہ متانت سے کام لیتے ہوئے ان سے زیادہ موثر طریقے اختیار کرنے ہوں گے جو دشمن ہمارے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی بے حد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت ہے کہ امریکیوں کے ذہنوں میں اس متضاد فلسفے کو اس طرح سے بٹھا دیا جائے کہ وہ نہ صرف اسے سمجھیں بلکہ اس کی حمایت بھی کریں۔"

چت بھی میری پٹ بھی میرا

اگر امریکی حکومت کسی امریکی رہنما کے قتل کے منصوبہ کے شک میں جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان کیا گیا ہے عراقی انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر پر بمباری کر سکتی ہے اور اپنی سلامتی اور تحفظ کے جواز کے ساتھ اقوام متحدہ کے چارٹر میں پناہ حاصل کر کے اس کی گود میں جا کر بیٹھ سکتی ہے تو پھر اس کے ستائے ہوئے ممالک کے لیے بھی کھلی دعوت ہونی چاہیے۔ کیا پانامہ' لیبیا' کیوبا اور امریکہ کا شکار ایسے ہی کئی ممالک کو ان مواقع اور قوانین سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں؟ کیوبا کئی بار سی آئی اے کے ہیڈ کواٹر کو بم سے اڑانے کے حق کا دعویٰ کر سکتا تھا۔ یہ کہنا بہت آسان تھا مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اسے نہ تو وائٹ ہاؤس نے ماننا تھا نہ امریکی عدالتیں اس قانونی جواز کو تسلیم کرتیں۔ "فولادی پردے کے پیچھے دیکھنا ان کے بس کی بات نہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

امریکی فوج اور سی آئی اے کے تربیتی کتابچوں سے اقتباسات یا...... نفیس لوگوں کے خوبصورت خیالات

''خفیہ قتال کا مطالعہ'' (سی آئی اے کی طرف سے تحقیق 50ء کی دہائی کی گئی)

اندھے قتل کے سلسلہ میں ''سازشی حادثہ'' سب سے موثر طریقہ ہوتا ہے کیونکہ منصوبہ کامیابی سے مکمل ہو جانے پر ہنگامہ کافی کم ہوتا ہے اور معمول کی تحقیقات ہوتی ہیں۔ سب سے کامیاب حادثہ 75 فٹ یا اس سے زیادہ بلندی سے سخت سطح پر گرنا ہے۔ اس کے علاوہ لفٹ میں پھنس کر مرنا' سیڑھیوں سے لڑھکنا' بغیر گرل کی کھڑکیوں یا پلوں سے گرنا بھی نہایت موثر حادثات میں شمار ہوتے ہیں جن میں کامیابی یقینی سمجھی جاتی ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ کام اچانک اور فوراً کیا جائے۔ اس کام میں پھرتی بے حد ضروری ہے۔ ذرا سی غفلت سو فیصد کامیابی کو ناکامی میں بدل سکتی ہے۔ نہایت پھرتی سے ٹخنوں سے پکڑ کر کنارے سے الٹ دیا جائے کہ اسے سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اگر قاتل حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے اپنے شکار کی چیخ کو نکلنے سے پہلے ہی گھونٹ دے تو نہ موقع واردات سے اپنی عدم موجودگی کی شہادت پیش کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے نہ کسی قسم کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔''

''نشہ آور ادویات بھی اس سلسلہ میں نہایت موثر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے کہ قاتل نے ڈاکٹری یا نرسنگ کی تربیت حاصل ہوئی ہو اگر قاتل تربیت یافتہ ہے اور قتل ہونے والا زیر علاج تو یہ سب سے آسان اور یقینی طریقہ ہے۔ مارفین کی ایک زائد خوراک نہایت پرسکون موت کا باعث بنتی ہے جس کا سراغ لگانا بھی نہایت مشکل ہوتا ہے۔ دوا کی خوراک کتنی مقدار میں مریض کے جسم میں داخل کی جائے کہ یقینی موت کا باعث بنے اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آیا آپ کا شکار نشہ آور ادویات کے استعمال کا عادی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر دو دانے کافی ہیں۔ اگر شکار مارفین یا ایسے کسی نشہ کا عادی ہے تو اسے اس کا انجکشن لگایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی موت کا سبب الکوحل کی زیادتی قرار دیا جاتا ہے۔''

تیز دھار آلات کی مدد سے بھی موثر اور یقینی کامیابی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قاتل کو جسمانی اعضاء کا تھوڑا بہت علم ضرور ہو۔ گو کہ دل پسلیوں کے پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے اور اس تک آسانی سے نہیں پہنچا جا سکتا مگر اس پر ہونے والا وار ہمیشہ سو فیصد کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ چاقو کی نوک یا خنجر اور کلہاڑی کی مدد سے ریڑھ کی ہڈی کو شدید چوٹ پہنچا کر بھی اپنا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

گلا دبانا اور سانس گھونٹنا بھی نہایت قابل اعتبار طریقہ ہے۔ حلقوم اور رگوں کو سانس کی نالی کے دونوں اطراف سے نہایت بے رحمی سے اور تکلیف دہ انداز میں دبا کر مطلوبہ نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

کانفرنس روم کا طریقہ

اس میں دو قاتلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلا قاتل پھرتی سے کانفرنس روم میں داخل ہوتا ہے جبکہ دوسرا خاموشی سے نشانہ باندھ کر دروازہ کے درمیان میں کھڑا رہتا ہے۔ پہلا قاتل بغیر وقت ضائع کیے اپنے ٹارگٹ پر فائرنگ کر کے الٹے قدموں پیچھے کی طرف لوٹتے ہوئے گروپ کو خوفزدہ کرنے کے لیے آخری قدم پر مخصوص انداز میں چنگھاڑ کے اپنا میگزین خالی کر دیتا ہے۔ اس دوران دوسرا قاتل گروپ کو نشانہ پر رکھتا ہے تاکہ کوئی فرد کسی قسم کا ردعمل نہ ظاہر کر سکے۔ ضرورت پڑنے پر وہ تین فائر کرتا ہے۔ فائرنگ ختم کر کے وہ واپس چلنے کا حکم دیتا ہے۔ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے خالی میگزین تبدیل کرتا ہے جبکہ دوسرا کاریڈور کو نشانے پر رکھتا ہے۔ باہر نکلتے ہوئے پہلا نشانے کی مخالف سمت فائرنگ کرتا ہے اور ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برسٹ گروپ کے پاس مارتا ہے۔ کارروائی کامیاب ہو جاتی ہے اور پیچھے مخالفین کو ذمہ دار ٹھہرانے کے لیے صرف پراپیگنڈہ باقی رہ جاتا ہے۔

''دہشت گردی اور شہری گوریلا'' (امریکی فوج کی جانب سے یہ تحقیق 60ء کی دہائی میں کی گئی)

''آبادی اور وسائل کو قابو میں رکھنے کے طریقے''

1۔ شناختی کارڈ: شناخت کا موثر نظام اس پروگرام کیلئے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

2۔ اندراج: شناختی کارڈ کے نظام کے بعد خاندان کے اندراج کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جس میں خاندان کے افراد کا بمعہ ذرائع آمدن کے شمار کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں فتنہ انگیز طبیعت رکھنے والوں اور اردگرد رہنے والوں کے ساتھ تعلقات کی بھی خاص طور پر جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔

3۔ بلاک کے ذریعہ قابو پانا: بلاک در بلاک ہر ایک رہائشی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں آگاہی حاصل کی جائے جو فتنہ پروروں کی حمایت کرتے ہیں' ان سے ہمدردی رکھتے ہیں یا پھر انہیں کسی بھی قسم کی مدد فراہم کرتے ہیں۔

4۔ پولیس پٹرول (گشتی پولیس): اس کا مقصد فتنہ پروروں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا ہے۔ یہ معلومات حاصل کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ کہ فتنہ پرور قوتیں جاسوسی اور نقل و حمل کے لیے کونسے ذرائع استعمال کرتی ہیں اور ان کی روزمرہ کارگذاریاں کیا ہوتی ہیں۔

5۔ کرفیو: عوام کو گھروں میں رہنے کے اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ حکام فتنہ پرور عناصر کی شناخت کر سکیں۔ جو بھی کرفیو کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شرپسند ہے یا پھر ان کا ہمدرد اور ان کے خلاف ان کی جگہ کی بنیاد پر کارروائی کی جا سکتی ہے۔

6۔ شناختی مقام: سفر کے راستوں پر چیک پوائنٹس کے قیام کا مقصد شناخت کے عمل کو کامیاب بنانا ہے۔ شناختی کارڈ یا اجازت نامہ کے اجراء کا پروگرام اس وقت مفید ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اس دستاویز کی تصدیق کا نظام موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سفر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستوں پر جیک پوائنٹس ضروری ہیں۔

''وسائل کا سنبھالنا''

(امریکی فوج کی یہ رپورٹ 1960ء میں تیار کی گئی)

کسی ادارے کا ایسا ملازم جسے تنخواہ دار حکومتی مخبر کے طور پر منتخب کیا گیا ہو اسے گوریلا تنظیم میں بھیجنے کے عمل کا جو چیزیں لازمی حصہ ہیں ان میں کاؤنٹر انٹیلی جنس ایجنٹ کی طرف سے اس کے والدین کی گرفتاری' اسے جیل بھیجنا یا پھر اس کی پٹائی کرنا شامل ہے۔ (رپورٹ میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ یہ سب کچھ اس شخص کو مخبر بننے پر مجبور کرنے کے لیے کیا جاتا ہے یا پھر اس کو قابل اعتبار بنانے کے لیے)

''گرفتاریوں' سزاؤں یا مصالحت سے ملازم کی قیمت بڑھائی جا سکتی ہے اس سلسلے میں یہ احتیاط نہایت ضروری ہے کہ کسی طور پر یہ ظاہر نہ ہو کہ وہ مخبر ہے۔''

''ملازم کو ترقی کی یقین دہانی موثر ہتھیار ثابت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ گوریلوں میں سے دشمنی کے جراثیم ختم کیے جا سکتے ہیں۔''

''حکومت چونکہ محب وطن شہریوں کی فراہم کردہ اطلاعات یا پھر پکڑ جانے والے فتنہ پروروں سے حاصل کی گئی معلومات پر ہی انحصار نہیں کر سکتی اس لیے اسے ایسے ملازمین کی ہمہ وقت ضرورت رہتی ہے جو اس کے لیے مخبروں کی حیثیت سے کام کر سکیں۔''

ان کتابچوں کے حوالے سے سرکاری محکمہ دفاع کا موقف یہ ہے کہ ان میں قابل اعتراض مواد نقب زنوں کے ذریعہ شامل کیا گیا ہے۔ ڈی او ڈی (DOD) کے بیان کے مطابق ''ایسی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ ان کتابچوں کو تیار کرنے والوں نے جان بوجھ کر فوج یا محکمہ دفاع کی پالیسیوں کی خلاف ورزی کی کوشش کی ہے۔'' تاہم اس معاملہ پر تحقیق کرنے والے جوزف کینڈی کا کہنا ہے کہ ''دی سکول آف امریکاز'' جہاں یہ کتابچے استعمال کیے گئے تھے کے دو افسران نے 1980ء کے آغاز میں اپنے اعلیٰ افسران کے سامنے اس قابل اعتراض مواد کے حوالے سے سوالات اٹھائے تھے جس کا تسلی بخش جواب دینے کی بجائے انہیں بری طرح سے جھڑک دیا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیڑھی ہے کیونکہ حواس خمسہ سے محرومی جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی تیزی سے مغلوب اثرات قبول کرنے لگتا ہے اور پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب وہ آپ کے اشاروں کا غلام بن جاتا ہے۔

''آزادی کے متوالے''

(سی آئی اے کا کتابچہ۔1984ء)

سولہ صفحات پر مشتمل اس ''مزاحیہ کتاب'' میں 40 تراکیب کے ذریعہ نکاراگوا کے لوگوں کی رہنمائی کی گئی ہے کہ وہ مارکسی ظلم وتشدد سے کس طرح نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان ''مفید'' تراکیب میں چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔

غسل خانوں کی نالیوں کو اسفنج سے بند کر دو۔ بجلی کے تار نکال دو۔ سڑکوں پر درخت کاٹ کر ڈال دو۔ گاڑیوں میں لدے ہوئے سامان کو توڑ پھوڑ دو۔ ہوٹلوں میں جھوٹی ریزرویشن کے لیے فون کرو۔ فون پر جرائم' آگ لگنے کی اوپر خوراک کی چوری کی جھوٹی اطلاعات دو اور حکومت سے خوراک حاصل کر کے ذخیرہ کرلو۔ روشنیاں اور نلکے کھلے چھوڑ دو۔ لیٹر باکس سے ڈاک چراؤ۔ کام پر تاخیر سے جاؤ۔ بیماری کا بہانہ کر کے ہر تھوڑے دن بعد چھٹی کرلو۔ بجلی کے سرکٹ نکال دو۔ بجلی کے بل پھاڑ دو۔ کتابوں کو پھاڑ کر پرزے ہوا میں اڑاؤ۔ افواہیں پھیلاؤ۔ اپنے افسران اور سپروائزر کو فون پر دھمکیاں دو۔

''گوریلا جنگ میں نفسیاتی نقل وحرکت''

(سی آئی اے کا کتابچہ۔1984ء)

یہ کتابچہ نکاراگوا میں بائیں بازو کے سینڈنیستا حکومت کے خلاف برسرپیکار امریکہ کے حمایت یافتہ گوریلوں کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جس میں کچھ اس قسم کا سبق دیا گیا ہے۔

''سینڈنیستا حکومت کے تمام اہلکاروں اور ایجنٹوں کو اغواء کر کے عوامی جگہوں پر رکھو۔ حکومت کے خلاف نعرہ بازی اور لعن طعن کرو۔ اگر گوریلا کسی فرد پر فائرنگ کرتا ہے تو علاقے کے لوگوں کے سامنے یہ ثابت کرو کہ یہ عوام کا دشمن تھا۔ اگر وہ شخص بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ ثابت کرو کہ اب اس نے دشمن کو خبردار کر دیا ہوگا اور اب وہ اس کے بدلے میں زنا' لوٹ مار اور تباہی مچا دیں گے۔

سینڈینستا حکومت کی اہم شخصیات کو جان سے مارنے کی فہرست میں شامل اعلیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالتوں، امن عدالتوں اور ہائی کورٹوں کے جج حضرات، پولیس اور ریاستی سلامتی کے ادارہ کے اعلیٰ افسران، سینڈینستا دفاعی کمیٹی کے چیف وغیرہ کے ناموں کے حوالے سے ''ہیلی سکیلر'' نامی ایک لکھاری نے تبصرہ کیا کہ ''مطلوبہ لوگوں کی فہرست عدالتوں کے ججوں سے شروع ہوتی ہے اور ''وغیرہ'' پر ختم ہوتی ہے اور یہ ہر ایک کے قتل کا سرٹیفکیٹ ہے۔ جس کو جی چاہے موت کے گھاٹ اتار دو۔ اجازت نامہ تحریری شکل میں ہے۔''

پولیس نے ایسے شہریوں کی طرف سے جھوٹے بیانات پر مبنی رپورٹ تیار کر کے ہدایات جاری کیں جو کسی تحریک میں شامل نہ تھے۔ ان ہدایات کے مطابق ہر وہ شخص ہٹ لسٹ پر موجود تھا جو گوریلا صف میں شامل نہ ہونا چاہتا ہو۔

کتابچے میں آگے چل کر لکھا ہے کہ اگر ضروری ہو تو کسی ''خاص کام'' کے لیے پیشہ ور مجرموں کو کرایہ پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ خصوصی ذمہ داری دوسروں کو دی جائے تاکہ اپنے مقصد کے حصول کی خاطر شہید پیدا کیا جا سکے۔ مظاہرین کا حکام کے ساتھ مقابلہ کرایا جائے تاکہ ہنگامہ ہو اور فائرنگ کے نتیجہ میں ایک سے زائد شہید حاصل ہو سکیں۔ ایسی صورتحال پیدا کی جائے جسے مقتدر ٹولے کے خلاف استعمال کیا جا سکے۔ کسی بڑے جھگڑے کا اہتمام کیا جائے جس کے لیے لوگ چاقو، بلیڈ، زنجیر، لاٹھی اور لوہے کے سریوں سے لیس ہو کر لڑنا چاہیں۔ اس لڑائی میں معصوم اور سادہ لوح لوگ حصہ لینے کے لیے بے چین ہو جائیں۔

ان تمام کتابچوں کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اشتراکیت کے بارے میں مغربی دنیا کو کیا کچھ کس طرح بتایا جا رہا ہے۔

عالمی عدالت کے فیصلہ کے مطابق امریکہ نے اس کتابچے کو پیش کر کے اور پھیلا کے ان اقدامات کی حوصلہ افزائی کی ہے جو انسانی حقوق کے قوانین اور جینوا کنونشن 1949ء کے اصولوں کے خلاف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Kubark۔ جاسوسی کا توڑ پوچھ گچھ

(سی آئی اے کی جولائی 1963ء کی رپورٹ)

''پوچھ گچھ کی صورتحال ان لوگوں کے لیے پریشان کن ہوتی ہے جنہیں پہلی بار اس کا سامنا ہو۔ پوچھ گچھ کا مقصد ہی اس پریشانی کو بڑھانا ہوتا ہے۔ عام طور پر پوچھ گچھ کے موقع پر کپڑے اتروا لیے جاتے ہیں کیونکہ روزمرہ استعمال کا لباس انسان میں اس کی ''میں'' کو زندہ رکھتا ہے' اس کی پہچان قائم رہتی ہے اور اس میں برداشت اور دفاع کی قوت بڑھتی ہے۔''

''ذیل میں پوچھ گچھ کے موقع پر استعمال ہونے والی تشدد کی کچھ اذیت ناک ترکیبوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں گرفتاری' قید تنہائی' حواس خمسہ سے محرومی کا دھمکیاں' برین واشنگ' بے حس کرنا' ترغیبی بازگشت' مصنوعی نیند طاری کر کے کانوں میں اپنی مرضی کی باتیں ڈالنا' خوف' تکلیف اور سنگین نتائج کی دھمکیاں شامل ہیں۔''

''انسانی وسائل کے استحصال کی تربیت''

(سی آئی اے کا کتابچہ۔1983ء)

بعض انسانی رویوں میں تبدیلی لانے یا انہیں قابو میں رکھنے کے لیے نفسیاتی طریقوں کی مدد سے ان میں تابعداری کا عنصر پیدا کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اطاعت گذاری فطری بھی ہوسکتی ہے اور زبردستی بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔

اطاعت گذاری یا تابعداری پیدا کرنے کے لیے جس طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ مغلوب کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر دونوں ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے جاتے ہیں۔ اسی حالت میں اسے نہانے کیلئے کہا جاتا ہے اور غسل کے عمل کے دوران ایک محافظ مستقل سر پر کھڑا رہتا ہے۔ مکمل طبی معائنہ کیا جاتا ہے جس کے دوران تمام جسمانی اعضاء کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ اس پوری تربیت کے دوران کم سے کم آرام کا موقع دیا جاتا ہے۔ اگر اس لیٹنے کی اجازت بھی ملتی ہے تو کوئی چارپائی' گدا یا کمبل نہیں دیا جاتا' مقصد اسے آرام طلبی سے روکنا ہوتا ہے۔ رفع حاجت کے کسی تعمیر شدہ غسلخانے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اسے ایک ڈول تھما دیا جاتا ہے اور اس دوران بھی محافظ اس کے سر پر کھڑا رہتا ہے۔ ذہنی طور پر اسے اتنا پریشان کیا جاتا ہے کہ اس کے حواس خمسہ ساتھ چھوڑنے لگتے ہیں۔ یہی کامیابی کی پہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

تشدد

''پہلا دھچکہ ہی اتنا اذیتناک تھا کہ بس موت کی خواہش رہ گئی تھی۔'' یہ الفاظ گلوریا اسپرائزے ریز کے ہیں جس پر ہونڈراس میں تشدد کیا گیا۔ اس کی چھاتیوں اور پیشاب دانی میں بجلی کی تاریں لگا کر شاک دیئے گئے۔

اذیت رساں جوزبریا کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ اذیت کا نشانہ بننے والے ہمیشہ موت کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ موت اذیت سے بہتر ہے۔

14 جولائی 1999ء کو ترکی میں پیش آنے والے اس واقعہ کو ملاحظہ کیجئے۔ پولیس زبردستی ایک کروش خاندان کے گھر میں داخل ہوئی اور اعلان کیا کہ وہ ان کی بیٹیوں 14 سالہ میڈین اور اس کی چھوٹی بہن دیوراں کو پوچھ گچھ کے لیے اپنے ساتھ لے جارہی ہے۔ یہ سن کر دیوراں تو لباس تبدیل کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ میڈین سیدھی کھڑکی میں گئی اور سب کی آنکھوں کے سامنے نیچے چھلانگ لگا دی۔

''میری بیٹی نے ایک بار پھر اذیت سہنے کی بجائے موت کو ترجیح دی۔'' میڈین کی ماں نے روتے ہوئے اس کے اقدام کا پس منظر واضح کیا تھا۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق ''اذیت رسانی تو تھوڑے عرصے بعد ختم ہو جاتی ہے مگر انسان سے اس کی نارملٹی چھین لیتی ہے۔ وہ پہلے جیسا نہیں رہتا۔''

اذیت رسانی اور دیگر غیر انسانی' ظالمانہ اور ذلت آمیز سلوک وسزاؤں کے خلاف ہونے والے کنونشن کے آرٹیکل S2,2 کے مطابق حالات کوئی بھی ہوں۔ خواہ حالت جنگ ہو یا جنگ کا خطرہ یا پھر اندرونی عدم استحکام کی صورتحال درپیش ہو کسی بھی قسم کے ہنگامی حالات میں اذیت رسانی کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1988ء میں سینٹرل اینٹیلی جنس ایجنسی کے ڈپٹی ڈائریکٹر آف آپریشن رچرڈ سٹولز نے واضح الفاظ میں کہا کہ جسمانی تشدد ہو یا کسی بھی قسم کا ذلت آمیز سلوک' اسے نہ صرف بدتر بلکہ تاریخی طور پر غیر موثر ہونے کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا ہے۔

اس قسم کے بیانات جاری کرنا سی آئی اے کی عادت ہے اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا ہے کہ اس کا تشدد سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا کوئی اس بات پر یقین کرے گا کہ تشدد کے ذریعہ زبان نہیں کھلوائی جاتی یا پھر اس مقصد کے لیے یہ مؤثر نہیں؟ سی آئی اے اور رچرڈ سٹولز ذرا اس سوال کا جواب دیں کہ اگر میڈین (اوپر دیا گئے ترکی کے واقعہ کی مثال) خودکشی نہ کرتی تو کیا وہ تشدد کے سامنے زبان کھولنے پر مجبور نہ ہو جاتی؟ تشدد کی اثر پذیری اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب اس کا مقصد معلومات اکٹھی کرنے سے زیادہ سزا دینا ہوتا ہے۔ صرف اس لیے شکار پر ظلم و ستم کیا جاتا ہے' اسے اذیت پہنچائی جاتی ہے کہ وہ مخالفانہ کارروائیاں نہ شروع کر دے اس کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں اور اسکے ساتھیوں کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے گذشتہ کئی دہائیوں سے سی آئی اے اور تشدد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ (اس سلسلے میں یہ ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ ترکی حکمت عملی کے معاملہ میں امریکہ کا نہایت قریبی حلیف ہے) تشدد کے حوالے سے کارروائیوں کو ایجنسی اس حد تک خفیہ رکھتی ہے کہ نہایت قریبی رازداروں کو بھی اس کی ہوا نہیں لگتی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تکلیف دہ تفصیلات عرصہ دراز تک باہر نہیں نکلتیں مگر تمام تر رازداری کے باوجود جستجو رکھنے والے اندر کی خبر حاصل کر ہی لیتے ہیں۔ آیئے ذرا تشدد کے ان واقعات پر بھی ایک نظر ڈال لیں جنہوں نے ایجنسی کی اندھیری کوٹھڑیوں سے نکل کر بالآخر دن کی روشنی دیکھ ہی لی۔

یونان

1940ء کے اواخر میں سی آئی اے انٹرنل سیکیورٹی ایجنسی کے ''وائی پی'' کی جدید انداز میں تنظیم نو میں مصروف تھی۔ اس سے قبل ''کے وائی پی'' تشدد سمیت خفیہ پولیس کے تمام پسندیدہ ''امور'' سرانجام دے رہی تھی۔ 76-1967ء تک کے فوجی دور حکومت میں جسے عرف عام میں خوفناک تشدد کا دور کہا جاتا ہے یہ نہایت مستعد رہی۔ اس حوالے سے ایمنسٹی انٹرنیشنل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ ''تشدد کے سوال پر امریکی پالیسی ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس سے انکاری رہو اور جہاں انکار ممکن نہ ہو وہاں کم سے کم تسلیم کرو۔ یہ پالیسی سرکاری بیانات اور شہادتوں سے صاف ظاہر ہوتی ہے۔'' ایمنسٹی نے اس سلسلے میں ایک امریکی اٹارنی ''جمیز بیکیٹ'' کو یونان بھیجا جس نے 1969ء میں اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ''بعض اذیت رسانوں نے قیدیوں کو بتایا کہ تشدد کے لیے جو اوزار وہ استعمال کرتے ہیں وہ امریکی فوجی امداد کی شکل مین آتے ہیں۔ ان میں سے ایک چیز سفید رنگ کیموٹی دہری تار کا بنا ہوا وہ چابک ہے جس کی مدد سے سائنٹفک انداز میں تشدد کیا جاتا ہے اور یہ اذیت رساں کے کام کو بہت آسان بنا دیتا ہے۔ دوسرا اوزار لوہے کا وہ حلقہ ہے جسے ناقابل بیان اذیت دینے کے لیے کانوں یا سر کے گرد کس دیا جاتا ہے۔'' آگے چل کر بیکٹ لکھتا ہے کہ ''تشدد کرنے والوں کے لیے امریکی حمایت اتنی ہی ضروری ہے جتنی زندہ رہنے کے لیے ہوا پانی یا خوراک۔ امریکی امداد کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔''

انسپکٹر باسل لیمرو کی وہ مختصر سی تقریر بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ جو سینکڑوں قیدیوں نے سنی اور جو ساری صورتحال نہایت احسن طریقہ سے واضح کرتی ہے۔ انسپکٹر باسل لیمرو اپنی اس میز کے پیچھے بیٹھا تھا جس پر امریکی امداد کا نشان سرخ' نیلے اور سفید رنگ کے مصافحہ کے انداز میں ملے ہوئے ہاتھوں کی شکل میں نمائش پذیر تھا۔ قیدیوں پر یہ ظاہر کرنا اس کا مقصد تھا کہ ان کی مزاحمت قطعاً بے فائدہ ہے۔ ان کا حوصلہ پست کرنے کے لیے اس نے جو الفاظ استعمال کیے وہ یہ ہے ''جب تم یہ سوچتے ہو کہ تم کچھ کر سکتے ہو تو بالکل پاگل لگتے ہیں۔ تمہاری اس سوچ کو پاگل پن کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تم یہ جان لو کہ دنیا دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک طرف اشتراکی ہیں اور دوسری جانب آزاد دنیا۔ یعنی روسی اور امریکی۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ خود ہم کیا ہیں؟ امریکی۔ میرے پیچھے حکومت ہے' حکومت کے پیچھے نیٹو اور نیٹو کی پشت پر ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ ہم امریکی ہیں تم ہم سے نہیں لڑ سکتے۔

ایران

ایران میں تشدد کے حوالے سے بدنام خفیہ سروس ساوک (Savak) 1950ء میں سی آئی اے اور اسرائیل کے اشتراکی تعاون سے عمل میں آئی۔ ایران میں سی آئی اے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق تجزیہ نگار جیسی جے لیف کے مطابق ساوک کو تشدد کے طریقوں کی ہدایات ایجنسی کی طرف سے ملتی تھیں۔ 1979ء کے انقلاب ایران کے بعد ایرانیوں کو ساوک کے لیے بنائی گئی سی آئی اے کی وہ فلم ملی جس کے ذریعہ خواتین پر تشدد کے طریقے سکھائے گئے تھے۔

جرمنی

1950ء میں سی آئی اے نے مغربی یورپ میں سوویت تنظیموں کے مشتبہ جاسوسوں کو میونخ میں تشدد کا نشانہ بنایا جسے ''اینٹی سوویت آپریشنز'' کا نام دیا گیا۔ اس میں سی آئی اے نے تشدد کے جو طریقے اختیار کئے ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔ آدمی کے پر تارپین کا تیل لگانا' کمرے میں بند کر کے بہرہ کر دینے کی حد تک اونچی آواز میں انڈ ویلنشین موسیقی لگا دینا حتی کہ وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے۔ یہ تو وہ طریقے ہیں جو ضبط تحریر میں لائے جاسکتے ہیں ان کے علاوہ ایسے ایسے پر تشدد طریقے اختیار کئے گئے جن پر گفتگو کسی طور مناسب محسوس نہیں ہوتی۔

ویتنام

'''گرین بیرٹس'' نے 60ء کے عشرے میں ویتنام میں فرائض کی انجام دہی کے لیے تعینات اپنے ارکان کو خاص طور پر یہ سکھایا کہ تفتیش اور تحقیقات کے دوران لازمی عنصر کے طور پر تشدد کا استعمال کس طرح سے کرنا ہے۔ سی آئی اے کی طرف سے ہونے والے بدنام زمانہ ''فونکس آپریشن'' کا مقصد ویت کانگ انفراسٹرکچر کی تباہی تھا۔ اس آپریشن میں مشتبہ افراد پر تشدد کے جن طریقوں کا استعمال کیا گیا ان میں مردوں اور عورتوں کے جسموں کے نازک حصوں اور شرمگاہوں میں بجلی کے جھٹکے دینا' کانوں میں چھ انچ اندر تک لوہے کے اوزار داخل کر کے ان کے ذریعہ دماغ پر اس وقت تک دستک دینا جب تک کہ وہ شخص مر نہ جائے' ہیلی کاپٹر کے ذریعہ مشتبہ افراد کو اونچائی سے زمین پر اس لیے پھینکنا کہ ان سے زیادہ اہم مشتبہ لوگوں کو زبان کھولنے پر مجبور کیا جائے۔ ہماری رائے میں تو کسی کو اس طرح پھینکنا واضح طور پر قتل ہے جسے تشدد کی قسم قرار دینا کسی طور درست نہیں۔

جینوا کنونشن کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے امریکہ نے قیدیوں کو اپنے جنوبی ویتنامی حلیفوں کے حوالے کر دیا۔ یہ جانتے بوجھتے کہ ان پر تشدد کیا جائے گا اور اہم بات یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ تشدد کی ان کارروائیوں کے دوران امریکی افسران بھی موجود ہوتے تھے۔

بولیویا

1967ء میں کیوبا کاسترو مخالف عناصر نے سی آئی اے کے ساتھ مل کر ''چی گویرا'' کی تلاش کی مہم میں ایسے گھر تیار کیے جہاں وہ بولیویائی لائے جاتے تھے جن پر چی گویرا کی گوریلا فوج کی مدد کرنے کا شبہ ہوتا ہے۔ یہاں ان پر تشدد بھی کیا جاتا تھا۔ جب بولیویا کے وزیر داخلہ کو ان متشدد کارروائیوں کا علم ہوا تو انہوں نے مشتعل ہو کر مطالبہ کیا کہ سی آئی اے فوری طور پر ایسی کارروائیاں بند کر دے۔

یوراگوئے

60ء کے اواخر میں امریکی دفتر برائے تحفظ عامہ (سی آئی اے کے بین الاقوامی ترقی کے شعبہ کا ایک حصہ) کے ایک ملازم ''ڈین میٹریا'' کو جس نے غیر ملکی پولیس فورس کو تربیت دی اور مسلح کیا تھا مونٹی ویڈیو یوراگوئے میں تعینات کیا گیا۔ اس حوالے سے عام خیال یہ ہے کہ ''میٹریانے'' کی آمد سے پہلے بھی یوراگوئے میں سیاسی قیدیوں پر تشدد کیا جاتا تھا مگر 1970ء میں برازیل کے ایک کثیر الاشاعت اخبار ''جرنل ڈو برازیل'' نے یوراگوئے کی خفیہ پولیس کے سابق چیف ''الیجیند رواوٹیرو'' کا چونکا دینے والا انٹرویو شائع کر کے اصل حقائق پر سے پردہ اٹھایا۔ ''اوٹیرو'' نے اس انٹرویو میں انکشاف کیا کہ ''امریکی مشیروں نے بالعموم اور ''میٹریانے'' نے بالخصوص تشدد اور اذیت رسانی کو تفتیش کے روزمرہ معمولات کا حصہ بنا دیا اور تشدد کے ایسے ایسے سائنٹفک طریقوں سے روشناس کرایا کہ عقل حیران رہ گئی۔ ان طریقوں میں قیدیوں کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے کے لیے ان میں مایوسی پیدا کرنے کا نفسیاتی حربہ بے حد آزمودہ ثابت ہوا۔ اس طریقے میں قیدی کے ساتھ والے کمرہ میں ٹیپ ریکارڈ لگا دیا جاتا تھا جس میں عورتوں اور بچوں کی چیخیں ریکارڈ ہوتی تھیں۔ ان آوازوں کے بارے میں قیدی کو بتایا جاتا کہ یہ اس کے اہلخانہ کی آوازیں ہیں جن پر دوسرے کمرے میں تشدد کیا جا رہا ہے۔''
اس انٹرویو نے ان امریکی اہلکاروں کو بری طرح سے پریشان کر دیا جو جنوبی امریکہ اور واشنگٹن میں تعینات تھے۔ واشنگٹن میں ''او پی ایس'' کے ڈائریکٹر نے صفائی پیش کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ مونٹی ویڈیو کے تینوں برازیلی رپورٹر یہ بات ماننے سے انکار کر رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ یہ خبر انہوں نے لگائی ہے۔ البتہ ہم نے حقیقت کا سراغ لگا لیا دراصل یہ ''جرنل ڈوبرازیل'' کے کمپوزنگ روم میں سے کسی کی شرارت تھی جو اخبار میں اس خبر کی شکل میں شائع ہوگئی۔

''میٹریانے'' نے مونٹی ویڈیو میں واقع اپنے گھر کے گودام میں ایک ساؤنڈ پروف کمرہ تعمیر کرا رکھا تھا۔ جہاں وہ یوراگوئے کے پولیس افسران کو تشدد کے طریقے سکھایا کرتا تھا اوران تراکیب کا عملی مظاہرہ بھی کیا جاتا تھا۔ ایسے ہی ایک مظاہرہ میں چار فقیروں پر تشدد کا ایک نیا دریافت شدہ طریقہ آزمایا گیا۔ ان مغلوب فقیروں کے جسم کے مختلف حصوں پر بجلی کی مختلف وولٹیج کے اثرات کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس تجربہ کے اختتام پر چاروں کے چاروں فقیر ہلاک ہو چکے تھے۔ اپنی پرتشدد کارروائیوں کے حوالے سے ''میٹریانے'' کا مقولہ یہ تھا کہ مطلوبہ نتائج کے حصول کے لیے ٹھیک ٹھاک جگہ پر' ٹھیک ٹھاک مقدار میں ٹھیک ٹھاک درد لازمی ہے۔''

اس کا کہنا تھا ''اس طریقہ سے آپ جو چاہتے ہیں وہ حاصل کر لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ میں ہمیشہ حاصل کر لیتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ سب کچھ الٹ پلٹ کر دینے کی اس کارروائی میں راز اگلوانے کے لیے اگر آپ اذیت رسانی کے دورانیئے کو حتی الامکان بڑھا دیں تو مطلوبہ نتائج یقینی طور پر حاصل کر سکتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ اس سے آپ کو فوری معلومات حاصل ہو جائیں بلکہ یہ سیاسی طریقہ مستقل طور پر دلوں میں خوف بٹھانے کے لیے نہایت آزمودہ ہے۔

برازیل

یوراگوئے میں دفتر برائے عوامی تحفظ کے لیے کام کرنے سے قبل ''ڈین میٹریانے'' برازیل میں تعینات تھا۔ یہاں وہ دوسرے امریکیوں کے ساتھ سی آئی اے' اے آئی ڈی اور او پی ایس کے لیے کام کر رہے تھے برازیل کی سیکیورٹی فورسز کو قیدیوں پر تشدد کی تربیت اور اس سلسلے میں استعمال ہونے والے آلات کی فراہمی میں مصروف رہا۔ یہاں تربیت دینے والے امریکیوں نے اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ بجلی کے کتنے جھٹکے دیئے جائیں کہ شکار ہلاک نہ ہو اور مطلوبہ نتائج بھی حاصل ہو جائیں کیونکہ بعض اوقات تشدد کے دوران ہونے والی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہلاکتیں مسائل کا باعث بن جاتی ہیں۔

گوئٹے مالا

1960ء سے 1980ء کے دوران گوئٹے مالا کی سیکورٹی فورسز خاص طور پر G2 نامی فوجی یونٹ نے نہایت ہی ظالمانہ قسم کی پرتشدد کارروائیاں جاری رکھیں۔ تشدد کے جو طریقے اختیار کئے گئے ان میں عضوئے تناسل کے اردگرد بجلی کے جھٹکے دینے کا عمل نہایت ہی اذیتناک تھا۔ اس سلسلے میں ملٹری فیلڈ ٹیلیفون استعمال کئے جاتے تھے جو چھوٹے جنریٹرز سے منسلک ہوتے تھے۔ تشدد کی کارروائیوں کے لیے آلات اور ہدایات بہم پہنچانا ''انکل سام'' کی ذمہ داری تھی۔ امریکہ اور مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے اس کے حواری اس تکنیک کے استعمال میں ماہر ہو چکے تھے۔ سی آئی اے کی ہدایات اور اس کے فراہم کردہ آلات کی مدد سے G2 نے اذیت رسانی کے مراکز کا جال پھیلا دیا اس کے آزمودہ طریقوں میں اعضاء کے ٹکڑے کرنا' جسم کو داغنا اور بجلی کے جھٹکے دینا سب سے زیادہ اہم تھا۔ اس فوجی یونٹ کے پاس مردے جلانے کا اپنا مرکز تھا جس کا مقصد ہر قسم کی شہادت اور ثبوت کو مکمل طور پر مٹا دینا تھا۔ سی آئی اے نے G2 کو مکمل طور پر اپنے جاسوسوں سے بھر دیا تھا جن میں 80ء کی دہائی اور 1990ء کے آغاز کے G2 کے تین سربراہ اور نچلے درجے کے بے شمار افسر شامل تھے جنہیں ایجنسی تنخواہ دیتی تھی۔ ایجنسی کی مہربانیوں سے فائدہ اٹھانے والوں میں جنرل ''ہیکٹر گریماجو موریلز'' بھی تھا جو کہ 1989ء کے فوجی دور میں وزیر دفاع تھا جب امریکی نن سسٹر ''ڈیانا اورتز'' کو اغواء کیا گیا۔ سسٹر ڈیانا کو سگریٹوں سے داغا گیا' کئی بار اس کی بے حرمتی کی گئی۔ اورتز ان اذیتناک ایام کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہے کہ ''اذیت رساں اپنے مغلوب کے خلاف طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ایک روز ایک اذیت رساں نے ایک بہت بڑا خنجر میرے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے اس دوسری عورت کے پیٹ میں گھونپنے کا حکم دیا۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اس عورت کو ہلاک کر دیا ہوگا۔ ان میں ایک صاف رنگت کا آدمی جسے سب ''ایلیجنڈرو'' پکارتے تھے ان کا بس'' یعنی انچارج تھا۔ وہ امریکی لہجہ میں ہسپانوی زبان بولتا تھا۔ جب اس شخص کو اندازہ ہوا کہ میں امریکی ہوں اس نے مجھ پر تشدد بند کرنے کا حکم دے دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ اس نے یہ کام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ سیاسی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا۔"

1996ء میں امریکہ میں ''اورٹز'' نے اپنی فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ کی درخواست کے جواب میں سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے بہت سی دستاویز وصول کیں۔ جن میں سے صرف ایک میں جس پر 1990ء کی تاریخ درج تھی ''ایلچنڈرو'' کا خاص پیرائے میں اس طرح ذکر کیا گیا تھا۔

''نہایت اہم اس کیس میں ''شمالی امریکن'' کا مسئلہ جس کا اورٹز نے ذمہ دار کے طور پر نام لیا ہے کہ دیکھنا ضروری ہے اور سفارتخانہ اس حوالہ سے بہت حساس ہے لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہمیں عوامی سطح پر ردعمل ظاہر کرنا ہوگا......"

اس سے اگلے دو صفحات مکمل طور پر تدوین شدہ تھے۔

ایل سیلواڈور

80ء کے دور میں پھیلنے والی سرکشی کے خلاف سیلواڈور کی بہت سی سیکیورٹی فورسز نے اذیت رسانی کی تربیت حاصل کی۔ ان سب ہی قوتوں کے امریکی فوج یا سی آئی اے کے ساتھ نہایت قریبی روابط تھے۔ جنوری 1982ء میں ''نیویارک ٹائمز'' نے سیلواڈور کی فوج کے ایک صحرانورد کا انٹرویو شائع کیا جس نے اس حلقہ کے بارے میں انکشاف کیا جہاں چھوٹی عمر کے قیدیوں پر مختلف طریقوں سے تشدد کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق اس سلسلے میں امریکی فوج کے آٹھ مشیر ''گرین بیرٹس'' کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

فوجی رنگروٹوں کو تربیت دیتے ہوئے ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جاتی ہے کہ ''کسی پر رحم نہیں کھانا بلکہ صرف اور صرف نفرت کرنی ہے اور انہیں انسان سمجھنے کی ضرورت نہیں جو ہمارے ملک کے دشمن ہیں۔"

سیلواڈور نیشنل گارڈ کے ایک سابق ممبر نے 1986ء کی برطانوی ٹیلی وژن کی دستاویزی فلم کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ''میں بارہ افراد پر مشتمل اس دستے میں شامل تھا جس نے خود کو اذیت رسانی کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ہم ہر لمحہ ان لوگوں کی تلاش میں رہتے تھے جن پر گوریلے ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ اس سلسلے میں نو ماہ تک ہمیں امریکی فوجیوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوریلوں کے خلاف جنگ کی تربیت دی تھی۔ اس تربیت کا ایک نہایت اہم حصہ اذیت رسانی تھی۔ جس کے متعلق ہمیں خصوصی ہدایات دی جاتی تھیں۔

ہونڈراس

1980ء کے دوران امریکہ نے بدنام بٹالین 316 کی مکمل حمایت کی جس نے سینکڑوں شہریوں کو اغواء کر کے تشدد کی دیگر کارروائیوں کے ساتھ بجلی کے جھٹکے دے کر اور دم گھونٹ کر ہلاک کرنے کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے۔ اسے تشدد کا سامان سی آئی اے نے فراہم کیا جبکہ ہونڈراس اور امریکی اہلکاروں نفسیاتی اور جسمانی اذیت کے طریقے سکھائے۔ پر تشدد کارروائیوں میں پوچھ گچھ کے ہر موقع پر سی آئی اے کے افسران نہ صرف موجود تھے بلکہ انہوں نے اس میں عملی طور پر حصہ لیا۔ سی آئی اے نے ارجنٹائن کے بغاوت کے خلاف ماہرین کو بے شمار پیسہ فراہم کیا کہ وہ ہونڈراس کے باشندوں کی مزید تربیت کریں۔ اس وقت ارجنٹائن اپنی اس ''گندی جنگ'' کے لیے مشہور تھا جس میں اذیت رسانی' بچوں کا اغواء اور ہلاکتیں شامل تھیں۔ سی آئی اے اور ارجنٹائن کے ماہرین بٹالین 316 کو مل تربیت دے رہے تھے۔ امریکہ نے تو بٹالین کی حمایت اس وقت بھی جاری رکھی جب اس کے ڈائریکٹر جنرل ''گستاوو الواریز مارٹینیز'' نے امریکی سفیر کو بتایا کہ وہ فتنہ انگیزوں کو مٹانے کے لیے ارجنٹائن کا طریقہ واردات اختیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک طرف تو 1983ء میں ریگن انتظامیہ نے الواریز کو ''ہونڈراس میں جمہوریت کے قیام کے عمل میں کامیابی حاصل کرنے پر خراج تحسین'' پیش کرتے ہوئے **Legion of Merit** کے ایوارڈ سے نوازا اور دوسری طرف یہی امریکی انتظامیہ بٹالین کی زیادتیوں پر پردے ڈالتے ہوئے کانگریس اور عوام کو بہکاتی رہی۔

پانامہ

1989ء میں پانامہ پر امریکی قبضہ کے دوران بعض امریکی فوجی پانامہ کی دفاعی افواج کے سپاہیوں پر تشدد کی کارروائیوں میں مصروف رہے۔ ایسے ہی ایک واقعہ میں ایک زخمی سپاہی کے کھلے ہوئے زخم میں جستی تار داخل کر دی گئی جسنے اسے شدید اذیت سے دوچار کیا۔ ایک اور واقعہ کے مطابق ایک زخمی سپاہی کو اس بازو سے لٹکنے پر مجبور کیا گیا جس پر گہرا زخم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے کی وجہ سے ٹانکے لگے ہوئے تھے۔

اپنے گھر میں

یہ حصہ ان قارئین کے لیے خصوصی طور پر تحریر کیا گیا ہے جو یہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں کہ امریکی حکومت' شہری اور فوجی اہلکار غیر ملکیوں پر تشدد کی کارروائیوں میں خوفناک حد تک شریک ہیں۔ ان قارئین کے لیے یہ انکشاف نہایت اہمیت کا حامل ہوگا کہ ان امریکیوں نے اپنے جیسے بہت سے امریکیوں کے ساتھ کیا کچھ کیا ہے اور کر رہے ہیں۔

60ء اور 70ء کی دہائیوں کے دوران ''سان ڈیگو'' اور ''مینے'' میں امریکی نیوی سکولوں میں طالب علموں کو بچاؤ' دفاع اور بھاگنے کے طریقے سکھائے جاتے تھے کہ قیدی بننے کی صورت میں وہ انہیں استعمال کر سکیں۔ ان کورسز میں صحرا میں زندہ رہنے کی تربیت بھی دی جاتی تھی جس کے دوران طلباء کو چھپکلیاں کھانے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ نیوی کے افسروں اور کیڈٹس کے ساتھ ہی مار پیٹ کرنا' ذلت آمیز طریقہ سے جھاڑنا اور اور تحقیر کرنا اس تربیت کا حصہ تھا۔ اس کے علاوہ ''شیر کو کھو'' کے طریقہ میں 16 کیوبک فٹ کے ڈبے میں 22 گھنٹے کے لیے بند کر دیا جاتا۔ ''پانی کا بورڈ'' نامی طریقہ میں بورڈ کے ساتھ اس شخص کو اس طرح کس دیا جاتا کہ سر نیچے کی طرف اور ٹانگیں اوپر۔ چہرے پر ایک تولیہ ڈال کر اس پر ٹھنڈا یخ پانی بہایا جاتا۔ منہ میں کپڑا ٹھنسا ہونے کی وہ سے اس کا دم گھٹتا' قے آتی ایسے میں وہ غرغراتا' سانس لینے کی کوشش کرتا۔ اس کا مقصد ڈوبنے سے بچاؤ کی تربیت دینا تھا۔ اس قسم کے ظالمانہ تربیتی عوامل کے حوالے ایک سابق طالب علم نیوی پائلٹ لیفٹیننٹ وینڈل رچرڈ ینگ نے دعویٰ کیا کہ یہ تربیت کا حصہ نہیں بلکہ طلباء کو تشدد کے لیے تجربہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ایسی ہی ایک تربیتی مشق کے دوران اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ کسی کام کا نہیں رہا۔ اس نے سوال کیا کہ طالب علموں کے نازک حصوں میں لوہے کی سلاخیں گھسانا' پیشاب کرنا' محافظوں کے سامنے مشت زنی اور سکھانے والے کے ساتھ جنسی فعل پر مجبور کرنا کس تربیت کا حصہ ہے؟ اور اس کا کیا مقصد ہے؟

1992ء میں ایک شہری بورڈ نے بتایا کہ 1973ء سے 1986ء کے تیرہ سالہ عرصہ میں شکاگو پولیس کے افسران اور کمانڈرز مغلوبوں کے ساتھ منظم قسم کے تشدد اور ظالمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کارروائیوں میں ملوث رہے جن میں عضو تناسل اور جسم کے نازک حصوں پر بجلی کے جھٹکے' وحشیانہ مار پیٹ' سروں پر پلاسٹک کے تھیلے چڑھا کر دم گھونٹنا' قیدی کے منہ میں بندوق کی نالی رکھ کر ٹریگر دبا دینا' قیدیوں کے ہاتھ باندھ کر کھونٹیوں پر لٹکا کر تلووں پر مارنا اور اذیتناک نفسیاتی حربوں کا استعمال شامل تھا۔ ظالمانہ تشدد سہہ کر زندہ بچ جانے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہوتی تھی جن میں سے بعض کو رہا بھی کر دیا جاتا تھا مگر وہ تمام عمر کے لیے ابنارمل ہو جاتے تھے۔ 40 سے زیادہ تشدد کے ایسے کیس جمع کئے گئے بے شمار کا کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ ان میں سے ایک کے وکیل کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ تشدد کا نشانہ بننے والے تمام مغلوب یا تو سیاہ فام ہیں یا لاطینی جبکہ تشدد کرنے والے سفید فام افسران تھے۔

انسانی حقوق کی تنظیم کی جیلوں میں قیدیوں کی صورتحال کے حوالے سے سامنے آنے والی تحقیقات کے مطابق نیویارک' کیلیفورنیا' فلوریڈا اور ٹینیسی میں واقع 20 سے زائد جیلوں میں قیدیوں کی حالت نہایت دگرگوں ہے۔ ان پر تشدد بھی کیا جاتا ہے اور علاج معالجہ پر بھی توجہ نہیں دی جاتی یہاں علاج کا معیار اقوام متحدہ کے مقرر کردہ کم از کم معیار سے بھی گیا گزرا ہے۔ یہاں قیدیوں کے ساتھ تشدد کے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن میں قیدی کے ہاتھ باندھ کر 145 ڈگری پانی کے ٹب میں داخل ہونے پر مجبور کرنا' آٹھ سیکنڈ کے لیے 50 ہزار وولٹ کے جھٹکے دینا بجلی کے متواتر جھٹکوں سے قیدیوں کی اموات' طوفانی بارش' شدید گرمی یا سردی میں انہیں کھلی جگہ پر پنجروں میں قید رکھنا' اس وقت تک قید تنہائی جب تک وہ حواس باختہ نہ ہو جائے جیسی کارروائیاں شامل ہیں۔

تشدد کے حوالے سے ایمنسٹی انٹرنیشنل کی بھی کئی رپورٹس منظر عام پر آ چکی ہیں جن میں ''تشدد.......... علاج کا فقدان اور قیدیوں پر لاس اینجلس' کیلیفورنیا پولیس کی طاقت کے مظاہرے'' کے عنوان سے رپورٹ 1992ء میں سامنے آئی جبکہ 1996ء میں ایک اور چونکا دینے والی رپورٹ نے سب کو اپنی جانب متوجہ کر لیا جس کا عنوان تھا ''پولیس کی بربریت اور نیویارک سٹی پولیس ڈیپارٹمنٹ کی بڑھتی ہوئی طاقت۔''

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق امریکی پولیس طاقت کے بے جا استعمال' پر تشدد کارروائیوں اور اپنے غیر انسانی اور ظالمانہ رویوں کے باعث مستقل بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا واقعات سے یہ تاثر لینا درست نہیں ہوگا امریکی حکومت تشدد کی ان کارروائیوں سے پریشان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ 1996ء میں کانگرس نے ایک قانون منظور کیا تھا جس کے ذریعے پہلی بار اس بات کی اجازت دی گئی تھی کوئی بھی امریکی شہری کسی غیر ملک میں خود پر ہونے والے تشدد پر اس غیر ملکی حکومت کے خلاف امریکی عدالت میں مقدمہ کرسکتا ہے۔ اس میں ایک ''چھوٹی'' سی بندش ضرور تھی کہ اس قانون کے تحت جن ممالک کے خلاف کارروائی کی جاسکتی تھی جو انہیں ریاستہائے متحدہ امریکہ سرکاری طور پر اپنا دشمن قرار دے چکی ہے اور یہ ''دہشت گرد'' ریاستیں کہلاتی ہیں جبکہ دیگر ریاستوں کے لیے صورتحال 1990ء کی دہائی والی ہی ہے جب ایک امریکی ''سکاٹ نیلسن'' نے خود پر ہونے والے تشدد پر امریکی عدالت میں سعودی عرب کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا۔ ایک سرکٹ کورٹ آف اپیلز کے مطابق اسے مقدمہ کرنے کا حق تھا مگر سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے سعودیوں کی مدد کرتے ہوئے یہ کیس سپریم کورٹ میں واپس لے جانے کو کہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6

ناپسندیدہ افراد

80ء کی دہائی میں سی آئی اے کے دنیا بھر میں پرتشدد کارروائیوں، قتل و غارت گری اور منشیات فروشی جیسے قابل نفرت کاموں میں ملوث ہونے کے نہ صرف بے شمار انکشافات ہوئے بلکہ ایسے ایسے شواہد سامنے آئے کہ امریکی حکومت کے پاس سوائے مذمت کے کوئی راستہ نہیں بچا۔ ان حالات سے نمٹنے کے لیے ''ناپسندیدہ افراد'' کی اصطلاح سامنے لائی گئی جس کا مقصد بالخصوص امریکی عوام اور بالعموم دنیا پر یہ ثابت کرنا تھا کہ اس قسم کی ناپسندیدہ کارروائیوں میں ملوث افراد امریکہ کے نزدیک بھی اتنے ہی قابل نفرت ہیں جتنے باقی دنیا کے نزدیک اور امریکی حکومت بھی ان سے اتنا ہی دور بھاگتی ہے۔ جتنا کوئی بھی مہذب اور شائستہ امریکی شہری بھاگ سکتا ہے۔ میڈیا نے ہمیشہ کی طرح نہایت تابعداری سے نہ صرف اس اصطلاح بلکہ اس نظریہ کو بھی اختیار کر لیا کہ سی آئی اے کا ان ناپسندیدہ افراد سے صرف اتنا تعلق ہے کہ وہ معاوضہ کے بدلے معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ سی آئی اے کے تعلق کے ہر نئے انکشاف کے بعد بیرون ملک غیر قانونی سرگرمیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے والے سی آئی اے کے تنخواہ دار ملازمین کے خلاف ملنے والی شہادتوں کے بعد ہر بار نئے سرے سے سرکاری سطح پر یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ قومی سلامتی کے تحفظ اور اہم معلومات کے حصول کے لیے سی آئی اے کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ان ناپسندیدہ افراد کے ساتھ تعلق رکھا جائے۔ یہ جدید سفید براق نظریہ زندہ و جاوید حیثیت اختیار کر چکا ہے یہی وجہ ہے کہ آج بھی جب میڈیا ناپسندیدہ افراد کے ساتھ کام کرنے پر سی آئی اے پر تنقید کرتا ہے تو اس کے سوا کوئی تبصرہ نہیں کرتا کہ یہ تعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ معلومات کے عوض ادائیگی کی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے کہ یہ لوگ صرف مخبر ہی نہیں ہیں۔ یہ بات باآسانی سمجھ میں آجانی چاہیے۔

یہ لوگ خانہ جنگی میں بھی سی آئی اے اور امریکہ کے حلیف ہوتے ہیں۔ امریکی پراپیگنڈہ کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہ لوگ آزادی اور جمہوریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

ہم ان کے مقاصد میں کامیاب بنانے کے لیے ان کی مدد کرتے ہیں کیونکہ ہمارے بھی وہی مقاصد ہیں جو ان کے ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ کو اپنے فوجی سکولوں کے لیے منتخب کر لیتے ہیں اور پھر انہیں کامیابی کی اسناد دیتے ہیں۔ ہم انہیں امریکہ میں ہی کھلاتے پلاتے ہیں' تحفے تحائف دیتے ہیں' عورتیں مہیا کرتے ہیں۔ انہیں تربیت دیتے ہیں' ہتھیار اور یونیفارم فراہم کرتے ہیں۔ ہم انہیں خفیہ قتل اور تشدد کے طریقے سکھاتے ہیں۔ ہم انہیں مطلوبہ افراد کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرتے ہیں جو کہ سی آئی اے کی تحقیقات کا نچوڑ ہوتی ہیں پھر ان مطلوبہ افراد میں سے کچھ قتل ہو جاتے ہیں کچھ تشدد کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ہم ان کی زیادتیاں چھپاتے ہیں اور انہیں زیادہ سے زیادہ آسانیاں مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ منشیات کی سمگلنگ کرتے ہیں مگر ہم انہیں بچاتے ہیں۔ وہ ہمارے دوست ہیں ہم ان کے ساتھ اس لیے اتنا اچھا برتاؤ کرتے ہیں کہ وہ ہماری خاطر اپنے ملکوں سے غداری کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے اپنے معیار ہیں۔ ہمارے سوا جو ان ناپسندیدہ افراد کو ان کے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے سرمایہ فراہم کرتا ہے ہم اسے ''دہشت گردوں کا سرپرست'' قرار دیتے ہیں۔ لیبیا کے صدر معمر قذافی کی مثال سامنے ہے۔

سی آئی اے ان ناپسندیدہ افراد کو سرمایہ فراہم کر کے معلومات کے علاوہ بھی بہت کچھ حاصل کرتی ہے۔ جن میں سرفہرست دباؤ ڈالنا اور پھر قابو پا لینا ہے۔ یہ غیر جمہوری ظالمانہ اور دوہرے معیار حیران کن ہی نہیں افسوسناک بھی ہیں جو دیکھنے والوں کو یہ سوال کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ اگر امریکہ کے لیے غیر ممالک کی خانہ جنگی میں حصہ لینا اتنا ہی ضروری ہے تو وہ ہمیشہ ناپسندیدہ افراد کی پشت پناہی اور حمایت ہی کیوں کرتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی خلوت خانہ کے مزید ناپسندیدہ ڈھانچے

جنگ عظیم دوم کے بعد کے دور میں امریکی خارجہ پالیسی نے بہت سے ناپسندیدہ افراد کو گلے لگایا۔ ان میں سابق نازی (ان میں کلوس باری جیسے مجرم بھی شامل تھے)، اٹلی کے فاشسٹ، جاپان کے دشمن فوجی، جاپانی سائنسدان جو امریکیوں سمیت دیگر جنگی قیدیوں پر خوفناک تجربے کرنے کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے اور ہزاروں ایسے افراد جو جنگ کے دوران دشمن سے ملے ہوئے تھے شامل تھے۔ یورپ اور ایشیاء کے بہت سے ممالک میں دشمن کے مددگاروں کو سرعام ذلیل و خوار کیا گیا، جیلوں میں قید کیا گیا اور جنگ کے بعد قائم ہونے والی حکومتوں اور شہری گروپوں نے ایذائیں دے دے کر انہیں ہلاک کیا لیکن چین، اٹلی، یونان، فلپائن، کوریا، البانیہ، مغربی جرمنی، ایران، سوویت یونین، ویتنام اور ایسے کئی ممالک میں جو فاشسٹ اور شریک کار سزاؤں کے عمل سے بچنے میں کامیاب ہو گئے وہ امریکی حلیف بن گئے۔ انہوں نے امریکہ کے اشاروں پر ناچنا شروع کر دیا نئی حکومتیں بنانی ہوں یا حکومتوں کے تختے الٹنے ہوں، خانہ جنگیوں میں حصہ لینا ہو یا حزب مخالف کو دبانا ہو، اطلاعات کی فراہمی ہو یا انتخابی و سیاسی جوڑ توڑ ہو امریکہ کے لیے انہوں نے یہ ''خدمات'' سرانجام دینا شروع کر دیں کہ وہ امریکی حلیف جو بن گئے تھے کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا کہ ان کی پشت پر امریکہ کا مضبوط ہاتھ تھا۔

88ء کیا آخر تک ری پبلکن پارٹی کی نیشنل ری پبلکن ہیریٹج گروپس کونسل میں مشرقی اور مرکزی یورپ میں نازیوں کے اصل حامی موجود تھے۔ ان میں سے بہت سی شخصیات جارج بش کی صدارتی مہم میں امریکی قومیتوں کے ملاپ کے حوالے سے خاصی سرگرم تھیں حالانکہ وہ اس سے اچھی طرح باخبر تھے کہ ان کے ماضی کے کارنامے کوئی راز نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ جلد یا بدیر اس قسم کے راز منکشف ہو کر طشت از بام ہو جاتے ہیں یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ ان میں سے ایک سرگرم رکن ''لیز لو پیزٹر'' جو جنگ کے دوران ہنگری کی نازی حامی حکومت کے اہلکار کی حیثیت سے برلن کے سفارتخانہ میں فرائض سرانجام دے چکا تھا۔ اس کی اس حیثیت کا انکشاف سب سے پہلے 1971ء میں ''واشنگٹن پوسٹ'' نے کیا۔ وقت کے ساتھ یہ معاملہ کچھ دب گیا مگر ستمبر 1988ء میں ایک بار پھر یہ نہایت نمایاں انداز میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح سامنے لایا گیا کہ ہر ایک کو اپنی جانب متوجہ ہونے پر مجبور کر لیا جس پر ری پبلکن پارٹی کے کرتا دھرتا پریشان ہو کر رہ گئے اور انہوں نے فوری طور پر "پیپز ٹر" اور اس سے ملتا جلتا ماضی رکھنے والے پارٹی کے چار اراکین کو انتخابی مہم سے علیحدہ کر کے منظر عام سے ہٹاتے ہوئے پچھلی صفوں میں بھیج دیا۔

ناپسندیدہ افراد کے ساتھ امریکہ کا رابطہ اور تعلق چند سالوں کی بات نہیں یہ تو عشروں پر محیط ہے۔ ماضی کی اس قدر طویل وابستگیاں ثابت ہو جانے کے باوجود یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنا کہ یہ تعلق محض اپنے فائدے کے لیے ایک بدصورت عورت کے ساتھ عارضی شادی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا سوائے ایک بیہودہ مذاق کے کچھ نہیں ہے۔ وہ کونسی کشش ہے جس نے اتنے سالوں سے انہیں ایک بندھن میں باندھ کر رکھا ہوا ہے کہ وہ لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اپنی حیثیت کو قائم رکھنے کی خواہش، ترقی پسند تحریکوں یا اشتراکیت سے کراہیت اور اس بات کا خوف کہ کہیں یہ حیثیت جو بنائی ہے چھن نہ جائے انہیں ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہے۔ وہ دنیا بھر میں امریکی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں اور بدلے میں سب کچھ حاصل کرتے ہیں جس کی خواہش کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر ان دونوں کا وجود بے معنی ہے۔ کیا ان کی مدد کے بغیر امریکہ کے لیے واحد عالمی طاقت بننا ممکن تھا اور کیا امریکی مدد کے بغیر ان کا بچ جانا ممکن تھا............؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 7

نئے ناپسندیدہ افراد کی تربیت

کانگریس میں گزارے ہوئے 24 سالوں کے دوران کسی ایک موقع پر بھی ایسی کوئی شہادت میرے سامنے نہیں آئی جس سے یہ اندازہ ہوتا کہ امریکی فوج کی مداخلت کے باعث کسی ملک کی فوج نے اپنے لوگوں پر ڈھائے جانے والے ظلم اور زیادتیوں کا سلسلہ روک دیا ہو۔

(سینٹر ٹام ہارکن "ڈی۔ آئیووا" 1999ء)

سکول آف امریکاز

فورٹ بینگ' جارجیا میں قائم فوجی سکول "سکول آف امریکاز" کئی برسوں سے احتجاج پسند عناصر کے قبضہ میں ہے۔ اس کے بہت سے فارغ التحصیل لاطینی امریکہ میں انسانی حقوق کی سنگین قسم کی خلاف ورزیوں میں ملوث پائے گئے ہیں اکثر کی پہچان قتل و غارت اور پرتشدد کارروائیاں ہیں جبکہ "سکول آف امریکاز" کا دعویٰ ہے کہ ان کے ہاں طلباء کو انسانی حقوق کی پاسداری اور جمہوریت کی تعظیم سکھائی جاتی ہے۔ ان کے اس دعویٰ کی حیثیت جانچنے کے لیے ذرا اس نکتہ کو ذہن میں رکھئے کہ لاطینی امریکہ کی قوموں کے درمیان جنگوں کی شرح بہت ہی کم ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ کسی دوسرے ملک کی فوج نہیں تو پھر فوجی کون ہیں جنہیں لڑنے کے لیے تیار کیا جا رہا ہے؟ کیا ان کے اپنے شہری ہیں؟

یہ حقیقت ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے "سکول آف امریکاز" میں لاطینی امریکہ کے سینکڑوں' ہزاروں فوجیوں اور پولیس کے اہلکاروں کو جبراً مغلوب کر کے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے تربیت دی جا رہی ہے۔ طلباء اشتراکیت کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے

13613

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ جوابی فتنہ پروری' فوجی خبر رسانی' منشیات کے خلاف کارروائیوں' اختلاف رائے کرنے والے کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور سماجی تبدیلی کے لیے اٹھنے والی ہر تحریک کا سر کچلنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

''سکول اور امریکاز'' کے نظریہ کے مطابق اشتراکیت اور جمہوریت اپنے روائتی طرز حیات کے تحفظ کے لیے مغربی ممالک کے پختہ عقیدے سے ٹکراتے ہیں۔'' ''سکول آف امریکاز'' کے حوالے سے مندرجہ ذیل واقعہ بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

1994ء میں نئے سال کے پہلے دن' جس روز ''نارتھ امریکن فری ٹریڈ ایگریمنٹ'' (NAFTA) عمل میں آیا اسی روز میکسیکو کی ریاست چیاپاس کے کسانوں نے ڈیاپٹسٹا نیشنل لبریشن آرمی کی مدد سے اردگرد کی آبادیوں پر قبضہ کرلیا۔ میکسیکو کی فوج نے اس کے خلاف نہایت سخت جوابی کارروائی کی۔ امن و امان کی صورتحال بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ جیسے جیسے تنازعہ بڑھتا گیا NAFTA کے لیے جس کی لگامیں واشنگٹن کے ہاتھ میں تھیں اس تجارتی معاہدہ پر عملدرآمد ناممکن ہوتا چلا گیا۔ یہ حسن اتفاق بھی ہوسکتا ہے اور نہیں بھی۔ شواہد تو اسے حسن اتفاق ثابت کرتے نظر نہیں آتے۔ ذیپاٹسٹا کی بغاوت آج بھی جاری ہے اور سکول آف امریکاز کی فہرست میں میکسکن اندراج بڑھتا جارہا ہے۔

سالوں کے اعتبار سے طلباء کی تعداد کی مندرجہ ذیل فہرست سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

1994ء میں 15' 1995ء میں 24' 1996ء میں 148' 1997ء میں 333 اور 1998ء کے آغاز تک 219۔ 1998ء تک میکسیکو کے پاس ''سکول آف امریکاز'' کے تربیت یافتہ افسران کی خاصی تعداد ہو چکی تھی۔ ''سکول آف امریکاز'' کے ان نئے تربیت یافتہ ''ماہرین'' نے جلد ہی ایک ''قابض فوج'' بنالیو ''چیاپاس'' کو فوجی نظام کے تحت لے آئی۔ یہاں اس نے فوجی کیمپ قائم کئے جہاں تشدد اور قتل و غارت کیا جاتا تھا۔ مقامی لوگوں کو گھر سے بے گھر کرنا اور تحریکوں کو جا بجا رکاوٹیں کھڑی کر کے روکنا ان کے روزمرہ معمولات کا حصہ تھا۔

ستمبر 1996ء میں بنیاد پرست مذہبی گروپوں کے دباؤ کے تحت پینٹا گون ہسپانوی زبان کے سات تربیتی کتابچے منظر عام پر لانے پر مجبور ہوگیا جو 1991ء تک ''سکول آف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکاز'' میں پڑھائے جاتے تھے۔ ''نیویارک ٹائمز'' نے اس حوالہ سے اپنے ایک اداریہ میں لکھا۔

''آج امریکی خود اپنی آنکھوں سے وہ حزب الاخلاق اسباق پڑھ سکتے ہیں جو 1980ء کے دوران ''سکول آف امریکاز'' میں امریکی فوج نے ہزاروں لاطینی فوجیوں اور پولیس افسروں کو پڑھائے ہیں۔ پینٹا گون کی جانب سے حال ہی میں جاری ہونے والے ''سکول آف امریکاز'' کے تربیتی کتابچے میں تفتیش اور تحقیقات کے دوران تشدد کے طریقے سکھانے کے ساتھ ساتھ جس سے پوچھ گچھ کی جارہی ہو اس کے رشتہ داروں کی گرفتاری' اسے مختلف طریقوں سے بلیک میل کرنے اور اذیت ناک سزائیں دینے کی سفارش بھی کی گئی ہے۔''

''سکول آف امریکاز'' کے کئی فارغ التحصیل فوجی انقلابات برپا کر چکے ہیں۔ ''واشنگٹن پوسٹ'' کی 1968ء میں منظر عام پر آنے والی رپورٹ میں ایسے کئی چونکا دینے والے انکشافات ہیں۔ یہ سکول پورے لاطینی امریکہ میں ''انقلابات کا سکول'' کے نام سے مشہور ہے اس کے علاوہ قتل و غارت' انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں اور پرتشدد کارروائیاں بھی اس کی پہچان ہیں۔ اس کے کھاتے میں بے شمار قتل ہیں جن میں سے چند ایک چیدہ چیدہ واقعات کا تذکرہ ضروری ہے۔ کولمبیا میں اراباقتل عام' ایل موزوٹ قتل عام' آرچ بشپ آسکر دومیرو کا خفیہ قتل' امریکی چرچ کی چار خواتین کا بے حرمتی کے بعد قتل' ایل سیلواڈور میں جیسوٹ قتل عام' پیرو میں لاکنٹا قتل عام' چلی میں اقوام متحدہ کے کارکنوں پر تشدد کے بعد قتل وغیرہ۔

دسمبر 1981ء میں ایل سیلواڈور کے دیہات ایل موزوٹے میں نہایت وحشیانہ تشدد کے بعد تقریباً ایک ہزار افراد کو قتل کر دیا گیا جن میں زیادہ تر بوڑھے' عورتیں اور بچے تھے۔ خون ریزی کرنے والے بارہ سپاہیوں میں سے دس ''سکول آف امریکاز'' کے فارغ التحصیل تھے۔

اسی طرح نومبر 1989ء میں جیسوٹ کے چھ پادریوں اور دو عام شہریوں کے قتل کے حوالے سے ٹروتھ کمیشن نے انکشاف کیا کہ اس وحشیانہ کارروائی میں شریک 26 افراد میں سے 19 ایل سیلواڈور کے وہ آفیسرز تھے جو ''سکول آف امریکاز'' کے تربیت یافتہ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکول آف امریکاز کے تربیت یافتہ طالب علموں کے ہاتھوں ہونے والی زیادتیوں اور ظلم و بربریت کی مکمل تصویر کبھی بھی سامنے نہیں آ سکے گی کیوں کہ لاطینی امریکی فوج کے ارکان عام طور پر قانون سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کسی جرم میں ملوث ان ارکان کے خلاف تحقیقات ہوئی ہوں اور یہ تو اس سے بھی کم ہوتا ہے کہ ان کا مشتبہ افراد کی حیثیت سے نام ظاہر کیا جائے۔

''سکول آف امریکاز'' ہمیشہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اپنے طلباء کو یہ نہیں سکھاتے کہ تشدد کس طرح کرنا ہے' اذیت رسانی کے لیے کونسے طریقے استعمال کرنے ہیں یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کیسے کرنی ہیں مگر جب اس کے تربیتی کتابچے منظر عام پر آنے سے دودھ کا دودھ اور پانی پانی ہو گیا تو اس نے ایس او اے نے ایکدم بیان بدلتے ہوئے کہا کہ سارا کورس تبدیل کر دیا گیا ہے۔

1996ء کے کورس کی فہرست ملاحظہ فرمائیے 42 کورسوں میں سے صرف ایک جمہوریت اور انسانی حقوق کے حوالے سے ہے جس کا نام ہے ''جمہوریت اور انسانی حقوق کے مسائل۔'' 1997ء میں صرف 13 طلباء نے یہ کورس اختیاری مضمون کی حیثیت سے پڑھا جبکہ 118 طلباء نے ''ملٹری انٹیلی جنس'' کا انتخاب کیا۔ انسانی حقوق کے حوالے سے کورس کا دورانیہ دیگر کورسز کے مقابلے میں نہایت ہی کم رکھا گیا ہے۔ ''سکول آف امریکاز'' میں یہ کورس پڑھانے والے استاد' چارلس کال'' کا کہنا ہے کہ سکول میں انسانی حقوق کی تعلیم کو سنجیدگی سے نہیں لیا جاتا یہی وجہ ہے پورے تربیتی کورس کے دوران طلباء کی نہایت ہی معمولی تعداد یہ مضمون پڑھنا پسند کرتی ہے۔

رسائی

کئی دہائیوں پر مشتمل بے تحاشا پبلسٹی' دن بدن بڑھتے ہوئے مسلح احتجاج' ہزاروں گرفتاریوں اور تیزی سے کم ہوتی ہوئی کانگریس کی حمایت کے باوجود بھی کیا پینٹا گون ''سکول آف امریکاز'' کے ساتھ چمٹا رہے گا' اس کے ساتھ تعلقات قائم رکھے گا اور اس پر انحصار کرتا رہے گا؟ ایسی کونسی اہم چیز ہے جس نے امریکی فوج کو اس حد تک بے شرم بنا دیا ہے؟ اس کا جواب ذرا تفصیلی مگر نہایت واضح ہے۔ سکول آف امریکاز' اس کے طلباء اور ان کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ دنیا بھر کے ممالک میں امریکی ہتھیاروں کی ترسیل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ امریکی خارجہ پالیسی کے ایک خاص پیکج کا حصہ ہیں۔ یہ پیکج ''رسائی'' کہلاتا ہے۔ دنیا کے وہ ممالک جو امریکی افواج کو اپنے ہاں بیٹھنے کیلئے فوجی اڈہ بنانے کی اجازت نہیں دیتے وہاں فوجی سازوسامان کی ترسیل کے ساتھ ساتھ نہ امریکی ماہرین، تکنیک کاروں اور انسٹرکٹرز کو لازمی ضرورت کی حیثیت سے بھیج کر اپنا مقصد حاصل کر لیا جاتا ہے۔ گویا فوجی سازوسامان کی آڑ میں ان ممالک میں اپنی فوجیں داخل کی جاتی ہیں۔

اس سلسلے میں امریکی سینٹرل کمانڈ کے کمانڈر انچیف جنرل ''نارمن شوارزکوف'' کا کانگریس کے سامنے دیا جانے والا بیان شہادت کی حیثیت رکھتا ہے۔

> ''ہم مختلف ممالک کو سلامتی کے حوالے سے جو مدد فراہم کرتے ہیں یہی ہمارے لیے وہاں تک ''رسائی'' کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ اگر ہمارے دوست اس مدد کی اجازت نہ دیں تو ہمارے لیے امریکی افواج کو اپنے مطلوبہ علاقے تک پہنچانا ممکن نہیں اور نہ ہی ہم ایک خاص وقت تک اپنی فوجوں کو وہاں رکھ سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر ہمارا فوجی اعانت کا پروگرام ختم کر دیا جائے تو دنیا پر ہمارا دباؤ اور اثر ختم ہو کر رہ جائے گا۔ اور ہم واپس اسی مقام پر آجائیں گے جہاں ہمارے پاس ہتھیاروں کے استعمال اور دشمن پر قابو پانے کے نہایت ہی کم مواقع رہ جائیں گے۔ ہماری حکمت عملی کا دسرا اہم پہلو ''موجودگی'' ہے۔ یہ علاقے کے استحکام کے حوالے سے امریکی مفادات اور کارگزاریوں کو ظاہر کرتی ہے۔ امریکی سینٹرل کمانڈ کی حکمت عملی کا تیسرا پہلو ''مشترکہ فوجی مشقیں'' ہے۔ یہ بھی علاقہ کے حوالے سے ہماری ذمہ داریوں اور فیصلوں کا اظہار ہوتی ہیں۔ یہ تعاون کو بڑھاتی ہیں اور اپنے دوستوں کے ساتھ اتحاد و یگانگت کی فضا میں کام کرنے سے ہماری صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔''

پس ثابت ہوا کہ امریکی فوجی امداد، فوجی مشقیں اور بحری بندرگاہوں کے دورے وغیرہ سکول آف امریکاز کی طرح قریبی تعلقات قائم رکھنے کے لیے بار بار مواقع فراہم کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہاں تک کہ امریکی افسروں اور غیر ملکی فوجی شخصیات کے درمیان جو ملاقاتیں ہوتی ہیں ان میں ان ہزاروں غیر ملکیوں کے بارے میں مکمل معلومات پر مشتمل فائلیں تیار کرنے کا موقع مل جاتا ہے' اسی طرح زبان سیکھنے کے ساتھ علاقے کی تصاویر اور نقشہ جات کا حصول بھی ممکن ہو جاتا ہے قصہ مختصر یہ کہ ذاتی تعلقات و ذاتی معلومات سے لے کر ملک کے تجزیاتی معائنہ اعداد و شمار' حکومت کی تبدیلی کی صورت میں کل اثاثے' حکومت کی تبدیلی کو روکنے کی صورتحال کا جائزہ' ممکنہ انقلاب اور انقلاب کی ناکامی یا پھر ممکنہ حملہ کی صورتحال کے جائزہ تک تمام معلومات حاصل کر لی جاتی ہیں۔

امریکی فوج کی موجودگی نہ صرف اشتراک اور شراکت کا مقصد پورا کرتی نظر آتی ہے بلکہ یہ ''سکول آف امریکاز'' میں تربیت حاصل کرنے والے امیدواروں کے انتخاب میں بھی مدد دیتی ہے جو صرف لاطینی امریکہ ہی نہیں بلکہ ان مختلف ممالک کے ہزاروں فوجی اور پولیس افسران بھی ہوتے ہیں جو امریکہ کے دوسرے فوجی سکولوں میں تربیت کے حصول اور تعلیمی قابلیت میں اضافہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس طریقہ سے رسائی کا کام خود بخود آسان ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ترقی کی خاطر' نت نئی معلومات کے حصول کے لیے اور پیشہ ورانہ قابلیت بڑھانے کے لیے ایک فوج کے دوسری فوج کے ساتھ رابطے کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے بلکہ معمول کا حصہ ہیں۔ خواہ امریکہ اور ان فوجی طلباء کے ممالک کے درمیان سفارتی تعلقات خراب ہی کیوں نہ ہوں جیسے کہ گذشتہ سالوں میں الجیریا' شام اور لبنان کے ساتھ رہے مگر ان سرد تعلقات کو فوجی رابطوں میں اس لئے رکاوٹ نہیں بنایا جاتا کہ یہ تعلقات ''رسائی'' کے حوالے سے بے پناہ اہمیت کے حامل ثابت ہوتے ہیں۔

تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فوج کے فوج کے ساتھ مضبوط اور قریبی تعلقات بالآخر شہری اداروں کی تباہی اور انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ لاطینی امریکہ میں ہوا یہی وجہ ہے کہ اب وہاں کی نوزائیدہ جمہوری حکومتیں اپنی فوجوں کو بیرکوں تک محدود رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اصلاح شدہ جدید سکول آف امریکاز

1999ء میں کانگریس کی جانب سے ''سکول آف امریکاز'' کے لیے مختص فنڈز کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراہمی روکنے کے فیصلہ نے محکمہ دفاع کو پریشان کر دیا۔ اس سے قبل فیصلہ کو قانون کی شکل دے کر اس پر عملدرآمد ہوتا محکمہ دفاع نے نومبر میں ہنگامی اعلان کیا کہ سکول کے حوالے سے وہ 2000ء کے موسم بہار میں کچھ اہم تبدیلیاں کر رہے ہیں جن کے مطابق سکول میں فوجی تربیت سے زیادہ تعلیم پر توجہ دی جائے گی' فوجیوں کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو بھی داخلہ دیا جائے گا' جمہوری اصول بھی پڑھائے جائیں گے اور اس کا نام تبدیل کر کے ''سینٹر فار انٹر امریکن سکیورٹی کارپوریشن'' رکھ دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

اس کے باوجود یہ سوال بدستور جواب طلب ہے کہ آخر اس سکول کو قائم رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا یہاں اور لاطینی امریکہ میں ضرورت کے مطابق کافی تعداد میں معیاری تعلیمی ادارے موجود نہیں ہیں؟ جب امریکیوں کے لیے یونیورسٹی کی تعلیم مفت نہیں ہے تو ہم غیر ملکیوں کو کیوں فراہم کر رہے ہیں؟ اس کے جواب میں ''رسائی'' کا وہی عنصر کارفرما ہے جو تبدیلی نہیں ہونے دیتا۔ جہاں تک اس افسانہ کا تعلق ہے کہ فوجیوں کے ساتھ عام شہریوں کو بھی داخلہ دیا جائے تو اس سلسلے میں یہ حقیقت واضح کر دینی ضروری ہے اور آنے والا وقت یہ ثابت بھی کر دے گا کہ حال اور مستقبل کے وہی سیاستدان اور رہنما یہاں داخلہ لے کر ''تعلیم اور تربیت'' حاصل کریں گے جن کی اتنی رسائی ہوگی۔

امریکہ میں غیر ملکیوں کی فوجی تربیت کے سلسلہ میں بے شمار سہولیات ہر قسم کے حالات میں موجود رہیں گی جبکہ پینٹاگون کی جانب سے بیرون ملک فراہم کی جانے تربیت اس کے علاوہ ہے۔

دفتر برائے عوامی تحفظ

1960ء کے آغاز سے 1970ء کے وسط تک امریکی دفتر برائے عوامی تحفظ (امداد کا ایک حصہ) پہلے پانامہ اور پھر واشنگٹن میں بین الاقوامی پولیس اکیڈمی کے نام سے تربیتی ادارہ چلاتا رہا۔ اس نے غیر ملکی پولیس افسران کے لیے وہی خدمات سرانجام دیں جو ''سکول آف امریکاز'' فوج کے لیے دیتا ہے۔ دفتر برائے عوامی تحفظ نے تیسری دنیا کے مختلف ممالک کے دس لاکھ سے زائد پولیس اہلکاروں کو تربیت دی جن میں سے دس ہزار کو واشنگٹن میں مزید تربیت کے لیے منتخب کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سکول آف امریکاز'' کے تربیت یافتہ فوجیوں کی نسبت ''دفتر برائے عوامی تحفظ'' سے فارغ التحصیل پولیس اہلکار انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں زیادہ تعداد میں ملوث پائے گئے۔ اس کا سبب ان کا عوام الناس سے زیادہ قریبی تعلق اور رابطہ ہو سکتا ہے۔

پولیس کو ہتھیار، گولہ بارود، ریڈیو، پٹرول کاریں، آنسو گیس، گیس ماسک، ڈنڈے اور ہجوم کو قابو میں رکھنے کے مختلف آلات کی فراہمی بھی دفتر برائے عوامی تحفظ کی جانب سے کی جاتی۔ خفیہ قتل کے حوالے سے خصوصی تربیتی کورس میں اس سلسلہ میں استعمال ہونے والے ہتھیاروں کی ساخت اور ڈیزائن سے لے کر ان کے استعمال تک کی ہدایات شامل ہوتی تھیں۔ لاس فریسوس، ٹیکساس کے ''بم سکول'' میں بموں کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کی جاتیں۔ بم کورسز کی وضاحت دفتر کے ایک افسر نے ان الفاظ میں کی کہ ''پولیس کے اہلکاروں کو اس تربیت کی اس لیے ضرورت ہے کہ اگر دہشت گرد بم رکھ دے تو اس سے نمٹ سکیں''

مزے کی بات یہ ہے کہ اس کورس میں بم سازی اور بم کے استعمال کی ہدایات تو نظر آتی ہیں مگر یہ کہیں نہیں بتایا گیا کہ بم کو ناکارہ کس طرح بنایا جاتا ہے۔

امریکی خارجہ پالیسی کے منفی ''کارناموں'' پر بڑھتی ہوئی تنقید کو دیکھتے ہوئے کانگریس نے 1975ء میں عوامی تحفظ کا پروگرام ختم کر دیا مگر انتظامیہ برائے اجزاء ادویات نے ایف بی آئی اور محکمہ دفاع کی مدد سے اس پروگرام کو جاری رکھا۔ اور یہ آج بھی جاری ہے۔

برازیل

''دی اسکولا سپر یئیر ڈی گیرا'' نامی وار کالج 1949ء میں ریوڈی جینیرو میں قائم ہوا۔ اس کالج نے امریکہ کو ''سکول آف امریکاز'' کے طلباء کی طرح برازیلی افسروں سے اسی قسم کی سیاسی ذہنیت کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی اجازت دی۔ اس حوالے سے لاطینی امریکہ کے مؤرخ ٹامس ای سکڈمور کا مشاہدہ ملاحظہ کیجئے۔

''1950ء کے آغاز میں امریکہ اور برازیل کے مابین ایک فوجی معاہدہ کے نتیجہ میں امریکی فوج کو وار کالج کے انتظام و انصرام کے حوالے سے مکمل اختیارات حاصل ہو گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے نیشنل وار کالج واشنگٹن کی طرز پر چلایا جانے لگا۔ یہ حقیقت ہے کہ برازیل کا یہ وار کالج دیکھتے ہی دیکھتے برازیل کی عوامی حکومت کی مخالف اہم فوجی شخصیات کا مرکز بن گیا۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ امریکی افسران کے ساتھ مسلسل اور فوری رابطوں کی وجہ سے یہاں اشتراکیت مخالف نظریہ بہت جلد مستحکم ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ سیاست مخالف رویوں میں بھی حد بندیاں قائم ہوئیں۔''

مارچ 1964ء میں امریکی سفیر لنکن گورڈن نے امریکی فوجی امداد کے پروگرام کی محکمہ خارجہ کے نام ایک تار میں اس طرح وضاحت کی کہ

''یہ مسلح افواج کی اہم شخصیات کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کرنے کے سلسلہ میں اہم ترین ہتھیار ہے اور ایک بے حد اہم حقیقت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے برازیلی فوج میں امریکہ کے حامیوں کی تعداد میں مستقل اضافہ ہو رہا ہے۔''

یہ تار بھیجنے کے صرف چند ہفتوں کے بعد ہی برازیلی فوج نے عوامی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ برازیل کی یہ عوامی حکومت کافی عرصہ سے امریکہ کی ہٹ لسٹ پر تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8

ہمارے اور انکے جنگی مجرم

امریکی محکمہ انصاف نے 3 دسمبر 1996ء کو سولہ جاپانیوں کے ناموں کی فہرست جاری کی جس کے مطابق دوسری جنگ عظیم میں ان کے سنگین جرائم کے سبب امریکہ میں ان کے داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان میں سے کچھ کے بارے میں محکمہ انصاف کا کہنا تھا کہ یہ اس بدنام زمانہ ''یونٹ 731'' کے ارکان ہیں جس نے ہزاروں جنگی قیدیوں اور شہریوں پر جان لیوا تجربات کیے۔ جن میں بے شمار زندہ انسانوں کی چیر پھاڑ جیسا غیر انسانی فعل سرفہرست تھا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد یونٹ 731 پروگرام کے انچارج جنرل شیرواشی کو جس نے امریکی سپاہیوں پر بے شمار تجربات کئے تھے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس شرط پر رہائی ملی کہ وہ امریکہ کو اپنے تمام تجربات کی مکمل تفصیلات فراہم کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ امریکی جرائم کو تاحیات دنیا سے پوشیدہ رکھے گا۔ امریکی سائنسدانوں اور فوجی افسران کی جانب سے اپنی اس پالیسی کی صفائی میں ہمیشہ کی طرح یہ کہا گیا کہ ''وسیع تر قومی مفاد اور قومی سلامتی'' کی خاطر یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔

''یونٹ 731'' کے ارکان کی اس فہرست کے حوالے سے محکمہ انصاف کی منافقانہ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا ایک لحہ کے لیے سوچئے کہ اگر دنیا کے مختلف ممالک ''جنگی'' اور ''انسانیت سوز جرائم'' میں ملوث امریکیوں کی فہرست جاری کرتے ہوئے اپنے یہاں داخلہ پر پابندی عائد کریں تو اس میں کن کن امریکیوں کے نام شامل ہوں گے۔ آیئے ذرا ایک نظر اس فہرست پر بھی ڈال لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولیم کلنٹن

امریکی صدر جن جرائم کے مرتکب ہیں ان میں یوگوسلاویہ پر 78 دن اور رات تک وحشیانہ بمباری جس سے سینکڑوں جانیں ضائع ہوئیں اور جو تاریخ کی عظیم ہلاکتوں میں سے ایک تھی' عراق پر بے رحمانہ اور غیر انسانی پابندیاں اور شہریوں پر راکٹوں کے شدید حملے' صومالیہ' بوسنیا' سوڈان اور افغانستان پر قطعی غیر جواز' غیر قانونی اور وحشیانہ بمباری جیسی سنگین کارروائیاں نمایاں ہیں۔

جنرل ویسلے کلارک

یورپ میں اتحادی فوجوں کے کمانڈر جنرل ویسلے کلارک کی ہدایات کے مطابق نیٹو نے یوگوسلاویہ کو جس طرح وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنایا اسے دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ہوگا اور میز پر مکا مارتے ہوئے کہتا ہوگا مجھے اس مہم میں زیادہ سے زیادہ تشدد چاہیے۔ ختم کر دو سب کچھ ابھی اور اسی وقت......

جارج بش

40 دن اور رات کی وحشیانہ بمباری کے نتیجہ میں لاکھوں بے گناہ اور معصوم عراقی شہریوں کا قتل عام جن میں ہزاروں کی تعداد میں بچے شامل ہیں عراق پر خوفناک پابندیاں' پانامہ پر بلاجواز اور غیر قانونی مسلسل بمباری جس کے نتیجہ میں بے شمار ہلاکتیں ہوئیں تباہی و بربادی عمل میں آئی جیسے جرائم میں امریکی صدر بش ملوث ہیں۔

جنرل کولن پاؤل

چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کے جرائم کی فہرست بے حد طویل ہے پانامہ اور عراق پر حملوں کے سلسلہ میں نمایاں کردار' عراق میں ایٹمی ری ایکٹر اور حیاتیاتی اور کیمیائی پلانٹ کی تباہ کاری' تاریخ میں پہلی بار ایک زندہ ایٹمی ری ایکٹر کو بمباری کا نشانہ بنا کر نہایت خطرناک مثال قائم کی گئی' اقوام متحدہ کی آشیرباد سے عراق پر جاری امریکی بمباری کو ایک ماہ گذر جانے کے بعد اقوام متحدہ نے ایک قرارداد منظور کی جس کے ذریعہ مشرق وسطیٰ پر جاری فوجی حملوں میں ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنانے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ عراق میں تباہی و بربادی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دوران پاؤل کی خوشی دیدنی تھی۔ ایٹمی ری ایکٹرز کی تباہی پر اس نے خوشی سے دیوانہ ہوتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ ''دونوں کارآمد' زندہ ری ایکٹرز ختم کر دیئے گئے ہیں جس کا مطلب ہے کہ وہ شکست کھا گئے ہیں۔ وہ ختم ہو گئے ہیں۔ اب کچھ نہیں رہا۔'' اسے عراقیوں سے ان کی زندگیاں چھین لینے والا وحشی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ دوران جنگ بے شمار عراقیوں کی ہلاکتوں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس ''مہذب'' جرنیل نے کہا کہ ''یہ کوئی اتنی بڑی تعداد نہیں ہے کہ میں اس حوالے سے پریشانی کا اظہار کروں یا اس میں خوامخواہ دلچسپی لوں۔''

ویتنام میں جنگی جرائم کے حوالے سے اس کے کردار کو دیکھا جائے تو یہ اسی بریگیڈ کے دستے کا ''کارنامہ'' تھا جس نے مائی لائی میں قتل عام کیا تھا۔

جنرل نارمن شیوارزکوف

امریکی سینٹرل کمانڈ کے کمانڈر انچیف نے جو جرائم کیے ان میں سے اہم یہ ہیں عراق میں خونریزی کے سلسلہ میں بے رحمانہ فوجی رہنمائی کی اور جنگ بندی کے باوجود مزید دو روز تک اس لیے خونریزی جاری رکھی کہ عراقیوں سے ہتھیار ڈلوا لیے جائیں۔

رونالڈ ریگن

سابق امریکی صدر کے جرائم جن کی وجہ سے ان کا نام اس فہرست میں شامل ہوگا۔ ایل سیلواڈور' گوئٹے مالا' نکاراگوا اور گرینڈا کی عوام کے مستقبل کو تباہ و برباد کر کے 8 سال تک انہیں موت' دہشت اور تشدد کا شکار بنانا' لیبیا' لبنان اور ایران پر وحشیانہ بمباری ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سب اپنی ''بیماری'' کے باعث ''بھول'' گئے ہوں مگر دنیا کو سب کچھ بہت اچھی طرح سے یاد ہے۔

ایلیٹ ابرامز

ریگن کے دور حکومت میں نائب سیکرٹری خارجہ ایلیٹ ابرامز کے جرائم بھی کم نہیں ہیں۔ اس نے جھوٹ کی بنیاد پر ایک نئی تاریخ رقم کرنے کا کام کیا۔

نکارگوا میں جاری زیادتیوں اور وسطی امریکہ میں امریکی حلیفوں کی جانب سے ہونے والے ظلم و ستم پر پردے ڈالتے ہوئے ان کی امداد جاری رکھنا اور جھوٹ کے ذریعہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی کارروائیوں کو جواز فراہم کرتے ہوئے ان کے لیے حمایت حاصل کرنا اسی کا ''کارنامہ'' تھا۔ اس نے حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ کر رکھ دیا کہ خود اس کے الفاظ میں ''جب تاریخ لکھی جائے گی تو ظلم وستم اور زیادتیوں میں ملوث ہمارے حلیف ہیرو کی صورت میں سامنے آئیں گے۔

کیسپر وین برگر

ریگن حکومت میں سات سال تک سیکرٹری دفاع کے منصب پر فائز رہنے والے کیسپر وین برگر کے جرائم پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے۔

وسطی امریکہ میں امریکہ کی جانب سے روا رکھے جانے انسانیت سوز مظالم کی ذمہ داری کیسپر وین برگر پر عائد ہوتی ہے۔ 1986ء میں لیبیا میں بمباری کرائی۔ جارج بش بے شک ایران کونٹرا کیس میں اسے معاف کر دیں لیکن اس کے جنگی جرائم کی معافی ممکن نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل آلیور نارتھ

ریگن انتظامیہ کی قومی سلامتی کونسل سے منسلک لیفٹیننٹ کرنل آلیور ناتھ کا نکاراگوا میں ہونے والی زیادتیوں کے سلسلے میں اہم کردار تھا۔ گریناڈا پر حملہ کی منصوبہ بندی میں وہ ایک اہم فریق کی حیثیت سے شریک تھا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں بے گناہ شہری جان سے مارے گئے۔

ہنری کسنجر

نکسن انتظامیہ کے قومی سلامتی کے مشیر اور نکسن اور فورڈ انتظامیہ میں سیکرٹری خارجہ ہنری کسنجر کے پاس تین اعزاز ہیں دانشور' امن کا نوبل انعام یافتہ اور جنگی مجرم۔ اس کے جرائم کی فہرست ملاحظہ فرمایئے۔ انگولا' چلی' مشرقی تیمور' عراق' ویتنام اور کمبوڈیا میں امریکی مداخلتوں کے سلسلے میں اس نے عیارانہ اور اخلاق سے گرا ہوا کردار ادا کرتے ہوئے ان ممالک کی عوام کو ناقابل بیان خوف' دہشت اور مصائب میں مبتلا کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیرالڈ فورڈ

امریکی صدر جس نے مشرقی تیمور کی عوام کو کچلنے کے لیے انڈونیشیائی حکومت کو ہتھیار فراہم کر کے چوتھائی صدی پر مشتمل انسانیت سوز کارروائیوں کا آغاز کیا۔

رابرٹ میک نمارا

کینڈی اور جانسن انتظامیہ میں سیکرٹری دفاع رابرٹ میک نمارا انڈوچائنا خون خرابے کی ابتداء سے لے کر زیادتیوں کی انتہا تک اس کا خالق اور ذمہ دار تھا۔ اس کے علاوہ پیرو میں عوامی تحریکوں کو جس پر تشدد انداز میں کچلنے کا کام کیا یقیناً وہ قابل معافی نہیں۔

جنرل ولیم ویسٹ مورلینڈ

چیف آف آرمی سٹاف جنرل ولیم ویسٹ مورلینڈ کی سربراہی میں ویتنام میں بے شمار جنگی جرائم ہوئے۔ 1971ء میں امریکی چیف پراسیکوٹر ''ٹیلیفورڈ ٹیلر'' نے جنگ عظیم دوم اس کے علاوہ پیرو میں عوامی تحریکوں کو جس پر تشدد انداز میں کچلنے کا کام کیا یقیناً وہ قابل معافی نہیں۔

جنرل ولیم ویسٹ مورلینڈ

چیف آف آرمی سٹاف جنرل ولیم ویسٹ مورلینڈ کی سربراہی میں ویتنام میں بے شمار جنگی جرائم ہوئے۔ 1971ء میں امریکی چیف پراسیکیٹر ''ٹیلیفورڈ ٹیلر'' نے جنگ عظیم دوم کے بعد بننے والے ''نیورمبرگ ٹریبونل'' کے سامنے ''یماشیتا کیس'' کا حوالہ دیتے ہوئے جنرل ویسٹ مورلینڈ پر الزام عائد کرتے ہوئے اسے ذمہ دار قرار دیا۔ ''یماشیتا کیس'' میں دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکی آرمی کمیشن نے جاپانی جرنیل ''ٹومایو کی یماشیتا'' کو اس الزام کے تحت پھانسی دی تھی کہ اس کے فوجی دستوں سے فلپائن میں ظلم اور زیادتیوں کا بازار گرم رکھا۔ کمیشن نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ سینئر کمانڈر کی حیثیت سے ''یماشیتا'' کی ذمہ داری تھی کہ وہ ان زیادتیوں کو روکے مگر اس نے ایسا نہیں کیا اس لیے یہ ہی اصل مجرم ہے۔ اگر کسی کو مجرم ٹھہرانے کے لیے یہ الزام ہی کافی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ بالکل یہی فیصلہ جنرل پاؤل اور جنرل شوارزکوف کے خلاف بھی ہونا چاہیے' ان پر بھی یہی قانون لاگو ہونا چاہیے۔ اس الزام کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف اپنی صفائی میں یماشیتا نے یہ ثبوت اور شہادتیں بھی کمیشن کے روبرو پیش کر دی تھیں کہ اپنے فوجی دستوں کو قابو میں رکھنے کے لیے اس کے پاس مؤثر رابطہ اور پیغام رسانی کے ذرائع کی کمی تھی لیکن اس کے باوجود اسے پھانسی دے دی گئی۔ اس واقعہ اور فیصلہ کی روشنی میں ٹیلر کا مؤقف یہ تھا کہ ہیلی کاپٹرز اور رابطہ پیغام رسانی کے جدید ترین ذرائع کی موجودگی میں ویسٹ مورلینڈ اور اس کے کمانڈرز کو اس مسئلہ کا بھی سامنا نہیں تھا۔

بمباری کا جرم

جیسا کہ بمباری کے باب میں ذکر کیا گیا ہے کہ شہریوں پر ہونے والی فضائی بمباری پر نہ تو کوئی الزامات عائد کیے گئے نہ ہی اس سلسلے میں کوئی سزائیں دی گئیں۔ اسے دوسری جنگ عظیم کی میراث کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ نورمبرگ اور ٹوکیو کے عدالتی فیصلے بھی اس سلسلے میں خاموش ہیں کیونکہ شہری ہلاکتوں اور تباہی کا کھیل دونوں جانب سے برابر کی سطح پر کھیلا گیا اور ان سے زیادہ ان کے حلیفوں نے اس خوفناک کھیل میں کامیابیاں حاصل کیں۔ جرمنوں یا جاپانیوں کے خلاف ایسے الزامات عائد کرنے کے لیے کوئی بنیاد نہیں تھی اور سچ تو یہ ہے کہ ایسے الزامات عائد کیے بھی نہیں گئے۔

یہاں ''ٹیلفورڈ ٹیلر'' کا یہ سوال نہایت اہمیت کا حامل ہے جو ہوائی جہازوں کے ذریعہ شہریوں پر ہونے والی بمباری کے حوالے سے اس نے کیا تھا کہ

''کیا اس بات سے کوئی فرق پڑتا ہے کہ گود کا بچہ فضا میں اڑنے والے جہاز کی بمباری سے ہلاک ہوا ہے یا زمینی فوج کی اندھی فائرنگ سے؟ جرم تو دونوں کا ایک ہے مگر اس بارے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ ہوا باز کا اس سلسلہ میں کردار زمینی سپاہی کے مقابلہ میں قطعی غیر شخصی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس وضاحت کو نفسیاتی طور پر درست مان لیا جائے لیکن اخلاقی طور پر اسے ہرگز درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

کسی کے لیے یہ سوچنا بھی ممکن نہیں کہ وہ قصوروار ہو سکتے ہیں.......... وہ تو صرف اور صرف محب وطن ہیں۔

صحافی تھیئر نے 1997ء میں موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا پول پوٹ سے ایک انٹرویو کیا جس کے اختتامی حصہ سے ایک چھوٹا سا اقتباس قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیٹ تھیئر: ''کیا آپ اپنی زیادتیوں کی معافی مانگنا چاہیں گے؟''

پال پوٹ: ''میں سمجھ نہیں سکا کیا یہ سوال دوبارہ دہرائیں گے'' پال پوٹ نے اچنبھے میں مبتلا ہوتے ہوئے مترجم کی جانب دیکھا جس نے سوال دوبارہ دہرا دیا۔

پال پوٹ: ''ہرگز نہیں.......... میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بھی کیا صرف اور صرف اپنے ملک کی خاطر کیا۔''

انہونی سے کیسے نمٹیں؟

دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر مشرق بعید کے لیے بین الاقوامی فوجی ٹریبونل قائم کیا گیا۔ ٹوکیو میں سابق جاپانی وزیراعظم ''ہدیکی توجو'' کے مقدمے کی سماعت کے دوران اس کے وکلاء نے سوال اٹھایا کہ کیا ''توجو'' کے جرائم ہیروشیما اور ناگاسا کی پر گرائے جانے والے ایٹم بموں سے زیادہ سنگین تھے؟ اس پر استغاثہ نے فوری طور پر جاپانی ترجمے میں مداخلت کرتے ہوئے حکم دیا کہ مقدمہ کی کارروائی کے سرکاری ریکارڈ اور اخبارات کے لیے یہ الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

ایک اور انہونی

1948ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں فنائے عام کے جرم کی روک تھام اور اس سلسلے میں سزاؤں کے حوالے سے اجلاس منعقد کیا گیا جو عرف عام میں ''فنائے عام کا اجلاس'' کہلاتا ہے۔ اجلاس کے شرکاء نے مکمل اتفاق سے اس بات کو تسلیم کیا کہ ''فنائے عام خواہ زمانہ امن میں ہو یا جنگ میں بین الاقوامی قانون کے مطابق سنگین جرم ہے جس کی روک تھام کے ساتھ اس کے ذمہ داروں کو سزائیں دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔'' اس اجلاس میں ''فنائے عام'' کے جرم کی ایک متفقہ تعریف بھی عالمی سطح پر پیش کی گئی جس کے مطابق ''کوئی بھی ایسا جرم جو کسی بھی قومی، لسانی، نسلی یا مذہبی گروہ کو مکمل یا جزوی طور پر تباہ کرنے کے ارادہ سے کیا جائے فنائے عام کہلائے گا۔'' فنائے عام کی تعریف کی اس فہرست میں ایک نہایت اہم نکتہ فراموش کر دیا گیا ہے جو موجود دور میں سب سے نمایاں حیثیت کا حامل ہے اور وہ ہے مخالف سیاسی نظریات رکھنے والوں کا قتل عام۔

یہودیوں اور خانہ بدوشوں کے قتل عام کی وجہ سے نازی بہت بدنام ہوئے مگر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت ہے کہ اٹلی' سپین' یونان' چلی' انڈونیشیا یا ایسے ہی کسی ملک کا ذکر ہو جرمن فسطائیت نہایت واضح طور اشتراکیت کے خلاف تھی۔ (ہٹلر نے ہر موقع پر یہودیوں اور اشتراکیوں سے مساوی سلوک کیا)

جیسا کہ ''مداخلتوں'' کے باب میں اور دیگر ابواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ 40ء کی دہائی کے دوران چین سے لے کر فلپائن تک اور 90ء کی دہائی میں کولمبو سے میکسیکو تک امریکہ مستقل طور پر سیاسی قتل عام میں مصروف عمل ہے مگر یہاں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دنیا کی واحد عظیم طاقت کے ''چیف ایگزیکٹو افسران'' کو قطعی طور پر پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ان کے اس عمل کے خلاف کہیں کوئی بین الاقوامی اجلاس منعقد نہیں کیا جائے گا نہ ہی امریکی اہلکاروں کو اس سلسلے میں دنیا کی کسی عدالت میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔

یوگوسلاویہ میں امریکی جنگی جرائم کا ایک اور مقدمہ جس کا کبھی فیصلہ نہیں ہوگا۔

مارچ 1999ء میں نیٹو نے یوگوسلاویہ پر بمباری کا آغاز کیا تو اس کے ٹھیک دو ہفتوں بعد کینیڈا برطانیہ' یونان اور امریکی تنظیم برائے قانون و انصاف کے بین الاقوامی قانون کے ماہرین نے سابقہ یوگوسلاویہ کے لیے ہیگ' نیدرلینڈ میں قائم بین الاقوامی فوجداری ٹربیونل کو نیٹو کے خلاف دعوے اور عرضداشتیں پیش کرنا شروع کر دیں جن میں نیٹو ممالک رہنماؤں اور اہلکاروں پر اپنی جرائم کے الزامات عائد کیے گئے تھے جن کے لیے ٹربیونل نے کچھ عرصہ بیشتر سربیائی رہنماؤں پر فرد جرم عائد کی تھی۔ قانونی ماہرین کی جانب سے لگائے گئے الزامات میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون کی سنگین خلاف ورزیاں' قصداً قتل و غارت گری' دیدہ و دانستہ تشدد اور زیادتیاں' انسانیت کو تباہ و برباد کر دینے والے مہلک ہتھیاروں کا استعمال' شہری آبادیوں پر غیر قانونی حملے' فوجی مقاصد کے حصول کے لیے بلاجواز غارت گری' عوامی و مقامات' پناہ گاہوں اور رہائشی عمارتوں پر حملے' مذہبی' تعلیمی اور رفاہی اداروں کی دانستہ تباہی جیسے جرائم شامل تھے۔

کینیڈا کے دعویٰ میں جن 68ء رہنماؤں کو ملزم نامزد کیا گیا ان میں ولیم کلنٹن' میڈلین البرائٹ' ولیم کوہن' ٹونی بلیئر' وزیراعظم کینیڈا جین کرٹین اور نیٹو کے اہلکار جیویئر سولانہ ویسلے کلارک اور جیمی شیے جیسے نام شامل تھے۔ دعویٰ میں یہ الزام بھی عائد کیا گیا تھا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر' نیٹو معاہدہ' جنیوا کنونشن اور بین الاقوامی فوجی ٹربیونل' نورمبرگ کے بین الاقوامی قوانین کے اصولوں کی کھلے عام خلاف ورزیاں کی گئی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دعویٰ ان تمام الزامات کو درست ثابت کرنے والی شہادتوں کے ہمراہ دائر کیا گیا جو خاصی معقول تعداد میں تھیں۔ ان شہادتوں کا بنیادی نکتہ نیٹو کی بمباری مہم تھی جس کی وجہ سے یوگوسلاویہ میں بے شمار ہلاکتیں ہوئیں' سربیا کی طرف سے جاری ظلم وتشدد اور زیادتیوں میں اضافہ ہوا' ماحولیاتی تباہی عمل میں آئی اور یورنیئم اور کلسٹر بموں کے استعمال سے ایک خطرناک روایت قائم کرنے کے علاوہ نہ پھٹنے والے بموں اور یورنیئم کے خطرات وہاں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیئے گئے۔

ہیگ میں عدالت کی چیف پراسیکیوٹر کینیڈا کی ''لوسی آربر'' کو جون میں مزید کچھ عرضداشتیں اور دعوے موصول ہوئے جو اس نے بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے وصول کیے۔ ان دعووٴں کے ساتھ تین موٹی جلدوں پر مشتمل دستاویزی ثبوت بھی تھے۔ دعویٰ دائر کرنے والوں کی جانب سے مسلسل یاددہانیوں اور درخواستوں کے باوجود کسی قسم کی کوئی کارروائی تو کیا عمل میں آتی انہیں جواب تک دینا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ نومبر میں ''لوسی آربر'' کی جانشین سوئٹزرلینڈ کی ''خارلاڈیل پونٹے'' کو بھی مزید دعوے' مزید شہادتوں کے ہمراہ موصول ہوئے۔

نومبر کے ان دعووٴں میں جس اہم نکتہ کی جانب اشارہ کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ جن لوگوں پر الزام عائد کیا گیا ہے ان کے خلاف مقدمہ بازی قانونی ضرورت ہی نہیں انصاف کا تقاضا بھی ہے کہ مظلوم کی دادرسی کی جائے اور طاقتور ممالک' خاص طور پر وہ ملک جو نیٹو میں شامل ہیں کو روکنے کی کوشش کی جائے جن پر کسی قسم کا فطری دباؤ نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی فوجی طاقت اور میڈیا پر مکمل کنٹرول کے ذریعہ کم طاقتور ملکوں کو بری طرح سے ڈرا دھمکا کر اپنی مرضی کے تابع کر رکھا ہے۔

ان دعووٴں میں نہ صرف جنگ کے فاتحین پر الزامات عائد کیے گئے بلکہ شکست کھانے والوں کو بھی ملزمان کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا گیا اس حوالے سے ان کے دلائل کے کے مطابق شکست کا مقصد صرف اور صرف بین الاقوامی قانون فوجداری کی چھتری تلے آنا تھا۔

''آربر'' کے نام خطوط میں ایک کینیڈا کے دعوے کے روح رواں اور ٹورنٹو میں قانون کے پروفیسر مائیکل مینڈل کی طرف سے بھی تھا۔ اس خط کا اقتباس قارئین کے لیے نہ صرف معلومات افزا بلکہ دلچسپی کا باعث بھی ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر مائیکل مینڈل کے مطابق ''جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بدقسمتی سے آپ کا ٹریبونل اپنی غیر جانبداری کے حوالے سے بوجوہ مستقل شکوک وشبہات کی زد میں ہے۔ تنازعہ کے آغاز کے دنوں میں جب بلغراد یونیورسٹی کے شعبہ قانون کی فیکلٹی کے اراکین کی جانب سے نیٹو سربراہان کے خلاف قانونی تقاضوں کے عین مطابق اور ہماری رائے میں پوری واجبیت کے ساتھ ایک نہایت مدلل دعویٰ ٹریبونل میں دائر کیا گیا تو آپ برطانوی سیکرٹری خارجہ رابن کک کے ہمراہ پریس کانفرنس میں تشریف لائیں' وہ رابن کک جو اس دعوے کے مطابق ملزمان میں سے ایک تھا۔ اس روز اس نے دنیا کو دکھانے کے لیے سربیائی جنگی جرائم کی دستاویز آپ کے حوالے کرنے کا مظاہرہ کیا تھا۔ مئی کے آغاز میں آپ نے امریکی سیکرٹری خارجہ میڈلین البرائٹ کے ہمراہ ایک اور پریس کانفرنس میں شرکت کی۔ اس وقت تک میڈلین البرائٹ کے خلاف یوگوسلاویہ میں شہریوں کو نشانہ بنانے اور دیگر جنگی جرائم کے الزام کے تحت دو باقاعدہ دعوے دائر ہو چکے تھے۔ اس پریس کانفرنس کے موقع پر البرائٹ نے کھلے عام اعلان کیا کہ امریکہ ٹریبونل کو سب سے زیادہ فنڈز مہیا کرنے والا ملک ہے اور اس نے اسے مزید فنڈز دینے کا وعدہ کر رکھا ہے۔''

آربر خود نیٹو کی بہت بڑی حامی تھی اور وہ اپنے متعصب رویے کو چھپانے کی شعوری کوشش کرتی رہی۔ وہ نیٹو پر اس طرح اعتماد کرتی تھی کہ جیسے وہ اس کی پولیس' جج' جیوری اور محافظ سب کچھ ہو۔

جنرل نیوشے کی گرفتاری نے بین الاقوامی قانون وانصاف کو ایکدم بہت اونچے مقام پر پہنچا دیا تھا اسی سال آربر کی سربراہی میں بین الاقوامی فوجداری ٹریبونل نے سابقہ یوگوسلاویہ حوالے سے ایک قانون منظور کیا جس کے مطابق عظیم طاقتوں کے لیے یہ معمول کے کاروبار کا حصہ ہی ہوگا خالص طور پر عظیم عالمی طاقت کے لیے جس نے کوئی مقدمہ بھی نہیں کیا اور اتفاق سے وہ ہی اس پر سب سے زیادہ رقم خرچ کر رہی ہے۔ اس بارے میں آربر کے اپنے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

> ''میں انسانیت کے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزیوں کے الزامات پر جو نیٹو ممالک پر عائد کیے گئے ہیں کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کر رہی۔ میں نیٹو سربراہان کی ان یقین دہانیوں کو قبول کرتی ہوں کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوگوسلاویہ میں انسانیت کے بین الاقوامی قانون کے مطابق کارروائیاں کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے انہیں یاددہانی کرادی ہے کہ جب بھی کوئی ایسا موقع آیا کہ وہ دیکھیں کہ پالیسی کی خلاف ورزی ہورہی ہے تو ان کا فرض ہے کہ اس کے بارے میں غیر جانبدارانہ' غیر متعصب اور ایماندارانہ تحقیقات کریں جبکہ کمانڈرز کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ضرورت پڑنے پر مجرم کو سزا دیں۔''

نیٹو کی پریس بریفنگ (16 مئی 1999ء)

سوال: کیا نیٹو نے اپنی سرگرمیوں کے حوالے سے جج آربر کے عدالتی اختیارات کو تسلیم کر لیا ہے؟

جیمی شیے: ''میرا خیال ہے کہ ہمیں نظریہ اور عمل میں تمیز کرنے کی ضرورت ہے۔ جسٹس آربر ہماری اجازت سے ہی تحقیقات کا آغاز کرتی ہے۔ سربوں کے حوالے سے وہ تحقیقات کرے گی کیونکہ ہم اسے اس کی اجازت دیں گے نیٹو ممالک نے ہی ٹربیونل قائم کرنے کے لیے پیسہ فراہم کیا ہے اور ہم سب سے زیادہ فنڈز مہیا کرنے والوں میں سے ہیں۔'' برسبیل ٹربیونل کے قیام کا تذکرہ بھی یہاں مناسب ہوگا۔

ٹربیونل کا قیام 1993ء میں عمل میں آیا۔ اس کا باپ امریکہ' ماں سلامتی کونسل اور دایہ میڈلین البرائٹ تھی۔ یہ نیٹو ممالک کے فوجی وسائل پر ہی انحصار کرتا ہے تاکہ ان کی مدد سے جنگی جرائم کے سلسلہ میں مشتبہ افراد کی گرفتاریاں عمل میں لائی جائیں۔

ہم دوبارہ بین الاقوامی فوجداری ٹربیونل کے قصہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ آربر اور ڈیل پونٹے کے سوائے نیٹو کے خلاف ان دعوؤں کے کسی قسم کے غیر معمولی واقعات کا سامنا نہیں کرنا پڑا البتہ دسمبر کے اواخر میں ڈیل پونٹے نے لندن کے ''دی آبزرور کو ایک انٹرویو دیا جس نے نیٹو ممالک کو غم وغصہ میں مبتلا کر دیا کہ اسے فوراً ہی اپنی ''غیر ذمہ داری'' پر معذرت کرنا پڑی۔ انٹرویو کے دوران جب ڈیل پونٹے سے سوال کیا گیا کہ ''کیا وہ نیٹو کے اہلکاروں کے خلاف الزامات عائد کرنے کے لیے تیار ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ اگر میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تو اس کا مطلب ہے کہ میں اپنا فرض صحیح طور پر ادا نہیں کر رہی اور مجھے فوراً سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیشتر اپنا مشن چھوڑ دینا چاہیے۔''

اس کے بعد ٹریبونل نے اعلان کیا کہ ڈیل پونٹے کی سربراہی میں ٹریبونل نے نیٹو کے ممکنہ جرائم کے حوالے سے تحقیقات مکمل کر لی ہے اور یہ تحقیقات نیٹو کی چالوں کے بارے میں عوامی تشویش کو دیکھتے ہوئے مناسب جوابی کارروائی کے طور پر کی گئی ہیں۔ اس بات کا اعلان بھی کیا گیا کہ ''ٹریبونل کے لیے بے حد ضروری ہے کہ وہ سابقہ یوگوسلاویہ میں مسلح تنازعات میں ملوث طاقتوں کے خلاف اپنے اختیارا استعمال کرے۔''

(ناقابل یقین۔ حیرت انگیز)

کیا یہ اس بات کی نشانی تھی کہ نئی صدی میں ہر ایک کو مساوی انصاف ملے گا؟ کیا واقعی ایسا ممکن ہے؟

...... افسوس یہ خواب چند دن بھی قائم نہ رہ سکا...... نہیں یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا تھا تبھی تو امریکہ اور کینیڈا کے سرکاری' غیر سرکاری' فوجی اور شہری حلقے غصے سے ششدر رہ گئے' ناراضگی اور نفرت سے بے ساختہ چلا اٹھے کہ ''یہ ناانصافی ہے''...... ''یہ ناانصافی ہے''......

ڈیل پونٹے کو پیغام مل گیا تھا اور ''آبزرور'' کے انٹرویو کے منظر عام پر آنے کے ٹھیک چار روز بعد اس کے آفس سے ایک بیان جاری ہوا جس کے مطابق ''سابقہ یوگوسلاویہ کے حوالے سے بین الاقوامی فوجداری ٹریبونل کے پراسیکوٹر آفس کی جانب سے نیٹو کے خلاف کسی قسم کی کوئی تحقیقات نہیں کی جا رہیں اور نہ ہی کوسوا تنازعہ کے حوالے سے نیٹو کی کارروائیوں پر کسی قسم کی تفتیش کی گئی ہے۔'' ''اور نہ ہی کبھی ہوگی'' ظاہر ہے کہ اس بیان میں یہ جملہ شامل کرنا غیر ضروری تھا کیونکہ عقلمند کے لیے اشارہ کافی ہے۔

جہاں تک نیٹو کے خلاف دعووں کا سوال ہے تو امریکی ذرائع ابلاغ اسے مسلسل نظر انداز کر رہے تھے لیکن آخر کب تک؟...... بالآخر یہ معاملہ بھی کھل ہی گیا۔ اچانک ہی اس کی اتنی زیادہ تشہیر ہوئی اور اتنی پذیرائی ملی کہ بمباری کے حامی ممالک دفاعی انداز اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جنگی جرائم کے الزامات کے حوالے سے نیٹو کے دفاعی مؤقف کے مطابق ''شہری علاقوں کی تباہی و بربادی اور شہری ہلاکتیں ''حادثاتی'' تھیں اور جنگ میں تو ایسا ہوتا ہی ہے۔'' مندرجہ ذیل چند اہم رپورٹس کی روشنی میں اس دعویٰ پر بہت سے اعتراضات کئے جا سکتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کیے جانے چاہئیں۔ آیئے ذرا نیٹو کی فضائی جنگ کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل مائیکل شارٹ کے بیان پر مشتمل اس رپورٹ کے ایک نکتہ کو اس بحث میں مثال کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ لیفٹیننٹ جنرل مائیکل شارٹ کے مطابق ''اگر ایک صبح آپ اٹھ کر دیکھتے ہیں کہ آپ کے گھر میں نہ تو بجلی ہے اور نہ ہی گیس۔ باہر نظر دوڑاتے ہیں تو وہ پل جس پر سے گذر کر آپ کام پر جاتے ہیں زمین بوس ہو چکا ہو اور آئندہ بیس برس تک اس کی تعمیر و مرمت کی کوئی امید بھی نہ ہو تو آپ بے ساختہ چلا اٹھیں کہ ''اے سلویو! یہ سب کیا ہے؟ آخر ہم کب تک یہ سب برداشت کریں گے؟''

''نیویارک ٹائمز'' کے ساتھ ایک انٹرویو میں جنرل شارٹ نے کہا ''قوی امید ہے کہ یوگوسلاویہ کی عوام کا دکھ بلغراد کے کام کی حمایت ختم کر دے گا۔''

ایک اور جگہ نیٹو ترجمان جیمی شیئے نے کہا کہ اگر صدر میلاسوچ واقعی اپنے ملک کی تمام آبادی کو پانی اور بجلی فراہم کرنا چاہتے ہیں تو انہیں صرف اور صرف یہ کرنا ہو گا کہ نیٹو کی پانچ شرائط کو تسلیم کر لیں۔ ہم اسی وقت اپنی مہم ختم کر دیں گے۔''

اپریل میں نیٹو کی بمباری سے بلغراد کی ایک دفتری عمارت تباہ و برباد ہو گئی جس میں سیاسی جماعتوں کے دفاتر، ٹی وی اور ریڈیو سٹیشن سو کے قریب پرائیویٹ کمپنیاں اور ایسے ہی کئی تجارتی ادارے قائم تھے۔ اس واقعہ پر واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔

''پچھلے کچھ دنوں سے امریکی افسران بارہا اس نکتہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے امید ظاہر کر رہے تھے کہ سربیا کی معاشی قوتوں کو جب ایک بار اس بات کا احساس ہو جائے گا کہ نیٹو مطالبات کے خلاف مزاحمت جاری رکھنے کی صورت میں انہیں کتنے عظیم نقصانات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے تو وہ نہایت کم عرصہ کے دوران میلاسوچ کے مخالف ہونا شروع ہو جائیں گے۔''

اس عمارت پر میزائل داغنے سے پہلے نیٹو کے منصوبہ سازوں نے نقصان کا اندازہ بھی لگا لیا تھا جس کے مطابق ''پچاس سے سو کے درمیان سرکاری یا جماعت کے ملازمین کی ہلاکتیں اور 250 کے قریب غیر ارادی شہری اموات۔ منصوبہ سازوں کے مطابق قریبی عمارتوں میں رہائش پذیر تقریباً 250 افراد بھی اس دھماکے کا شکار بنیں گے۔ مگر یہ ہلاکتیں چونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر ارادی ہوں گی اس لیے کسی کا کوئی قصور نہیں کیونکہ جنگ میں تو سب کچھ جائز ہوتا ہے۔

ذرا اپنے حالات پر ایک نظر ڈالیے۔ ہم ایک دوسرے کو باور کراتے ہیں کہ ہم جوان آدمی ہیں۔ ہم ایک کام ''اے'' کرتے ہیں اور پھر کوشش یہ کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ ''بی'' نکل آئے اور جب واقعی اس کا نتیجہ ''بی'' کی صورت میں آ جاتا ہے ہم اس بات پر اصرار کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ تو بالکل غیر ارادی ہے اس میں ہمارا کوئی کردار نہیں' اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

جنگ عظیم دوم کے بعد فوری طور پر ایک بین الاقوامی فوجداری عدالت کے قیام کی ضرورت تھی جہاں جنگی جرائم' انسانیت کے خلاف جرائم اور فنائے عام میں ملوث ملزمان کے خلاف مقدمے کئے جاتے اور وہ تحقیقات کر کے جرم ثابت ہونے پر انہیں سزا دے کر انصاف کے تقاضے پورے کرتی مگر اس کی بجائے ہم پر سرد جنگ مسلط کر دی گئی۔ وقت گذرتا چلا گیا بالآخر 1998ء میں یہ خواب اس وقت شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آیا۔ جب 1998ء میں اقوام عالم نے روم میں بین الاقوامی فوجداری عدالت کا چارٹر تیار کیا مگر یہاں بھی امریکہ نے ایک نیا تنازعہ کھڑا کر دیا۔ امریکہ کی جانب سے اس بات پر اصرار کیا گیا کہ چارٹر میں ایسی شقیں شامل کی جائیں جن کی رو سے امریکہ کو تمام مقدمات کے فیصلہ کے سلسلہ میں اپنی سلامتی کونسل کی ''ویٹو پاور'' کے استعمال کا اختیار حاصل ہو جائے۔ امریکہ کا یہ مطالبہ مسترد کر دیا گیا اور اس اس بناء پر امریکہ نے اس چارٹر کی حامی 120 اقوام کے ساتھ شمولیت سے انکار کر دیا۔ بین الاقوامی فوجداری عدالت وہ ادارہ ہے جو باوجود مسلسل کوشش کے امریکہ کے قابو میں نہیں آ رہا۔ امریکہ اسے اپنی فوج اور سرکاری اہلکاروں پر مقدمے چلانے سے نہیں روک سکتا۔ سینئر امریکی حکام اس بات کا واضح طور پر اعلان کرتے ہیں کہ اس مستقل خطرہ کی وجہ سے ہی وہ اس نامزد عدالت کو شدید نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر یوگوسلاویہ کے کیس کے حوالہ سے بین الاقوامی فوجداری ٹربیونل کے ساتھ ناپسندیدگی کا ایسا کوئی معاملہ نہیں بلکہ یہ امریکہ کی پسندیدہ ترین بین الاقوامی عدالت ہے جو کہ نیو ورلڈ آرڈر کے عین مطابق عمل کرتی ہے۔

واشنگٹن کے ایک صحافی ''سام سمتھ'' کا 1999ء میں ایک تجزیہ شائع ہوا۔ آیئے ذرا اس پر ایک نظر ڈالیں ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بین الاقوامی فوجداری ٹربیونل اپنی کارروائیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سلسلہ میں نیوجرسی کی سٹیٹ پولیس سے ہدایات وصول کر رہا ہے۔ اس ہفتے جن جنگی مجرمان کے خلاف کارروائی عمل میں آئی ان کے غیر ملکی نام پڑھنا ہی بے حد مشکل ہے۔ انگریزی کے آسان ناموں والا جیسے کہ کلنٹن یا بلیئر ......کوئی ایک بھی ملزم نہیں تھا۔

یوگوسلاویہ میں تباہ کن فوجی آپریشن کے دوران امریکہ کو اس بات کی قطعی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کوئی ہیگ میں نیٹو کے خلاف الزامات عائد کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے۔ اس کی فکرو پریشانی کا مرکز تو کوئی اور ہی بات تھی جو ہمارے علم میں اب آئی ہے کہ ''یوگوسلاویہ سے جنگ کے درمیانی عرصہ میں امریکی محکمہ دفاع کے سب سے بڑے لیگل آفس کی جانب سے تنبیہی ہدایات جاری کی گئیں کہ سائبر حملوں کے بے جا استعمال کے باعث امریکی حکام پر جنگی جرائم کے الزامات عائد کیے جا سکتے ہیں۔'' یہ بات اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ پینٹاگون کے حکام سربیا کے کمپیوٹر نیٹ ورک کو ناکارہ کرنے میں مصروف عمل تھے تاکہ اس کے ذریعہ اس کی فوجی کارروائیوں اور شہری خدمات کو ناکام بنا دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 9

دہشت گردوں کی جنت...... امریکہ!

امریکی محکمہ خارجہ کی جانب سے 1998ء میں جاری ہونے والی انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ میں کیوبا کا شمار ان ممالک میں کیا گیا تھا جن پر دہشت گردوں کی سرپرستی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ اپنی متجسس فطرت سے مجبور ہو کر اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے میں نے محکمہ خارجہ کو فون کیا انہوں نے میرا رابطہ ''دہشت گردی سیکشن'' میں کرا دیا جہاں ''جو ریپ'' نامی ایک مہذب شخص نے میرے استفسار پر بتایا کہ کیوبا کو اس فہرست میں اس لیے شامل کیا گیا ہے کہ یہ دہشت گردوں کو پناہ دیتا ہے۔

''یہ تو امریکہ بھی کرتا ہے۔ میامی میں پناہ گزین کیوبا کے بھگوڑے امریکہ میں اور اس سے باہر دہشت گردی کی سینکڑوں کارروائیوں میں ملوث ہیں۔'' میں نے بہت سکون سے جواب دیا۔

''سر! یہ نہایت احمقانہ رائے ہے اور میں اس قسم کی بیہودہ باتیں نہیں سنتا۔'' مسٹر ریپ کا مہذب انداز اور خوش خلقی ایکدم غائب ہو گئی اور جاہلوں کی طرح چلاتے ہوئے اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

مجھے مشکلات پیدا کرنے میں لطف آتا ہے اور میں نادم بھی نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اگلے سال 4 مئی 1999ء کو عین اس روز جب انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ جاری کی گئی میں نے ایک بار پھر اپنے فون سے 202-697-8682 ملایا۔ ایک بار پھر میرا رابطہ ''جو ریپ'' سے کرا دیا گیا۔ مجھے شک تھا کہ کسی بھی لمحہ وہ پہچان لے گا کہ میں وہی ہوں جس نے پچھلے سال بھی رابطہ کیا تھا اور کسی بھی لمحہ گذشتہ سال والا حادثہ وقوع پذیر ہو جائے گا۔ رسمی دعا سلام تک اس نے نہیں پہچانا لیکن جیسے ہی میں نے میامی میں پناہ گزین کیوبا کے دہشت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گردوں کے بارے میں اپنا سوال دہرایا وہ غضبناک ہو گیا۔ اس نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

''وہ دہشت گرد نہیں ہیں۔''

''لیکن ایف بی آئی ان میں بعض کو دہشت گرد قرار دے چکی ہے۔'' میں نے اس کے غصہ سے لطف اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تو آپ ایف بی آئی سے رابطہ کریں۔'' اس کی آواز پھٹ رہی تھی۔

''لیکن ہم تو محکمہ خارجہ کی رپورٹ پر بات کر رہے ہیں نا۔'' میں نے بڑے اطمینان کے ساتھ اس کی توجہ دلائی۔

''مگر میں ایسے لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا جو امریکی حکومت کو دہشت گردوں کا سرپرست قرار دیں۔'' اس نے غصے کی آخری حدوں کو چھوتے ہوئے فون پٹخ دیا۔ گذشتہ ایک سال کے دوران اس کے رویے میں کسی قسم کی کوئی نرمی یا لچک پیدا نہیں ہوئی تھی۔

میرے لیے یہ ہمیشہ سے ایک نہایت دلچسپ مشاہدہ رہا ہے اور آپ کا بھی اس سے روزمرہ زندگی میں اکثر اوقات واسطہ پڑتا رہتا ہوگا کہ اندھا دھند تقلید کرنے والا اس وقت ہمیشہ شدید ردعمل کا مظاہرہ کرتا ہے جب اس کے نظریے پر تنقید کرتے ہوئے ایسا غیر متوقع سوال کر دیا جائے جس کا جواب اس سے نہ بن پڑے اور اس اعتراض کی صداقت بھی عیاں ہو۔ ایسے میں کھسیاہٹ میں مبتلا ہو کر وہ محض شرمندگی چھپانے کے لیے اونچی آواز میں چیختا اور چلاتا ہے کہ نقاد اس کے شور کے ہنگامے سے گھبرا جائے۔ ایسے ''سچے پیروکاروں'' کو ہر لمحہ اپنے نظریات پر ہونے والے غیر متوقع اور اچانک تنقیدی حملوں کا خوف لاحق رہتا ہے۔

کیوبا کے جلاوطن دنیا کے سب سے کثیر تعداد میں اور سب سے زیادہ مستقل مزاج دہشت گرد گروہوں میں سے ایک ہیں اور یہ ''اعزاز'' انہوں نے مستقل طور پر برقرار رکھا ہوا ہے۔ 1997ء میں انہوں نے میامی کی ہدایات کے مطابق ہوانا کے ہوٹلوں پر بمباری کی۔ ہوائی جہازوں کے اغواء کو بین الاقوامی طور پر سنگین ترین جرائم میں سے ایک قرار دیا جاتا ہے مگر کیوبا سے امریکہ کے راستے میں بے شمار ہوائی جہاز اغواء کئے گئے۔ کوئی بندوق کی نال پر تو کوئی چاقو کی نوک پر اغواء اور کبھی جسمانی طاقت کے استعمال کے ذریعہ ہائی جیکنگ عمل میں آئی اور اس عمل میں کم از کم ایک قتل بھی ضرور ہوا مگر بہت تلاش کرنے پر بھی سوائے ایک کیس کے کوئی مثال نہیں ہے کہ جس میں امریکہ کی طرف سے ہائی جیکرز کے خلاف فرد جرم عائد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہو۔ اس اکلوتے کیس کا احوال بھی سن لیجئے۔ اگست 1996ء میں تین کیوبائی ہائی جیکرز نے فلوریڈا جانے والی پرواز کو چاقو کی نوک پر اغواء کرلیا۔ بدقسمتی کہ پکڑے گئے اور ان کے خلاف فرد جرم عائد کر کے فلوریڈا کی عدالت میں مقدمہ چلا جو ہائی جیکنگ کے مقدمہ سے زیادہ نویڈا کی عدالت میں زیر سماعت جوئے کا مقدمہ محسوس ہو رہا تھا۔ حالانکہ اغوا ہونے والے جہاز کے پائلٹ کو گواہی کے لیے کیوبا سے بلوایا گیا تھا لیکن جیوری کے سامنے وکیل کے صرف یہ کہنے پر کہ یہ گواہ جھوٹ بول رہا ہے کوئی سوال کیے بغیر جیوری نے ایک گھنٹے کے اندر اندر ملزمان کو باعزت بری کر دیا۔

صرف کیوبا کے جلاوطن ہی غیر ملکی دہشت گرد اور انسانی حقوق کو پامال کرنے والے نہیں ہیں جو امریکہ کی پناہ میں محفوظ زندگی گذار رہے ہیں بلکہ اشتراکیت کے سخت مخالفین یا امریکی خارجہ پالیسی سے اتفاق رکھنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی امریکی مہربانیوں سے لطف اٹھا رہی ہے۔ ان کے بارے میں تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں جو یقیناً قارئین کے لیے معلومات افزا ہوں گی۔

گوئٹے مالا کا سابق وزیر دفاع "ہیکٹر گرامیجو موریلز" جس کے بارے میں 1995ء میں امریکی عدالت نے حکم دیا تھا کہ وہ امریکہ اور گوئٹے مالا کے آٹھ شہریوں پر وحشیانہ تشدد اور گوئٹے مالا میں کئی خاندانوں کے قتل عام (جن میں ہزاروں انڈین بھی شامل تھے) اور اسے ان کی ہلاکتوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا) کے ہرجانہ کے طور پر 47.5 ملین ڈالر ادا کرے۔ 1991ء کے ایک عدالتی حکمنامہ پر "گرامیجو" نے اپنی صفائی میں کہا تھا کہ وہ ہارورڈ کے کینیڈی سکول آف گورنمنٹ کا فارغ التحصیل ہے جہاں اس نے امریکی حکومت کے وظیفہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ جج کی طرف سے اس کیس کا فیصلہ یہ سنایا گیا کہ "شہادتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرامیجو کی ہدایت پر شہریوں کے خلاف ایذا رسانی کی نفرت انگیز مہم چلائی گئی۔" اس عدالتی فیصلہ کے سامنے آنے پر محکمہ دفاع نے گرامیجو سے فوجی سیمنار میں شرکت اور تقریر کرنے کا دعوت نامہ واپس لے لیا۔ اس واقعہ کے بعد گرامیجو عدالتی حکم کے باوجود ہرجانہ کی رقم ادا کیے بغیر گوئٹے مالا واپس چلا گیا۔ مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اپنی سابقہ رہائش گاہ پر باتیں کرتے ہوئے اس نے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ اس نے جو کچھ کیا وہ انسان دوستی کی ایک مثال ہے اس کا کہنا تھا کہ "ہم نے 1982ء میں شہری ادارے قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے جنہوں نے 70فیصدی آبادی کی ترقی کے لیے نہایت کامیاب اقدامات کیے جبکہ 30فیصد آبادی کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ حالانکہ اس سے قبل حکمت عملی یہ تھی کہ 100فیصد آبادی کو ہلاک کر دیا۔

O انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے والوں کے نزدیک فلوریڈا بہترین جائے پناہ ہے۔ جہاں وہ ''ریٹائرمنٹ'' کے دن سکون سے گذار سکتے ہیں۔ کوئی انہیں ان کے جرائم یاد دلانے والا نہیں ہوتا۔ 80ء کی دہائی میں ایل سیلواڈور کی مسلح افواج کے سربراہ سابق جنرل ''جوزگلیر موگارشیا'' پر جس سنگین جرم کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہ تھا کہ اس کی ہدایت پر فوج کے ''ڈیتھ سکواڈ'' نے ہزاروں بے گناہ افراد کو فتنہ انگیزوں کے شبہ میں ہلاک کر دیا تھا۔ اب یہی گارشیا 1990ء سے فلوریڈا میں نہایت پرسکون زندگی بسر کر رہا ہے۔

O گارشیا کا جانشین جنرل ''کارلوس یوجنیو وائڈز کسانووا'' جس نے ظالم ترین قومی گارڈ کے سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں آج کل سن شائن سٹیٹ میں رہائش پذیر ہے۔ ایل سیلواڈور کے لیے اقوام متحدہ کے سچائی کمیشن کے مطابق ''کارلوس وائڈز نے 1980ء میں تین امریکی راہباؤں کو بے حرمتی کے بعد ہلاک کرنے اور ایک امریکن کو قتل کرنے والے مجرموں کو نہ صرف بچایا بلکہ انہیں مکمل تحفظ بھی فراہم کیا۔ ایسے ہی کم از کم دو مواقع پر تو اس کی ذاتی طور موجودگی کی شہادتیں ہیں۔ ایک تو جب ڈاکٹر جوین معا گوزا آرک پر تشدد کیا جارہا تھا۔ آخر میں تو زخموں کی صورتحال اتنی خطرناک ہوگئی تھی کہ ان کی سرجری بھی نہیں کی جاسکتی تھی اور جب وائڈز 1999ء میں ایک انٹرویو کے دوران یہ کہتا ہے کہ ''میں بار بار اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا میں نے کوئی غلط کام کیا ہے تو جواب ہمیشہ نفی میں ملتا ہے'' اس پر کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے۔

اسی زمانہ میں جب گارشیا اور وائڈز امریکہ میں رہائش پذیر تھے امریکی امیگریشن والوں نے ایل سیلواڈور کے بہت سے پناہ گزینوں کو مزید پناہ دینے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ اس خوف کا اظہار کرتے ہوئے دعویٰ کر رہے تھے کہ اگر انہیں واپس بھیجا گیا تو ان پر وحشیانہ تشدد کیا جائے گا یا مار دیا جائے گا۔

ہیٹی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے والے بے شمار افراد بہت اطمینان کے ساتھ پچھلے چند سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ انہیں حکام کی طرف سے کسی قسم کی تکلیف اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پریشانی کا سامنا نہیں ہے حالانکہ ان کے ہاتھ ڈویلیئر شاہی خاندان کے خون میں رنگے ہوئے ہیں' وہ جمہوری طریقے سے منتخب ہونے والے فادر جین برٹرنڈ آرسٹائیڈ کا 1991ء میں تختہ الٹنے کے مجرم ہیں اور فوجی انقلاب کے بعد ایک بار پھر ملک کو تشدد کے حوالے کرنے کے گناہ گار ہیں۔ امریکہ میں رہائش پذیر ان افراد کا مختصر "تعارف" قارئین کی نذر ہے۔

O لکنر کیمبرون جو فرینکوئس "پاپا ڈوک" ڈویلیئر کے دورِ حکومت میں وزیرِ داخلہ اور وزیرِ دفاع اور اس کے بیٹے اور جانشین جین کلاڈ "بے بی ڈوک" ڈویلیئر کے دور میں مشیر کے عہدوں پر فائز تھا۔

O لیفٹیننٹ کرنل پاؤل سیموئیل جری: 1986ء میں جب "بے بی ڈوک" سے تخت وتاج چھین لیا گیا تو لیفٹیننٹ کرنل جری کو ڈویلیئر مخالفین پر سنگین تشدد کے الزام کے تحت 15 سال قید کی سزا ہو گئی جہاں سے وہ 1988ء میں فرار ہو گیا۔

O جنرل پراسپر آودل: ہیٹی کا ایک اور آمر جو حزبِ مخالف کے ارکان پر وحشیانہ تشدد کا ذمہ دار تھا۔ اس نے تشدد کا شکار ان خون آلود زخمیوں کو ٹی وی کے ذریعہ سب کو دکھایا۔ 1990ء میں غم وغصہ میں مبتلا عوام نے انقلاب کے ذریعہ اسے حکومت چھوڑنے پر مجبور کر دیا پھر امریکی حکومت نے اسے فلوریڈا میں پناہ دے دی جہاں اسے امید تھی کہ وہ ہمیشہ خوش وخرم زندگی بسر کرے گا۔ مگر ہوا یہ کہ اس کے ہاتھوں تشدد کا شکار ہونے والے بعض افراد نے اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ مقدمے کی کارروائی کے دوران ایک موقع پر عدالت میں حاضر نہ ہونے کے باعث وہ مقدمے کی پیروی سے محروم ہو گیا۔ پناہ کی تلاش میں وہ مختلف ممالک میں پھرتا رہا اس دوران 1994ء میں ایک امریکی فیڈرل جج نے امریکہ میں مقیم ہیٹی کے چھ باشندوں کو 41 ملین ڈالرز دلوا دیئے۔

اریسٹرائیڈ کی جلاوطنی کے زمانہ میں 1991ء سے 1994ء کے دوران کرنل کارل ڈوریلین سات ہزار افراد پر مشتمل اس نفری کی نگرانی پر مامور تھا جو ایذا رسانی کی کارروائیوں کے لیے تشکیل دی گئی تھی۔ اس نفری کے "فرائض" میں اغواء' تشدد' زناء اور قتل جیسے عوامل شامل تھے۔ اس کے کھاتے میں ہیٹی کے پانچ ہزار شہریوں کی ہلاکتیں شامل ہیں۔ کرنل ڈوریلین نے بھی فلوریڈا میں گھر لے لیا اور اپنے تمام "فرائض" سے فارغ ہو کر یہاں سکون کی زندگی گذارنے لگا۔

ہیٹی کے "ڈیتھ سکواڈ" کا سربراہ "عمانویل کونسٹینٹ" بھی امریکہ میں ہی رہائش

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پذیر ہے۔ یہ ٹھگوں کے پارلیمانی گروپ (FRAPH) کا بھی سابق سربراہ تھا۔ جس نے قتل و غارت گری، تشدد، سرعام مار پٹائی اور لاچار ہمسایوں پر حملوں کے ذریعے ہیٹی کے عوام کو مستقل خوف اور دہشت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ یہ صورتحال اس وقت اور زیادہ سنگین ہو گئی جب ایسترادا کے خلاف انقلاب کی کامیابی کے بعد مخالفین کی قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا زندہ انسانوں کے اعضاء کاٹ کاٹ کر پھینکنے کے مظاہرے سرعام ہوئے۔ ہیٹی میں ''کونسٹینٹ'' سی آئی اے کا تنخواہ دار ملازم تھا اور اب نیویارک میں رہائش پذیر ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے ''کونسٹینٹ'' کے حوالے سے ہیٹی کی تحویل مجرمین کی درخواست رد کرتے ہوئے اس کی اپنے ملک واپسی روک دی ہے۔

O آرمینڈو فرینڈز لیریوس چلی ملٹری سکواڈ کا رکن تھا جو 1973ء کے انقلاب کے بعد کم از کم 72 سیاسی قیدیوں پر تشدد اور ان کی ہلاکت کا ذمہ دار ہے؟ فرینڈز بھی آج کل امریکہ میں مقیم ہے۔ بظاہر وہ ملٹری سکواڈ کا رکن تھا مگر شوشے کے دور حکومت میں چلی کی بدنام زمانہ خفیہ پولیس Dina کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ امریکہ میں اس کی مستقل رہائش کا پس منظر یہ ہے کہ اس نے امریکی سرکاری وکلاء کے ساتھ سودے بازی کر کے وعدہ معاف گواہ کی حیثیت سے ایک تحریری بیان دیا جس کے مطابق چلی کے سابق اہلکار آورلینڈو لیٹیلیئر کا 1976ء میں واشنگٹن ڈی سی بم دھماکے میں قتل دراصل Dina کی سازش تھی۔ چلی کی حکومت نے امریکہ سے درخواست کی فرینڈز کو اس کے حوالے کر دیا جائے مگر اس کے وکلاء نے یہ موقف اختیار کیا کہ ان کے موکل اور محکمہ انصاف کے درمیان ہونے والے 1987ء کے عدالتی معاہدہ کی رو سے فرینڈز کو کبھی بھی چلی واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ محکمہ انصاف کے حکام نے فرینڈز کے تحفظ کے اس معاہدہ کی شرائط پر کسی بھی قسم کا تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا جو محکمہ کی تحویل میں سربمہر ہے۔

O چلی کے مائیکل ٹاؤنلے کا خفیہ قتل کی وارداتوں میں نہایت نمایاں کردار تھا۔ اس نے کچھ عرصہ امریکی جیل میں خدمات سرانجام دیں اور آج کل فیڈرل وٹنس پروٹیکشن پروگرام کے ساتھ منسلک ہے اس لیے اگر کبھی آپ اس سے ملیں گے تو جان نہیں سکیں گے کہ یہ کون ہے اور اس کا ''ماضی'' کیا ہے؟

O ارجنٹائن کا ایڈمرل ''جورگے اینزکو'' جو کہ ''ناپاک جنگ'' کے زمانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(83-1976) کے بدنام زمانہ تشدد کے مرکز ''ایسکیو لامکینکا'' کے ساتھ نہایت سرگرم رکن کی حیثیت سے وابستہ تھا آج کل ''ہوائی'' میں مقیم ہے اور پرسکون زندگی بسر کر رہا ہے۔

O ہونڈراس آرمی کی ''بٹالین 316'' (تشدد والا باب ملاحظہ فرمائیے) جو کہ سی آئی اے کی تربیت یافتہ خفیہ تنظیم تھی اور جس نے 80ء کی دہائی میں بائیں بازو کے سینکڑوں ارکان کو قتل کیا تھا اس کے کم از کم دو سرگرم ارکان آج کل جنوبی فلوریڈا میں مقیم ہیں اور زندگی سے لطف اٹھا رہے ہیں۔

O ایتھوپیا کا ''کیسا سانیگاوا'' اٹلانٹا کے تشدد کے مقدمہ میں مدعا علیہ تھا۔ جب وہ مقدمہ ہار گیا اور ہرجانہ ادا کرنے کا موقع آیا تو وہ غائب ہو گیا۔

کہاں؟...... یہ بتانے کی ضرورت نہیں سب ہی جانتے ہیں......

O انڈونیشیا کا ایک جرنیل ''سنتانک پنجیتن'' بھی امریکہ میں رہائش پذیر ہے۔ یہ مشرقی تیمور 1991ء کے سانتا کروز قتل عام کا ذمہ دار ہے جس میں سینکڑوں لوگ مارے گئے تھے۔

O ''تھیون پراسیتھ'' امریکہ کے اصرار پر پال پوٹ کی خمیر روج کے لیے 1979ء سے 1993ء تک کمبوڈیا کا ایلچی برائے اقوام متحدہ رہا حالانکہ خمیر روج 1979ء میں اقتدار سے باہر ہو گئی تھی۔ پراسیتھ پال پوٹ کے انسانیت سوز جرائم کا نمایاں عذر خواہ تھا اور اس نے ان جرائم کو دنیا سے پوشیدہ رکھنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا (پال پوٹ کے باب میں مزید تفصیلات ملاحظہ فرمائیے)۔ آج کل وہ ماؤنٹ ورنن' نیویارک میں آرام اور سکون زندگی بسر کر رہا ہے۔

O جنرل منصور مہراری جو کہ شاہ ایران کے دور میں جیل خانہ جات کا انچارج تھا اور اپنے وقت کا نہایت بدنام اذیت رساں اور تشدد تھا۔ جہاں ایذا رسانی اور تشدد کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کا نام ضرور آتا ہے۔ گذشتہ کئی سالوں سے یہ بھی امریکہ میں مقیم ہے باوجود اس کے کہ ایرانی ملاؤں نے اس کے سر کی قیمت لگا رکھی ہے۔

O ویتنام جنگ کے دوران اذیت رسانی' تشدد اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں جیسے جرائم قبول کرنے والے جنوبی ویتنام کے 20 افسر بھی کیلیفورنیا میں قانونی طور پر رہائش پذیر ہیں۔

O کیلیفورنیا میں مقیم بے شمار ویتنامیوں نے 80ء اور 90ء کی دونوں دہائیوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ان ہموطنوں کے خلاف دہشت گردی اور تشدد کی کارروائیاں جاری رکھیں جن کے بارے میں انہیں شبہ تھا کہ یہ مکمل طور پر اشتراکیت مخالف نہیں ہیں۔ بعض صرف اس وجہ سے حملوں کا نشانہ بنے کہ انہوں نے دہشت گرد سرگرمیوں کی مذمت کی تھی۔ ''اشتراکیت مخالف ویتنامی تنظیم'' اور ''اشتراکیت مٹاؤ' قوم بچاؤ'' نامی تنظیم نے سینکڑوں مواقع پر قتل و غارت گری کی' کاروباری مراکز تباہ کئے' گاڑیاں نذر آتش کیں' ویتنامی اخبارات کی اشاعتیں روک دیں اور اہم شخصیات کو قتل کی دھمکیاں دینے کے علاوہ منظم جرائم کی ہر ممکنہ شکل کے ذریعہ کاروبار حیات کو مکمل طور پر مفلوج کر دیا۔ ان جرائم کے خلاف گواہیاں بھی تھیں اور دعوے بھی دائر کیے گئے مگر ہوا یہ کہ قتل کے چند مقدمات میں بظاہر کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں مگر بہت ہی جلد ان ملزمان کو یا تو رہا کر دیا گیا یا پھر بری کر دیا گیا۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی فرائض کی ادائیگی کے حوالے سے تغافل اور عدم توجہی کا یہ رویہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس سلسلے میں امریکی حکام کے ساتھ ان کا کوئی نہ کوئی معاہدہ ہو چکا تھا۔

O سابقہ یوگوسلاویہ کے وہ باشندے بھی جن پر ان ہی کے ہموطنوں نے جنگی جرائم کے الزامات عائد کیے امریکہ میں مقیم ہیں۔

مندرجہ بالا آمروں اور دہشت گردوں میں سے بعض امریکہ کی مہربانی سے کسی تیسرے ہی ملک میں قیام پذیر ہیں جہاں وہ پورے تحفظ اور سکون کے ساتھ شاندار زندگی بسر کر رہے ہیں۔ (انہیں اس قابل کر دیا گیا ہے کہ ان کے بینک اکاؤنٹس ایک بار پھر انہیں مل گئے ہیں)۔ ان میں سے ہیٹی سے تعلق رکھنے والے چند امریکی ''مہمانوں'' کے نام مندرجہ ذیل ہیں جو ابھی بھی زندہ ہیں اور امریکہ کی فراہم کردہ خوشیوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ جنرل راؤلی کیڈراس صدر جین کلاڈ ''بے بی ڈوک'' ڈویلیئر اور نیفٹرکس پولیس چیف جوزف مائیکل فرینکوئس وغیرہ وغیرہ۔

اس تمام پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے صرف ان دو جملوں پر ایک نظر ڈالیے جو 1998ء میں صدر کلنٹن نے دہشت گردی کے حوالے سے اقوام متحدہ کے اجلاس سے خطاب کے دوران کہے۔ صدر کلنٹن فرماتے ہیں۔

> ''دہشت گردی کے حوالے سے ہماری عالمی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ایک تو یہ کہ دہشت گردوں کی سرپرستی نہ کی جائے اور دوسرے انہیں پناہ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی جائے۔"

تحویل مجرمین یا مقدمہ بازی

بین الاقوامی فوجداری مقدمہ بازی کے نظام کے تحت تمام حکومتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قتل و غارت گری، دہشت گردی، جنگی جرائم اور تشدد کی کارروائیوں کے مرتکب افراد کے خلاف فوجداری مقدمہ بازی کریں۔ اس بنیادی اصول کے مکمل نفاذ کے لیے ان تمام ممالک پر، جہاں جرائم کے مرتکب افراد موجود ہیں یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انہیں متاثر حکومت کے حوالے کر دیں (قانون کے مطابق متاثرہ ملک کی وضاحت اس طرح سے کی گئی ہے کہ وہ ملک جہاں جرم کیا گیا ہو یا وہ ملک جس کے شہری متاثر ہوئے ہوں یا پھر وہ ملک جس کی شہریت مجرم کے پاس ہو) یا پھر خود ان کے خلاف مقدمہ بازی کریں۔ "نیوشے کیس" کی مثال یہاں صادق آتی ہے جس کا آغاز 1998ء میں برطانیہ میں ہوا۔

امریکی حکومت نظریاتی طور پر "تحویل مجرمین کیمقدمہ بازی" کے اس اصول کی بہت بڑی حامی ہے اور درحقیقت چند سال بیشتر وہ بین الاقوامی عدالت انصاف کے روبرو ایک ایسی ہی درخواست لے کر گئی تھی جس میں لیبیا کی حکومت سے ان دو افراد کو امریکہ کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا جن پر الزام تھا کہ وہ پین ایم کی پرواز 103 میں بم دھماکے کے ذمہ دار ہیں۔ امریکی حکومت ان ملزمان کے خلاف بھی اس اصول کو بروئے کار لانے کی مکمل حمایت کرتی ہے جنہیں سابقہ یوگوسلاویہ اور روانڈا کے لیے قائم کئے جانے والے جنگی جرائم کے بین الاقوامی ٹریبیونلز نے جنگی جرائم کے مرتکب قرار دیا ہے۔ ایسے ہی ملزمان میں سے ایک کی، جسے روانڈا ٹریبیونل نے جنگی مجرم قرار دیا تھا ٹیکساس میں موجودگی کا انکشاف ہوا۔ اسے فوری طور پر حراست میں لے لیا گیا اور ریاست کے فیڈرل کورٹ میں تحویل مجرمین کی فوجداری کارروائی کے لیے پیش کر دیا گیا۔

امریکہ میں پناہ گزین جنگی مجرمان کی بہت بڑی تعداد کے بارے میں جن کا اوپر کے صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے امریکہ کا فیصلہ یہ ہے کہ نہ تو انہیں ان کی حکومتوں کے حوالے کیا جائے گا نہ ان کے خلاف فوجداری مقدمہ بازی کی جائے گی۔ یقیناً یہ رویہ سرد جنگ کی باقیات کو ظاہر کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ممالک کی پناہ گاہیں ناقابل برداشت ہیں......

1995ء میں صدر کلنٹن کے دستخط شدہ صدارتی حکم کا متن یہ تھا۔

"اگر کوئی ایسی ریاست ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی جس نے ہمارے مطلوبہ دہشت گرد کو پناہ دے رکھی ہے تو ہم تعاون پر آمادہ کرنے کے لیے اس ریاست کے خلاف کسی بھی سخت ترین کارروائی کے مجاز ہوں گے۔ میزبان حکومت کے تعاون کے بغیر مشتبہ افراد کی واپسی کا سب سے مؤثر طریقہ طاقت کا استعمال ہے۔"

آپ نے دیکھا کہ کلنٹن انتظامیہ نے ان ممالک کو سزا دینے کا کتنا مصمم ارادہ کرلیا تھا جو دہشت گردوں کو پناہ دینے کے معاملہ میں اس کی برابری کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ پس فروری 1999ء میں ان کی جانب سے فیصلہ سنایا گیا کہ ہم ان ممالک کے دہشت گردی کی سہولیات کے مراکز کو بم سے اڑا دینے کا حق رکھتے ہیں۔

دہشت گردی کی لڑائی میں کلنٹن کے کوارڈینیٹر رچرڈ کلارک نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ "ہم صرف دہشت گردی کی سہولیات کو ہی تباہ و برباد نہیں کریں گے بلکہ اگر میزبان ملک "مصروف معاون پناہ گاہ" ہے تو اس کو دی جانے والی تمام سہولیات ختم کرکے اس کے خلافت سخت ترین انتقامی کارروائی بھی کرسکتے ہیں۔"

میں نے بہت کوشش کی کہ مسٹر کلارک سے ان کے وائٹ ہاؤس کے دفتر میں ملاقات کی کوئی سبیل نکل آئے۔ دراصل میں ان سے پوچھنا چاہتا تھا کہ امریکہ کو "معروف معاون پناہ گاہ" کے خطاب سے نوازنے کی اس تجویز کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے جو کیوبا کی جانب سے پیش کی جاسکتی ہے۔ اور جو "حق" آپ جتاتے ہیں بالکل اسی طرح کیوبا بھی سی آئی اے ہیڈکوارٹر کو بم سے اڑا دینے اور دیگر اہم جگہوں میامی میں قائم کیوبا کے جلاوطنی کے دفتر کو تباہ کرنے کا "حق" رکھتا ہے۔ بہرحال مجھے بتایا گیا کہ "مسٹر کلارک کے پاس عام لوگوں سے بات کرنے کے لیے وقت نہیں ہے"...... افسوس...... پس میں نے ایک موہوم سی امید کے ساتھ اپنے ان سوالات پر مشتمل ایک خط ان کے نام روانہ کردیا کہ شاید مجھے اس کا جواب مل جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 10

پال پوٹ کی حمایت

• ہر جانب موت کا رقص، خوف اور دہشت کی فضا، ہو کا عالم، شہر ویران، گلیاں سنسان.......... یہ اسی ''مہذب'' دنیا میں واقع ایک ملک کا چند سال پہلے کا نقشہ ہے۔ سرحدیں بند کر کے بندوق کی نالی پر شہر خالی کرانے کے بعد لاچار انسانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر ان کی بے بسی سے لطف اندوز ہونے والوں کو اس ایذارسانی اور قتل و غارت گری کے لیے کسی خاص وجہ کی ضرورت نہیں تھی۔ کوئی بھی بات وجہ بنائی جا سکتی تھی...... کوئی بھی چیز موت...... کبھی کام کی زیادتی کے ذریعہ مارا جاتا، کبھی تشدد کے ذریعہ، کبھی بھوک کے ذریعہ موت کے منہ میں دھکیلا جاتا تو کبھی بیماری کو سبب بنا دیا جاتا۔ ہر طرف موت تھی...... صرف اور صرف موت......

پال پوٹ کی زیر سرپرستی کمبوڈیا کی اشتراکی جماعت ''خمیر روج'' نے کمبوڈیا کے لاکھوں بے گناہ انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ اس حد تک خوف اور دہشت میں مبتلا ہو کر دنیا نے اس کا مقابلہ نازی خونریزی سے کرنا شروع کر دیا اور بالآخر پال پوٹ کو متفقہ طور پر ہٹلر سے بدتر قرار دے دیا گیا۔

پال پوٹ حکومت نے چار سال تک ظلم و ستم کا بازار گرم کیے رکھا۔ بالآخر 1979ء میں، جب کمبوڈیا میں مقیم ویتنامیوں پر ''خمیر روج'' کے برسوں سے جاری نسلی حملے ویت نام کے لیے ناقابل برداشت ہو گئے اور خود ویتنام میں ''خمیر روج'' کی سرحد پار مداخلتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو بہت زیادہ تنگ آ کر جوابی کارروائی کرتے ہوئے ویتنام نے کمبوڈیا پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں پال پوٹ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اس کی جگہ ویتنام کی مرضی کی حکومت قائم کر دی گئی۔ خمیر روج کی فوجیں پیچھے ہٹتے ہٹتے تھائی لینڈ کی سرحد کے ساتھ کمبوڈیا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی مغرب میں چلی گئیں۔ بعدازاں انہوں نے تھائی لینڈ میں کیمپ قائم کر لیے۔

کمبوڈیا کے ڈراؤنے خواب کے خاتمہ پر امریکہ کا ردعمل خاصا شدید تھا۔ اس نے اس بات پر باقاعدہ دکھ اور افسوس کا اظہار کیا کہ اقتدار قابل نفرت ویتنامیوں کے پاس چلا گیا ہے۔ اس کی یہ ناپسندیدگی محض زبانی کلامی ہی نہیں تھی بلکہ اسی سال ویتنام کے اس اقدام کو ''غیر قانونی'' قرار دیتے ہوئے اس کی باقاعدہ طور پر مذمت کی۔ امریکہ کی جانب سے ویتنام کے لیے نفرت، ناپسندیدگی اور تلخی کا یہ مستقل رویہ اس بات کی دلیل ہے کہ امریکہ اب تک اپنے ان زخموں کو بھول نہیں پایا جو اپنی بھرپور طاقت استعمال کرنے کے باوجود ایک چھوٹی سی قوم کو شکست نہ دے سکنے کی صورت میں اسے ملے تھے۔ اس وقت تو توہین کا بہت ہی زیادہ احساس ہوتا ہے، ذلت بہت گہرے گھاؤ لگاتی ہے جب آپ.......... دنیا کی عظیم ترین طاقت ہوں۔

پس امریکہ نے اپنی اس توہین کا بدلہ لینے کے لیے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا سوچتے ہوئے ''خمیر روج'' کو ایک بار پھر طاقتور بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ ''خمیر روج'' سے اقتدار چھیننے کے فوراً بعد ہی امریکہ نے اسے خوراک کی فراہمی سے لے کر معاشی اور فوجی امداد دینا بھی شروع کر دی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ چین اور امریکہ کے بہت پرانے خوشامدی تھائی لینڈ کے تعاون سے پال پوٹ کے فوجی دستوں کو اس حد تک طاقتور بنا دیا جائے کہ وہ ویتنامی فوج کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیں اور پھر کمبوڈیا کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔

صدر کارٹر کے قومی سلامتی کے مشیر برزیزنسکی کے 1979ء کے ایک بیان کے مطابق ''میں نے چین کو پال پوٹ کی حمایت کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کی، میں نے تھائی لینڈ کو اس بات کے لیے راضی کیا کہ وہ ''خمیر روج'' کی مدد کرے۔

سوال یہ تھا کہ کمبوڈیا کے لوگوں کی کیسے مدد لی جائے۔ پال پوٹ ایک قابل نفرت انسان تھا۔ ہم اس کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر چین ایسا کر سکتا تھا۔''

نومبر 1980ء میں سی آئی اے کے سابق ڈپٹی ڈائریکٹر ''رے کلائن'' نے نومنتخب صدر رونالڈ ریگن کے سینئر مشیر برائے خارجہ پالیسی کی حیثیت سے کمبوڈیا میں قائم خمیر روج انکلیو کا دورہ کیا۔ خمیر روج کی جانب سے جاری ہونے والی پریس ریلیز کے مطابق ''ہزاروں دیہاتیوں نے کلائن کا نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔'' ریگن انتظامیہ اس وقت نمایاں طور پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویتنام کی حمایت یافتہ نوم پن حکومت کی مخالفت کی پالیسی پر عمل پیرا تھی۔

کمبوڈیا میں کام کرنے والی بعض امدادی تنظیموں نے انسانیت کی بہبود کے اپنے مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے خمیر روج کے گوریلوں کی بھی مدد کرنے کا سوچا کیونکہ یونیسف اور ریڈکراس کی بین الاقوامی کمیٹی نے ایسی گوریلا تنظیموں کی امداد پر پابندی عائد کر رکھی تھی مگر اس دوران بہت سے انکشافات ہوئے۔ امریکی امدادی تنظیم کے دو کارکنوں لنڈامسین اور راجر براؤن کی اس تحریر سے بہت سے خفیہ حقائق سامنے آئے۔ انہوں نے لکھا کہ ''تھائی لینڈ'' جس نے امدادی کاموں کی میزبانی کی اور امریکہ جس نے اس امدادی آپریشن کے لیے بہت زیادہ فنڈز فراہم کیے مستقل اس بات پر اصرار کرتے رہے کہ ''خمیر روج'' کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جائے۔''

1979-81ء کے دوران جاری رہنے والا خوراک کا عالمی پروگرام مکمل طور پر امریکہ کے دباؤ میں تھا۔ اس پروگرام کے تحت خوراک کی مدد میں تقریباً بارہ ملین ڈالرز خمیر روج کے سرحدی کیمپوں میں تقسیم کرنے کے لیے تھائی فوج کے حوالے کیے گئے۔

1982ء میں امریکہ نے خمیر روج کی سیاہ کاریوں پر ملمع سازی کرتے ہوئے مضبوط آڑ فراہم کرنے اور اپنی امداد کو جواز عطا کرنے کی ایک اور کوشش کی۔

اس نے خمیر روج اور کمبوڈین حکومت کے مخالف دو غیر اشتراکی گروپوں کے اشتراک سے ایک نئی اتحادی جماعت تشکیل دے دی۔ ان میں سے ایک گروپ کا سربراہ کمبوڈیا کا سابق حکمران شہزادہ سہانکو تھا۔ اس اتحادی جماعت نے امریکہ اور چین سے بے تحاشہ امداد حاصل کی۔ امداد کی ترسیل زیادہ تر تھائی لینڈ کے ذریعہ ہوئی۔ 80 کی دہائی کے اواخر میں اس امریکی امداد کا سرکاری تخمینہ 5 ملین ڈالر لگایا گیا جبکہ حقیقت یہ تھی کہ سی آئی اے کی وساطت سے 20 سے 24 ملین ڈالرز تک کی امداد کی جا چکی تھی مگر اسے کانگریس سے مخفی رکھا گیا تھا۔ بظاہر یہ امداد انسانیت کے نام پر جاری تھی مگر یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس قسم کی امداد دوسرے پیسے کو بھی آزاد کر دیتی ہے جو اسلحہ کی عالمی منڈیوں فوجی سازو سامان کی خریداری کے سلسلہ میں استعمال ہوتی ہے۔ سرکاری طور پر تو امریکہ خمیر روج کو یہ امداد مہیا نہیں کر رہا تھا مگر حقیقت بہرحال عیاں تھی کہ اس سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والی پال پوٹ کی فوجیں تھیں۔ جیسا کہ ایک امریکی افسر نے کہا کہ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتحاد کو فتح حاصل ہو گئی تو خمیر روج دوسروں کو زندہ کھا جائے گی۔'' سی آئی اے اور چین نے ہر موقع پر براہ راست خمیر روج کو ہتھیاروں کی ترسیل جاری رکھی۔

1985ء سے ایک وفاقی قانون نافذ ہے جس کے مطابق حکومت پر پابندی عائد ہے کہ وہ کمبوڈیا کو بالواسطہ یا بلاواسطہ ایسی کسی مد میں پیسہ نہیں دے گی جو خمیر روج کی لڑائی کی استعداد میں اضافہ کے لیے مددگار ثابت ہو۔

1990ء میں جب تسلسل سے یہ رپورٹس آنا شروع ہوئیں کہ اتحادی جماعت کو دی جانے والی امداد خمیر روج کے استعمال میں ہے تو بش انتظامیہ نے سرکاری طور پر اس پروگرام پر پابندی عائد کر دی۔ یہ سمجھ میں نہیں آ سکا کہ آیا یہ واقعی قانون کی پابندی کے لیے ایک سنجیدہ کوشش تھی یا پھر نقصان پر قابو پانے کا ایک جتن۔ یہ بھی واضح نہیں ہو سکا کہ یہ پابندی اگر واقعی عائد ہوئی تھی تو کتنے عرصہ تک جاری رہی۔ اس سال فروری میں انتظامیہ کی جانب سے کانگریس کے علم میں لایا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ کسی غیر مخصوص مدت کے دوران امریکی حمایت یافتہ غیر اشتراکی قوتوں اور خمیر روج کے درمیان ''فوجی حکمت عملی کا تعاون'' رہا ہو۔

اس دوران خمیر روج اس امداد کا استعمال کرتے ہوئے کمبوڈیا کے دیہاتوں پر مسلسل حملوں میں مصروف رہی جس کے نتیجہ میں کسانوں کی ہلاکتیں اور مویشیوں اور فصلوں کی بہت بڑے پیمانے پر تباہی و بربادی عمل میں آئی مگر یہ نوم پن حکومت کے بڑا خطرہ نہیں تھی۔

امریکہ نے اقوام متحدہ میں کمبوڈیا کی نشست کے سلسلہ میں خمیر روج کا نہایت کامیابی سے دفاع کیا حالانکہ جنوری 1979ء میں انکا اقتدار ختم ہو چکا تھا لیکن امریکہ کی حمایت کے ساتھ انہوں نے 1993ء تک اس نشست پر قبضہ جمائے رکھا۔ 1982ء کے آغاز میں یہ نمائشی نشست اتحاد کی نمائندگی کر رہی تھی اور اقوام متحدہ میں ان کا نمائندہ تھیون پراستھ پالپوٹ کے گھناؤنے جرائم کا نہایت نمایاں عذر خواہ تھا جس نے انہیں پوشیدہ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ''نیوز ویک'' کے نمائندہ نے جب اس سے پالپوٹ کے دور حکومت میں کمبوڈیا کے دس لاکھ معصوم اور بے گناہ انسانوں کی خونریزی کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہمارا اندازہ ہے کہ دس سے بیس ہزار افراد ہلاک ہوئے تھے اوران میں سے بھی 80 فیصد ان ویتنامیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے جو ہماری حکومت میں گھسے ہوئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

80ء کی دہائی کے اواخر اور 90ء کی دہائی کے آغاز میں اس حوالے سے امریکی دباؤ شدت اختیار کر گیا کہ کمبوڈیا کی حکومت ختم کر کے اس کی جگہ خمیر روج کی شمولیت سے عبوری حکومت قائم کی جائے اور پھر انتخابات کرائے جائیں۔ حالانکہ امریکہ پالپوٹ اور اس کے پیروکاروں کے خلاف کمبوڈیا کے عوام اور عالمی برادری کی مسلسل بڑھتی ہوئی نفرت سے آگاہ تھا۔ اور اس بات سے بھی اچھی طرح واقف تھا کہ ستمبر 1989ء ویتنام اپنی فوجیں کمبوڈیا سے واپس بلا چکا ہے۔

آیئے اب ذرا اس سارے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے جناب صدر کلنٹن کا یہ بیان بھی ملاحظہ فرمالیجئے جو انہوں نے پالپوٹ کی موت پر جاری کیا۔

> ”خمیر روج کے رہنما پالپوٹ کی موت کے ساتھ ہی دنیا کی توجہ ایک بار پھر بیسویں صدی کے المناک ترین باب کی جانب مبذول ہو گئی ہے۔ خمیر روج کے کرتا دھرتا جو 1975ء سے 1979ء تک اقتدار میں رہے اور اس دوران وسیع پیمانے پر انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں کرتے رہے آج بھی بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ خمیر روج کے رہنماؤں میں سے بدنام ترین رہنما کی موت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اس کے دیگر ساتھیوں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کا مشن ادھورا چھوڑ دیں گے۔“

(صدر ولیم کلنٹن 16 اپریل 1998ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

''امریکہ کا انسانیت کے خلاف تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 11

بمباریاں

''بین الاقوامی قانون کے مطابق یہ ایک سکینڈل ہے۔ مت بھولیے کہ جب رہائشی علاقوں، شہروں اور دیہاتوں کی بلا روک ٹوک تباہ کاری عرصہ دراز سے جنگی جرم ہے تو پھر ہوائی جہازوں کے ذریعہ شہروں پر بمباری کرنے والے کو نہ صرف یہ کہ سزا نہیں دی جاتی بلکہ اسے قصوروار بھی نہیں ٹھہرایا جاتا۔ فضائی بمباری ریاستی دہشت گردی ہے، امیروں کی دہشت گردی۔ جتنے آج تک دہشت گرد پیدا ہوئے ہیں، فضائی بمباری کی وجہ سے گذشتہ چھ دہائیوں میں اس سے کہیں زیادہ معصوم جل کر راکھ ہو چکے ہیں، ان کے جسم چیتھڑوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ کوئی ایسی چیز ہے جس نے اس حقیقت کے خلاف ہمارے ضمیر بے حس کر دیئے ہیں ہم ہرگز بھی کسی ایسے شخص کو امریکہ کا صدر نہیں بنانا چاہیں گے جس نے کبھی کسی پر ہجوم ریستوران پر بم پھینکا ہو مگر ہم ایسے شخص کو ضرور بخوشی منتخب کر لیتے ہیں جس نے ہوائی جہاز سے بمباری کر کے نہ صرف ریستورانوں کو تباہ کیا بلکہ گرد ونواح کی عمارتوں اور ان میں بسنے والوں کو بھی ملیا میٹ کر دیا۔ خلیج کی جنگ کے بعد میں عراق گیا۔ اور وہاں اپنی آنکھوں سے بمباری کی جو کارستانیاں دیکھیں اس کے لیے مناسب ترین لفظ ''بلا روک ٹوک تباہ کاری'' ہی ہے۔

(سی ڈگلس لیومس۔ ماہر سیاسیات)

مندرجہ بالا تحریر 1994، یعنی یوگوسلاویہ کے ''بلا روک ٹوک تباہی'' کی زد میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے سے قبل کی ہے۔ جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ کی بمباری کا نشانہ بننے والے ممالک کی طویل فہرست میں ابھی تک یوگوسلاویہ کا شمار تازہ ترین شکار کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ (اب افغانستان ہے اور اس کے بعد نہ جانے کون سے ممالک ہونگے)

وہ ملک یا وہ افراد جو امریکی فوج یا سیاسی رہنماؤں کی نظر کرم کا شکار ہو جاتے ہیں ان پر فضائی بمباری یا طویل فاصلوں سے میزائل داغنے کے جو مقاصد سمجھ میں آتے ہیں ان میں سے ایک تو یہ کہ زمینی جنگ کی صورت میں امریکیوں کی جانوں کو خطرہ ہو سکتا ہے اور دوسرا شاید یہ کہ شکار ہونے والوں کی لاشوں پر نظر نہ پڑے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کچھ گھروں میں ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے امریکیوں کے اپنی حکومت کے حوالے سے نیک جذبات بدستور قائم رہیں۔

امریکی اہلکار' آسمان پر سے پھینکے جانے والے امریکی بموں اور سرکاری طور پر نامزد دشمنوں کی تباہی کے لیے استعمال ہونے والے انسانیت کے لیے تباہ کن ہتھیاروں میں تمیز کرنے کے حوالے سے بہت محتاط ہیں۔ "انسانیت کے لیے تباہ کن ہتھیاروں" کی بات کرتے ہوئے امریکی حکومت کا لہجہ نہایت سخت اور بے رحم ہو جاتا ہے۔ وہ انہیں ایٹمی' کیمیاوی اور حیاتیاتی بتاتے ہوئے یہ واضح کرنا بھی نہایت ضروری سمجھتی ہے کہ یہ امتیاز نہ برتنے والے ہیں یعنی یہ صرف فوجی مقاصد کے لیے محدود نہیں ہیں۔

یہ صرف کہنے ہی کی بات نہیں وہ اس کا وقتاً فوقتاً عملی طور پر اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔ عراق اور یوگوسلاویہ میں امریکہ نے اپنے "سمارٹ" بموں کے ذریعہ غیر فوجی مقامات کو جن میں بے شمار رہائش گاہیں' سکول اور ہسپتال شامل تھے جان بوجھ کر نشانہ بنایا اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

مزید برآں امریکہ عام استعمال کے ہتھیاروں کو "انسانیت کے لیے تباہ کن ہتھیاروں" کی صف میں شامل نہیں کرتا جیسے بارودی سرنگیں' کلسٹر بم وغیرہ حالانکہ یہ بھی امتیاز نہ برتنے والے ہیں۔

"انسانیت کے لیے تباہ کن ہتھیاروں" کی مزید تعریف یہ کی جاتی ہے کہ ایسے ہتھیار جن کے اثرات فضا میں شامل ہونے کے بعد انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس تعریف پر تو بارودی سرنگیں' کلسٹر بم اور ڈیلپیٹڈ یورینیم ہتھیار بھی اترتے ہیں بلکہ آخر الذکر تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھٹنے کے بعد بہت عرصہ خطرناک حد تک گرم تاب رہتا ہے۔

"روایتی" بموں کے حوالے سے ضرور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس تعریف پر بہت کم پورے اترتے ہیں مگر اس حد تک ضرور اس کے مطابق ہیں کہ گرائے جانے والے ان بموں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہیں پھٹتے اور ان کی طرف سے مستقل یہ خطرہ رہتا ہے کہ نجانے کب یہ پھٹ جائیں اور تباہ حال عمارت مکمل طور پر مسمار ہو جائے۔

جنگ عظیم دوم کے بعد امریکی بمباری کا شکار بننے والے ممالک

"دہشت گرد وہ ہوتا ہے جس کے پاس بم تو ہو مگر فضائیہ نہ ہو۔"

چین	1945-46ء
کوریا اور چین	1950-53 (جنگ کوریا)
گوئٹے مالا	1953ء
انڈونیشیا	1958ء
کیوبا	1959-1961ء
گوئٹے مالا	1960ء
کانگو	1964ء
پیرو	1965ء
لاؤس	1964-73ء
ویتنام	1961-73ء
کمبوڈیا	1969-70ء
گوئٹے مالا	1967-69ء
گریناڈا	1983ء
لبنان	1984,1983ء (لبنان اور شام نشانہ تھے)
لیبیا	1986
ایل سیلواڈور	1980ء کی دہائی
نکاراگوا	1980ء کی دہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایران	1987ء
پانامہ	1989ء
عراق	1991ء
کویت	1991ء
صومالیہ	1993ء
بوسنیا	1994ء،1995ء
سوڈان	1998ء
افغانستان	1998ء
یوگوسلاویہ	1999ء
افغانستان	2001ء

مزید؟

O چین

1999ء میں بلغراد میں سفارتخانہ پر جو بمباری کی گئی تھی قانونی طور پر یہ چین کا علاقہ ہے اور اب اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بمباری کسی حادثہ کا نتیجہ نہیں تھی۔

O بلغاریہ اور مقدونیہ

1999ء میں یوگوسلاویہ پر بمباری کے دوران بھی امریکی میزائلوں کا نشانہ بنے۔

O پاکستان

1998ء میں افغانستان پر بمباری کے دوران ایک میزائل یہاں بھی گرا۔

O فلاڈلفیا، پنسلوانیہ

13 مئی 1985ء کو پولیس ہیلی کاپٹر سے گرائے جانے والے بم نے ایک پورے بلاک کو جلا کر رکھ دیا۔ تقریباً ساٹھ گھر تباہ ہو گئے جبکہ گیارہ افراد جن میں کئی بچے بھی شامل تھے ہلاک ہو گئے۔ یہ پولیس، میئر اور ایف بی آئی کی مشترکہ کارروائی تھی جس کا مقصد سیاہ فام تنظیم ''موو'' کو اس گھر سے بے دخل کرنا تھا جہاں وہ قائم تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو ہمیں ششدر کر دیں

ہمیں ایسے جھگڑوں کی توقع رکھنی چاہیے جن میں ہم سے مختلف تہذیب و تمدن کا حامل دشمن تشدد کے ایسے طریقے اختیار کر سکتا ہے جو ہمیں حیران و پریشان کر کے رکھ دیں۔

(محکمہ دفاع۔1991ء)

یہی فطرت ہے

جب وسطی امریکہ میں دس ہزار افراد طوفان باد و باراں کا شکار ہو کر لقمہ اجل بن جاتے ہیں تو ذرائع ابلاغ اسے ''انسانی تاریخ کا المناک حادثہ'' قرار دیتے ہیں۔ اور جب امریکی بمباری سے دس ہزار عراقی ہلاک ہو جاتے ہیں تو پینٹا گون اسے ''درمیانہ درجے کا ایک واقعہ'' قرار دیتا ہے۔

یہ تخمینہ 1998ء میں کلنٹن انتظامیہ کے اعلیٰ افسران کے باہمی مباحثہ کے دوران لگایا گیا تھا جس میں وہ اقوام متحدہ کی ہتھیاروں کے معائنہ کی مہم میں درپیش عراقی رکاوٹوں سے نمٹنے پر غور کر رہے تھے۔

امریکہ بمقابلہ اسامہ بن لادن

یہ اپنی نوعیت کا ایک نہایت ہی غیر معمولی اور انوکھا واقعہ ہے کہ امریکی حکومت نے ایک فرد اسامہ بن لادن کو کروز میزائلوں کا نشانہ بنایا۔

کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا ہے کہ دنیا کی کسی حکومت نے کسی فرد واحد کے خلاف اعلان جنگ کیا ہو؟

بچ جانیوالوں کا احوال

امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی ایک تحقیق ''اوکلاہاما بمباری میں بچ جانے والوں میں دماغی امراض'' کے مطابق

> ''بمباری میں بچ جانے والوں کی تقریباً نصف تعداد سنگین دماغی امراض میں مبتلا ہو گئی تھی جبکہ ایک تہائی واقعہ کے بعد شدید ذہنی دباؤ کا شکار ہو کر رہ گئے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارٹن کیلی، عدم تشدد کی ویب سائٹ کا پبلشر

''ہمیں کبھی دھواں اور آگ دکھائی نہیں دیتی، ہمیں کبھی خون کی بو محسوس نہیں ہوتی، ہمیں کبھی بچوں کی آنکھوں میں چھپی دہشت نظر نہیں آتی جن کے ڈراونے خواب اب انجانے دہشت گردوں کی طرف چنگھاڑتے ہوئے میزائلوں پر مبنی ہوں گے، جو امریکیوں کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 12

ڈپلیٹڈ یورینئم

ماحولیات کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر سرگرم شخصیت ڈاکٹر ہیلن کالڈیکوٹ نے کئی سال پہلے لکھا کہ "امریکہ نے دو ایٹمی جنگیں مسلط کیں پہلی 1945ء میں جاپان کے خلاف اور دوسری 1991ء میں کویت اور عراق میں۔"
ہم اب اس فہرست میں تیسری یعنی 1999ء میں یوگوسلاویہ کے خلاف ہونے والی جنگ کا اضافہ کر سکتے ہیں۔

ڈپلیٹڈ یورینئم ایٹمی ری ایکٹرز اور ہتھیاروں کے لیے زرخیز ایندھن کی پیداوار کی ضمنی پیداوار ہے۔ یہ فوجی ساز وسامان مثلاً ٹینک، بم، راکٹ اور میزائل سازی میں استعمال ہوتا ہے۔

ڈپلیٹڈ یورینئم چونکہ لوہے سے زیادہ ٹھوس ہوتا ہے اس لیے ایسے کارتوس جن میں یہ شامل ہوتا ہے ٹینک سے بھی زیادہ مضبوط اسلحہ میں باآسانی سوراخ کر سکتے ہیں مگر ڈپلیٹڈ یورینئم میں ایک قباحت ہے کہ یہ گرم تاب ہے اور دیگر تمام بھاری دھاتوں کی طرح یورینئم بھی کیمیائی لحاظ سے زہر آلود ہے۔ نشانہ پر لگنے کے بعد ڈپلیٹڈ یورینئم باریک ذرات میں تبدیل ہو کر ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے جو کہ سانس کے ساتھ جسم میں داخل ہو کر پھیپھڑوں گردوں یا جسم کے کسی اور حصے میں جمع ہو جاتے ہیں اور بعد میں پھیپھڑوں کے کینسر، ہڈیوں کے کینسر، گردوں کی بیماری، جنسیاتی نقائص یا دیگر مہلک بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔
خلیج کی جنگ میں بے شمار عراقی اور امریکی سپاہی، امریکی جنگی جہازوں اور ٹینکوں کی گولہ باری کے نتیجہ میں ہزاروں ٹن ڈپلیٹڈ یورینئم سے متاثرہ فضا میں سانس لیتے رہے۔
آپریشن ڈیزرٹ شیلڈ یا ڈیزرٹ سٹارم سے ایسوسی ایشن نے اپنی ایک تحقیق میں انکشاف کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ پراسرار بیماریوں میں مبتلا ہونے والے خلیج کی جنگ کے تجربہ کار 10,051 سپاہیوں میں سے 82 فیصد ایسے تھے جو دشمن کی پکڑی ہوئی گاڑیوں میں گھس گئے تھے جو کہ ڈپلیٹڈ یورینیم ہتھیاروں کا اہم ترین نشانہ تھیں۔ وہ نہ صرف یہ کہ اس خطرہ سے لاعلم تھے بلکہ انہیں تو ڈپلیٹڈ یورینیم کے وجود کا ہی پتہ نہیں تھا۔

برطانیہ کی اٹامک انرجی اتھارٹی نے 1991ء میں اپنی ایک رپورٹ میں خبردار کیا کہ ''کویت اور جنوبی عراق میں گرم تاب ڈپلیٹڈ یورینیم اور زہریلا ملبہ بمباری کی باقیات کی صورت میں اتنی زیادہ تعداد میں ہے کہ اس کی وجہ سے کینسر کی شرح میں خوفناک حد تک اضافہ ہونے سے پانچ لاکھ افراد لقمہ اجل بن جائیں گے۔''

یہ تخمینہ حقیقت پسندانہ نہیں ہے۔ جو بات اس رپورٹ میں کہی گئی ہے اس کے مطابق تو یہ صورت بنتی ہے کہ ڈپلیٹڈ یورینیم کے تمام گولہ بارود کا سفوف بنا کر پانچ لاکھ افراد کو صحرا میں ایک قطار میں کھڑا کر دیں اور پھر یکساں مقدار میں یہ سفوف سانس کے ذریعہ ان کے جسموں میں داخل کر دیا جائے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈپلیٹڈ یورینیم کا ملبہ جو وہاں ہر طرف' ہر جگہ مختلف صورتوں میں موجود ہے ہر لمحہ خطرہ کا باعث ہے اور فضا میں گرم تاب صورت میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خطرہ ہے۔ مزید برآں اگر یہ خوراک یا پانی میں شامل ہو جاتا ہے تو صحت عامہ کے مسائل میں خطرناک حد تک اضافہ کا باعث بنے گا۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس وقت یہ مٹی میں بھی ہو سکتا ہے' پانی میں بھی' ہوا میں بھی اور یوگوسلاویہ کی عوام کے پھیپھڑوں میں بھی۔

1995ء میں عراقی محکمہ صحت کے افسران نے خبردار کیا تھا کہ نہ معلوم اور کمیاب قسم کی بیماریوں کی شرح میں پریشان کن حد تک اضافہ ہو رہا ہے اور یہ بیماریاں ابتدائی طور پر بچوں میں پائی جا رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس سے متعلق ایک رپورٹ اقوام متحدہ کو بھی بھجوا دی تھی۔ جن بیماریوں کی شرح خوفناک اضافہ عمل میں آیا ان میں لیوکیمیا' کیرسینوما' نظام ہضم اور پھیپھڑوں کا کینسر' آخری وقت میں اسقاط حمل' قدرتی بدصورتی جیسے دماغ کا نہ ہونا یا ٹیڑھی میڑھی اور جلی ہوئی انگلیاں اور بچے اور طبعی بیماریاں شامل تھیں۔ یہ تمام بیماریاں وہی تھیں جو خلیج کی جنگ کے تجربہ کار سپاہیوں کے پیدا ہونے والے بچوں میں بھی پائی گئی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی ییلو کراس کے آسٹرین صدر ڈاکٹر ''سیجورت کیتھر'' کے مطابق

''عراق پر بمباری میں ڈپلیٹڈ یورینیم کا استعمال اتحادیوں کی ایک مشترکہ نمایاں خصوصیت تھی۔''

سکاٹ لینڈ میں وزارت دفاع کی فائرنگ رینج کے اردگرد سولوے فرتھ کے نزدیک ڈنڈرینس میں لیوکیمیا کے مرض تشویشناک اضافہ کی وجہ ڈپلیٹڈ یورینیم کو قرار دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 1983ء میں اس رینج کے اردگرد کی آبادیوں میں آزمائشی طور پر سات ہزار گولے پھینکے گئے تھے۔

ایک رپورٹ کے مطابق یو کے میں بچپن سے لیوکیمیا کا شکار ہونے والوں کی شرح سب سے زیادہ اسی علاقہ میں ہے۔ امریکہ نے صرف بیرونی دنیا کو ہی نشانہ نہیں بنایا بلکہ اپنے شہریوں کو بھی ان جانے والا شعاعوں اور مہلک زہر کا شکار بنایا۔ کیلیفورنیا ساحل کے ساتھ کلمنٹ جزیرے پر گرائے جانے والے ڈپلیٹڈ یورنیم کے خوفناک اثرات کا اندازہ چند ہی روز میں ہو جائے گا جب یہ سمندر کے پانی اور ہوا کے ذریعہ پورے علاقے میں پھیل جائے گا۔

یہ جزیرہ تقریباً غیر آباد ہے' پورٹوریکو کے جزیرہ وائیکویس کی طرح نہیں جہاں نو ہزار سے زائد امریکی شہری آباد ہیں اور وہ قریباً ساٹھ برس سے مسلسل جنگی مشقوں اور فضائی حملوں کے تجربات کی زد میں ہیں۔ پہلے نیپام بم (پٹرولیم جیلی سے بننے والا آتش گیر بم) کا نشانہ بنتے رہے اور حالیہ برسوں میں ڈپلیٹڈ یورینیم کے گولوں کا شکار ہیں۔ پورٹوریکو کی ایک سرگرم شخصیت کا دعویٰ ہے کہ ''وائیکوئس کی فضا میں ڈپلیٹڈ یورینیم اس حد تک شامل ہو گیا ہے کہ اس کی وجہ سے یہاں کینسر کا شکار ہونے والوں کی شرح قومی اوسط سے دوگنا ہو چکی ہے۔'' اس سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حقیقتاً پورٹوریکو کی 78 میونسپلٹیوں میں کینسر کی سب سے زیادہ شرح وائیکوس میں ہے۔ مزید برآں جزیرہ کی حالت زار پر ایک رپورٹ کے مطابق ''جزیرہ میں پینے کا پانی' سالہا سال سے ہونے والی فضائی گولہ باری کے زہریلے ذرات سے تشکیل پانے والے کیمیائی مادوں سے مکمل طور پر آلودہ ہو چکا ہے۔ اپریل 1999ء میں اپنے نشانہ سے تین میل دور گرنے والے بم سے ایک شہری محافظ ہلاک جبکہ دیگر تین زخمی ہو گئے۔ جزیرہ کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں ہر جانب بموں اور گولوں کے خول نظر آتے ہیں اور ان میں ایسے بم بھی شامل ہیں جو امریکی بحریہ کے مطابق ابھی تک زندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ 1997ء میں ایک شہری علاقہ میں ایک کنٹینر ملا جس میں تین بغیر چلے ٹینک شکن راکٹ موجود تھے جو کہ ڈپلیٹڈ یورینیم سے بنے ہوئے تھے ایسے ہی سانحوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چار سال قبل شہری رہائشگاہوں سے محض ڈیڑھ میل کے فاصلے پر پانچ سو پونڈ وزنی پانچ بم گرائے گئے جو قیامت خیز دھماکوں کے ساتھ پھٹے۔"

ان ظالمانہ کارروائیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے احتجاج کے باعث امریکی فوجی حکام نے پورٹو ریکو سینیٹ کے ارکان کو بتایا کہ وہ امریکہ کے مشرقی ساحل پر جنگی مشقیں نہیں کر سکتے کیونکہ آبادی کے مراکز یہاں سے بے حد قریب ہیں۔ کئی وجوہات کی بناء پر اس بات نے ملک بھر میں لوگوں کے غصے اور نفرت میں مزید اضافہ کیا۔ اس موقع پر صدر کلنٹن نے ہوشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ امریکی بحریہ پانچ سال کے اندر اندر وائیکوس کی حدود میں بمباری سے دستبردار ہو جائے گی۔ بعدازیں حکومت نے جزیرہ کے لیے چالیس ملین ڈالر کی امداد کی پیشکش کی اور پھر مزید پچاس ملین ڈالر کی امداد کی اس شرط پر پیشکش کی کہ اگر لوگ طے شدہ ریفرنڈم میں اپنی رائے دیں کہ "قومی سلامتی پچھلی دہائیوں کے دوران جب ہم خاموشی سے بے خبری کی زندگی گذار رہے تھے فوجی صنعتی کمپلیکس بھی بہت خاموشی سے خصوصاً مغربی ریاستوں میں عوامی زمینوں کے حصول کے لیے کانگریس کے اراکین' ریاستی قانون سازوں اور ایسے لوگوں کو جو بلاچون وچرا اس کی بات مان لیں رقمیں فراہم کررہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ رکاوٹ بننے والے ماحولیاتی اور دیگر قوانین سے بچنے کے لیے اجازت ناموں کا حصول بھی اس کا مطمع نظر تھا۔ بعد میں کیلیفورنیا' نیواڈا' واشنگٹن' نیو میکسیکو اور دیگر ریاستوں میں واقع یہ لاکھوں ایکڑ ڈپلیٹڈ یورینیم ہتھیاروں کے لیے تجربہ گاہوں میں تبدیل کر دیئے گئے۔ ان میدانوں میں ڈپلیٹڈ یورینیم ہتھیاروں کی آزمائشی مشقیں ہونے لگیں۔

نیو میکسیکو میں 1950ء سے ڈپلیٹڈ یورینیم کی کھلی فضا میں مشقیں وقفوں وقفوں سے جاری ہیں۔ لاس الاموس نیشنل لیبارٹری' وائٹ سینڈز میزائل رینج' سوکورو میں نیو میکسیکو انسٹیٹیوٹ آف مائننگ اینڈ ٹیکنالوجی اور البقورق میں سینڈیا نیشنل لیبارٹریز نامی یہ ادارے پہاڑوں اور زمین میں ڈپلیٹڈ یورینیم کے دھماکے کرنے اور میدانوں' ہوا اور پانی کو آلودہ کرنے کے حوالے سے مشہور ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ ریاست کے شہریوں کو یہ یقین دلانے کے لیے ان پر باقاعدہ طور پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ اگرچہ ہم بھی آلودگی کو تسلیم کرتے ہیں مگر تابکاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثرات اتنے زیادہ نہیں ہیں جتنا کہ مشہور کیا جا رہا ہے۔ یہ ای پی اے کی حفاظتی سطح کی حدود سے تجاوز نہیں کرتیں۔ اس پر تو وہ قدیم مثال صادق آتی ہے کہ "نہ تو ہوا میں سانس لو نہ پانی پیو اور نہ ہی اپنے بچوں کی قریب میں کہیں پرورش کرو۔"

سوکورو کے رہائشی 1986ء تک اس بات سے قطعی بے خبر تھے کہ ان کے علاقے سے دو میل سے بھی کم فاصلے پر 1872ء سے ڈیپلیٹڈ یورینیم کے تجربات جاری ہیں۔ گذشتہ سالوں میں یہاں ہونے والی اکا دکا تحقیقات میں یہ بات سامنے آئی کہ یہاں پیدائشی طور پر سر میں پانی بھر جانے کا مرض عام ہے۔ 1999ء میں سوکورو کے شہریوں کی جانب سے یہ مطالبہ شدت اختیار کر گیا کہ علاقہ میں آلودگی اور بڑھتے ہوئے امراض کے حوالے سے تحقیقات کی جائیں۔

اپریل 1995ء میں فرانسیسی جرنیل اور فوجی مصنف ہیری میری گیلوئس کے مطابق "اگر ہم ٹینکوں کو ڈیپلیٹڈ یورینیم سے لیس کر دیں تو اس کا مطلب ہے کہ اخلاقی طور پر کیمیاوی و ایٹمی جنگ کی اجازت ہے۔" اور جہاں تک قانونی طور پر اجازت کا سوال ہے تو اس سلسلے میں امریکہ اپنے پیروکار پیدا کر رہا ہے۔ یہاں طاقت کے قانون کی حکمرانی ہے قانون کی طاقت کی نہیں اسی لیے امریکہ کا ڈیپلیٹڈ یورینیم کا کاروبار روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ جیسا کہ 1996ء کے اواخر تک امریکہ تھائی لینڈ' تائیوان' بحرین' اسرائیل' سعودی عرب' یونان' کوریا' ترکی' کویت اور دیگر ممالک کو ڈیپلیٹڈ یورینیم فروخت کر چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 13

کلسٹر بم

پینٹاگون کی جانب سے کلسٹر بم کا شمار "مجموعی اثر والے گولہ بارود" میں کیا جاتا ہے جبکہ کلسٹر بم کے خالق اسے "فضا سے گرائے جانے والے کثیر المقاصد کلسٹر ہتھیاروں کا نظام" قرار دیتے ہیں۔ انسانی حقوق کی تنظیموں اور بارودی سرنگوں کے خلاف مہم چلانے والوں کا مؤقف یہ ہے کہ کلسٹر بم "انسانیت کے لیے تباہ کن ہتھیاروں" میں شامل ہیں اور انھیں بغیر کسی دلیل یا وضاحت کے جینوا کنونشن کی ممنوعہ ہتھیاروں کی فہرست میں شامل کر دینا چاہیے۔

کلسٹر بم کو کاریگری کا بہت بڑا نمونہ کہا جا سکتا ہے۔ ہوائی جہاز سے گرائے جانے کے بعد یہ بھاری ہتھیار فضا اور زمین کے عین درمیان میں جا کر کھلتا ہے اور اس میں سے سوڈے کی بوتل کے حجم کے دو سو یا اس سے زیادہ چھوٹے چھوٹے بم برآمد ہو کر فضا میں پھیل جاتے ہیں۔ زمین کی جانب آتے ہوئے یہ چھوٹے چھوٹے بم بھی کھل جاتے ہیں اور ان میں سے سینکڑوں کی تعداد میں تیز رفتار اور تیز دھار لوہے کی گولیاں نکلتی ہیں جو وسیع علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

کلسٹر بم کی یہ تعریف بھی کی جاتی ہے کہ "لوہے کی آتش گیر گولیاں آندھی کی طرح پھیل کر ہر طرف آگ لگا دیتی ہیں' آہنی دھاتوں کو پگھلا دینے والی خصوصیت کے باعث یہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں میں سوراخ کر دیتی ہیں یہ اتنی تیز دھار اور نوکیلی ہوتی ہیں کہ لوہے کی 1/4 انچ کی پلیٹ یا انسانی گوشت اور ہڈیوں کو قاش کی طرح کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے زردان کی مددگار کی حیثیت سے ننھے ننھے پیراشوٹ بھی ان سے منسلک ہوتے ہیں۔ جو ان کی رفتار کو گھٹاتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ انسانوں کا شکار کیا جا سکے۔ بم کے تخلیق کاروں نے انسانی شکار کو "نرم نشانہ" کا نام دیا ہے جن میں فوجی اور شہری بھی شامل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔

محکمہ دفاع کے مطابق 1999ء میں یوگوسلاویہ پر بمباری کے دوران امریکی جنگی جہازوں نے 1100 کلسٹر بم گرائے جن میں سے ہر ایک 202 چھوٹے بموں پر مشتمل تھا۔ گویا 2,22,200 ہتھیار زمین کی جانب دھکیلے گئے۔ محکمہ کے بیان کے مطابق ان کی ناکامی کی شرح 5 فیصد تھی جبکہ دیگر رپورٹس کے مطابق یہ شرح 10 سے 30 فیصد تک تھی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 11,100 کلسٹر بم نہیں پھٹے اور یہ علاقے میں بارودی سرنگوں کی طرح کسی بھی لمحہ پھٹنے کے لیے تیار پڑے ہیں۔ امریکی فوج کے بعض ارکان اس بین الاقوامی معاہدہ پر دستخط کرنے کے مخالف تھے۔ جس کے مطابق بارودی سرنگوں کے استعمال، تیاری، ذخیرہ کرنے اور منتقلی پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ معاہدہ میں بارودی سرنگوں کی جو تعریف یا وضاحت کی گئی تھی وہ اتنی وسیع تھی کہ اس میں کلسٹر بم بھی شامل ہو گئے تھے۔ معاہدہ کی تعریف کے مطابق ''بارودی سرنگ اس طرح تیار کی گئی ہے کہ یہ کسی کی موجودگی سے پھٹتی ہے۔ مثال کے طور پر اس جگہ کسی کا پاؤں پڑ جائے یا کسی بھی طرح اس کے وجود اسے چھو جائے جہاں بارودی سرنگ ہے تو یہ فوراً پھٹ جاتی ہے اور پھر وہ فرد یا اردگرد موجود افراد زخمی ہو جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔'' انسانی حقوق کے نمائندے اس حوالے سے دلیل دیتے ہیں کہ ''جب کلسٹر بموں کے تخلیق کاران میں سے نہ پھٹنے والے بموں کی شرح بھی شمار کرتے ہیں تو انہیں با آسانی تعریف کے مطابق بارودی سرنگوں کی صف میں شامل کیا جا سکتا ہے۔'' یہ معاہدہ امریکہ کی شمولیت کے بغیر یکم مارچ 1999ء کو نافذ العمل ہو گیا۔

یہ نہ پھٹنے والے چھوٹے بم بارودی سرنگوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ رنگ برنگی چیزیں اور ننھے ننھے پیراشوٹ عام طور پر بچوں کی توجہ اپنی جانب کھینچتے ہیں اور وہ کھلونا سمجھ کر انہیں پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر............؟ 24 اپریل 1999ء کا واقعہ ہے۔ یوگوسلاویہ پر بمباری ختم ہونے سے قبل جنوبی کسوو میں ڈوگانووک کے قریب پانچ بھائی بغیر پھٹے کلسٹر بم کے ساتھ کھیلنے کی کوشش میں ہلاک جبکہ ان کے دو کزنز شدید زخمی ہو گئے۔ بارودی سرنگیں عام طور پر متوقع جگہوں پر بچھی ہوتی ہیں جبکہ بغیر پھٹے کلسٹر بم کہیں بھی گر سکتے ہیں خواہ وہ گھر کا صحن ہو، سکول یا کھیل کا میدان۔ مزید برآں بارودی سرنگیں کسی حساب کتاب یا نقشوں کے مطابق بچھائی جاتی ہیں۔ بغیر پھٹے چھوٹے کلسٹر بموں کی طرح نہیں۔ ان میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ خود کار ہیں جو مقررہ وقت کے بعد خود بخود پھٹ جاتے ہیں مگر اس بارے میں کوئی رپورٹ سامنے نہیں آئی کہ یوگوسلاویہ میں جو بم گرائے گئے وہ اس قسم کے ہیں۔

بارودی سرنگوں کا معاہدہ کسی بھی موقع پر ''سمارٹ'' اور ''ڈمب'' بارودی سرنگوں میں تفریق کرتا نظر نہیں آتا۔

جون 1999ء میں یوگوسلاویہ پر بمباری ختم ہوئی تو دیہاتوں کے بہت سے علاقے غیر آباد ہو چکے تھے اس وقت وہاں بم ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کی اشد ضرورت تھی جو نہ پھٹنے والے بموں کو ناکارہ کرنے کا کام کرتے تاکہ آبادی کے سروں پر سے موت کا یہ مستقل خوف مکمل ختم نہیں تو کم تو ضرور ہوتا اس کے علاوہ یہ بم مستقبل میں زرعی اور معاشی تعمیر نو میں بھی رکاوٹ بنے رہیں گے۔ بمباری ختم ہونے کے بعد اپنے گھروں کو واپس آنے والوں کے ساتھ نہایت المناک واقعات پیش آئے۔ جن میں سے زیادہ تر واقعات کا تعلق ان نہ پھٹنے والے بموں سے ہی تھا ایک واقعہ میں دو برطانوی امن فوجی اور تین البانوی کسود کے ایک گاؤں میں کلسٹر بم کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئے۔

یوگوسلاویہ کے ہڈیوں کے امراض کے ایک ماہر کے مطابق ''میں نے یا میرے ساتھی ڈاکٹروں نے آج تک ایسے خوفناک زخم نہیں دیکھے جو کلسٹر بموں کا شکار ہونے والوں کو آئے ہیں۔ یہ اس قسم کے زخم ہیں جو معذوری کی انتہا تک لے جاتے ہیں۔ ہڈیوں کا ایسا چورا ہو جاتا ہے کہ متعلقہ عضو علیحدہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ نہایت دردناک.......... نہایت ہی دردناک۔''

لاؤس میں 73-1965ء تک ہونے والی امریکہ کی کارپٹ بمباری کو ایک نسل گذر چکی مگر آج بھی نہ پھٹنے والے بموں کی وجہ سے جن میں زیادہ تر کلسٹر بم شامل ہیں لوگ ہلاک اور زخمی ہو رہے ہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق امریکہ کے گرائے گئے دو ملین ٹن بموں میں سے 30 فیصد نہیں پھٹ سکے تھے جس کے نتیجہ میں اب تک گیارہ ہزار حادثات ہو چکے ہیں۔ ''بموں کا شکار ہونے والے آدھے سے زیادہ لوگ جائے حادثہ پر ہی مر جاتے ہیں۔ اور جو بچ جاتے ہیں ان کی اکثریت شدید زخمی ہوتی ہے خاص طور پر ان کے جسم کے بالائی حصے شدت سے متاثر ہوتے ہیں۔

''ویتنام اور کمبوڈیا کی بندرگاہیں بھی اسی قسم کے خطرات کی مستقل شکار ہیں جس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خلیج فارس کو سامنا ہے۔ 1999ء میں انسانی حقوق کی ایک رپورٹ کے مطابق ''خلیج کی جنگ کے دوران ایک اندازہ کے مطابق 24 سے 30 ملین کلسٹر بم گرائے گئے جن میں سے 1.2 اور 1.5 ملین کی تعداد کے درمیان ایسے تھے جو پھٹ نہیں سکے اور اب تک 1220 کویتی اور 400 عراقی شہریوں کی ہلاکت کا باعث بن چکے ہیں۔

یوگوسلاویہ پر گرنے والے بموں میں سے نہ پھٹنے والے گولے بارود کے اثرات ملکی حدود سے باہر پہنچ چکے ہیں۔ جنگ کے خاتمے کے دو ماہ بعد نیٹو کے بارودی سرنگوں کا خاتمہ کرنے والے کارکنوں کو بحر ایڈریاٹک سے ایک سو اکسٹھ دھماکہ خیز ہتھیار ملے ہیں جن میں سے 97 کلسٹر بم ہیں۔ اس گولہ بارود کی وجہ سے اٹلی کے کئی ماہی گیر ہلاک یا زخمی ہو گئے جبکہ دوسروں کو نہ صرف یہ کہ سالانہ منافع سے ہاتھ دھونا پڑا بلکہ شدید مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا کیونکہ بحر ایڈریاٹک میں اس وقت تک ماہی گیری پر پابندی عائد کر دی گئی جب تک بارودی سرنگیں صاف کرنے والے باقی دھماکہ خیز ہتھیار بھی تلاش نہ کر لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ موسم گرما میں ایڈریاٹک کے ساحلوں پر بم پھٹ جانے کے خوف سے سیاحوں کی آمد پر بھی پابندی لگا دی گئی۔

اس دوران پینٹاگون اپنے کام میں مصروف ہے۔ وہ جدید اور بہتر کلسٹر بموں کی تیاری میں تندہی سے جتا ہوا ہے۔ جو پہلے سے زیادہ بہترین ٹیکنالوجی سے آراستہ' تپش جذب کرنے والا' بہترین چھڑکاؤ کرنے والا' تیز دھار نوکیلا اور گرم آگ' زیادہ سے زیادہ ہلاکتوں کا باعث بننے والا.......... کلسٹر بم نئے ملینیم کے لیے نہایت موزوں ہیں۔ امریکہ اس سے کم کا حقدار نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 14

امریکہ کا کیمیاوی و حیاتیاتی ہتھیاروں کا بیرون ملک استعمال

زہریلی گیس اور جراثیمی ہتھیار تہذیب کو اُلٹ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ بیماریوں سے لڑنے کی بجائے ان کی احتیاط سے پرورش کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر انسانی جسم کے نظام کے بارے میں اپنا علم' اس نظام کو ناکارہ بنانے کے لیے مؤثر تدابیر اختیار کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ زرعی ماہرین جان بوجھ کر ایسے اقدامات کرتے ہیں جن سے فصلوں کی زیادہ سے زیادہ تباہی ممکن ہو.......... جدید اعصابی گیسیں (Nerve Gases) بنیادی طور پر انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے بنائی گئی تھیں مگر فوج کے ہاتھوں میں آ جانے کے بعد یہ انسانوں پر استعمال ہونے والی کیڑے مار ادویات بن گئی ہیں۔ کسی مصنف کا اس بارے میں کہنا ہے کہ ''کیمیاوی و حیاتیاتی جنگ صحت عامہ کی ضد ہے۔''

جزائر بہاما

40ء کی دہائی کے اواخر سے 50ء کی دہائی کے دوران امریکہ' کینیڈا اور برطانیہ کی مشترکہ ٹیم نے یہاں بیکٹیریا کا چھڑکاؤ کیا جو کہ بحرالکاہل کے اس علاقے کے لیے خطرناک ترین سمجھا جاتا تھا۔ ان تجربات کے نتیجہ میں ہزاروں جانور ہلاک ہو گئے۔ البتہ انسانی ہلاکتوں کے حوالے سے معلومات سامنے نہیں آئیں۔ ان تجربات کی تفصیلات ابھی تک مخفی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کینیڈا

امریکہ نے 1954ء میں وینپیگ شہر میں ہوا پھینکنے والے ٹرکوں کے ذریعہ خطرناک زنک کیڈمیم سلفائیڈ کا چھڑکاؤ کیا۔ یہ اس کے کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں کے تجربات کا حصہ تھا۔

چین اور کوریا

1952ء کے آغاز میں جبکہ کوریا کی جنگ جاری تھی چین نے احتجاج کیا کہ امریکہ کوریا اور شمال مشرقی چین میں بہت بڑی تعداد میں مختلف الاقسام بیکٹریا' کیڑے مکوڑے' پر' جانوروں اور مچھلیوں کے گلے سڑے حصے اور نہایت ہی عجیب وغریب قسم کی چیزیں پھینک رہا ہے جو کہ بیماریوں کا باعث بن رہے ہیں۔ چینی حکومت نے اعلان کیا کہ طاعون' اینتھراکس اور اینسفلیٹس سے نہایت تیزی سے فوری اموات واقع ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے پکڑے جانے والے 36 امریکی ہوا بازوں سے شہادتیں حاصل کیں جو مہلک سامان والے جہاز اڑاتے تھے۔ ان میں سے 25 کیس شائع کیے گئے۔ ان میں سے زیادہ تر نے نہایت تفصیل کے ساتھ اپنی کارروائیوں کے بارے میں معلومات فراہم کیں مثال کے طور پر بموں اور گرائی جانے والی دوسری مہلک چیزوں کی اقسام' کیڑوں کی اقسام اور وہ بیماریاں جو ان کے ذریعہ پھیلائی گئی تھیں وغیرہ وغیرہ۔ جراثیمی بموں اور کیڑوں کی تصاویر بھی شائع کی گئیں۔ پھر اگست میں ایک بین الاقوامی سائنٹفک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں سویڈن' فرانس' برطانیہ' اٹلی' برازیل اور سوویت یونین کے سائنسدان شامل تھے۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ تک چین میں اپنی تحقیقات مکمل کرنے کے بعد اس کمیٹی نے چھ سو صفحات پر مشتمل رپورٹ تیار کی جس میں بہت سی تصاویر بھی شامل تھیں۔ بہرحال رپورٹ کا خلاصہ یہ تھا کہ ''بلاشبہ چین اور کوریا کے لوگ بیکٹریا کی زد میں رہے ہیں جو کہ امریکہ کے مسلح فوجی دستوں کے استعمال میں تھے اور انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے ان کی بہت سی اقسام کو مختلف طریقوں سے استعمال کیا۔''

تاہم بعض امریکی ہوابازوں کے بیانات تکنیکی حیاتیاتی معلومات سے بھرپور اور اشتراکی فن خطابت لیے ہوئے تھے جیسا کہ ''شہنشاہیت کے حامی اور سرمایہ دار جنگوں کے سوداگر ہیں۔'' بعد میں معلوم ہوا کہ زیادہ تر ہوا بازوں نے ذہنی اور جسمانی تشدد کے بعد الزامات قبول کئے تھے۔ اور ان میں سے بعض تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ جو گرا رہے ہیں وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھماکہ خیز بارود ہے یا معمولی بم۔ جنگ کے بعد جب پائلٹ اپنے ملک واپس آئے تو انہوں نے اپنے اقبالی بیان واپس لے لیے مگر یہ کورٹ مارشل کے خوف کی وجہ تھا۔ امریکی اٹارنی جنرل کے مطابق انہیں غداری کے الزامات اور دیگر سزاؤں کا خوف بھی تھا۔ مختصر یہ کہ وہ بری طرح سے ذہنی دباؤ میں تھے۔

یہ یاد رکھیے کہ 1979ء میں یہ بات منظر عام پر آئی کہ امریکی فوج نے حیاتیاتی جنگ کی تیاریوں کے سلسلہ میں امریکہ میں ٹڈی کے پروں کے ذریعہ بعض تجربات کیے۔ مزید براہ دسمبر 1951ء میں امریکی سیکرٹری دفاع نے حکم جاری کیا کہ حیاتیاتی ہتھیاروں سے حملہ کی تیاری جتنی جلد ممکن ہو سکے قابل عمل مدت میں مکمل کر لی جائے۔" چند ہفتوں کے اندر اندر فضائیہ کے سربراہ نے بتایا کہ کام نہایت تیزی سے تکمیل کی جانب گامزن ہے۔

امریکہ نے کوریا پر نیپام بھی بہت بڑی مقدار میں گرایا۔ ایک اندازہ کے مطابق 1952ء میں روزانہ تقریباً ستر ہزار گیلن گرایا جاتا تھا۔ اور 1980ء میں یہ بات منظر عام پر آئی کہ 1967ء سے 1969ء کی مدت کے دوران امریکہ نے شمالی اور جنوبی کوریا کے درمیان غیر فوجی زون کی جنوبی سرحد کے 23,607 ایکڑ رقبہ پر نباتات تباہ کرنے اور شمالی کوریا کی مداخلت کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے ایجنٹ اورنج کا چھڑکاؤ کیا۔

ویتنام

1960ء کے آغاز سے تقریباً اس پوری دہائی تک امریکہ نے جنوبی ویتنام کے تیس لاکھ ایکڑ رقبہ (اس میں لاؤس اور کمبوڈیا کے بھی کچھ حصے شامل تھے) پر لاکھوں ٹن ہربیسائیڈز کا چھڑکاؤ کیا جس کا مقصد فصلوں کی تباہی اور ان گھنے پتوں کا صفایا تھا جو دشمن سے بچاؤ میں مددگار ثابت ہوتے تھے۔ ہربیسائیڈز خاص طور پر ایجنٹ اورنج کے وسیع پیمانے پر استعمال نے ویتنام کو آلودہ کر کے رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پانچ سو پاؤنڈ ڈائیکسن (Dioxin) کے استعمال نے تباہ کن آلودگی پھیلائی۔ ڈائیکسن کو دنیا کا سب سے زہریلا مادہ سمجھا جاتا ہے کم از کم اتنا زہریلا جتنی اعصابی گیس (Nerve Gases) ہوتی ہے اور نہایت ہی مہلک جس کا کسی سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ڈائیکسن کے اثرات سے جو امراض پھیلتے ہیں ان میں اندرونی معذوریاں' متعدی امراض' پیدائشی نقائص اور ذہنی و نفسیاتی معذوریاں وغیرہ شامل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ایک اندازہ کے مطابق نیویارک کی آبادی کا صفایا پھیرنے کے لیے شہر میں سپلائی ہونے والے پانی میں صرف تین اونس ڈائیکسن کافی ہے۔

ویتنام میں ان زہریلے حملوں سے 20 لاکھ افراد متاثر ہوئے (کئی ہزار امریکی سپاہی ان کے علاوہ تھے)۔جن علاقوں میں ایجنٹ اورنج کا چھڑکاؤ کیا گیا تھا اس کے مہلک اثرات کی وجہ سے وہاں وسیع پیانے پر پیدائشی نقائص کی اطلاعات سامنے آئیں اور ویتنامی حکومت کے اندازہ کے مطابق مختلف کیمیکلز کی وجہ سے پانچ لاکھ بچوں میں پیدائشی نقائص پائے گئے تاہم اس کا کوئی ریکارڈ نہیں نہ ہی امریکی حکومت نے ویتنامیوں یا ان کی حکومت کو صحت عامہ کے اس نقصان کا کوئی ہرجانہ ادا کیا۔

مزید برآں امریکی فوج سی ایس، ڈی ایم اور سی این گیسوں کے حملے کر رہی ہے مگر امریکی اہلکاروں کا اصرار ہے کہ یہ ''گیسوں کی جنگ'' نہیں ہے۔وہ انہیں ''ہنگاموں پر قابو پانے والے ہتھیار'' قرار دیتے ہیں۔امریکی فوج نے ویتنامی سرنگوں اور غاروں میں سی ایس گیس کا حملہ کیا یہ گیس شدید دست آور ہے جو قابو سے باہر الٹیوں کا سبب بنتی ہے۔اس حملہ میں بے شمار افراد محدود جگہوں میں اپنی ہی الٹیوں اور غلاظتوں کے درمیان ہلاک ہو گئے۔بین الاقوامی ریڈ کراس کی شمالی ویتنامی شاخ اور دیگر بین الاقوامی ذرائع کی رپورٹس کے مطابق ان گیسوں سے جہاں بے شمار عورتیں اور بچے بھی ہلاک ہوئے وہیں لاتعداد زخمی بھی ہوئے ان چوٹوں میں آنکھوں کے ڈیلوں کا بہہ جانا، چہرے پر آبلے پڑنا، پھوڑے پھنسیاں پھوٹ پڑنا اور جلد کا جھلس جانا وغیرہ عام تھیں۔امریکی نائب وزیر دفاع سائرس وینس نے تسلیم کیا کہ ان حملوں میں سنکھیا اور نیلا تھوتھا بھی استعمال کیا گیا۔دیگر نقصان دہ کیمیکلز جو امریکہ نے ویتنام میں استعمال کیے انہیں نیپلم اور نفطین پھینکنے والے شعلے بھی شامل تھے۔

لاؤس

ستمبر 1970ء میں امریکی فوجوں نے لاؤس میں ''آپریشن ٹیلونڈ'' کے تحت کارروائی کی۔اس آپریشن کے دوران انہوں نے لوٹیاں گاؤں میں بیس کیمپ پر حملے کی تیاری کے سلسلے میں ''ایروزولائز ڈسلرین نرو گیس'' (یہ سی بی یو۔15 یا جی بی بھی کہلاتی ہے) استعمال کی۔اس حملے کا مقصد امریکی فوج کے کئی منحرفین کو ہلاک کرنا تھا جن کے بارے میں خبر ملی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ وہاں ہیں۔ آپریشن کامیاب رہا اور اس میں سو سے زائد عام شہری اور فوجی جن میں دو امریکی بھی شامل تھے ہلاک ہوگئے۔ یہ معلومات سامنے نہیں آئیں کہ کتنے حملے سے پہلے گیس سے ہلاک ہوئے اور کتنے مسلح حملے کے دوران۔

سارین 1930ء کی دہائی میں جرمنی میں تیار کی گئی۔ یہ سانس کے ساتھ جسم میں داخل ہوتے ہی چند منٹوں میں ہلاک کر دیتی ہے۔ جلد پر اس کے ننھے سے قطرے سے بھی یہی صورتحال ہوتی ہے۔ یہاں تک یہ کپڑوں پر سے بھی اثر کر جاتی ہے۔ یہ پٹھوں کی حرکت کو قابو میں رکھنے والی قوت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس قوت کے بغیر پٹھوں کی حرکات کو روکنے کا جسم کے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں۔ اس کی وجہ سے کسی بھی قسم کا جسمانی خطرہ ممکن ہے۔

جب امریکی حملہ آور حملے کے لیے موزوں راستہ تلاش کر رہے تھے تو انہیں سب سے زیادہ شمالی ویتنامیوں اور اشتراکی پاتھٹ لاؤ سپاہیوں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکیوں نے فضائیہ سے مدد طلب کی۔ جلد ہی امریکی جہازوں نے دشمن پر سارین کے کنستر پھینکنا شروع کر دیئے۔ کنستر کے پھٹتے ہی ایک گیلی سی دھند دشمن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی اور وہ فوراً ہی زمین پر گر کر الٹیاں کرنے لگتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے جسم اینٹھنے لگتے۔ گیس نے ان امریکیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا جو حفاظتی حصار میں نہیں تھے۔ انہوں نے بھی بری طرح سے الٹیاں کرنا شروع کر دیں۔ ان میں سے ایک آج بھی مکمل طور پر مفلوج ہے۔ اس کے معالج اس بیماری کی وجہ اعصابی گیس کو قرار دیتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی کہانی 7 جون 1998ء کو ٹی وی پروگرام ''نیوز سٹینڈ: سی این این اینڈ ٹائم'' میں پیش کی گئی۔ جس کے بعد تصدیق کے لیے ایڈمرل ٹامس مورر کو پیش کیا گیا جو 1970ء میں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس نے متذکرہ واقعہ کی تصدیق کر دی بس پھر کیا تھا۔ دوزخ کا منہ کھل گیا۔ یہ ایک نہایت ہی متنازعہ اور دردناک کہانی تھی جس نے طوفان کھڑا کر دیا۔ ہر ایک اس طرف متوجہ ہوگیا۔ یہ کسی بھی متوقع تباہی پر قابو پانے کا وقت تھا اسی لیے ہنگامی طور پر اہم شخصیات کو اکٹھا کیا گیا جن میں ہنری کسنجر، کولن پاول، گرین بیرٹ، ماہر سیاستدان، دانشور اور خود پینٹاگون کے اہلکار شامل تھے۔ ان سب نے مشترکہ طور پر فیصلہ دے دیا کہ یہ کہانی سوائے جھوٹ اور تہمت کے کچھ نہیں تھی۔ انہوں نے شدید ناراضی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے اسے بدنام کرنے کی سازش قرار دیا۔ سی این این نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوری طور پر اپنی رپورٹ واپس لے لی۔ ٹامس مورو نے بھی اپنے الفاظ واپس لے لیے۔ پروگرام پروڈیوسرز کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا اور ان سب کے خلاف مقدمے دائر کر دیئے گئے۔

ان غیر مقلدین کی طرح جو سٹالن کے دور میں ''بے وجود'' ہو گئے تھے آپریشن ٹیلونڈ بھی اب سرکاری طور پر ''غیر وقوع پذیر'' ہو گیا ہے۔

اس سب کے باوجود پروگرام کے پروڈیوسروں اپریل اولیور اور جیک سمتھ نے اپنی کہانی کی حمایت میں 70 صفحات پر مشتمل ایک دستاویز پیش کی جس میں فوجی افسران کی شہادتیں بھی شامل تھیں جن میں انہوں نے اعصابی گیس (Nerve Gas) کے استعمال کی تصدیق کی تھی۔

پانامہ

40ء سے 90ء کی دہائی تک امریکہ نے ہر قسم کے کیمیاوی ہتھیاروں، جن میں مسٹرڈ گیس، دی ایکس، سارین، ہائیڈروجن، سائنائیڈ اور دیگر اعصابی مواد شامل تھا کے تجربات کے لیے پانامہ کے کئی علاقوں کو بطور تجربہ گاہ استعمال کیا۔ یہ کیمیاوی ہتھیار راکٹ، کارتوس، بارودی سرنگوں اور ہزاروں ٹن کے کیمیاوی ساز و سامان کی صورت میں تھے۔

1999ء کے اواخر میں جب امریکی فوجیں پانامہ سے واپس جا رہی تھیں تو انہوں نے اپنے پیچھے ایسی بہت سی جگہیں چھوڑ دی تھیں جہاں کیمیاوی و روایتی ہتھیار مستقل خطرے کی صورت میں بدستور پڑے تھے ان میں وہ کیمیاوی ہتھیار بھی شامل تھے (جہاز سے گرائے جانے والے) جو پھٹ نہیں سکے تھے۔ 1979ء سے اب تک 21 پانامی نہ پھٹنے والے روایتی ہتھیاروں کی نذر ہو چکے ہیں۔

60ء اور 70ء کی دہائیوں کے دوران امریکی فوج پانامہ میں ایجنٹ اورنج اور دیگر زہریلے ہربیسائیڈز کے خفیہ تجربات بھی کر چکی ہے۔ بہت سے شہریوں اور فوجی اہلکاروں کو اس مہلک کیمیائی مواد کا شکار بننا پڑا۔ ایجنٹ اورنج پر مشتمل ڈائیکسن کے سینکڑوں ٹرک بحری جہاز کے ذریعہ پانامہ بھیجے گئے ان کا جنگلات اور گرد و نواح کے مصروف بیرونی مقامات پر چھڑکاؤ کیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ انہیں شمال مشرقی ایشیا کے پرتپش جنگ کے میدانوں جیسا بنا دیں۔

پانامہ پر جارحیت کے دوران دسمبر 1989ء میں یہ سننے میں آیا کہ پانامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں امریکہ جنوبی کمانڈ نے پانامہ شہر کے نزدیک پہاڑیوں میں گھرے ہوئے گاؤں پکورا پر ہیلی کاپٹر اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ کیمیاوی مواد کی بمباری کی ہے۔ وہاں کے رہائشیوں نے انسانی حقوق کی تنظیموں اور اخبارات کو بتایا کہ اس کیمیائی مواد نے نہ صرف ان کی جلد کو جلا ڈالا بلکہ اس کی وجہ سے نہایت اذیتناک چبھنے والا درد ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہیضہ پھوٹ پڑا۔ اس بمباری کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ گاؤں والوں کو قریبی پہاڑیوں میں مورچہ بند پانامی سپاہیوں کی مدد سے روکا جائے۔ اس کیمیائی بمباری سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے یا نہیں اس حوالے سے معلومات سامنے نہیں آئیں۔

کیوبا

1۔ اگست 1962ء میں ایک برطانوی مال دار بحری جہاز جو سوویت یونین نے کرایہ پر لے رکھا تھا رینگتا ہوا پورٹوریکو میں سان جان کی بندرگاہ پر پہنچا کیونکہ ایک چٹانی سلسلہ سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کا دھکیلنے والا پرزہ ٹوٹ گیا تھا اور یہاں اس کی مرمت ہو سکتی تھی۔ اس نے ایک سوویت پورٹ پر کیوبا کے اسی ہزار چینی کے تھیلے پہنچانے تھے۔ جہاز کو ڈرائی ڈاک پر لگا دیا گیا اور مرمت کرانے کی وجہ سے چینی کے 14135 تھیلے جہاز سے اتار کر ویئر ہاؤس پہنچا دیئے گئے۔ ویئر ہاؤس میں سی آئی اے کے ایجنٹوں نے چینی میں ایسا مواد ملا دیا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر وہ نقصان دہ نہیں تو پسندیدہ بھی نہیں تھا۔ جب صدر کینیڈی کو اس کارروائی کا علم ہوا تو وہ طیش میں آ گئے کیونکہ یہ سب امریکی حدود میں ہوا تھا اور راز کھلنے پر سوویت یونین سخت پراپیگنڈہ کر سکتا تھا اس کے ساتھ ساتھ سرد جنگ میں کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی خوفناک مثال سامنے آ سکتی تھی۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ چینی سوویت یونین نہیں بھیجی جائے گی۔ تاہم اس حوالے سے انہیں جو وضاحت پیش کی گئی وہ منظر عام پر نہیں آئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس طرح اور بھی بے شمار کارروائیاں ہوئیں جو منسوخ نہیں کی گئیں۔ سی آئی اے کے ایک اہلکار نے جو کہ کیوبا کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی اس سازش میں براہ راست شریک تھا بتایا کہ ''کیوبا سے بہت بڑی مقدار میں چینی دنیا بھر میں بھیجی جا رہی تھی اور ہم اس میں آلودگیاں شامل کر رہے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔اسی سال ''امریکہ کی ایک خفیہ تنظیم کے ایجنٹ'' نے 'ایک کینیڈین زرعی ماہر کو جو کیوبا کی حکومت کے مشیر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا پانچ ہزار ڈالر اس کام کے لیے دیئے کہ وہ کیوبا کی مرغیوں میں عجیب وغریب بیماری کے جراثیم داخل کر دے اس کے فوراً بعد آٹھ ہزار سے زائد مرغیاں ہلاک ہوگئیں۔ بعد میں اس زرعی ماہر نے دعویٰ کیا کہ اس نے پیسے ضرور لیے تھے اور وہ اس وقت فارم پر ہی تھا جب مرغیاں ہلاک ہوئیں مگر اس نے ابھی تک ان میں جراثیم داخل نہیں کیئے تھے۔ اس کے خیال میں مرغیاں لاپرواہی یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہوئی ہوں گی جس میں جراثیم کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ہوسکتا ہے یہ بیان محض خود کو تسلی دینے کے لیے ہو۔ اس حوالے سے واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا کہ ''امریکی خفیہ ادارے کی رپورٹ کے مطابق کیوبن اور امریکیوں کو یقین ہے کہ یہ مرغیاں کسی مخبری کے نتیجہ میں ہلاک ہوئی ہیں۔''

3۔مندرجہ ذیل پراجیکٹ میں کام کرنے والے ایک شریک کار کے مطابق:

''1969ء اور 1970ء کے دوران سی آئی اے نے کیوبا کی چینی کی فصل تباہ کرنے اور معیشت برباد کرنے کے لیے موسموں میں مصنوعی تبدیلی کی جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کیا۔ کیلیفورنیا میں قائم چائنالیک بحری ہتھیاروں کے مرکز سے' جہاں یہ جدید ٹیکنالوجی تیار کی جاتی ہے جہاز اڑتے اور مطلوبہ مقام پر بادل بناتے ہوئے چلے جاتے یہ مصنوعی بادل طوفانی بارش کا باعث بنے جس نے گنے کے کھیتوں کو تباہ کر کے سارے علاقے کو بنجر اور غیر زرعی بنا دیا۔ (کچھ علاقوں میں اس طوفانی بارش نے ہلاکت خیز سیلاب کی صورت اختیار کر لی)

سی آئی اے کے اس قسم کی کارروائیوں میں ملوث ہونے پر کسی قسم کی کوئی حیرت نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ سوائے قسمت کے کسی بہت بڑے پھیر کے کہ طوفانی بارشیں اسی وقت ہوئیں جب امریکہ چاہتا تھا یہ تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی تھی۔

4۔ 1971ء کی ایک کارروائی کے شرکاء کے مطابق سی آئی اے نے کیوبا کی حدود سے باہر ایسے جراثیم چھوڑے جو افریقی خنزیروں کا بخار نامی بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ اس جراثیمی حملے کے چھ ہفتہ بعد کیوبا میں یہ وباء پھوٹ پڑی اور حکومت کو اس خوف سے پانچ لاکھ سے زائد سور ہلاک کرنے پڑے کہ کہیں قومی سطح پر جانوروں میں یہ مرض نہ پھیل جائے۔ مغربی نصف کرہ ارض میں وقوع پذیر ہونے والا اپنی نوعیت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ اقوام متحدہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک وزراعت کی تنظیم نے اسے سال کا خطرناک ترین واقعہ قرار دیا۔

5۔اس کے دس سال بعد انسان نشانہ بنے اور ڈی ایچ ایف یعنی جریان خون اور لال بخار (جوڑوں میں شدید درد اور بخار) کی بیماری جزیرہ میں پھوٹ پڑی جو خون چوسنے والے کیڑوں عام طور پر مچھروں کے ذریعہ پھیلتی ہے۔شدید نزلہ وزکام اور ہڈیوں میں ناقابل برداشت درد اس بیماری کی علامات ہیں۔1987ء میں مئی سے اکتوبر تک کیوبا میں 30,000 افراد اس بیماری میں مبتلا ہو چکے تھے جبکہ اس کے ہاتھوں مرنے والوں کی تعداد 158 تک پہنچ گئی تھی جن میں سے 101 پندرہ سال کی عمر تک کے بچے تھے۔

اس بیماری پر قابو پانے کے لیے قائم شدہ مرکز نے بعد میں بتایا کہ کیوبا میں لال بخار کا ظہور امریکہ کی تاریخ میں پہلی بار ڈی ایچ ایف نامی بڑے وبائی مرض کا باعث بنا تھا۔ کاسترو نے اعلان کیا کہ ہم نے بخار پھیلانے والے مچھروں کا قلع قمع کرنے کے لیے امریکہ سے مدد مانگی مگر انہوں نے ہمیں کسی قسم کی مدد فراہم نہیں کی۔

ہوسکتا ہے کہ اس وبائی مرض کے پیچھے چھپی داستان کبھی منظر عام پر نہ آتی مگر بعض پوشیدہ دستاویزات کے منظر عام پر آنے سے انکشاف ہوا کہ 1956ء اور 1958ء میں امریکی فوج نے جارجیا اور فلوریڈا میں تجربات کے لیے خاص طور پر پالے ہوئے مچھروں کے جھنڈ یہ اندازہ لگانے کے لیے کھول دیئے تھے کہ آیا کیڑے مکوڑوں کے ذریعہ پھیلنے والی بیماریوں کو حیاتیاتی جنگ میں بطور ہتھیار استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ پالے ہوئے مچھر ایڈس اینجپٹی قسم سے تعلق رکھتے تھے جو دیگر بیماریوں کے ساتھ ساتھ لال بخار کا خاص طور پر باعث بنتے ہیں۔

1967ء میں سائنس میگزین کی ایک رپورٹ کے مطابق ''فورٹ ڈیٹرک' میری لینڈ میں یوایس گورنمنٹ سینٹر پر لال بخار ان بیماریوں میں شامل تھا۔ جو کہ تحقیق کا مرکز ہوتی ہیں اور جنہیں حیاتیاتی جنگ کی اصل طاقت اور اہم ترین ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔'' پھر 1984ء میں کیوبا کے ایک جلاوطن کو نیویارک کی عدالت میں ایک بالکل ہی غیر متعلقہ کیس میں پیش کیا گیا۔اس نے شہادت دی کہ'' 1980ء کے اواخر میں ایک بحری جہاز فلوریڈا سے کیوبا روانہ ہوا۔اس کا مشن کیوبا میں بعض جراثیم متعارف کرانا تھا۔جو کیمیائی جنگ کی شروعات کے طور پر سوویت یونین والوں کے خلاف اور کیوبا کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کیے جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے مگر بعدازاں نتائج وہ نہیں نکلے جن کی ہمیں امید تھی۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ سوویت فوجوں کے خلاف استعمال ہوں گے مگر یہ ہمارے اپنے ہی لوگوں کے خلاف استعمال ہوئے جس کے لیے ہم تیار نہیں تھے۔''

اس شہادت سے یہ بات واضح نہیں ہو سکی کہ کیا کیوبا کا آدمی یہ سوچ رہا تھا کہ جراثیم کو یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ انہیں صرف روسیوں پر حملہ آور ہونا ہے یا پھر اس کارروائی کے پس پردہ مصروف عمل لوگوں نے اسے غلط فہمی میں مبتلا کیا۔

21 اکتوبر 1996ء کو مطلع بالکل صاف تھا' صوبہ متنذاز پر اپنا جہاز اڑاتے ہوئے کیوبا کے ایک پائلٹ کی توجہ ایک ایسے جہاز کی جانب مبذول ہوئی جس نے فضا میں سات مرتبہ کسی قسم کے مواد کی گرد چھوڑی تھی۔ اس نے فوری طور پر کنٹرول ٹاور رابطہ کر کے اطلاع دی۔ معلوم یہ ہوا کہ یہ فصلوں پر چھڑکاؤ کرنے والا امریکی جہاز تھا جو امریکی محکمہ خارجہ کے ماتحت تھا اور اسے گرینڈ کیمن جزیرے کے راستے کولمبیا جانے کے لیے کیوبا پر سے اڑنے کی اجازت تھی۔ کیوبن پائلٹ کی اطلاع پر کنٹرول ٹاور کی جانب سے اس سے فوری طور پر پوچھا گیا کہ کیا اس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے؟ اس کا جواب نفی میں تھا۔

18 دسمبر کو کیوبا میں اچانک ہی طاعون کی بیماری کا انکشاف ''تھریس پاسی'' نامی پودے کھا جانے والے کیڑوں کے ذریعہ ہوا۔ اس سے قبل کیوبا میں یہ کیڑے کبھی بھی نہیں پائے گئے تھے۔ یہ کیڑے نہ صرف فصلوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیتے ہیں بلکہ اپنے خلاف مزاحمانہ کارروائیوں کا بھرپور مقابلہ کرنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں۔ گویا انہیں ختم کرنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ کیوبا نے فوری طور پر امریکہ سے 21 اکتوبر والے واقعہ کی وضاحت طلب کی۔ سات ہفتے گذرنے کے بعد امریکہ نے جواب دیا کہ محکمہ خارجہ کے پائلٹ نے کیوبا کے پائلٹ کو اپنی موجودگی سے آگاہ کرنے اور مقام کی نشاندہی کرنے کے لیے صرف دھواں چھوڑا تھا۔ جب تک ان کا یہ ''جواب'' موصول ہوا اس وقت تک ''تھرپس پاسی'' نہایت تیز رفتاری سے ہر طرف پھیل کر مکئی' پھلیاں' لکڑی' کھیرے اور دیگر فصلوں کو بری طرح متاثر کر چکا تھا۔

ایک سوال کے جواب میں وفاقی ہوابازی کی انتظامیہ نے بتایا کہ مقام کی نشاندہی کے لیے دھواں چھوڑنا وفاقی ہوابازی کے ادارے کا طریقہ کار نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایسے کسی عمل کے حوالے سے کسی قانون یا قاعدہ سے واقف ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپریل 1997ء میں کیوبا نے اقوام متحدہ کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی جس میں امریکہ پر ''حیاتیاتی جارحیت'' کا الزام عائد کرنے کے ساتھ 1996ء کے واقعے اور بعد کے تنازعہ کی پوری تفصیل بیان کی گئی تھی۔ اگست میں حیاتیاتی ہتھیاروں کے معاہدہ پر دستخط کرنے والوں نے کیوبا کے الزامات اور ان پر امریکہ کے ردعمل پر غور وخوض کرنے کے لیے جینوا میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ دسمبر میں کمیٹی نے رپورٹ پیش کی کہ ''اس معاملہ میں بعض تکنیکی الجھنوں کے باعث کسی حتمی نتیجہ پر پہنچنا ممکن محسوس نہیں ہوتا۔'' اس کے بعد سے آج تک اس معاملہ کے حوالے سے کچھ نہیں کیا گیا۔

کیوبا کے خلاف امریکہ کی کیمیاوی وحیاتیاتی جنگ کے بارے میں تو مکمل طور پر کبھی بھی کوئی بھی نہیں جان پائے گا۔ گذشتہ برسوں میں کاسترو حکومت نے امریکہ پر کئی قسم کے طاعون کے الزامات عائد کئے جنہوں نے بے شمار مویشی ہلاک اور فصلیں تباہ کیں۔ حال ہی میں منظر عام پر آنے والی 1977ء کی سی آئی اے کی دستاویزات سے انکشاف ہوا کہ ''ایجنسی نے فصلوں کی تباہی کا خفیہ تحقیقی پروگرام تیار کیا جس کے تحت 1960ء کی دہائی میں دنیا کے بے شمار ممالک کو نشانہ بنایا گیا۔''

دنیا کے مختلف ممالک میں امریکی فوجی تنصیبات۔ ایک جان لیوا زہریلی میراث

یہ کیمیاوی یا حیاتیاتی ہتھیار نہیں مگر یہ زہریلی ہے جو بیمار بھی کر دیتی ہے اور مار بھی ڈالتی ہے۔ یہ وہ ہے جو دنیا کے ہر کونے پر قائم امریکی فوجی تنصیبات (سو تو صرف جرمنی میں ہیں) اپنے پیچھے چھوڑتی جاتی ہیں۔ یہ ہے ماحولیات کے لیے تباہ کن آلودگی۔ آلودگی اتنی زیادہ پھیلائی جارہی ہے کہ اس کا صحیح طور پر اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں ہے۔ البتہ لاس اینجلس ٹائمز کی ایک مفصل رپورٹ کی یہ چند سطور اس سلسلہ میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ ''امریکی فوج نے اپنی تنصیبات کانٹوں کی مقدار میں زہریلا کیمیائی مادہ فلپائن کی خلیج سیوبک میں ڈال کر گوام کے پیسفک جزیرہ کے پینے کے پانی کو آلودہ کر دیا جرمنی میں پانی کے مرکزی چشمہ میں کارسی نوجن بہادی، مرکزی یورپ کی فضاؤں میں ٹنوں سلفر زدہ کوئلہ کا دھواں چھوڑ دیا، اور لاکھوں گیلن کیمیائی فضلہ سمندروں میں پھینکوا دیا۔''

یہی سب کچھ فوج نے امریکہ میں بھی اپنی بے شمار تنصیبات کے ذریعہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 15

امریکہ کا کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاوں کا اندرون ملک استعمال

صدر کلنٹن نے جنوری 1999ء میں ایک انٹرویو کے دوران کہا کہ جراثیمی جنگ کے خوف نے انہیں کچھ راتوں تک سونے نہیں دیا۔

یہاں یہ کہنا بجا ہوگا کہ ایسا کہتے ہوئے ان کے ذہن میں اس خوف کا باعث محکمہ دفاع اور سی آئی اے یقیناً نہیں تھے اسی لیے تو یہ دونوں ادارے پچھلی دو دہائیوں سے امریکہ کی کھلی فضاؤں میں اپنے تجربات جاری رکھے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں امریکیوں کو کیمیائی مادوں اور بیکٹیریا کے خطرناک بادلوں کا مستقل سامنا ہے۔ یہ سب کرتے ہوئے وہ نہ تو براہ راست متاثر ہونے والی آبادی کو پیشگی اطلاع دینے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں نہ ان کے تحفظ کے لیے کسی قسم کا پیشگی انتظام کیا جاتا ہے اور نہ ہی بعد میں ان کے مضر اثرات کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔

حکومتی اہلکار یہ ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں کہ استعمال کی جانے والی حیاتیاتی ضمنیات نقصان دہ ہو سکتی ہیں حالانکہ اس سلسلہ میں بے شمار سائنسی شہادتیں ہیں جن کے مطابق بظاہر بے ضرر محسوس ہونے والے تجربات سنگین بیماریاں پیدا کر سکتے ہیں خاص طور پر جہاں بچے اور مریض ہوں۔

بیماریوں سے بچاؤ اور ان پر قابو پانے کے مرکز کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جارج کونسل نے 1977ء میں سینٹ کے سامنے اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ''دنیا میں کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی چیز نہیں ہے جو مشکل پیدا نہ کرے۔ اگر آپ صحیح جگہ، صحیح وقت اور صحیح شخص پر صحیح توجہ مرکوز کرتے ہیں تو کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔"

فوج نے یہ تسلیم کیا کہ 1949ء سے 1969ء کے دوران 239 آباد علاقے مختلف صورتوں میں ساحل سے ساحل تک ہونے والے ان تجربات کی لپیٹ میں آئے۔ کبھی موسم کے اثرات جانچنے کے بہانے یہ تجربات ہوئے تو کبھی ہوا کو ذریعہ بنایا گیا، کبھی خوراک کے بہانے تو کبھی عناصر کو صحیح مقام پر رکھنے کے نام پر تجربات کیے گئے۔ ان کے علاوہ بھی کئی فرضی کہانیاں گھڑی گئیں۔ بظاہر 1969ء کے بعد سے ان علاقوں میں تجربات پر پابندی عائد کر دی گئی ہے مگر اس پر یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کیونکہ یوٹاہ کے ڈگ وے پروونگ گراؤنڈ کی کھلی فضا میں کیمیائی چھڑکاؤ آج بھی جاری ہے۔

ذیل میں 69-1949ء کے دوران ہونے والے تجربات کی چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

واٹرٹاؤن، نیویارک کا علاقہ اور ورجن آئی لینڈ

1950ء: فوج نے ہوائی جہازوں اور پالتو کبوتروں کے ذریعہ زنگ زدہ غلہ میں آلودہ مرغی کے پر جو کی فصلوں کو آلودہ کرنے کے لیے گرائے۔ اس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ زنگ زدہ غلہ کی وباء حیاتیاتی جنگ کے ہتھیار کی حیثیت سے پھیلائی جاسکتی ہے۔

سان فرانسسکو کا خلیجی علاقہ

27-20 ستمبر 1950ء: امریکی فوج نے بحری جہازوں کے ذریعہ حیاتیاتی جنگی حملوں کے چھ تجربات کیے۔ اس سلسلہ میں بحری جہاز نے خلیج کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے "بیکیلس گلوبجی" اور "سریشیا ماسیسنز" کے استعمال سے تقریباً دو میل لمبا بادل بنایا۔ اس مشق کا اہم مقصد ساحلی علاقے کے باہر سے بندرگاہ والے شہر پر حیاتیاتی جنگ کے لیے جارحانہ ممکنات کا اندازہ لگانا تھا۔ اس کے ٹھیک دو دن بعد 29 ستمبر کی صبح کا آغاز ہوا تھا جب سان فرانسکو کے سٹینفورڈ یونیورسٹی ہسپتال میں داخل مریضوں میں "سریشیا مارسیسنز" کی انفیکشن پائی گئی۔ اس قسم کی انفیکشن اس سے پہلے اس ہسپتال میں کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ گیارہ مریض اس سے متاثر ہوئے جبکہ ایک اس سے ہلاک ہوگیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سٹونی بروک کی سٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک میں مائیکروبیالوجی کے ایک پروفیسر نے سینٹ کمیٹی کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی جس کے مطابق
''سریشیا مارسیسنز کی بڑھتی ہوئی تعداد ایک صحت مندانہ شخص کو بیمار اور ایک بیمار کو شدید بیمار کر سکتی ہے۔''

1954ء سے 1967ء کے دوران خلیج کے علاقے میں مزید تجربات کئے گئے جس میں میرین کاؤنٹی میں فورٹ کرونخائٹ کے مقام پر ہونے والی کارروائیاں بھی شامل تھیں۔

میڈیاپولس

1953ء: شہر کے چار حصوں میں اکسٹھ بار زنک کیڈمیم سلفائیڈ چھوڑا گیا جس سے گھروں میں موجود لوگ اور سکول کے بچے بری طرح متاثر ہوئے۔ بعد میں اس مواد کی وضاحت کرتے ہوئے ای پی اے نے بتایا کہ کیڈمیم کی شمولیت کی وجہ سے یہ انتہائی خطرناک ثابت ہوتا ہے۔فوج کے سابق سائنسدان نے 1972ء میں ''ماحولیاتی آب وہوا'' نامی پیشہ ورانہ جرنل میں لکھا کہ کیڈمیم کے اجزاء جن میں زنک کیڈمیم سلفائیڈ شامل ہو انتہائی زہریلے ہوتے ہیں اور کھلی آب و ہوا میں ان کا استعمال انسانوں کے لیے نہایت خطرناک ثابت ہوتا ہے۔اس سے پھیپھڑے خراب' جگر ناکارہ اور گردوں پر شدید ورم ہو جاتا ہے۔''

سینٹ لوئیس

1953: زنک کیڈمیم سلفائیڈ کے 35 مظاہرے رہائشی' تجارتی اور قصباتی علاقوں میں کئے گئے جن میں میڈیکل آرٹس بلڈنگ بھی شامل تھی۔ یہاں داخل مریضوں کی بہت بڑی تعداد زہریلے ذرات سانس کے ساتھ جسم میں جانے سے شدید بیمار ہوگئی۔

واشنگٹن ڈی سی کا علاقہ

1953: دارالحکومت سے تیس میل دور لیبرگ' ورجینیا اور مونوکیکی ریورویلی' میری لینڈ کے علاقوں میں ہوائی جہاز کے ذریعہ 75 فٹ بلندی سے زنک کیڈمیم سلفیٹ اور لیکو پوڈیم کا چھڑکاؤ کیا گیا۔

1969ء میں امریکی فوج نے میری لینڈ' کیمبرج کے نزدیک کھلی فضا میں زنک کیڈمیم سلفیٹ کے 115 تجربات کیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

60ء کی دہائی کے آغاز میں امریکی فوج نے واشنگٹن نیشنل ائیر پورٹ پر بڑی تعداد میں بیکٹریا کی تخم ریزی کی۔ اس تجربہ کا مقصد یہ اندازہ لگانا تھا کہ ہوائی مسافروں کو جراثیم زدہ کر کے ان کے ذریعہ دشمن ملک میں چیچک کا مرض پھیلانے میں کس حد تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

جارج ٹاؤن یونیورسٹی میڈیکل سینٹر میں مائیکرو بیالوجی کے ایک پروفیسر کے مطابق "بیکٹریا میں استعمال ہونے والا "بیکیلوس سٹبلس" ضعیف العمر افراد کے لیے نہایت خطرناک ہوتا ہے خصوصاً وہ لوگ جن کا بیماریوں کے خلاف مدافعتی نظام کمزور ہو چکا ہو یا وہ جو کینسر، دل کی بیماری یا کسی اور قسم کی کمزوری میں مبتلا ہوں۔"

ایسا ہی ایک تجربہ واشنگٹن گرے ہاؤنڈ بس ٹرمینل پر بھی کیا گیا۔

رچرڈ نکسن کے دور صدارت میں 1969ء میں فوج نے ایک تجربہ کے ذریعہ یہ ثابت کر کے دکھایا کہ وائٹ ہاؤس کے ائیر کنڈیشنگ سسٹم کے ذریعہ جراثیم داخل کر کے صدر کو خفیہ طور پر قتل کیا جا سکتا ہے۔

خوراک و ادویات کی انتظامیہ کے زیر استعمال ایک عمارت کے ترسیل آب کے مرکزی نظام میں فوج نے خفیہ طور پر بظاہر بے ضرر ایک رنگین شے رکھ دی۔ یہ بات منظر عام پر نہیں آئی کہ خاص مقدار میں یہ پانی پی کر کوئی متاثر ہوا یا نہیں۔

فلوریڈا

1955: خلیج ٹمپا کے علاقہ میں سی آئی اے نے کھلی فضا میں خطرناک کھانسی کے بیکٹریا کا ایک تجربہ کیا جس سے خطرناک کھانسی میں مبتلا مریضوں کی تعداد میں ایک دم تشویشناک اضافہ ہو گیا۔ 1954ء میں جو ان مریضوں کی تعداد 339 جبکہ پورے سال میں اس بیماری سے صرف ایک ہلاکت ہوئی تھی اس تجربہ کے وجہ سے 1955ء کے اعداد و شمار کے مطابق مریضوں کی تعداد 1080 ہو گئی اور 12 افراد اس کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔

سوانا، جارجیا اور ایون پارک، فلوریڈا

1956-58: فوج نے تجرباتی طور پر حیاتیاتی جنگ کے ہتھیاروں کی حیثیت سے ہزاروں ایڈیس ایجپٹی مچھروں کو وسیع علاقوں میں چھوڑ دیا جو زرد بخار اور لال بخار نامی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرناک بیماریوں کا باعث بن سکتے تھے۔فوج کے بیان کے مطابق یہ مچھر وبائی مرض پھیلانے والے نہیں تھے۔مگر سائنسدانوں کا کہنا تھا کہ یہ تجربہ خطرہ سے خالی نہیں تھا بلکہ یہ ایک نہایت ہی خوفناک منصوبہ تھا۔ اس تجربہ کا شکار ہونے والی آبادی پر کیا اثرات مرتب ہوئے یہ شاید کوئی کبھی بھی نہ جان سکے۔

نیویارک سٹی

11-15 فروری 1956: سی آئی اے اور فوج کی ٹیم نے خاص سوٹ کیسوں اور دوہری پاور کی بے آواز گاڑی کے ذریعہ نیویارک کی گلیوں اور ہالینڈ اور لنکن کے زمین دوز راستوں پر چھڑکاؤ کیا۔

6-10 جون 1966: اس تجربے کے حوالے سے فوج کی رپورٹ کو نیویارک شہر کے زمین دوز راستوں کے غیر محفوظ مسافروں پر ہونے والے ممکنہ حیاتیاتی حملوں سے بچاؤ کے ایک مطالعہ کا نام دیا گیا۔اس تجربہ کے دوران کھربوں ''بیکیلیوس سبٹلس ویریئنٹ نائیجر'' مصروف اوقات میں ان زمین دوز راستوں میں چھوڑے گئے۔ ایک طریقہ میں روشنی کے بلبوں کا استعمال کیا گیا۔ ان میں بیکٹیریا بھر کر انہیں زمین دوز راستوں کے اطراف میں ہوادار جالیوں کے قریب توڑ دیا گیا یا سٹیشن کے اندر چلنے کے راستوں پر پھینک دیا گیا۔روشنی کے بلبوں میں سے بیکٹریا چھوڑنے کے بعد محض چند لمحوں کے لیے جراثیم زدہ بادل ظاہر ہوئے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ''جب لوگ ان لمحاتی بادلوں کی لپیٹ میں آئے تو ان کا فطری ردعمل یہ تھا کہ گرد سمجھ کر اپنے کپڑوں پر ہاتھ پھیر کر انہیں جھاڑا' ہوادار جالیوں کی سمت اور چل پڑے۔'' ریل گاڑیوں کے گذرنے سے اٹھنے والی گرد نے بیکٹریا کو تمام راستے کے ساتھ ساتھ پھیلا دیا۔جس وقت یہ تجربہ کیا گیا یہ دو ریل گاڑیاں گذرنے کا وقت تھا جنھوں نے 15 ویں سے 58 ویں سٹریٹ تک بیکٹریا کو پھیلا دیا۔

یہ کبھی بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اس سے کتنے لوگ متاثر ہوئے کیونکہ امریکی فوج نے اس سوال پر کبھی بھی توجہ نہیں دی۔

شکاگو

60ء کی دہائی: شکاگو کا ذیلی راستوں کا نظام فوج کے ان تجربات کی زد میں رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مویشی باڑے

نومبر 1964ء تا جنوری 1965ء: فوج نے ٹیکساس‘ میزوری‘ مینیسوٹا‘ جنوبی ڈکوٹا‘ آئیووا اور نبراسکا کے مویشی باڑوں میں حیاتیاتی تجربات کیے۔ یہ آج تک واضح نہیں ہو سکا کہ مویشی باڑوں کا انتخاب کیوں کیا گیا اور ان تجربات سے متاثرہ مویشیوں کے گوشت کے استعمال سے لوگوں پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔

نیورمبرگ

1946-49ء کے دوران جرمن شہر نیورمرگ میں قائم انٹرنیشنل ملٹری ٹربیونل نے نازیوں کی طرف سے انسانوں میں کیے جانے والے زبردستی کے طبی تجربات کے حوالے سے تفصیلات کا انکشاف کیا جن کی بنیاد پر ججوں نے کچھ اصول وضع کیے جو ”ضابطہ نیورمبرگ“ کہلائے اور طبی تجربات کے لیے منتخب شدہ لوگوں کے حقوق کے قانون کی حیثیت سے ان کا نفاذ عمل میں آیا۔ ضابطہ کے پہلے اصول کے مطابق ”کسی بھی تجربے کے لیے منتخب کیے جانے والے انسان کی رضا کارانہ رضامندی لازمی شرط ہے۔“

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد امریکی فوج اور سی آئی اے کے تجربات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یقیناً یہ تجربات نازی تجربات کی طرح ہولناک نہیں تھے نہ ہی براہ راست انسانوں پر یہ تجربات کیے جا رہے تھے مگر جو کچھ کھلی فضا میں چھوڑا جا رہا تھا‘ جو تجربات کیے جا رہے تھے ان سے انسان ہی متاثر ہو رہے تھے۔ تجربات کرنے والے بھی اس بات سے اچھی طرح واقف تھے ان کے تجربات سے بے شمار انسان براہ راست متاثر ہو رہے ہیں جو قطعی طور پر ان تجربات سے آگاہ نہیں۔ ان تجربات کی رپورٹس میں اس حوالے سے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے کہ متاثر ہونے والے لوگوں کی رضامندی حاصل کی گئی تھی۔

اگر تجربات کرنے والے اس بات سے ”واقف“ نہیں تھے کہ یہ آلودگی پھیلانے والے مادے کتنے تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں تو اس کا صرف اور صرف یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس حوالے سے تحقیقات ہی نہیں کیں یا پھر دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیں تو زیادہ مناسب ہو گا جیسا کہ ایک مقولہ ہے کہ ”وہ نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ جاننا ہی نہیں چاہتے تھے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحول میں تابکاری پھیلانے کا ذکر ہی کیا؟

52-1948ء کے عرصہ کے دوران حکومت نے ہوائی جہازوں کے ذریعہ تابکار مواد گرانے کے بے شمار تجربات کیے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ یہ تابکار مواد آباد علاقوں کے صرف دس میل اوپر سے گرایا گیا۔ ان تجربات کا مقصد ایک تو مواد گرانے کا اندازہ کرنا' دوسرے تابکاری زائل ہونے کے دورانیہ کی پڑتال کرنا اور تیسرے تابکاری جنگ کے امکانات کا جائزہ لینا تھا۔

انسانوں پر آمنے سامنے ہونے والے تجربات

تاریخ گواہ ہے کہ محض تعداد کی بنیاد پر کوئی برابر نہیں ہوسکتا۔

ایک حکومت اپنے ہی لوگوں پر' طبی نقطہ نظر سے خطرناک اور ضابطہ اخلاق کے خلاف لاتعداد تجربات کرتی ہے۔

امریکی حکومت دوسری جنگ عظیم کے بعد سے مسلسل کئی دہائیوں سے لاکھوں انسانوں پر خواہ وہ عام شہری یا فوجی تجربات کر رہی ہے۔ جن کا مقصد یہ پرکھنا ہے کہ ان تجربات سے ان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ (الف) کیمیائی و حیاتیاتی مواد بشمول اعصابی گیسیں کس حد تک متاثر کرتی ہیں (ب) ایٹمی تابکاری' خصوصاً پلوٹونیئم کے ساتھ اس کے استعمال سے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں (ج) ذہن کو قابو میں کر لینے والی دوائیں۔ ایل سی ڈی اور دیگر برے اثرات مرتب کر لینے والی گیسیں کس طرح اثر انداز ہوتی ہیں۔

انسانوں پر تجربات کرنے کے لیے حکومتی ایجنسیاں ایسے لوگوں کا انتخاب کرتی ہیں جن کا کوئی سیاسی پس منظر نہ ہو جیسے کہ ملازمت پیشہ مرد اور عورتیں' کم عقل اور بے شعور لوگ' قیدی' سیاہ فام' مفلس' زمانے کے ٹھکرائے ہوئے افراد' بوڑھے' نوجوان' ذہنی مریض وغیرہ وغیرہ۔

''یہ ایک قسم کی شراب ہے اسے پی کر آپ بہت بہتر محسوس کریں گی۔'' ہیلن ہچیسن کو یہ الفاظ ابھی یاد ہیں جو وِنڈربلٹ یونیورسٹی ہسپتال پر نیا ٹال کلینک میں جولائی 1946ء کو اس کے معالج نے دوا کے طور پر شراب کی قسم کا خاص مرکب پلاتے ہوئے کہے تھے۔ اسے یہ بھی یاد ہے کہ وہ محلول لینے کے بعد اس نے قطعی طور پر بہتر محسوس نہیں کیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تابکار لوہے کا محلول تھا اور وہ ان 829 خواتین میں شامل تھی جنہیں دو سال کے عرصے سے یہ زہریلے گھونٹ دوا کے نام پر پلائے جا رہے تھے۔ ہچیسن اور اس کی پیدا ہونے والی بیٹی دونوں کی ساری زندگی عجیب وغریب بیماریوں میں مبتلا رہیں۔ ہچیسن کے سر کے سارے بال جھڑ گئے' وہ فاسد انیمیا میں مبتلا ہوگئی اور سورج کی روشنی اسے بری طرح سے متاثر کرنے لگی۔ اس کی بیٹی کا جواب جوان ہے مدافعتی نظام بگڑ چکا ہے اور وہ جلد کے کینسر میں مبتلا ہے۔"

1999ء تک امریکی عوام ان تجربات کی حقیقت سے بہت حد تک آگاہ ہو چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ بات منظر عام پر آئی کہ نیو میکسیکو میں واقع وفاقی حکومت کی لاس ایلاموس نیشنل لیبارٹری جدید حیاتیاتی جنگ کے آلات کا تجربہ کرنے کے لیے فضا میں بیکٹریا چھوڑنے کا منصوبہ بنا رہی ہے تو عوامی سطح پر اتنا شدید احتجاج ہوا کہ انہیں اپنے تجربات ملتوی کرنا پڑے۔ اس سلسلہ میں ایک عوامی اجلاس کا اہتمام کیا گیا جس کا مقصد ان تجربات کے حوالے سے عوام کے دلوں سے خوف اور شکوک وشبہات ختم کرنا تھا۔ اس موقع پر سانٹافی کے ایک رہائشی نے لیبارٹری کے نمائندہ سے سوال کیا کہ "اگر یہ تجربات اتنے ہی محفوظ ہیں تو آپ واشنگٹن ڈی سی میں کسی کے دفتر میں یہ بیکٹریا کیوں نہیں چھوڑتے؟"

حتمی خیال............اگر ایسا ہو تو کیا ہو؟

9 جون 1969ء کو محکمہ دفاع میں ریسرچ اور انجینئرنگ کے شعبہ کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر ڈونلڈ ایم میک آرتھر نے کانگریس کے سامنے تصدیق کی کہ

> "آئندہ پانچ سے دس برسوں کے دوران قوی امکان ہے کہ ایسے نہایت چھوٹے جدید تعدی اجسام تخلیق کر لیے جائیں جو کہ بیماری کی وجہ بننے والے اجسام کے اہم پہلوؤں میں تفاوت کر سکیں گے۔ اس حوالے سے ایک بے حد اہم نکتہ یہ ہے کہ یہ اجسام مدافعتی نظام میں' جس کی مدد سے ہم خود کو متعدی امراض سے بچاتے ہیں شدید بگاڑ پیدا کرنے کا باعث بنیں گے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 16

اقوام عالم میں کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں کی حوصلہ افزائی

مصر

1969ء میں یہ بات منظر عام پر آئی کہ امریکی فوج گذشتہ کئی برسوں سے غیر ملکی ماہرین کو کیمیاوی و حیاتیاتی جنگ کی تربیت دے رہی ہے۔36 ممالک کے، جن میں مصر، اسرائیل، عراق، اردن، لبنان، سعودی عرب، یوگوسلاویہ اور جنوبی ویتنام شامل تھے 550 افراد نے فورٹ میکلیلن، الابامہ میں فوج کے کیمیکل سکول میں داخلہ لے رکھا تھا۔ بتایا جاتا ہے کہ مصری ماہرین نے امریکہ سے حاصل کردہ اس جدید تربیت کی مدد سے 1967ء میں یمن پر زہریلی گیس کے حملے کیے۔ بین الاقوامی ہلال احمر کی تنظیم نے اس امر کی تصدیق کی کہ مصری پائلٹوں نے جہازوں کے ذریعہ زہریلی گیسوں کے کنستر یمن پر گرائے۔ بعدازاں امریکی محکمہ دفاع کی ایک خفیہ تنظیم نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ اس حملے کی وجہ سے 150 دیہاتی گھٹن، شدید کھانسی اور اور بے تحاشہ خون بہنے سے ہلاک ہو گئے۔

جنوبی افریقہ

1998ء میں سچائی اور مصالحت کمیشن کے سامنے پیش ہونے والی ایک شہادت کے مطابق امریکہ نے جنوبی افریقہ کے بے حس و بے ضمیر حکومتی ٹولے کی بے تحاشہ حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنے ملک کی سیاہ فام آبادی کے خلاف کیمیائی و حیاتیاتی ہتھیار استعمال کرے۔ جنوبی افریقہ کے جرنیل ڈاکٹر واوٹر بیسن جو 1981ء میں پراجیکٹ کے آغاز سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا سربراہ تھا ان نکات کی تصدیق کی جو اس نے امریکی میجر جنرل ولیم آگرسن کے ساتھ ملاقات کے نتیجہ میں تیار کئے تھے۔

''جنرل آگرسن کا خیال ہے کہ موجودہ حالات میں کیمیائی جنگ سب سے بہترین حکمت عملی ہوگی کیونکہ اس کا بنیادی ڈھانچہ تمام تر سہولیات کے ساتھ محفوظ رہتا ہے اور صرف زندہ لوگ مارے جاتے ہیں۔ افریقہ کی گرم آب و ہوا ان ہتھیاروں کے لیے بہترین ہے کیونکہ یہاں زہر بہت اچھی طرح پھیل سکتا ہے۔ یعنی نشانہ بننے والوں کے پسینہ اور خون کے دباؤ کے ذریعہ زہر باآسانی پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔''

جنوبی افریقہ کے کیمیائی و حیاتیاتی ہتھیاروں کے پروگرام کے تحت بے شمار کارروائیاں کی گئیں جنہوں نے امریکی تجربات کی یاد تازہ کردی۔ ادویات کے تجربات کرنے کے لیے سیاہ فام سپاہیوں کو سؤروں کی جگہ استعمال کیا گیا' ایک ایسا زہر تیار کیا گیا جو دل کے دورہ کا باعث بنتا ہے اور کسی کو قتل کا شائبہ تک نہیں ہوتا موت بالکل طبعی محسوس ہوتی ہے' بیماریوں کے جراثیم کے ذریعہ پینے کے پانی کو آلودہ کیا گیا' جنوبی افریقہ اور ہمسایہ ممالک میں اپنے مخالفین کو مفلوج اور ہلاک کرنے کے لیے بے شمار اقسام کی زہریلی گیسیں استعمال کی گئیں۔ ۱۳

عراق

جنوری 1998ء کے اپنے قومی خطاب میں صدر کلنٹن نے واضح کرنے کی کوشش کی کہ ہمیں کیمیاوی و حیاتیاتی ہتھیاروں کے جدید خطرات اور ان کے حصول کے لیے سرگرداں جارح ریاستوں' دہشت گردوں اور منظم مجرموں کا کس طرح سامنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایٹمی' کیمیاوی اور حیاتیاتی ہتھیار تیار کرنے پر عراق کو تنبیہ کی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کے کنونشن کو مستحکم بنانے پر زور دیا۔ صدر صاحب کا خطاب بننے والوں میں سے کون اس بات سے واقف تھا اور ذرائع ابلاغ میں سے کس نے یہ رپورٹ دی کہ عراق کو وہ تمام حیاتیاتی مواد' امریکہ نے ہی فراہم کیا تھا جس کی حیاتیاتی جنگ کے پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لیے صدام حسین کے سائنسدانوں کو ضرورت تھی۔

1994ء میں امریکی سینٹ کمیٹی کی ایک رپورٹ کے مطابق اگر پہلے نہیں تو کم از

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم 1985ء سے 1989ء تک امریکی کامرس ڈیپارٹمنٹ لائسنس یافتہ ایک پرائیویٹ امریکی سپلائر نے اصلی حیاتیاتی مواد عراق کو برآمد کیا۔ یہ مواد جس کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں مندرجہ ذیل اذیتناک اموات کا باعث بنا۔

☆ بیکیلوس اینتھریکس' اینتھریکس کا باعث بنتا ہے۔

☆ کلوسٹریڈیم بوٹیولینم' بوٹیولیم زہر کا ایک ذریعہ ہے۔

☆ ہسٹو پلازمہ کیپسولیٹم' یہ پھیپھڑوں' دماغ' ریڑھ کی ہڈی اور دل کی بیماری کا باعث بنتا ہے۔

☆ بروسیلا میلیٹنس' یہ بیکٹریا جسم کے اہم اعضاء کو نقصان پہنچاتا ہے۔

☆ کلوسٹریڈیم پرفرنگنز' نہایت زہریلا بیکٹریا جو جسمانی نظام میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔

☆ کلوسٹریڈیم ٹیٹانی' انتہائی زہریلے اثرات مرتب کرتا ہے۔

80ء کی دہائی کے دوران ایشتر چیا کولی (ای کولی)' جنسیاتی مواد' انسانی اور بیکٹریائی ڈی این اے اور درجنوں دوسری حیاتیاتی ضمنیات بحری جہاز کے ذریعہ عراق بھیجی گئیں۔ یہ حیاتیاتی مواد نہ تو رقیق ہو سکتا تھا نہ اسے کمزور کیا جا سکتا تھا مگر دوبارہ پیدا ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

کمیٹی نے مزید بتایا کہ یہ انکشاف بعد میں ہوا کہ اقوام متحدہ کی تفتیشی ٹیم کو عراقی حیاتیاتی جنگ کے پروگرام کی جانچ پڑتال کے دوران جو قابل اعتراض مواد ملا تھا اور جسے انہوں نے ختم کیا تھا وہ بالکل وہی تھا جو امریکہ نے عراق کو برآمد کیا تھا۔

رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امریکہ نے عراق کو مزید جو کچھ برآمد کیا ان میں کیمیائی جنگی ہتھیاروں کے علاوہ کیمیائی و حیاتیاتی جنگ کے منصوبے' پیداواری سہولیات اور کیمیائی مواد بھرنے کے آلات بھی شامل ہے۔

یہ برآمدات کم از کم 28 نومبر 1989ء تک جاری رہیں یہ حقیقت جاننے کے باوجود کہ عراق ایران کے ساتھ جنگ کے دوران تقریباً 80ء کی دہائی کے آغاز سے ایرانیوں' کردوں اور شیعوں کے خلاف کیمیائی اور حیاتیاتی حملوں میں مصروف ہے۔ یقیناً یہ سوچا جا سکتا ہے کہ یہ امریکہ کی خواہش ہی تھی کہ عراق ایران کے خلاف کیمیائی و حیاتیاتی ہتھیار استعمال کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقت کو سلام

خلیج کی جنگ کے بعد 1992ء سے 1998ء کا عرصہ خاصا توجہ طلب ہے جب امریکہ اقوام متحدہ کے ذریعہ عراق پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ وہ انسانیت کو تباہ کرنے والے ہتھیاروں کے معائنہ کی مکمل اجازت دے اور کوئی بھی عمارت یا ڈھانچہ اس جانچ پڑتال سے رہ نہ جائے۔ عراقی حکومت کی یہ خواہش کہ کچھ جگہوں کو معائنہ سے الگ رکھا جائے امریکی افسران اور ذرائع ابلاغ کی جانب سے یکسر مسترد کر دی گئی کیونکہ اس معاملہ میں ان کے لیے دلچسپی کا خاصا سامان تھا۔

''صدام کیا چھپانا چاہتا ہے؟'' اس حوالے سے ان کی جانب سے خاصے معنی خیز رویہ کا اظہار کیا جا رہا تھا۔

مئی 1997ء میں امریکی سینٹ نے ایک بین الاقوامی معاہدہ ''کیمیاوی ہتھیاروں کی پیداوار' انہیں بڑھانے' ذخیرہ کرنے اور ان کے استعمال اور اس سے ہونے والی تباہی پر پابندی کنونشن'' (کیمیکل کنونشن) کے نفاذ کے لیے ایک ایکٹ پاس کیا۔ چار سال قبل قائم ہونے والے اس معاہدہ کی اس عرصہ کے دوران سو سے زائد ممالک توثیق کر چکے تھے مگر سینٹ اسے منظور کرنے سے قبل ایک ترمیم کرنے پر مصر تھی جس کی شمولیت کے بعد اس کے نفاذ کا حکمنامہ جاری ہو گیا۔

سینٹ کی ترمیم' سیکشن 307 یہ شرط عائد کرتی ہے کہ ''اگر صدر کسی معائنہ کو امریکی مفادات اور قومی سلامتی کے لیے خطرہ سمجھتا ہے تو وہ امریکہ میں ایسے کسی بھی معائنہ کی اجازت دینے سے انکار کر سکتا ہے۔''

صدر صدام حسین نے عراق کے لیے اس سے زیادہ تو کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔

ذرا اندازہ کیجئے کہ سینٹ کی اس ترمیم کے ذریعہ وہائٹ ہاؤس' پینٹا گون وغیرہ کو ایسی تمام پابندیوں سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک امریکی کرنل نے صدام حسین کے صدارتی محلات اور خود اس کی حفاظت پر مامور فوجی یونٹ کے معائنہ کا مطالبہ کیا تو صدر صدام نے سینٹ کی اسی ترمیم کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے بلاتعصب نفاذ پر اصرار کیا۔

مزید برآں یہ ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ کچھ جگہوں کے معائنے کی اجازت نہ دینے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملہ میں صدام حسین حق بجانب تھا۔ اس حوالے سے اسے خودسر اور ضدی قرار دینا درست نہیں۔ یہ انکشاف کافی عرصہ بعد ہوا کہ امریکہ معائنہ کرنے والی ٹیم کے ارکان کو ٹیپ ریکارڈر کی قسم کے آلات دے کر بھیجتا تھا کہ معائنہ کے دوران جہاں ممکن ہو انہیں نصب کر دیا جائے۔

یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قابل توجہ ہے کہ ''کیمیکل کنونشن'' کے ابتدائی ڈیڑھ سال کے تفصیلی مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کنونشن کے احکامات کی تعمیل کے حوالے سے امریکہ کا ریکارڈ بالکل تاریک ہے جو کہ دنیا کی دیگر اقوام کے لیے نہایت افسوسناک مثال ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ سوم

امریکہ کی بدمعاشیاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 17

بعنوان اگلے صفحہ پر

دنیا بھر میں امریکی مداخلت کاریاں

(1945ء سے زمانہ حال تک)

دوسری جنگ عظیم کے بعد سے آج تک دنیا بھر میں جاری امریکی مداخلت کاریوں کی تفصیل ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔ اس میں مداخلتوں کے وہ مزید کیس بھی شامل کیے گئے ہیں جو مصنف کی کتاب "Killing Hope : U.S. Military and CIA interveutions since world war II. میں نہیں ہیں۔

مزید تفصیلات کی خاطر مذکورہ کتاب کا مطالعہ کیجئے تا کہ ان مداخلتوں اور ذرائع کا علم ہو سکے جن کا یہاں ذکر نہیں کیا گیا)

سلطنت روم

> ''دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں تھا جہاں کوئی مفادات خطرے میں نہ تھے یا کسی حملے کا خطرہ نہ تھا۔ اگر براہ راست روم کے مفادات نہیں تھے تو اس کے کسی حلیف کے تھے اور اگر کوئی حلیف ہی نہیں تھا تو حلیف پیدا کیے جا سکتے تھے۔ جب ایسے مفاد کو حیلہ بنانا قطعی ناممکن ہو جاتا تو پھر قومی عظمت کی توہین کو جواز بنایا جاتا۔ لڑائی ہمیشہ قانون کے دائرے میں لڑی گئی۔ روم پر ہمیشہ شیطان صفت ہمسایوں نے حملہ کیا...... پوری دنیا دشمنوں سے بھری ہوئی تھی اور ان کے جارحانہ عزائم سے محفوظ رہنا روم کی ذمہ داری تھی......''

وہ معاملات جن کا یہاں پہلے ہی ذکر کیا جا چکا ہے ان میں سے بہت کم ایسے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو فتوحات والی جنگوں کے پختہ مقاصد کی وضاحت کر سکیں۔ ہمارے خیال میں وہاں نہ تو کوئی جنگجو قوم تھی نہ ہی آغاز میں فوجی خود مختاری یا فوجی طرز کی حامل طبقہ اشرافیہ کی حکومت تھی۔ بس یہ سمجھ لیں کہ محض اپنے مفادات کے حصول کی خاطر وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔"

(جوزف شمپیٹر 1919ء)

"آج امریکہ اپنے وسیع مفادات کے تحفظ کی خاطر عالمی سطح پر انقلاب مخالف تحریک کا سربراہ بنا ہوا ہے۔ آج وہ بھی انہی مقاصد کے حصول کے لیے کھڑا ہے جن کی خاطر روم کھڑا ہوا تھا۔ روم نے اپنے زیر اثر ممالک میں غریبوں کے خلاف امیروں کی دل کھول کر مدد کی۔ غریب ہمیشہ سے ہی امیروں کے مقابلہ میں تعداد میں زیادہ ہوتے ہیں اور روم کی پالیسی اس اکثریت کے لیے عدم مساوات اور ناانصافی پر مبنی رہی۔"

(آرنلڈ ٹوائن بی' 1961ء)

سلطنت امریکہ

جلد ہی آپ کے کسی نزدیکی ملک میں قائم ہونے والی ہے۔

چین' 1945ء

دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر امریکہ نے خانہ جنگی میں مداخلت کرتے ہوئے ماؤزے تنگ کے اشتراکیوں کے خلاف چیانگ کائی شیک کے قوم پرستوں کا ساتھ دیا حالانکہ جنگ کے دوران اشتراکی امریکہ کے نہایت قریبی حلیف تھے۔ ستم بالائے ستم امریکہ نے شکست خوردہ جاپانی سپاہیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ شکست کے بعد 1949ء میں بہت سے قوم پرست سپاہیوں نے شمالی برما میں پناہ لے لی جہاں سی آئی اے نے انہیں ایک بار پھر اکٹھا کیا' ان کے ساتھ ایشیاء کے مختلف مقامات سے رنگروٹوں کو بھرتی کیا اور بھاری تعداد میں اسلحہ اور جہاز فراہم کیے۔

50ء کی دہائی کے آغاز میں اس فوج نے چین کو بے شمار حملوں کا نشانہ بنایا' ایک وقت میں ہزاروں دستے سی آئی اے کی سربراہی میں کارروائیاں کر رہے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس 1947ء

جرمنوں سے اشتراک کر لینے والے فرانسیسیوں کے برخلاف اشتراکی پارٹی کے ارکان نے دوران جنگ لڑائی میں حصہ لیا تھا۔ جنگ کے بعد اشتراکیوں نے قانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے سیاسی میدان میں مقابلہ کرنے کے لیے مضبوط مزدور تنظیمیں قائم کیں مگر امریکہ نے انہیں تسلیم نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے بعض تنظیمیں فرانسیسی فوجوں کو جو امریکہ کی مدد سے اپنی سابقہ نوآبادی ویتنام کو دوبارہ فتح کرنے کی کوشش کر رہی تھیں ہتھیاروں کی فراہمی روکنے کے لیے اقدامات کر رہی تھیں۔ امریکہ نے اشتراکیوں کی سب سے بڑی مخالف سوشلسٹ پارٹی کو بڑی بڑی رقمیں فراہم کیں' کمیونسٹ پارٹی کی یونین کی برتری ختم کرنے کے لیے امریکن فیڈریشن آف لیبر کے ماہرین بھیجے گئے' اشتراکیوں کی ہڑتالوں کا توڑ کرنے کے لیے اٹلی سے افرادی قوت منگوائی گئی' بدمعاش گروہوں کو اسلحہ اور پیسہ فراہم کیا گیا' جماعت کے دفاتر جلائے گئے' جماعت کے اراکین اور ہڑتال کرنے والوں کے ساتھ مارپیٹ کی گئی اور کئی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' نفسیاتی جنگ کے ماہرین پر مشتمل ٹیمیں بھیجی گئیں جن کا کام ان تمام اقدامات کو عوام کے بہترین مفاد میں قرار دینا' ان پرواہ واہ کرنا اور ساتھ ساتھ امداد اور خوراک کی فراہمی روک دینے کی دھمکیاں دینا تھا۔ یہ سب کچھ کمیونسٹ پارٹی کی شہرت کو نقصان پہنچانے اور ان کی حمایت ختم کرنے کے لیے تھا جس میں انہیں حسب خواہش کامیابی حاصل ہوئی۔

ان خفیہ کارروائیوں پر خرچ ہونے والی رقم کا ایک حصہ مارشل پلان کے فنڈز سے آیا تھا جس نے 1948ء میں اٹلی کے انتخابات میں دھاندلی کے ذریعہ حسب منشا نتائج کے حصول کے لیے دل کھول کر مدد کی (اس بارے میں تفصیل آگے آئے گی) اور ایسی خفیہ کارروائیوں کے لیے ایک ایجنسی قائم کی جو بعد میں سی آئی اے میں مدغم ہوگئی۔ یہ مارشل پلان کے چند پوشیدہ ''کارنامے'' ہیں جو کہ عرصہ دراز تک دنیا کے لیے امریکہ کی خیر خواہی اور بے لوث خدمت کی سنہری مثال بنے رہے۔

یہی وہ وقت تھا جب امریکہ فرانسیسی حکومت پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ وہ اپنے اشتراکی وزراء کو برخاست کر دے ورنہ اس کی اقتصادی امداد بند کر دی جائے گی۔ وزیراعظم پاؤل راما

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دائر نے اس صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''ہماری تھوڑی بہت آزادی بھی ہر قرضے کے ساتھ رخصت ہو رہی ہے۔''

مارشل آئی لینڈز 58-1946ء

سرد جنگ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے امریکہ نے درجنوں بین البراعظمی بیلسٹک میزائل اور ایٹم بموں کی تنصیب کے ساتھ ساتھ دیگر ایٹمی تجربات کے لیے ان جزائر کے رہائشیوں کو زبردستی یہاں سے نکال کر غیر آباد جزیروں میں رہائش پذیر ہونے پر مجبور کیا سب سے زیادہ ظلم بکنی ایٹول کے رہائشیوں کے ساتھ ہوا۔ 1968ء میں جانسن انتظامیہ کی جانب سے بکینی کے سابقہ رہائشیوں کو بتایا گیا کہ ان کے جزیرہ کو صاف کر دیا گیا ہے اور اب وہ رہائش کے لیے محفوظ ہے۔ ان میں سے بہت سے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ بعد میں انہیں بتایا گیا کہ انہیں یہاں بھیجنے کا مقصد تابکاری اثرات کا اندازہ کرنا تھا۔ جب ان پر تجربہ مکمل ہو گیا تو انہیں دوبارہ یہ جگہ چھوڑ دینے کو کہا گیا۔ 1983ء میں ایک بار پھر امریکی محکمہ داخلہ نے اعلان کیا کہ جزیرے کے باسی فوری طور پر واپس اپنے گھروں کو جا سکتے ہیں مگر اکیسویں صدی کے آخر تک اپنی زمین پر اگی ہوئی فصل نہیں کھا سکتے۔ پس ان میں سے کسی نے واپس جانے کا سوچا تک نہیں۔

اٹلی' 1947ء سے 70ء کی دہائی تک

1947ء میں امریکہ نے اٹلی کی حکومت پر شدید دباؤ ڈالا کہ وہ کابینہ کے کمیونسٹ اور سوشلسٹ ارکان کو برخاست کر دے ورنہ اس کی اقتصادی امداد بند کر دی جائے گی۔ اس سے اگلے سال اور پھر اگلی کئی دہائیوں تک عام انتخابات میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ جماعتوں کا اتحاد ہوتا یا پھر کمیونسٹ جماعت تنہا ہی امریکہ کی حمایت یافتہ عیسائی جمہوریت پسند جماعت کے لیے خطرہ بنتی رہی۔ سی آئی اے نے ہر (غلیظ) طریقہ اختیار کیا اور اٹلی کے عوام پر سیاسی' اقتصادی اور نفسیاتی جنگ کے تمام حربے استعمال کئے اس کے ساتھ ساتھ عیسائی جمہوریت پسند جماعت کے امیدواروں کو خفیہ طور پر دل کھول کر مالی امداد فراہم کی۔ جس نے انہیں کامیابی دلائی۔ ایک بار نہیں بار بار اس طریقہ پر عمل کیا گیا اور بار بار کامیابی حاصل کی گئی۔ جمہوریت کی روح کے منافی یہ تمام اقدامات اٹلی میں ''جمہوریت کے تحفظ'' کے نام پر کئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے۔کئی امریکی کارپوریشنوں نے بھی بائیں بازو کی جماعت کو اقتدار سے باہر رکھنے کے لیے لاکھوں ڈالرز کی امداد کے ذریعہ اپنی حکومت سے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔

یونان 1947-49ء

امریکہ نے خانہ جنگی میں مداخلت کرتے ہوئے بائیں بازو کے یونانیوں کے خلاف فاشسٹوں کا ساتھ دیا۔ حالانکہ بائیں بازو کے یونانی نازیوں کے خلاف نہایت جرأتمندی سے لڑے تھے۔ فاشسٹوں کی کامیابی کے ساتھ ظالم حکومت برسراقتدار آ گئی جس کے لیے سی آئی اے نے داخلی سلامتی کی تنظیم قائم کی۔ اگلے پندرہ برس تک یونان امریکہ کے اشاروں پر ناچنے والا ملک بنا رہا۔

فلپائن 1945-53ء

امریکہ نے بائیں بازو کی ہک فوجوں کے خلاف اس وقت لڑائی شروع کی جبکہ ابھی وہ جنگ عظیم میں جاپانی حملہ آوروں کے خلاف برسرپیکار تھیں۔ جنگ کے بعد امریکہ نے فلپائن کی مسلح افواج کو ہکس کے خلاف لڑائی جاری رکھنے کے لیے منظم کیا اور بالآخر انہیں شکست دے کر ان کی اصلاحی تحریک کو کچل دیا۔ سی آئی اے نے عام انتخابات میں مداخلت کرتے ہوئے صدارتی امیدواروں کے لیے کٹھ پتلیوں کی وسیع قطار کھڑی کر دی جن میں سے فرڈیننڈ مارکوس کے نام قرعہ نکلا اور اس کے نتیجہ میں وہ طویل آمرانہ حکومت قائم ہوئی جس کا طرہ امتیاز تشدد تھا۔

کوریا 1945-53ء

جنگ عظیم دوم کے بعد امریکہ نے دوران جنگ اپنی حلیف ترقی پسند عوامی تنظیموں کو بزور طاقت دباتے ہوئے ان کے خلاف ان قدامت پرستوں کا ساتھ دیا جو جاپانیوں کے معاون رہے تھے۔ نتیجتاً شمالی اور جنوبی کوریا کو یکجا کرنے کے بہترین مواقع ضائع کر دیئے گئے۔ اس کے بعد جنوب میں بددیانت، رجعت پسند اور سنگدل حکومتوں کا دور شروع ہوا اور 1950-53ء کے دوران کوریائی جنگ میں بڑے پیمانے پر امریکی فوج کی مداخلت اور جنگی جرائم کا سلسلہ عمل میں آیا۔ شمالی کوریا کے جنوبی کوریا پر حملے کو تو محض بہانہ بنایا گیا تھا حالانکہ امریکی فوجوں نے یہاں جو کچھ کیا اس کا اس سارے معاملہ سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا پر یہ ظاہر کیا جاتا رہا کہ مظلوم کی مدد کی جا رہی ہے۔

1999ء میں یہ بات ہمارے علم میں آئی کہ جنگ شروع ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد امریکی سپاہیوں نے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے سینکڑوں نہتے، بے گناہ اور بے یارو مددگار شہریوں کو بلاوجہ مار ڈالا۔ ایسے ہی بے شمار واقعات میں سے کچھ میں سینکڑوں معصوم شہری اس وقت مارے گئے جب امریکہ نے قصداً وہ پل نذر آتش کر دیئے جن پر سے وہ گذر رہے تھے۔

البانیہ 1949-53ء

امریکہ اور برطانیہ نے البانیہ میں کمیونسٹ حکومت کا تختہ الٹ کر مغرب کی حامی حکومت کا قیام عمل میں لانے کے لیے بڑی تعداد میں غیر ملکی گوریلے ملک میں داخل کر دیئے حالانکہ یہاں اکثریت شاہ پرست، اٹلی کے فاشسٹ اور نازیوں کی مددگار تھی۔ سینکڑوں غیر ملکی گوریلے یا تو ہلاک ہو گئے یا پھر جیلوں میں ڈال دیئے گئے۔

مشرقی یورپ 1948-56ء

سی آئی اے کے سربراہ ''ایلن ڈیولس'' نے شطرنج کی ایک شاندار چال چلتے ہوئے پولینڈ کے ایک اعلیٰ افسر دفاع ''جوزف سوئیلو'' کو اُکسایا کہ وہ متنازعہ امریکی ''نوئیل فیلڈ'' کو استعمال کرتے ہوئے مشرقی یورپ میں قومی سلامتی کی انتظامیہ کے اہلکاروں میں شدید احساس برتری، خود کو بہت کچھ سمجھنے کا جنون پیدا کر دے۔ اس کے نتیجہ میں بریت کے لیے بے شمار مقدمے ہوئے، ہزاروں گرفتاریاں اور قیود عمل میں آئیں اور کم از کم سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے۔

جرمنی 50ء کی دہائی

سی آئی اے نے مشرقی جرمنی میں وسیع پیمانے پر توڑ پھوڑ، دہشت گردی، اور آخری حد تک غلیظ کارروائیوں کا بازار گرم کرنے کے ساتھ ساتھ نفسیاتی جنگ کے ہر ممکن حربے آزمائے۔ 1961ء میں دیوار برلن کی تعمیر کی بہت سی وجوہات میں سے یہ ایک نہایت اہم سبب تھا۔

امریکہ نے جرمنی میں ایک خفیہ شہری فوج بھی تشکیل دی جس نے ان 200 اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماجی جمہوریت پسندوں، 15 اشتراکیوں اور بے شمار دیگر اہم افراد پر مشتمل ایک فہرست تیار کی جنہیں سوویت حملے کی صورت میں ''راستے سے ہٹانا'' تھا۔

اس خفیہ فوج کی طرح کی کئی تنظیمیں پورے مشرقی یورپ میں موجود تھیں جو کہ ''آپریشن گلیڈیو'' کا حصہ تھیں۔ ''آپریشن گلیڈیو'' سی آئی اے اور دیگر خفیہ اداروں کا تیار کردہ تھا جو کہ اپنی کارروائیوں کے بارے میں کسی ریاست کے قانون کے سامنے جوابدہ نہیں تھا۔ 1949ء میں نیٹو کے قیام کے بعد یہ اس کے زیر اثر آ گیا۔ ''گلیڈیٹرز'' نے یورپ میں دہشت گردی کی بے شمار کارروائیاں کی جن میں سے ایک اہم بولوگنہ ریلوے سٹیشن پر بم دھماکہ کی کارروائی تھی جس میں 86 افراد ہلاک ہوئے۔ دہشت گردی کی ان کارروائیوں کا مقصد یہ تھا کہ ان کا الزام بائیں بازو کی جماعت پر دھر کے سوویت جارحیت کے خلاف عوامی اشتعال میں اضافہ کیا جائے اور اس کے ذریعہ بائیں بازو کے انتخابی امیدواروں کو نقصان پہنچایا جائے۔ نیٹو کو یہ خوف تھا کہ اگر اس کے کسی رکن ملک میں بائیں بازو کی حکومت قائم ہو گئی تو وہ ایسی قانون سازی کر سکتی ہے جو اس ملک میں نیٹو کے اڈوں اور کارروائیوں کے لیے خطرہ ثابت ہو گی۔

ایران 1953ء

امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ کارروائی کے نتیجہ میں وزیر اعظم مصدق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ مصدق پارلیمنٹ میں بھاری اکثریت کے نتیجہ میں وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہوا تھا مگر بدقسمتی سے اس سے ایک ایسی غلطی ہو گئی جو اس کی حکومت کے خاتمے کا باعث بنی وہ غلطی یہ تھی کہ اس نے ایران میں کام کرنے والی ایک برطانوی ملکیتی تیل کمپنی کو قومیانے کی تحریک شروع کر دی تھی۔ مصدق حکومت کے خلاف انقلاب کے نتیجہ میں شاہ کو دوبارہ مکمل اختیارات سونپ دیئے گئے اور جبر و تشدد کے 25 سالہ دور کا آغاز ہو گیا جبکہ تیل کی صنعت دوبارہ غیر ملکی ملکیت میں دے دی گئی جس میں سے برطانیہ اور امریکہ ہر ایک نے 40 فیصد حصہ حاصل کیا۔

گوئٹے مالا 1953ء سے 90ء کی دہائی تک

مزاح نگار ڈیو بیری نے موزو نظریہ کو مندرجہ ذیل تین سادہ سے نکات میں سمیٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے۔

1۔ اس کرۂ ارض پر دوسری قوموں کو کسی قوم کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

2۔ مگر ہمیں ہے۔

3۔ ہاہاہا۔

جیک آربنیز کی جمہوری بنیادوں پر منتخب ترقی پسند حکومت کا تختہ' سی آئی اے کے منظم شدہ انقلاب کے ذریعہ الٹا اور اس کے بعد 40سال پر مشتمل فوجی دور حکومت کا آغاز ہوا۔ قاتل ٹولے کے برسراقتدار آتے ہی تشدد' اغوا' پھانسیوں اور ناقابل تصور ظلم وستم کا بازار گرم ہو گیا جس میں 200,000سے زائد افراد متاثر ہوئے۔ بغیر کسی اختلاف کے اسے بیسویں صدی کا غیر انسانی دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ کئی سالوں بعد اس فوجی انقلاب کا جواز یہ پیش کیا گیا کہ گوئٹے مالا سوویت یونین کے قبضہ میں جانے والا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ روسیوں کو اس ملک میں اتنی دلچسپی بھی نہیں تھی کہ اس کے ساتھ سفارتی تعلقات ہی رکھتے۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ آربنیز نے امریکہ کی ایک فرم یونائیٹڈ فروٹ کمپنی جس کے امریکی ایوان اقتدار میں نہایت قریبی تعلقات تھے کی غیر کاشت شدہ اراضی حکومتی تحویل میں لے لی تھی۔ مزید برآں امریکہ کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ کہیں گوئٹے مالا کی سماجی جمہوریت کی طرز کی حکومت لاطینی امریکہ کے دیگر ممالک میں بھی نہ پھیل جائے۔

1996ء میں حکومت اور باغیوں کے درمیان ہونے والے ''امن'' معاہدہ کے باوجود گوئٹے مالا میں انسانی حقوق کے احترام کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ یونین کے اراکین اور دیگر مخالفین کی ہلاکتوں کا سلسلہ مستقل طور پر جاری ہے' تشدد کی کارروائیاں دن بدن شدت اختیار کرتی جارہی ہیں' نچلا طبقہ آج بھی ہمیشہ کی طرح پس رہا ہے' فوج کو آج بھی ایک بھیانک ادارہ کی حیثیت حاصل ہے' امریکہ مستقل طور پر گوئٹے مالا کی فوج کو مسلح کرنے اور تربیت دینے میں مصروف ہے اس کے ساتھ ساتھ فوجی مشقیں بھی جاری ہیں اور اس ''امن معاہدہ'' کی بنیادی شرط یعنی فوجی اصلاحات اب تک نہیں کی گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوسٹاریکا' 50ء کی دہائی کا وسط اور 71-1970ء

آزاد خیال امریکی سیاسی رہنماؤں کے نزدیک صدر جوزفگیورز ایک ہمہ صفت ''آزاد خیال جمہوریت پسند'' تھا۔ اس کا سیاستدانوں کی اس قسم سے تعلق تھا جنہیں نہ صرف یہ کہ امریکہ خود پسند کرتا ہے بلکہ چاہتا ہے کہ دنیا بھی انہیں پسند کرے۔ سیاستدانوں کی یہ قسم فوجی آمروں سے بھی زیادہ امریکی خارجہ پالیسی کی فطری مقلد ہوتی ہے۔ اس کے باوجود امریکہ نے فلگیورز کا 50ء کی دہائی میں اور غالباً 70ء کی دہائی میں بھی جب وہ دوسری بار صدر بنا تھا تختہ الٹنے کی اور دوبار اسکو خفیہ طور پر قتل کرانے کی کوشش کی۔ اس کی وجہ کیا تھی؟ ایک تو یہ کہ فیگورز بائیں بازو کے لیے سخت ثابت نہیں ہوا اسکے دور میں کوسٹاریکا' سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے والا وسطی امریکہ کا پہلا ملک بن گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ مختلف مواقع پر امریکی خارجہ پالیسی پر کھلے عام اعتراضات کرنے لگا تھا جیسے کہ جنگلی سوئر بھونکتے ہیں۔

مشرق وسطیٰ 58-1956ء

آئزن ہاور نظریہ کے مطابق ''اگر مشرق وسطیٰ کا کوئی ملک کسی ایسے ملک کی مسلح جارحیت کے خلاف جو بین الاقوامی اشتراکیت کے زیر اثر ہو امریکہ سے مدد کی درخواست کرتا ہے تو امریکہ اسے مسلح فوجی امداد فراہم کرنے کیلئے تیار ہے۔'' آسان الفاظ میں اسے یوں کہہ لیجئے کہ امریکہ کے سوا کسی کو برتری کی یا مشرق وسطیٰ اور اس کے تیل کے ذخائر کی طرف دیکھنے کی بھی یا اس پر اثر انداز ہونے کی قطعی اجازت نہیں دی جائے گی اور اگر کسی نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اسے ''اشتراکی'' قرار دے دیا جائے گا۔ اس پالیسی کے عین مطابق امریکہ نے دوبار شام کی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی' اردن اور لبنان میں امریکہ کی حمایت یافتہ حکومتوں کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں کو کچلنے اور انہیں خوفزدہ کرنے کے لیے بحیرہ روم میں طاقت کے کئی مظاہرے کئے' لبنان میں 14 ہزار فوجی دستے اتارے اور مصر کے صدر ناصر کی حکومت کا تختہ الٹنے اور ان کے خفیہ قتل کی سازشیں تیار کی گئیں کیونکہ انکی عرب قوم پرستی امریکہ کے لیے مصیبت بن گئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انڈونیشیا 58-1957ء

صدر ناصر کی طرح سوئیکارنو بھی تیسری دنیا کے رہنماؤں کی اس قسم سے تعلق رکھتا تھا جو امریکہ کے لیے کسی طور قابل برداشت نہیں۔ ایک قوم پرست جو سرد جنگ کے دوران نہایت سنجیدگی سے غیر جانبدارانہ پالیسی پر عمل پیرا رہا۔ جس نے امریکہ کے ساتھ ساتھ چین اور سوویت یونین کے دورے بھی کیے' جس نے ایک سابقہ نوآبادیاتی طاقت ہالینڈ کی کئی نجی ملکیتیں قومیالیں اور انڈونیشیا کی کمیونسٹ پارٹی پر پابندی عائد کرنے سے صاف انکار کر دیا جو قانونی دائرہ میں اپنے امور سرانجام دے رہی تھی اور انتخابی حلقوں میں قابل قدر حیثیت کی حامل تھی۔ سوئیکارنو کی یہ پالیسیاں امریکہ کے لیے شدید خطرہ کا باعث بن رہی تھیں کیونکہ یہ تیسری دنیا کے دیگر ممالک کو بھی ''غلط راہ'' پر ڈال سکتی تھیں یہی وجہ ہے اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے سی آئی اے نے انتخابات میں حسب منشاء نتائج کے لیے پیسہ پانی کی طرح بہانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سوئیکارنو کے خفیہ قتل کی سازشیں تیار کی گئیں' اسے جعلی جنسی فلم کے ذریعہ بلیک میل کرنے کی کوشش کی گئی اور حکومت کے خلاف پوری قوت کے ساتھ جنگ لڑنے کے لیے مخالف فوجی افسران کو ساتھ ملایا گیا اس میں امریکی پائلٹوں کی طرف سے ہونے والی بمباری بھی شامل تھی مگر سوئیکارنو اِن سب سے محفوظ رہا۔

ہیٹی 1959ء

ہیٹی کے بدنام زمانہ آمر فرینکوئس ڈوویلیئر کے فوجی دستوں کی تربیت پر مامور امریکی فوجی مشن نے کیوبا اور دیگر لاطینی امریکیوں کے حمایت یافتہ ہیٹی کے چھوٹے سے گروپ کی جانب سے ڈوویلیئر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کو ناکام بنانے کے لیے اپنی فضائی' بحری اور بری طاقت کا بھرپور استعمال کیا۔

مغربی یورپ 50ء سے 60ء کی دہائی

دو دہائیوں تک سی آئی اے نے امریکی فلاحی تنظیموں' خیراتی اداروں اور اسی طرح کے دیگر اداروں کے ذریعہ جن میں کچھ سی آئی اے کے اپنے منظم کردہ تھے پورے مغربی یورپ کی تنظیموں کو خفیہ طور پر رقم کی فراہمی کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس خفیہ امداد سے فائدہ اٹھانے والی سیاسی جماعتیں' جرائد' خبررساں ادارے' صحافی' مختلف النوع یونین' مزدور تنظیمیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلباء نوجوانوں کی تنظیمیں وکلاء ایسوسی ایشنز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ادارے بظاہر آزاد تھے مگر حقیقت میں وہ امریکہ کے خدمت گار تھے جو سرد جنگ کے دوران اپنی اپنی سطح پر امریکہ کے اشتراکیت مخالف ایجنڈا پر نہ صرف عمل پیرا تھے بلکہ اس کے فروغ کے لیے نہایت تندہی سے مصروف عمل تھے۔ ایک ایسا ایجنڈا جس نے فوج کے زیر اثر اور متحدہ مغربی یورپ کو بھی شامل کر لیا تھا۔ پھر مغربی یورپ صرف امریکہ حلیف ہی نہیں بنا بلکہ اس کے زیر اثر آ گیا اور فرضی سوویت خطرے سے نمٹنے کے لیے مشترکہ منڈی اور نیٹو کو پناہ گاہ تسلیم کرتے ہوئے ان کی حمایت شروع کر دی۔

برطانوی گیانا 1953-54ء

امریکہ اور برطانیہ نے مل کر جمہوری طور پر منتخب رہنما چیڈی جگن کی زندگی اس حد تک اجیران کر دی کہ بالآخر اسے اقتدار سے علیحدہ ہونا پڑا۔ (تفصیلات کے لیے انتخابات والا باب ملاحظہ فرمائیے) جگن کا شمار بھی تیسری دنیا کے ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جنہوں نے خود مختار اور غیر جانبدار رہنے کی پالیسی اپنا کر امریکہ کے لیے مستقل پریشانی اور خطرہ کی صورتحال پیدا کر دی تھی۔ اس نے امریکہ کے غضب کو للکارنے کی کوشش کی تھی۔ اگرچہ وہ بائیں بازو سے تعلق رکھتا تھا اور سوئیکارنو اور آربینز سے بھی زیادہ سخت نظریات کا مالک تھا مگر اس کی حکومتی پالیسیاں انقلابی نہیں تھیں۔ اس کے باوجود وہ امریکہ کے لیے مستقل خطرہ تھا' ایک ایسا ہدف جو مستقبل میں خطرناک صورتحال پیدا کر سکتا تھا۔ وہ سامراجیت کے مقابلہ میں ایک ایسے معاشرہ کی تشکیل کر رہا تھا جو آنے والے وقت میں بہترین اور کامیاب ترین نظام ثابت ہو سکتا تھا اور حقیقتاً سامراجیت کے مقابلہ میں اس کے تشکیل کردہ نظام معاشرت کو ترجیح دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ جان ایف کینیڈی نے بذات خود اس کی حکومت کے خاتمہ کا حکم دیا اس سے قبل صدر آئزن ہاور نے بھی ایسا ہی حکم صادر کیا تھا۔

گھیانا جو جگن کے دور میں اس علاقہ کے خوشحال ممالک میں سے ایک تھا۔ 80ء کی دہائی تک غریب ترین ممالک کی فہرست میں شامل ہو چکا تھا اور اس کی سبب سے بڑی برآمد اس کے شہری بن گئے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

عراق 1958-63ء

جولائی 1958ء میں جنرل عبدالکریم قاسم نے بادشاہت کا تختہ اُلٹ کے عوامی حکومت قائم کر دی۔ گو کہ وہ اصلاحات کا حامی تھا مگر کسی لحاظ سے بھی انتہا پسند نہیں تھا۔ البتہ اس کے اقدامات نے عوام الناس میں انقلابی جوش و خروش پیدا کر دیا اور عراقی کمیونسٹ پارٹی کا زور بے حد بڑھ گیا۔ اسی سال اپریل میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر ایلن ڈیوس نے کانگریس کے سامنے حسب عادت بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''عراق کے اشتراکی بعث مکمل طور پر حکومت پر قابض ہونے ہی والے ہیں اور اس وقت عراق دنیا بھر میں سب سے زیادہ خطرناک صورتحال سے دوچار ہے۔'' جبکہ حقیقت یہ تھی کہ قاسم سرد جنگ کے دوران غیر جانبدارانہ کردار ادا کر رہا تھا اور اشتراکیت مخالف پالیسیوں کو جاری رکھے ہوئے تھا۔ انہیں نہ تو اس نے اپنی کابینہ میں نمائندگی دی تھی، نہ ہی مکمل قانونی حیثیت حالانکہ وہ ان دونوں اقدامات کے شدت سے خواہشمند تھے۔ وہ اشتراکیوں کو علیحدہ رکھتے ہوئے دیگر نظریاتی گروہوں کی مدد سے اقتدار کو قائم رکھے ہوئے تھا۔

1958ء کے انقلاب کے فوری بعد امریکہ کے جوائنٹ چیفس آف سٹاف نے امریکہ اور ترکی کے مشترکہ حملے کا ایک خفیہ منصوبہ تیار کر لیا تھا۔ کہا جاتا ہے سوویت یونین کی جانب سے عراق کی حمایت کی دھمکی نے امریکہ کو اس منصوبہ پر عملدرآمد نہیں کرنے دیا۔ مگر دوسری چال چلتے ہوئے 1960ء میں امریکہ نے کرد گوریلوں کی مالی امداد شروع کر دی جو اختیارات کے حصول کی لڑائی میں مصروف تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سی آئی اے نے قاسم کے خفیہ قتل کی کوشش بھی کی جو ناکام رہی۔

عراقی رہنما نے اس وقت تو خود کو بالکل ہی توپ کے دہانے پر بٹھا دیا جب اسی سال اس نے تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم (اوپیک) کی تشکیل میں مدد کی۔ یہ وہ تنظیم تھی جس نے عربوں کے تیل پر چلنے والی مغربی تیل کمپنیوں کی اجارہ داری کو چیلنج کیا تھا اور 1962ء میں تو قاسم نے قومی تیل سے استفادہ کرنے کے لیے قومی تیل کمپنی قائم کر کے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔

فروری 1963ء میں قاسم نے فرانسیسی اخبار ''لی مونڈے'' کو بتایا کہ امریکہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے خاصے کھلے الفاظ میں دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو عراق کے خلاف پابندیاں عائد کردی جائیں گی...... دراصل سامراجیوں (امریکہ اور برطانیہ) کے ساتھ ہماری مشکلات کا آغاز اسی روز سے ہوگیا تھا جب ہم نے کویت پر اپنے قانونی حق کا دعویٰ کیا تھا۔'' (مشرق وسطیٰ کے تیل کی دولت پر قابض ہونے کی امریکی و برطانوی خواہش کے سلسلہ میں کویت کو بنیادی حیثیت حاصل تھی) قاسم کے اس بیان کے شائع ہونے کے محض چند دن بعد ایک انقلاب کے ذریعہ اس کا تختہ الٹ دیا گیا اور نہایت مختصر کارروائی کے بعد اسے پھانسی دے دی گئی جبکہ ہزاروں کی تعداد میں اشتراکی ہلاک کردیئے گئے۔ اس کارروائی کے فوری بعد وزارت خارجہ نے پریس کو بتایا کہ ''یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ نئی حکومت بین الاقوامی معاہدوں کی تعظیم کرے گی اور وہ عراق کی سب سے بڑی تیل کی کمپنی کو جس کا ایک بڑا حصہ امریکہ کی ملکیت ہے قومیانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔'' اس نئی حکومت نے کم از کم اس وقت تو کویت پر اپنے دعویٰ کے حوالے سے بھی خاموشی اختیار کرلی تھی۔

بعدازاں برطانوی کابینہ کی 1963ء کی دستاویز کے ذریعہ انکشافات ہوئے کہ اس انقلاب کے پیچھے برطانیہ اور سی آئی اے تھے۔

سوویت یونین 40ء سے 60ء کی دہائی

امریکہ نے بے شمار جلاوطن روسیوں کو ان مقاصد کے حصول کے لیے سوویت یونین میں داخل کیا کہ وہ فوجی اور تکنیکی اڈوں کے بارے میں خفیہ معلومات اکٹھی کریں، خفیہ قتل کریں، شناختی دستاویزات کے جدید نمونے حاصل کریں، مغربی جاسوسوں کو بحفاظت نکالنے میں مددگار ثابت ہوں، دہشت گردی اور انتشار پھیلائیں مثال کے طور پر ریل گاڑیوں کو پٹریوں سے اتارنا، پل اڑانے، اسلحہ فیکٹریوں اور بجلی کے پلانٹس پر حملے وغیرہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اشتراکی حکومت کے خلاف مزاحمتی تحریک کی صورت میں مسلح سیاسی جدوجہد شروع کریں۔ اس سلسلہ میں سی آئی اے کی سوویت یونین کے خلاف پراپیگنڈہ مہم بھی پورے جوش وخروش سے جاری تھی۔ انگریزی میں معروف مصنفین سے سوویت یونین کے خلاف ہزاروں کتابیں لکھوا کر نہ صرف شائع کی گئیں بلکہ سینکڑوں غیرملکی زبانوں میں ان کے تراجم کرا کے دنیا بھر میں تقسیم بھی کی گئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویتنام 1945-73ء

ڈک گریگری کے الفاظ میں ''ہم ویتنام میں کیا کر رہے ہیں؟ پہلے کو ختم کرنے کے لیے سیاہ فام کو استعمال کر رہے ہیں تاکہ سفید فام اس زمین پر قابض رہ سکے جو سرخ سے حاصل کی تھی۔''

اس اکھاڑ پچھاڑ کا آغاز اس وقت ہوا جب امریکہ نے فرانس کا ساتھ دیا جو کہ سابقہ نوآبادکار جاپانیوں کا مددگار اور ہوچی منہ اور اس کے ساتھیوں کا بہت بڑا مخالف تھا۔ جنہوں نے جنگ میں اتحادیوں کا ساتھ دیتے ہوئے امریکہ کے ہر اقدام کی حمایت کی تھی۔ مگر بہرحال ہوچی منہ کسی حد تک ''اشتراکی'' تھا۔ (ان میں سے ایک جو آپ کے لیے خطرہ تھے) اس نے صدر ٹرومین اور محکمہ خارجہ کو بے شمار خطوط لکھے جن میں ویتنام کو فرانس سے آزاد کرانے اور ملک کے لیے پر امن حل تلاش کرنے کے لیے امریکی امداد کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر امریکہ نے اس کی التجاؤں کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔ کیونکہ بہرحال وہ کسی حد تک ''اشتراکی'' تھا۔ ہوچی منہ نے امریکہ کے سامنے ویتنام کی آزادی کا نیا اعلامیہ پیش کر دیا جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا تھا کہ ''سب انسان برابری کی بنیاد پر پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کے خالق نے انہیں ایک برابر حقوق دیئے ہیں.........'' مگر امریکہ کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ کیونکہ بہرحال ہوچی منہ کسی حد تک ''اشتراکی'' تھا۔

بیس سال سے زائد عرصہ گذرنے کے بعد اور دس لاکھ سے زائد ہلاکتیں ہو جانے کے بعد امریکہ کو ویتنام سے اپنی فوجیں نکالنی پڑیں۔ عام خیال یہ ہے کہ امریکہ کو اس جنگ میں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا مگر ویتنام کو مکمل طور پر تباہ کر کے، اس کی زمین کی تہوں اور پانی میں زہر بھر کے اس کی نسلیں برباد کر کے امریکہ نے اپنا بنیادی مقصد حاصل کر لیا تھا وہ ایشیاء کی ترقی کا راستہ روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا کیونکہ بہرحال ہوچی منہ کسی حد تک ''اشتراکی'' تھا۔

کمبوڈیا 1955-73ء

پرنس سہانوک کا شمار بھی ان رہنماؤں میں ہوتا ہے جو کسی طور امریکہ کے لیے قابل قبول نہیں ہوتے۔ اس کی حکومت کے خلاف کئی سالوں پر محیط زیادتیوں کے بعد جن میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خفیہ قتل کے منصوبے اور 70-1969ء کے دوران ہونے والی بدنام زمانہ نکسن/کسنجر خفیہ کارپٹ بمباری جیسی کارروائیاں شامل تھی بالآخر 1970ء میں ایک انقلاب کے ذریعہ امریکہ سہانوک حکومت کا تختہ الٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سارا کھیل پالپوٹ اور اس کی خمیر روج کے لیے راہیں ہموار کرنے کے لیے کھیلا گیا تھا۔ آخر کار پانچ سال بعد وہ برسراقتدار آ گئے مگر اس عرصہ میں امریکی بمباری سے کمبوڈیا کی معیشت بری طرح سے تباہ ہو چکی تھی۔ پرانا کمبوڈیا ہمیشہ کے لیے برباد ہو کر رہ گیا تھا۔

اس بدقسمت ملک کے لیے خمیر روج بہت بڑا عذاب ثابت ہوئی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ پالپوٹ اور خمیر روج کی ویتنامیوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کے بعد امریکہ نے ان کی مکمل حمایت اور ہر طرح سے امداد کی۔ (ملاحظہ فرمایئے) مزید تفصیلات کے لیے باب ''پالپوٹ''

لاؤس 73-1957ء

لاؤس کی بائیں بازو کی جماعت نے ''پلتھیٹ لاؤ'' کی سربراہی میں ملک میں پرامن طریقے سے معاشرتی تبدیلی لانے کی سعی کرتے ہوئے انتخابات میں شاندار کامیابی حاصل کرنے کے بعد مختلف جماعتوں کے اتحاد سے حکومت قائم کی۔ مگر امریکہ کو اس سارے عمل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی تبھی تو سی آئی اے اور محکمہ خارجہ نے طاقت کے استعمال، رشوت اور مختلف النوع دباؤ کے ذریعہ 1959,1958 اور 1960ء میں انقلاب ترتیب دیئے۔ ایسے میں پلتھیٹ لاؤ پاس مسلح طاقت کے استعمال کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ سی آئی اے نے اپنی مشہور فوج کلینڈ سٹائن'' منظم کی جس میں تیس ہزار ایشیائی لڑائی میں حصہ لینے کے لیے اکٹھے کیئے گئے تھے جبکہ 1965ء سے 1973ء کے دوران امریکی فضائیہ نے لاؤس کے بے یارومددگار شہریوں پر بیس لاکھ ٹن بم برسائے۔ لاؤس کے شہریوں کی اکثریت آسمان سے نازل ہونے والے اس عذاب سے بچنے کے لیے سالہا سال تک غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی۔ ویتنام کے واقعات کو روشنی میں جب پلتھیٹ لاؤ نے ملک کا نظم ونسق سنبھالا تو لاکھوں ہلاکتیں اور اس سے زیادہ لوگ معذور ہو چکے تھے جبکہ بمباری سے متاثرہ بے شمار دیہاتوں کے صرف آثار ہی رہ گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھائی لینڈ 73-1965ء

ویتنام اور لاؤس پر روزانہ بمباری کے لیے تھائی لینڈ کو استعمال کرتے ہوئے امریکہ نے یہاں پولیس تشدد اور امریکی فوج کی موجودگی کے خلاف اور معاشی اصلاحات کے حق میں جاری تحریک کو کچلنے کا آغاز بھی کر دیا۔ امریکی فوج یہاں اپنے عظیم الشان فضائی اڈوں، بیرکوں، باڑوں، سڑکوں اور عمارتوں کے ساتھ ساتھ کئی اہم منصوبوں سمیت قیام پذیر تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ اس ملک پر قابض ہو چکی ہے۔ حقیقتاً تھائی لینڈ میں امریکی فوجیوں کی تعداد 40,000 تک پہنچ چکی تھی جو کہ شہری تنازعات میں بھی ملوث ہو جاتے تھے۔ اس میں 365 گرین بیرٹ فورسز بھی شامل تھیں جو کہ ویتنام کی طرح یہاں بھی سرکاری ''مشیر'' کی حیثیت سے آئی تھیں۔

گوریلوں سے مقابلہ کرنے کے لیے امریکہ نے پولیس اور فوج کو پیسہ بھی فراہم کیا اور مسلح کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں مکمل تربیت بھی دی اور ان کی تعداد بڑھانے کے لیے سرکاری فوجوں کو ہیلی کاپٹرز کے ذریعہ جنگ زدہ علاقوں میں بھیجا جہاں وہ مشیروں کی حیثیت سے اپنے امور سرانجام دیتے رہے اور بعض اوقات تھائی سپاہیوں کے ساتھ گوریلوں کے خلاف لڑتے بھی رہے۔ مزید برآں امریکہ نے نہایت منظم انداز میں پراپیگنڈہ کا سلسلہ جاری رکھا اور نفسیاتی جنگ کی کارروائیوں کے ذریعہ تھائی حکومت کو مزید طاقت کے استعمال اور شدید ردعمل کے لیے اُکساتا رہا۔ تاہم تھائی لینڈ کے تنازعہ میں امریکہ کے کردار کا مقابلہ ویتنام سے نہیں کیا جا سکتا۔

1966ء میں واشنگٹن پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق ''بعض اہل نظر کی رائے میں تھائی لینڈ میں جاری آمریت اس وقت تک امریکہ کے مفاد میں ہے جب تک یہ امریکی فوجی اڈوں کے قیام کی ضمانت بنی ہوئی ہے اور جیسا کہ ایک امریکی اہلکار نے نہایت دوٹوک الفاظ میں کہا کہ ''ہماری حقیقی دلچسپی اس جگہ میں ہے۔''

ایکواڈور 63-1960ء

حکومت کے ہر محکمہ میں اپنے افراد داخل کر کے یہاں تک کہ اقتدار میں صدر کے بعد دو اہم ترین شخصیات کو ساتھ ملا کر اور ناجائز اور شیطانی حربوں کے ذریعہ سی آئی اے نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدر جوز ماریہ ولاسکو کو اقتدار سے علیحدہ کر دیا۔ صدر جوز ماریہ ولاسکو کا قصور یہ تھا کہ اس نے کیوبا کے حوالے سے امریکی پالیسی کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا اور اس نے بائیں بازو کے خلاف سخت رویہ اختیار نہیں کیا تھا۔ جب اس کی جگہ لینے والے حکمران نے بھی کیوبا کے ساتھ تعلقات ختم کرنے سے انکار کیا تو سی آئی اے کے تنخواہ دار ایک فوجی رہنما کی ایک ہی دھمکی نے اسے اپنا مؤقف بدلنے پر مجبور کر دیا۔

کانگو/زائرے 1960-65ء، 1977-78ء

بیلجیم سے آزادی حاصل کرنے کے بعد جون 1960ء میں پیٹرک لومبا پر امن انداز میں قانونی طور پر کانگو کے پہلے وزیر اعظم بنے۔ یوم آزادی کی تقریبات کے دوران وزیر اعظم لومبا نے غیر ملکی مہمانوں کے سامنے ملک کے سفید فام آقاؤں کی جانب سے مقامی آبادی پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم اور ناانصافیوں کی طویل فہرست بیان کرتے ہوئے قوم کی اقتصادی اور سیاسی آزادی کا مطالبہ کیا۔ یہ شخص یقیناً ''اشتراکی'' تھا اور ظاہر ہے کہ موت کا حقدار بھی خاص طور پر ایسے وقت میں جب بیلجیم کا تنگا صوبے میں ملک کے وسیع معدنیاتی ذخائر پر تھا اور آئزن ہاور انتظامیہ کے نمایاں افسران کے اس دولت کے ساتھ معاشی مفادات وابستہ تھے۔

گیارہ روز بعد کاتنگا علیحدہ ہو گیا۔ ستمبر میں امریکہ کے دباؤ پر صدر نے وزیر اعظم لومبا کو ان کے عہدہ سے برخاست کر دیا پھر آئزن ہاور کے حکم پر اور سی آئی اے کی شمولیت سے جنوری 1961ء میں لومبا کو خفیہ طور پر قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد کئی سال تک ملک افراتفری اور انتشار کا شکار رہا۔ 1965ء میں موبوتو سیسے سیکو کے اقدار کا سورج طلوع ہوا۔ ایک ایسا شخص جو سی آئی اے کے لیے اجنبی نہیں تھا۔ موبوتو نے اپنے اقتدار کے تیس سال کے دوران اس ملک (جس کا نام اس نے زائرے رکھ دیا تھا) میں بدعنوانی اور ظلم وستم کا ایسا بازار گرم کیا کہ اس کے سی آئی اے کے آقا بھی ششدر رہ گئے۔ ملک کی وسیع ترین معدنی دولت کے باوجود زائرے کے عوام غربت کے انتہائی نچلے درجے پر زندگی بسر کرتے رہے اور موبوتو ارب پتی بن گیا۔ 1977-78ء کے دوران دونوں سالوں میں کارٹر انتظامیہ نے زائرے کو بے تحاشہ فوجی امداد دی جس میں ہر قسم کے اسلحہ کے ساتھ ساتھ فوجی دستے بھی شامل ہے تاکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موبوتو کے خلاف سر اٹھانے والے باغیوں کو ختم کر کے اس کے اقتدار کو زیادہ سے زیادہ عرصہ تک قائم رکھا جا سکے۔ بعد ازاں صدر جارج بش نے بھی اس حوالے سے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''افریقہ میں موبوتو ہمارا بہترین دوست ہے۔''

فرانس/الجیریا1960ء

فرانسیسی صدر چارلس ڈیگال کی طرف سے الجیریا کو آزادی دینے کے ارادہ کو دیکھتے ہوئے سی آئی اے نے الجیریا میں فرانسیسی فوجی انقلاب کی حمایت کی تاکہ اس ملک کو آزاد ہونے سے روکا جا سکے۔ امریکہ کو یہ خطرہ تھا کہ آزاد الجیریا میں ''اشتراکی'' حکومت قائم ہو جائے گی۔ امریکہ کو قوی امید تھی کہ اس کا ردعمل ڈیگال کو بری طرح سے متزلزل کر دے گا جو کہ نیٹو کے امریکی برتری کے منصوبوں کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ کچھ سالوں بعد بعض شہادتوں کے ذریعہ انکشاف ہوا کہ سی آئی اے نے فرانسیسی صدر کے خفیہ قتل کا منصوبہ تیار کر لیا تھا مگر اسے عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکا۔

برازیل64-1961ء

صدر جواؤ گولارٹ سے جو ''جرائم'' سرزد ہوئے وہ یہ تھے کہ اس نے خارجہ پالیسی کے حوالے سے خود مختار رویہ اختیار کیا' سوشلسٹ ممالک کے ساتھ ازسرنو تعلقات استوار کیے اور کیوبا کے خلاف پابندیوں کی مخالفت کی۔ اس کی حکومت نے ایک قانون منظور کیا جس کے ذریعہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ملک سے باہر بھیجے جانے والے سرمائے کو محدود کر دیا گیا' آئی ٹی ٹی کی ضمنیات کو قومیا لیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے اقتصادی اور سماجی اصلاحات کا وعدہ بھی کیا۔ اٹارنی جنرل رابرٹ کینڈی کو یہ پریشانی لاحق ہو گئی تھی گولارٹ نے ''اشتراکیوں'' کو سرکاری محکموں میں اہم عہدے دینے کی اجازت دے دی تھی۔ حالانکہ گولارٹ انتہا پسند نہیں تھا وہ ایک کروڑ پتی جاگیردار اور کیتھولک تھا جس کے گلے میں شرافت کا تمغہ پڑا ہوا تھا مگر یہ سب اسے بچانے کے لیے کافی نہیں تھا۔ اس کے ''گناہ'' ہی بہت تھے یہی وجہ ہے کہ 1964ء میں ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس فوجی انقلاب کو امریکی حمایت و سرپرستی حاصل تھی اس کا اندازہ اس سرکاری بیان سے لگا لیجئے جو واشنگٹن سے جاری ہوا کہ ''ہاں...... بدقسمتی سے برازیل میں جمہوریت کا خاتمہ ہو گیا ہے مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بھی...... ملک کو اشتراکیت سے بچالیا گیا ہے۔''

اگلے پندرہ سالوں کے دوران فوجی آمریت کے ایسے ایسے مظاہرے کیے گئے' ناانصافیوں اور جبر و تشدد کے ایسے ایسے طریقہ لاطینی امریکہ کے علم میں آئے کہ جس کا پہلے ذکر بھی نہیں سنا تھا۔ کانگریس کو ختم کر دیا گیا' سیاسی مخالفت کا تصور بھی مٹا دیا گیا' ''سیاسی جرائم'' کے حوالے سے ملزم کے عدالت میں حاضر ہونے کے حکمنامہ کا وجود ختم کر دیا گیا' صدر پر تنقید کو قانونی طور پر ممنوع قرار دے دیا گیا' مزدور تنظیموں پر حکومتی مداخلت کاروں کا قبضہ ہو گیا' احتجاجی مظاہروں اور ہجوم پر پولیس اور فوج کی فائرنگ معمول کا حصہ بن گئی' گھر بلاوجہ نذر آتش کیے جانے لگے' پادریوں سے توہین آمیز سلوک معمول کی بات بن گئی...... اغواء' قتل و غارت گری اور تشدد کا راج ہو گیا۔ حکومت نے اپنے اس پروگرام کا نام برازیل کا ''اخلاقی احیاء'' رکھا۔

امریکہ اس ساری صورتحال سے نہایت خوش تھا۔ برازیل نے کیوبا کے ساتھ تعلقات ختم کر دیئے تھے۔ اور لاطینی امریکہ میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کا انتہائی قابل اعتماد حلیف بن گیا تھا۔

پیرو 1965ء

امریکی فوج نے پیرو کے جنگل میں ایک ''چھوٹا فورٹ بریگ'' قائم کیا جس کا مقصد ان گوریلا گروپوں کا صفایا کرنا تھا جو پیرو کے عوام میں انتہا کو پہنچی ہوئی غربت کے ردعمل میں پیدا ہوئے تھے۔

جمہوریہ ڈومینیکن 1963-65ء

فروری 1963ء میں جو آن بوش نے جمہوریہ ڈومینیکن کے 1924ء کے بعد پہلے جمہوری طور پر منتخب صدر کی حیثیت سے اقتدار سنبھالا۔ جان ایف کینیڈی کے اس اشتراکیت مخالف آزاد خیال صدر کے حکومت سنبھالنے سے اس الزام کی تردید ہو گئی کہ امریکہ صرف فوجی آمریت کی حمایت کرتا ہے۔ بوش کی حکومت کو ''جمہوریت کے شوکیس'' کی حیثیت سے پیش کیا گیا جو فیدل کاسترو کو بالکل ہی دفن کر دے گی۔ اقتدار سنبھالنے سے قبل امریکہ کی طرف سے اسے ہر حوالے سے مکمل ہدایات مل چکی تھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی دباؤ میں ہونے کے باوجود بوش اپنے نظریات کے حوالے سے بالکل واضح تھا۔ اس نے اراضی کی اصلاحات کیں، کم کرائے کے گھر فراہم کئے، تجارت کو مناسب انداز میں قومیایا گیا اور بیرونی سرمایہ کاری کے حوالے سے خیال رکھا گیا کہ یہ ملک کے لیے استحصال کا باعث نہ بنے اس قسم کی پالیسیاں اسے تیسری دنیا کا وہ رہنما بنا رہی تھیں جو کہ سماجی تبدیلی کے حوالے سے نہایت سنجیدگی سے جدوجہد میں مصروف تھا۔ وہ شہری آزادی کے لیے بھی نہایت سنجیدہ تھا۔ اشتراکی یا وہ جن پر اشتراکیت کا ٹھپہ لگا ہوا تھا۔ ان کے بارے میں واضح کر دیا گیا تھا کہ انہیں اس وقت تک قانون کی گرفت میں نہ لیا جائے جب تک وہ واقعتاً قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ پائے جائیں۔

بوش کے منصوبوں اور امریکہ کی مرضی کے بغیر کئے جانے والے اقدامات اور اس حد تک خودمختار انداز حکومت نے امریکی افسران اور کانگریسیوں کی بڑی تعداد کو غم وغصہ میں مبتلا کر دیا۔ اراضی کی اصلاحات اور قومیانے کا عمل امریکہ کے لیئے ہمیشہ سے ہی نہایت حساس معاملہ رہا ہے گویا سوشلزم کے پھیلنے کی ابتداء ہو رہی تھی پس امریکی اخبارات میں بوش کے نام کے گرد سرخ حاشیہ لگا دیا گیا۔

ستمبر میں فوجی انقلاب کے ذریعہ بوش کا تختہ الٹ دیا گیا۔ امریکہ جو لاطینی امریکہ میں فوجی انقلاب کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس کی حوصلہ شکنی کر سکتا تھا بالکل خاموش تماشائی بنا رہا اور اس نے کچھ نہیں کیا۔ (اس حوالے سے تازہ ترین مثال ایکواڈور کی ہے جہاں جنوری 2000ء میں فوجی انقلاب اعلیٰ امریکی افسران کی جانب سے چند ٹیلی فون کالز آنے کے بعد فوری طور پر منسوخ کر دیا گیا)

انیس ماہ بعد اپریل 1965ء میں بہت بڑے پیمانے پر عوامی سطح پر بغاوت شروع ہو گئی جس کا مقصد جلاوطن بوش کو دوبارہ مسند اقتدار پر فائز کرنا تھا۔ امریکہ نے اس بغاوت کو کچلنے میں حکومت کی مدد کے لیے 23,000 فوجی دستے روانہ کئے۔

کیوبا 1959ء تا حال

1959ء سے سی آئی اے کا نصب العین فیدل کاسترو کا تختہ الٹنا ہے۔

1959ء کے آغاز میں فیدل کاسترو نے اقتدار سنبھالا تھا اور اسی سال 10 مارچ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی قومی سلامتی کونسل کا جلاس منعقد ہوا جس کا مقصد کیوبا میں نئی حکومت کے قیام کے امکانات پر بحث کرنا تھا۔ اس کے بعد گذشتہ 40 برسوں سے مسلسل کیوبا ''ناقابل معافی انقلاب'' کی پاداش میں دہشت گرد کارروائیاں' پرتشدد حملے' بمباری' شدید فوجی جارحیت' پابندیاں' رکاوٹیں' بندشیں اور خفیہ قتل جیسے عذاب جھیل رہا ہے کیونکہ امریکہ کو مستقل طور پر یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں یہ انقلاب لاطینی امریکہ میں ''مثالی نمونہ'' بن کر اپنے پیروکار نہ پیدا کرنے شروع کر دے۔

اس کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دنیا کو کبھی بھی یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ اگر کیوبا کو مستقل طور پر توپوں کے دہانے پر اور جارحیت کے خطرے سے دوچار نہ رکھا جاتا' اگر اسے امن و امان سے رہنے دیا جاتا' اگر یہاں سکون سے حکومتی اُمور انجام دینے کا موقع دیا جاتا اور اگر اسے اس کے راستے پر چلنے دیا جاتا تو کس قسم کا معاشرہ وجود میں آتا۔ یہاں اعلیٰ تصورات' دوراندیشی' قابلیت' صلاحیت' لیاقت اور بین الاقوامیت سب ہی کچھ تو تھا مگر ہمیں اس جوہر کا کبھی پتہ نہیں چل سکے گا اور یقیناً یہی امریکی منصوبہ تھا۔

ناقدین کے مطابق کیوبا کی حکومت ہر مسئلہ اور ہر بحران کو سی آئی اے کی پیداوار قرار دیتی ہے جبکہ حقیقت میں کیوبا کے نصف مسائل کے پیچھے سی آئی اے کا ہاتھ ہے مگر وہ کونسے نصف مسائل ہیں یہ کیوبا کی حکومت بھی نہیں بتا سکتی۔

انڈونیشیا 1965ء

سب کچھ درہم برہم کر دینے والے واقعات کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا گیا کہ واقعی ہر چیز برباد ہو گئی۔ ایک انقلاب لایا گیا جسے روکنے کے لئے ایک اور انقلاب آیا اور اس مزاحمتی انقلاب کے خاتمے کے لیے ایک اور انقلاب اور یہ سب کچھ امریکہ کے اشاروں پر ہوا تھا جس کے نتیجہ میں سوئیکارنو کو اقتدار سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ جنرل سہارتو اور انڈونیشیا کی افواج کو اقتدار سونپ دیا گیا جن کے امریکی فوج کے ساتھ نہایت قریبی روابط تھے۔ اس انقلاب کے ساتھ ہی اشتراکیوں' ان کے ہمدردوں' مشکوک اشتراکیوں اور ان مشکوک اشتراکیوں کے ہمدردوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ جسے ''نیویارک ٹائمز'' نے ''جدید سیاسی تاریخ کا سفاک ترین قتل عام'' قرار دیا۔ چند سالوں کے دوران ہونے والی ان ہلاکتوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازے 50 ہزار سے شروع ہوئے اور دس لاکھ سے اوپر تک پہنچ گئے تھے۔

کچھ عرصہ بعد یہ انکشاف ہوا کہ امریکی سفارتخانہ نے 5000 اشتراکیوں مشتمل ایک فہرست تیار کی تھی جس میں اعلیٰ طبقہ سے لے کر غریب دیہاتیوں تک کے نام شامل تھے۔ یہ فہرست فوج کے حوالے کر دی گئی جس نے انہیں چن چن کر ہلاک کیا۔ پھر ان لوگوں کے نام جو یا تو ہلاک کر دیئے گئے یا پھر پکڑے گئے تھے امریکیوں نے اس فہرست سے خارج کر دیئے۔ ایک امریکی سفارتکار کے مطابق ''اس سے فوج کو بہت مدد ملی۔ بے شک انہوں نے بے شمار لوگوں کو ہلاک کیا اور بے شک ان کا لہو میرے ہاتھوں پر بھی ہے مگر اس میں کوئی برائی نہیں ہے کیونکہ ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے جب آپ کو کسی نتیجہ تک پہنچنے کے لیے سختی کرنا پڑتی ہے۔''

گھانا 1966ء

کوامے نکروما کی بدقسمتی کا آغاز اس وقت ہو گیا تھا جب اس نے اپنے ملک کا مغرب پر انحصار کم کرنے کے لیے ''سوویت یونین'' چین اور مشرقی جرمنی کے ساتھ اقتصادی اور فوجی روابط مستحکم کرنے شروع کئے۔ سی آئی اے کے حمایت یافتہ فوجی انقلاب کے ذریعہ اسی افریقی رہنما کو جلاوطن کر دیا گیا جہاں سے وہ کبھی واپس نہیں آ سکا۔ 1977ء میں منظر عام پر آنے والی سی آئی اے کی ایک دستاویز کے ذریعہ انکشاف ہوا کہ سی آئی اے کا فوجی منصوبہ سازوں سے قریبی رابطہ تھا اور نکروما کو اقتدار سے علیحدہ کرنے کے فوجی منصوبہ کی پل پل کی کارروائی سے امریکہ کو مکمل طور پر باخبر رکھا جا رہا تھا۔ یہ آخری رپورٹ فوجی انقلاب سے محض ایک دن پہلے تیار کی گئی تھی۔ اس میں اس بات کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا کہ سی آئی اے نے کبھی نکروما کو ان میں سے کسی بھی منصوبے کی اطلاع دی تھی۔

یوراگوئے 72-1969ء

60ء کی دہائی ٹوپا ماروز کی تھی۔ بے حد ہوشیار، وسیع تعلقات کے حامل، انتہائی مہذب اور عدم تشدد کے حامی رابن ہڈ جیسے شہری گوریلے دنیا نے پہلی بار دیکھے تھے۔ وہ اتنے اچھے تھے کہ ان کی ہر بات گوارہ تھی۔ پھر یہ ہوا کہ امریکی ماہرین کی ایک جماعت یہاں آئی اور اس نے پولیس کو ہر طرح کے ہتھیار، گاڑیوں اور اطلاعات فراہم کرنے والے آلات سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیس کر دیا۔ وہ انہیں خفیہ قتل، دھماکہ خیزی، دہشت گردی، تشدد، پوچھ کے جابرانہ طریقوں کی تربیت دینے اور یہاں خفیہ ایجنسی وڈیتھ سکواڈ قائم کرنے کے لیے آئے تھے۔ یہ سب تیاریاں ٹوپاماروز اور ان کے ہمدردوں کے خلاف جنگ کی منصوبہ بندی کا حصہ تھیں اور پھر ٹوپاماروز کا نام ونشان مٹ گیا۔

1998ء میں یوراگوئے کی بحریہ کے ریٹائرڈ ریئر ایڈمرل اور خفیہ ایجنسی کے سابق سربراہ ایلاڈیومول نے یوراگوئے کے کمیشن چیمبر آف ڈپٹیز کے سامنے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ''یوراگوئے کی ''ناپاک جنگ'' کے دوران اسیر ٹوپاماروز کے بارے میں امریکہ احکامات جاری کرتا تھا ان کے بارے میں امریکہ نے سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ ان گرفتار شدہ گوریلوں سے معلومات حاصل کرنے کے بعد انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے۔''

چلی 1964-73ء

امریکہ کی مقتدر شخصیات کی نظر میں سالویڈر ایلنڈ رانتہائی قابل نفرت شخص تھا۔ اس سے زیادہ نفرت انگیز بات اور کیا ہوگی کہ ایک مارکسسٹ مقتدر اعلیٰ بن گیا تھا۔ ایک منتخب مارکسسٹ کے پاس اقتدار آ گیا تھا جو نہ صرف یہ کہ آئین کی تعظیم بھی کرتا تھا اور جس کی عوامی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ اس نے اس سنگ بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا جس پر اشتراکی مخالفت کی عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ عرصہ دراز کی سازشوں، منصوبہ بندیوں اور ہر قسم کے ہتھکنڈوں کے ذریعہ اس نظریہ پر یقین دلایا گیا تھا کہ ''اشتراکی'' صرف دغابازی اور طاقت کے ذریعہ ہی اقتدار حاصل کر سکتے ہیں اور دہشت گردی اور عوام کے ذہنوں کو مفلوج کر کے ہی اس اقتدار کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ یہ نظریہ چکنا چور ہوتا نظر آ رہا تھا۔

ایلینڈ کی انتخابی جدوجہد کو ناکامی سے دوچار کرنے کے لیے 1964ء میں بہت بڑے پیمانے پر گڑبڑ پھیلائی گئی مگر اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود 1970ء میں سی آئی اے کو بری طرح سے ناکامی کا سامنا پڑا۔ اس کے بعد اگلے تین سال تک سی آئی اے اور امریکی محکمہ خارجہ نے ایلینڈے کی حکومت کو ناکامی سے دوچار کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا۔ انہوں نے خاص طور پر اقتصادیات کی تباہی اور فوجی عداوت کی جانب اپنی توجہ مرکوز رکھی بالآخر ستمبر 1973ء میں جنرل ہنوشے کی سربراہی میں فوج نے حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوجی کارروائی کے دوران ایلینڈے جاں بحق ہو گیا۔

اس کے بعد ایک ہفتہ کے لیے اس ملک کے رابطے دنیا بھر سے ختم کر دیئے گئے۔ اس انقلاب نے دنیا کی تاریخ میں جبر و تشدد کا ایسا باب رقم کیا کہ جو آج بھی رونگٹے کھڑے کر دینے کو کافی ہے۔ گلی گلی ٹینکوں کا گشت شروع ہو گیا' فوجیوں نے گھروں میں گھس کر تشدد کیا' سٹیڈیم پھانسی گھاٹ بن گئے۔ مردہ جسم گلیوں میں گلنے سڑنے کے لیے چھوڑ دیئے گئے یا دریاؤں میں بہا دیئے گئے' تشدد خانوں کا کاروبار عروج پر پہنچ گیا' قیدی عورتوں پر جنسی تشدد کے لیے تربیت یافتہ کتے چھوڑ دیئے گئے' مخرب الاخلاق کتابیں سرعام فروخت ہونے لگیں' عورتوں کے پاجامے پھاڑ کر سپاہی آوازے کستے کہ ''آہا! چلی میں عورتیں کپڑے پہنتی ہیں۔'' غریب اپنی فطری حالت میں واپس آ گئے اور دنیا کے لوگوں نے امریکہ اور بین الاقوامی مالیاتی مراکز میں اپنی چیک بکس کھول لیں۔ آخر میں ایک اندازہ کے مطابق تین ہزار سے زائد بے گناہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' ہزاروں افراد غائب کر دیئے گئے اور ہزاروں سنگین قسم کے تشدد کا شکار ہوئے۔

ایف بی آئی نے امریکہ میں چلی کے بائیں بازو سے تعلق رکھنے والوں کو پکڑنے کے سلسلہ میں نئی حکومت کی ہر طرح سے مدد کی جبکہ سیکرٹری خارجہ ہنری کسنجر نے پنوشے کو یقین دہانی کرائی کہ ''جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہاں جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس سلسلہ میں ہماری تمام تر ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں.......... ہم آپ کی حکومت کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔''

یونان 1967-74ء

ملک میں عام انتخابات کی مہم شروع ہونے سے صرف دو دن قبل اپریل 1967ء میں فوجی انقلاب آ گیا۔ ان انتخابات کے ممکنہ نتائج کے حوالے سے مشہور آزاد خیال رہنما جارج پاپا ندریو کی بطور وزیراعظم واپسی کی پیشگوئیاں کی جا رہی تھیں۔ یہ انقلاب رائل کورٹ' یونانی فوج' سی آئی اے اور یونان میں موجود امریکی فوج کی مشترکہ کاوش تھا۔ انقلاب کے فوری بعد روایتی مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور سنسر شپ' گرفتاریوں' تشدد اور ہلاکتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پہلے ماہ کے دوران 8,000 متاثرین کا اندازہ لگایا گیا۔ انقلاب کے ساتھ وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایتی اعلامیہ جاری کر دیا گیا کہ یہ کارروائی قوم کو اشترا کی قبضہ سے بچانے کے لئے کی گئی ہے۔ امریکہ کے فراہم کردہ آلات اور سکھائے گئے طریقوں کی مدد سے تشدد کی سنگین کارروائیاں معمول کا حصہ بن گئیں۔

جارج پاپاندریو کسی پہلو سے بھی انتہا پسند نہیں تھا۔ وہ آزاد خیال اشترا کیت مخالفوں میں شمار ہوتا تھا۔ مگر اس کا بیٹا اینڈریس جو کہ ولی عہد تھا۔ یونان کو سرد جنگ سے نکال لینے کا شدید خواہشمند تھا اور اس نے اپنی اس خواہش کو مخفی رکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی تھی۔ اس نے امریکہ کا آلہ کار بن کر نیٹو میں شامل رہنے پر بھی شدید نکتہ چینی کی تھی۔

انقلاب کے وقت اینڈریس پاپاندریو کو گرفتار کر کے آٹھ ماہ تک قید رکھا گیا۔ رہائی کے فوراً بعد وہ اپنی اہلیہ مارگریٹ کے ہمراہ امریکی سفیر فلپس ٹالبوٹ سے ملاقات کے لیے ایتھنز گیا۔ اس حوالے سے پاپاندریو کا کہنا ہے کہ ''میں نے ٹالبوٹ سے پوچھا کہ کیا یونان میں جمہوریت کو قتل ہونے سے بچانے کے لیے انقلاب کیرات امریکہ کچھ کر سکتا تھا؟ اس نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اس سلسلہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس پر مارگریٹ نے چبھتا ہوا سوال کیا کہ اگر یہ انقلاب اشترا کیون یا بائیں بازو کا لایا ہوا ہوتا تو اس صورت میں کیا ہوتا؟ ٹالبوٹ نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے فوراً کہا تب یقیناً ہم مداخلت کرتے اور انقلاب کو ناکامی سے دوچار کر دیتے۔''

جنوبی افریقہ 60ء سے 80ء کی دہائی

سی آئی اے نے جنوبی افریقہ کی خفیہ ایجنسی کے ساتھ قریبی روابط قائم کیے جن کا مقصد آزادی کی جدوجہد میں مصروف عوامی تنظیم افریقین نیشنل کانگریس پر نظر رکھنا اور اس کی کارروائیوں کے بارے میں تمام تر معلومات اکٹھی کرنا تھا حالانکہ اس تنظیم پر پابندی عائد کر کے دیس نکالا دیا جا چکا تھا۔ خفیہ ایجنسی نے سی آئی اے کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوئے تنظیم کے سرگرم ارکان کی نشاندہی کی' انکے ممکنہ حملوں سے خبردار کیا اور ہمسایہ ممالک میں مقیم افریقن نیشنل کانگریس کے اراکین کے بارے میں معلومات فراہم کیں جس کی روشنی میں 1981ء میں جنوبی افریقہ نے ان افراد کے خفیہ قتل کے لیے جن کی نشاندہی کی گئی تھی ماہر قاتلوں کی ایک ٹیم موزمبیق روانہ کی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افریقن نیشنل کانگریس کے رہنما نیلسن منڈیلا کی گرفتاری بھی سی آئی اے کی کارروائی تھی۔ مزید براں 70ء سے 80ء کی دہائی کے دوران امریکہ اقوام متحدہ میں جنوبی افریقہ کی حمایت کرتا رہا۔ اور سی آئی اے خفیہ طور پر اس ملک کو ہتھیار فراہم کرتے ہوئے جنوبی افریقہ کے خلاف اقوام متحدہ کی جانب سے عائد کردہ ہتھیاروں پر پابندی کی خلاف ورزی کرتی رہی (اس سلسلہ میں امریکہ اس کا علی الاعلان حمایتی تھا) اس کے ساتھ ساتھ جنوبی افریقہ کی فوج کو سیاسی شکل وصورت دینے کی کوششوں کی حمایت بھی جاری تھی۔

بولیویا 75-1964ء

1952ء میں ایک مسلح عوامی انقلاب نے فوج کو شکست دے کر اسے مختصر کرتے ہوئے۔ کمزور، مشتبہ اور بدنام فورس میں تبدیل کر دیا۔ مگر امریکہ کو یہ بات پسند نہیں آئی پھر امریکی رہنمائی اور مدد سے آہستہ آہستہ مسلح افواج نے قوت حاصل کرنا شروع کر دی بالآخر 1964ء تک سی آئی اے اور پینٹاگون کی مدد سے یہ فوج اس قابل ہوگئی تھی کہ اس نے صدر وکٹر پیز کا تختہ الٹ دیا۔ یہ شخص امریکہ کے لیے نہایت قابل نفرت تھا کیونکہ اس نے امریکہ کی کیوبا مخالف پالیسیوں کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد بولیویا پر حکومت کرنے والوں کے لیے امریکی ہدایات کا سلسلہ جاری رہا۔

1967ء میں سی آئی اے نے کیوبا کے جلاوطن اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ چی گویرا کو گرفتار کر کے فوری طور پر دوسری دنیا روانہ کر دیا۔

آسٹریلیا 75-1972ء

سی آئی اے نے لیبر پارٹی کی مخالف جماعتوں کو لاکھوں ڈالر فراہم کئے مگر انتخابات میں لیبر پارٹی کی کامیابی کا راستہ روکنے میں ناکام رہی۔ 1972ء میں برسراقتدار آنے کے فوری بعد ہی اس نے امریکہ کو پہلی تکلیف اس وقت پہنچائی جب اس نے نہ صرف یہ کہ ویتنام سے آسٹریلوی فوجیوں کو واپس بلا لیا بلکہ جنگ کے خلاف دیگر اقدامات کرنے کے ساتھ ساتھ ہنوئی پر امریکی بمباری کی بھی شدید مذمت کی۔ اس حکومت نے قومی سلامتی کے نام پر ہونے والی خفیہ کارروائیوں کے حوالے سے بھی جو کہ سی آئی اے کو نہایت عزیز تھیں روایتی جوش وخروش کا مظاہرہ نہیں کیا۔ نومنتخب وزیراعظم ایڈورڈ گاوف وائٹلیم ان اقدامات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ آہستہ آہستہ مگر یقینی طور پر اپنی قسمت پر مہر لگا رہا تھا۔ بالآخر امریکہ، برطانیہ اور آسٹریلوی حزب اختلاف نے مخصوص قانونی سازشوں کے ذریعہ گورنر جنرل جان کیئر کو قابو کر ہی لیا جس کے سی آئی اے کے ساتھ نہایت دیرینہ تعلقات تھے اور پھر اس نے 1975ء میں وائٹلم کو ''قانونی'' طور پر وزارت عظمیٰ سے برخاست کر دیا۔

عراق 75-1972ء

اپنے نہایت ہی اہم حلیف شاہ ایران کی مدد کرتے ہوئے صدر نکسن اور قومی سلامتی کے مشیر ہنری کسنجر نے عراق میں اپنی خود مختاری کی جنگ لڑنے والے کردوں کو بے پناہ فوجی امداد دی۔ 16 ملین ڈالرز کی اس امداد کے اصل مقصد سے کرد بھی واقف نہیں تھے۔ یہ امداد خود مختاری کی جنگ میں انہیں فتح دلانے کے لیے نہیں تھی بلکہ عراقی وسائل کو تباہ و برباد کرنے اور ایران کی جانب سے عراق کی توجہ ہٹانے کے لیے تھی۔

1974ء کی سی آئی اے کی ایک یادداشت کے مطابق یہ زچ کر دینے والی صورتحال ہماری طرح ایران کے بھی مفاد میں ہے جس میں کردوں کی جانب سے نیم خود مختاری سے انکار اور لڑائی جاری رہنے کی صورت میں یہ عراق کمزور سے کمزور تر ہو رہا ہے۔ اس مسئلہ کا کسی صورت بھی حل نہ تو ایران کے مفاد میں ہے نہ ہم اس کے خواہشمند ہیں۔''

بعد ازاں کانگریس کی پائیک کمیٹی نے سی آئی اے کے خلاف تحقیقات کرتے ہوئے تبصرہ کیا کہ ''یہ پالیسی کردوں کے حق میں ہرگز نہیں تھی جنہیں لڑائی جاری رکھنے کے لیے نہ صرف اکسایا گیا بلکہ ان کی مسلسل حوصلہ افزائی کی جاتی رہی یہاں تک کہ خفیہ کارروائی کے ضمن میں بھی اسے ہماری ایک نہایت ہی بیہودہ مہم قرار دیا جا سکتا ہے۔''

1975ء میں تیل کی پالیسی نے ایران اور عراق کو متحد کیا تو ایران نے امریکہ کے ساتھ مل کر کردوں کو نہایت ہی خوفناک انجام سے دوچار کر دیا۔ نہایت ہی آڑے وقت میں جب کردوں نے کسنجر سے مدد کی بھیک مانگی تو ان کی درخواست یکسر نظر انداز کر دی گئی۔ کرد قوتوں کا قلع قمع کر دیا گیا اور ان کے سینکڑوں رہنماؤں کو پھانسی دے دی گئی۔ بعد ازاں اس حوالے سے پائیک کمیٹی کے اعتراض کے جواب میں ہنری کسنجر نے کہا کہ ''خفیہ کارروائی کو نیکی کے کام کے ساتھ الجھانا نہیں چاہیے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرتگال 76-1974ء

1974ء میں ایک پرامن فوجی انقلاب کے ذریعہ امریکہ کی حمایت یافتہ 48 سالہ فاشسٹ حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا جو دنیا کی واحد نوآبادیاتی طاقت رہ گئی تھی۔ اس کے بعد ایک پروگرام جاری کیا گیا جس کے تحت اہم صنعتیں قومیانے' کارکنوں کی حدود مقرر کرنے' کم از کم اجرتوں کے تعین' اراضی کی اصلاحات اور دیگر ترقیاتی کاموں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ امریکہ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے سربراہان کے لیے یہ پروگرام نہ صرف پریشان کن بلکہ شدید خطرہ کا باعث تھا پس حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے منصوبہ کا آغاز ہو گیا۔ خفیہ کارروائیاں' امریکی اخبارات کی جانب سے حملے' ٹریڈ یونینز میں انتشار' مخالف ذرائع ابلاغ کی امداد' قرضوں اور تجارت کے ذریعہ اقتصادی تباہی و بربادی' انتخابات میں چند مخصوص امیدواروں کے لیے بھاری مالی امداد جیسے اقدامات کے ساتھ ساتھ امریکہ نے پرتگال کے لیے ان فوجی اور ایٹمی اطلاعات کا راستہ بند کر دیا جو کہ عام پرنیٹو کے ارکان کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ نیٹو کی بحری اور فضائی مشقوں کی آڑ میں پرتگالی ساحل ہر قسم کی سرگرمی کے لیے بند کر دیئے جبکہ لزبن کی بندرگاہ پر نیٹو کے 19 بحری بیڑے لنگر انداز کر دیئے گئے۔ پرتگالیوں کی اکثریت کے مطابق یہ تمام اقدامات حکومت کو ناکام کرنے کے لیے کئے جا رہے تھے اور بالآخر انہیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی اور پرتگال کی انقلابی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد سی آئی اے کے مراعات یافتہ امیدوار کامیاب ہو گئے اور سالہا سال تک حکومت کرتے رہے۔

مشرقی تیمور 99-1975ء

1975ء میں جب مشرقی تیمور پرتگال کے نوآبادیاتی قبضہ سے نکلنے کے مراحل سے گذر رہا تھا تو اس جزیرہ پر بے شمار سیاسی گروپ تشکیل پا چکے تھے۔ انہی میں سے ایک جماعت یوڈی ٹی نے اگست میں پرتگالی حکومت کے خلاف انقلاب برپا کر دیا۔ اس سلسلہ میں اسے انڈونیشیا کی حمایت حاصل تھی۔ مختصر پیمانہ پر خانہ جنگی شروع ہو گئی جس میں بائیں بازو کی ایک تحریک فریٹیلن سب پر حاوی رہی بالآخر ستمبر میں فریٹیلن مکمل طور پر غالب آ گئی اور نومبر میں پرتگال کے قبضے سے مشرقی تیمور کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ نو دن بعد انڈونیشیا نے مشرقی تیمور پر حملہ کر دیا۔ اس جارحیت کا ارتکاب امریکی صدر جیرالڈ فورڈ اور سیکرٹری خارجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنری کسنجر کی انڈونیشیا سے واپسی کے ٹھیک اگلے روز کیا گیا تھا کیونکہ اپنے اس دورہ میں صدر امریکہ صدر سہارتو کو امریکی ہتھیاروں کے استعمال کی اجازت دے کر آئے تھے حالانکہ امریکی قانون کے مطابق امریکی ہتھیار کسی قسم کی جارحیت کے لیے استعمال نہیں ہو سکتے۔ جنوب مشرقی ایشیاء میں انڈونیشیا امریکہ کا سب سے قیمتی حلیف تھا اور کسی بھی حالت میں امریکہ کسی بائیں بازو کی حکومت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ انڈونیشیا نے امریکی ہتھیاروں اور سفارتی حمایت کے ذریعہ جلد ہی مشرقی تیمور پر قبضہ کر لیا۔ بعدازاں اقوام متحدہ میں امریکی سفیر ڈینیل موئینہان نے لکھا کہ "امریکہ اپنی خواہش کے مطابق نتیجہ کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کے حصول کے لیے بروقت اور درست اقدامات کرتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے خیال میں اقوام متحدہ نے جو بھی اقدامات کیئے ان میں سے کسی میں بھی اسے کامیابی نہیں ملی۔ پھر یہ کام میرے سپرد کیا گیا اور اس حوالے سے میں نے جو کچھ بھی کیا اسے سوائے کامیابی کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے اندازے کے مطابق 1989ء تک انڈونیشیا کے فوجی دستے چھ سات لاکھ کی آبادی میں سے دو لاکھ افراد کو ہلاک کر چکے تھے۔ انڈونیشیا کے مشرقی تیمور پر دعویٰ کی مستقل حمایت اور کشت و خون کے اس کھیل میں آخری وقت تک امداد کرنے کی وجہ سے امریکہ حقیقتاً دنیا میں تنہا رہ گیا تھا لیکن اس کے باوجود انڈونیشیا کے لیے ہتھیاروں اور فوجی آلات کی فراہمی اور اس کام کی تکمیل کے لیے تربیت کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ حالانکہ امریکہ اس امر کی مستقل تردید کرتا رہا مگر حقیقت یہ ہے کہ امریکی امداد اس وقت بھی جاری تھی جب 1999ء میں انڈونیشیا کے سپاہیوں اور ملیشیا کے جوانوں کے ہاتھوں آزادی کی جدوجہد میں مصروف تیموریوں کا قتل عام ہوا تھا۔

1995ء میں کلنٹن انتظامیہ کے ایک سینئر افسر نے سہارتو کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ "وہ ہمارے مطلب کا آدمی ہے۔"

انگولا 1975ء سے 80ء کی دہائی

امریکہ، چین اور جنوبی افریقہ نے اپنے مطلب کے لیے خانہ جنگی کی حمایت کی تو سوویت یونین اور کیوبا نے اپنے مفادات کے پیش نظر اور پھر کئی دہائیوں تک کشت و خون کا یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھیل جاری رکھا۔ انسانیت کو اس بے رحمی اور سفا کی سے خون میں نہلایا گیا کہ آج تک یہ خون رس رہا ہے۔ 5لاکھ کے قریب انسان صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے' غربت' افلاس اور بھوک انتہائی درجہ کو پہنچ گئی قدم قدم پر بچھی بارودی سرنگوں کی وجہ سے معذوری کی شرح دنیا بھر میں سب سے زیادہ یہاں ہو گئی تھی۔ شروع کے سالوں میں ہنری کسنجر اس مسئلہ کے کسی بھی پر امن حل کے لیے راستے میں ذاتی طور پر رکاوٹ بنا رہا۔ یہ شخص سوویت یونین کے ہر اقدام کا تقابل کرنے اور اسے منہ توڑ جواب دینے کے جنون میں مبتلا رہتا تھا خواہ وہ کرہ ارض کے کسی بھی حصہ میں کیے جائیں خواہ خاص ہوں یا عام' حقیقی ہوں یا تصوراتی' قسمت کا کوئی کھیل ہوں یا شعوری کوشش یا اندازہ وہ جب تک جوابی اقدام نہ کر لیتا اسے چین نہیں ملتا تھا۔ 90ء کی دہائی میں امریکہ نے اپنے مقلد یو این آئی ٹی اے (UNITA) کے سربراہ جونس سویمی کو جنگ کو طول دینے سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر انگولا کی عوام کے حق میں بہت زیادہ بہتر ہوتا اگر امریکہ 60ء کی دہائی میں شروع ہونے والی انگولا کی اس سیاست میں اب بھی مداخلت نہ کرتا۔ اس وقت تو چونکہ روس کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اس لیے ہنری کسنجر کو بھی نہیں تھی۔

جمیکا 1976ء

وزیر اعظم مائیکل مینلے کو اس لیے امریکی عتاب کا سامنا کرنا پڑا کہ اس نے کیوبا سے سفارتی تعلقات استوار کر کے انگولا میں امریکہ مخالف دھڑے کی حمایت کی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے بین الاقوامی ایلومینیم کمپنیوں کے خلاف اقدامات شروع کر دیئے تھے۔

1976ء کے انتخابات میں امریکہ نے ہر قسم کا ہتھکنڈہ اختیار کیا کہ کسی طرح سے مینلے دوبارہ منتخب نہ ہو سکے مگر امریکہ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

ہونڈراس 80ء کی دہائی

80ء کی دہائی میں امریکہ نے ہونڈراس کو اپنی نو آبادی بنا لیا تھا جہاں قائم امریکی فوجی اڈوں پر ہزاروں فوجی دستے تعینات تھے جن کا مقصد ایل سیلواڈور اور گوئٹے مالا میں باغیوں کے خلاف جاری کارروائیوں میں بھرپور مدد فراہم کرنا اور سب سے بڑھ کر نکاراگوا کی حکومت کے خلاف کونٹراس کو ہتھیار مہیا کرنا' ہر طرح کی مدد دینا اور ضرورت پڑنے پر پناہ بھی فراہم کرنا تھا۔ اس قسم کی مستقل کارروائیوں کو کامیابی سے جاری رکھنے کے لیے کسی بھی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مداخلت نہ کرنے والی اور بے حس عوام کی ضرورت ہوتی ہے۔ امریکہ نے ہونڈراس کی فوج اور پولیس کو مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے ہتھیاروں اور فوجی آلات سے لیس کرنے اور انہیں مکمل تربیت دینے کے علاوہ بے پناہ مالی امداد بھی دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ مخالف عناصر (جو طنزیہ انداز میں اپنے ملک کو یو ایس ایس ہونڈراس کہتے تھے) جو سیلواڈور کے باغیوں اور نکاراگوا کے سینڈ یسطاز کی قومی تشخص کی مہم کے حامی تھے اور ہونڈراس میں سماجی تبدیلی لانے کے لیے کوشاں تھے ابھی تک ان کی جانب سے کسی گوریلا تحریک کے شروع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ 1988ء میں نیویارک ٹائمز کے ایک تبصرہ کے مطابق ''امریکی سفار تکار کرہ ارض کے کسی بھی ملک کی نسبت ہونڈراس کی مقامی سیاست میں بہت زیادہ عمل دخل رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو یہاں آفاقی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔''

نکاراگوا 90-1978ء

1978ء میں جب سینڈ یسطاز نے سوموز آمریت کا تختہ الٹا تو امریکہ پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ وہ اس کے لیے ایک اور کیوبا'' ثابت ہوں گے۔ سر پر لٹکتی ہوئی خطرہ کی ایک مستقل تلوار۔ اس انقلاب کو ناکام کرنے کی صدر کارٹر کی کوششوں نے سفارتی اور اقتصادی صورت اختیار کر لی۔ ریگن کے دور میں تشدد کو بہترین حل تصور کرتے ہوئے اپنایا گیا۔ خطرات سے بھرپور آٹھ سال کے طویل عرصہ تک نکارگوا کے عوام سوموزا کے بدطینت قومی محافظوں اور آمریت کے حامیوں پر مشتمل امریکہ کی منظم کردہ فوج کنٹراس کے حملوں کی زد میں رہے۔ یہ ایک مکمل جنگ تھی جس کا مقصد حکومت کے سماجی و اقتصادی ترقی کے پروگرام کو تباہ کرنا تھا۔ اس سلسلہ میں سکول اور ہسپتال نذر آتش کیے گئے' عصمت دری' تشدد' بارودی سرنگیں بچھانا' بمباری اور گولہ باری کونسا ایسا تباہ کن اقدام تھا جو یہاں نہیں کیا گیا اور یہ سب کچھ وہ شریف النفس لوگ کر رہے تھے جنہیں رونالڈ ریگن بڑے پیار سے ''آزادی کی لڑائی لڑنے والے'' کہہ کر پکارتے تھے۔

1990ء میں امریکہ نے عام انتخابات میں نہایت سنجیدگی سے مداخلت کی جس کے نتیجہ میں سینڈ یسطاز کو شکست ہو گئی۔

بالکل کیوبا کی طرح ہم کبھی یہ بھی جان نہیں پائیں گے کہ اگر سینڈ یسطاز کو امن و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکون سے رہنے دیا جاتا اور انہیں اپنا آدھا بجٹ جنگ میں نہ جھونکنا پڑتا تو ان کا تشکیل کردہ ترقی یافتہ معاشرہ کیسا ہوتا؟

بین الاقوامی ترقیاتی تنظیم ''آکس فیم'' نے 76 ترقی پذیر ممالک میں کام کرنے کے اپنے تجربے کے حوالے سے بتایا کہ ''سینڈینسٹاز کے دور میں نکاراگوا کی ترقی کی رفتار غیر معمولی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت نہایت سنجیدگی اور دیانتداری سے عوام کی حالت بہتر بنانے اور ترقیاتی کاموں میں ان کی عملی شراکت کے لیے کوشاں تھی۔''

آزاد منڈی کی حکمرانی میں لوٹنے کے دس سال بعد نکارگوا کرہ ارض کی غریب ترین اقوام میں شامل ہو چکا تھا اور اس کی نصف سے زیادہ آبادی شدید غذائی قلت اور ناخواندگی و جہالت کا شکار بن چکی تھی۔

فلپائن 70ء سے 90ء کی دہائی

فلپائن میں غربت، سماجی ناانصافی، قتل و غارت گری اور تشدد کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کے خلاف وسیع پیمانے پر احتجاجی تحریکیں اور مسلح مزاحمت شروع ہوگئی۔ اس موقع پر امریکی فوج اور سی آئی اے نے میدان عمل میں اترتے ہوئے ان تحریکوں کو کچلنے کے لیے حکومت کی ہر طرح کی امداد کی۔ 1987ء میں یہ انکشاف ہوا کہ ریگن انتظامیہ نے سرکشی کے خاتمے کی مہم میں سی آئی اے کی مداخلت بڑھانے کے لیے دو سالہ منصوبہ کے تحت 10 ملین ڈالر مختص کیے تھے۔ سی آئی اے نے وسیع پیمانے پر نفسیاتی جنگ شروع کر دی اور امریکی فوج کے مشیر بھی معمول کے مطابق فلپائنی فوجی دستوں کے ہمراہ تمام کارروائیوں میں شریک ہوتے رہے۔ ایشیاء میں جنگی کارروائیوں کے لیے فلپائن ہمیشہ سے امریکی جنگی حکمت عملی کے حوالے سے جغرافیائی طور پر بہترین ملک رہا ہے جہاں امریکہ نے کئی بڑے بڑے فوجی اڈے قائم کر رکھے ہیں اور جن کے خلاف شہریوں کی جانب سے شدید احتجاجی مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ 1991ء میں امریکی سفارتخانے کی جانب سے ذرائع ابلاغ کو بتایا گیا کہ ''سفارتخانہ کی رائے شماری کے مطابق امریکی فوجی اڈوں کی حمایت کرنے والے فلپائنی عوام کی تعداد کہیں 68 فیصد، کہیں 72 فیصد اور کہیں 81 فیصد ہے۔'' تاہم یہ رائے شماری کبھی منظر عام پر نہیں آئی۔ بعدازاں سفارتخانہ کے ایک افسر نے تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے یہ تعداد بڑھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی تھی۔"

سیشلیس 81-1979ء

امریکہ کے لیے قابل نفرت رہنماؤں میں سے ایک فریک البرٹ رینے بھی تھا۔ اس کے خلاف نفرت کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ یہ بھی تھیں کہ وہ سوشلسٹ تھا' غیر جانبدارانہ تحریک کا حامی تھا' بحر ہند کو نیوکلیئر فری زون بنانے کا خواہشمند تھا اور یہ بات اس کے لیے نہایت تکلیف دہ تھی کہ اس کا ملک امریکی فضائیہ کے سیٹلائٹ ٹریکنگ سٹیشن کا ٹھکانہ بنا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 1979ء سے وہ امریکی سازشوں اور اس کی حکومت کو غیر مستحکم کرنے والی کارروائیوں کی زد میں تھا۔ ایک رپورٹ کے مطابق نومبر 1981ء میں جو جزیرہ کی قوم پر جارحیت کا ارتکاب کیا گیا تھا وہ سی آئی اے کی ہدایات کے مطابق اس کے زرخریدوں نے کیا تھا جس کی منصوبہ بندی جنوبی افریقہ میں کی گئی تھی اور یہ سیشلیس ایئرپورٹ پر مسلح لڑائی سے آگے نہیں بڑھ سکا تھا۔

جنوبی یمن 84-1979ء

امریکہ نے شمالی یمن میں حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے پیراملٹری قوتوں کی بھرپور حمایت کی جس کی وجہ ایک تو یمن کے ہمسایہ سعودی عرب کی خواہش کی تکمیل تھی اور دوسرے یہاں بھی سرد جنگ چھیڑنا تھا کیونکہ شمالی یمن کو سوویت یونین کی حمایت حاصل تھی جبکہ اس کے مخالف جنوبی یمن کو مکمل طور پر مغرب کی پشت پناہی حاصل تھی۔ شمالی اور جنوبی یمن کے درمیان سالہا سال سے لڑائی جاری تھی۔ امریکہ نے شمالی یمن میں فوجی امداد اور تربیت یافتہ پیراملٹری دستے روانہ کیے تاکہ وہ شمالی یمن میں پلوں کو اڑانے کے ساتھ ساتھ انتشار اور تباہی و بربادی کی دیگر کارروائیاں کریں۔ مارچ 1982ء میں شمال والوں نے تیرہ افراد پر مشتمل ایک پیراملٹری ٹیم کو پکڑ لیا' تشدد کے نتیجہ میں انہوں نے پوری ایمانداری سے سچائی بیان کرتے ہوئے تسلیم کیا کہ وہ سی آئی اے کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان میں سے بارہ کو پھانسی دے دی گئی۔ جلد ہی یہ آپریشن اختتام پذیر ہو گیا۔

ریگن کے دور میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر ولیم کیسی کو جو کہ انتہا پسند سوویت مخالف تھا اس بات کا یقین تھا کہ کیوبا' اٹلی کی ریڈ بریگیڈ اور آئی آر اے کے ساتھ ساتھ جنوبی یمن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی سوویت یونین کے بین الاقوامی دہشت گردی نیٹ ورک کا حصہ ہے۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ 1979ء سے سوویت یونین شمالی اور جنوبی یمن دونوں کو یکساں فوجی امداد اور مشاورت فراہم کر رہا تھا کبھی بیک وقت اور کبھی مختلف اوقات میں حسب ضرورت یہاں تک کہ اس نے بائیں بازو کی گوریلا تحریک کو کچلنے کے لیے شمالی یمن کو بھرپور امداد فراہم کی تھی۔ 1990ء میں شمالی اور جنوبی یمن متحد ہو کر ''جمہوریہ یمن'' کی صورت میں دنیا کے نقشہ پر ابھرے اور سرد جنگ ایک ہفت رنگی تماشا ثابت ہوئی۔

جنوبی کوریا 1980ء

مئی میں امریکہ نے جسے جنوبی کوریا کے فوجی معاملات میں مختار کل کی حیثیت حاصل تھی حکومت کی درخواست پر مشترکہ یو ایس کورین کمان سے جنوبی کوریا کے کچھ فوجی دستے واپس بھجوا دیئے تاکہ وہ کوآنگجو شہر میں سر اٹھانے والی طلباء و کارکنوں کی احتجاجی تحریک کو کچلنے میں مقتدر فوجی چن ڈوہوان کا ساتھ دیں۔ اس احتجاجی تحریک کا مقصد مارشل لاء کا خاتمہ تھا۔ یہ لوگ مارشل لاء کے مخالفین' ان کے خاندانوں اور دوستوں کی گرفتاریوں کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اس کے ساتھ ساتھ دھوکہ دہی کی بنیاد پر ہونے والے انتخابات' تشدد اور سماجی ضروریات کی عدم دستیابی کے خلاف آواز اٹھا رہے تھے۔ اس کے خاتمے کے لیے شروع ہونے والی خوفناک کارروائی میں ہزاروں افراد ہلاک کر دیئے گئے سینکڑوں کو مسلح قوتوں نے سخت زیادتیوں اور تشدد کا نشانہ بنایا اور اس سلسلہ میں حکومت کو کارٹر انتظامیہ کی جانب سے' جسے انسانی حقوق کا رکھوالا قرار دیا جاتا تھا بھرپور امریکی حمایت حاصل تھی۔ محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان کے مطابق ''اچھی یا بری' ہماری صورتحال یہ ہے کہ معاہدہ کے تحت کوریا ہمارا حلیف ہے اور دنیا کے اس حصے میں امریکی سلامتی کے نہایت اہم مفادات وابستہ ہیں۔''

فروری 1981ء میں چن کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ اسے صدر ریگن کے پہلے حکومتی مہمان کی حیثیت سے وائٹ ہاؤس میں مدعو کیا گیا' امریکہ اور جنوبی کوریا نے نئی انتظامیہ کے تحت پہلی مشترکہ فوجی مشقیں شروع کیں۔ انتظامیہ نے کانگریس کو جنوبی کوریا کے صدر کی امریکہ میں موجودگی تک بین الاقوامی انسانی حقوق کی سالانہ رپورٹ کی اشاعت مؤخر کرنے کو کہا تاکہ اسے کسی قسم کی شرمندگی یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ریگن نے چن کے اعزاز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دیئے جانے والے عشائیہ میں اعلان کیا کہ "آپ نے 5000 سالہ آزادی کی روایت کو قائم رکھنے کے لیے قابل قدر کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔"

1996ء میں کوریا کی ایک عدالت نے چن کے خلاف غداری اور قتل و غارت گری کے جرائم ثابت ہو جانے پر اور کوآنگجو کے قتل عام کے سلسلہ میں اسے ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے اُسے سزائے موت سنائی۔

چاڈ 82-1981ء

ریگن انتظامیہ لیبیا کے کرنل معمر قذافی کے حوالے سے جغرافیائی' قانونی اور اخلاقی ہر قسم کے خطرہ کے وہم میں بری طرح سے مبتلا تھی۔ لیبیا نے اپنے ہمسایہ ملک چاڈ کی حکومت کی درخواست پر وہاں اپنی مسلح افواج تعینات کر دیں کیونکہ ایک تو اس حکومت کو مسلح سرکشی کا سامنا تھا دوسرے وہ لیبیا کی اپنے بارڈر پر دوست حکومت کی خواہش کی تکمیل چاہتی تھی۔ امریکہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس حکومت کی جگہ لیبیا کی مخالف حکومت قائم کر دی جائے اس مقصد کے لیے اس نے لیبیا سے جلاوطن کیے جانے والے قذافی کے مخالفین جو چاڈ میں مقیم تھے بھرپور امداد فراہم کر کے کھلی آزادی دے دی کہ وہ سرحد پار سے لیبیا کے خلاف مستقل حملوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ نے چاڈ کے سابقہ نوآبادیاتی حکمران فرانس کے ساتھ مل کر رشوت اور سیاسی دباؤ کے ذریعہ چاڈ کی حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ لیبیا کو واپس چلے جانے کو کہے۔ لیبیا نے کافی پس و پیش کے بعد اس پر عمل کیا اور پھر اس کی جگہ افریقی اتحاد کی تنظیم کی فوجیں تعینات کر دی گئیں جنہیں چاڈ کی سلامتی و دفاع کے حوالے سے نہایت معمولی اختیارات دیئے گئے تھے اور ان کی حقیقت کٹھ پتلی سے زیادہ نہیں تھی۔ سی آئی اے نے سوڈان میں مخالف چاڈ فوج کی تنظیم نو کی اور اسے ہتھیاروں سے لیس کر کے مالی امداد' سیاسی حمایت اور تکنیکی تربیت فراہم کی۔ تب اس فوج نے حسین یا برے کی سربراہی میں افریقی اتحاد کی تنظیم کی فوج کی موجودگی میں جو محض نمائشی طور پر وہاں رکھی گئی تھی جون 1982ء میں چاڈ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس کے بعد امریکی حمایت یافتہ ہابرے آٹھ سال تک اس ملک پر حکمرانی کرتا رہا۔ اس کی حکومت کے دوران اس کی خفیہ پولیس نے ہزاروں افراد ہلاک کیئے' دو لاکھ کے قریب افراد پر تشدد کیا گیا اور بے شمار غائب کر دیئے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2000ء میں اس کے تشدد کا شکار ہونے والے سینیگال میں جہاں وہ مقیم تھا اسے ''افریقہ کا نیوشے'' قرار دیتے ہوئے نشانہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

گرینا ڈا 81-1979ء

کوئی بھی ملک چاہے کتنا ہی ترقی پذیر' کمزور' چھوٹا اور دور افتادہ کیوں نہ ہو امریکہ کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ 1979ء کے انقلاب کے ذریعہ موریس بشپ اور اس کے حامیوں نے ایک لاکھ دس ہزار کی آبادی پر مشتمل اس جزیرہ کا اقتدار سنبھالا گو کہ ان کی پالیسیاں کاسترو کی طرح انقلابی نہیں تھیں مگر امریکہ کو ''ایک اور کیوبا'' کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ یہ خطرہ اس وقت اور بڑھ گیا جب گرینا ڈا کے رہنما نے علاقے کے دیگر ممالک کے ساتھ نہایت جوش و خروش کے ساتھ خوشگوار تعلقات استوار کرنا شروع کیے۔

انقلاب کے فوری بعد ہی ریگن انتظامیہ نے بشپ حکومت کو غیر مستحکم کرنے کے ہتھکنڈے آزمانا شروع کر دیئے تھے۔ افواہوں اور سازشوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا آغاز ہو گیا تھا۔ بالآخر اکتوبر 1983ء میں جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے اقتدار ان لوگوں کے حوالے کر دیا گیا جو امریکی خارجہ پالیسی کے بہت بڑے مقلد اور محافظ تھے۔ اس کے نتیجہ میں 135 امریکی مارے گئے یا زخمی ہو گئے جبکہ 400 گرینا ڈا کے اور 84 کیوبا کے باشندے ہلاک ہوئے۔

امریکہ نے بین الاقوامی قانون کی اس کھلی خلاف ورزی پر وضاحت پیش کرنے کے لیے اپنی جارحیت کو سفید جھوٹ کا سہارا لے کر چھپانے کی کوشش کی۔

سرینام 84-1982ء

امریکہ نے سرنیام کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے ایک سازش تیار کی کیونکہ امریکہ کے خیال میں یہ حکومت ''کیوبا کے مدار'' میں داخل ہو رہی تھی۔ منصوبہ کے مطابق 300 افراد پر مشتمل ایک ٹیم نے جارحیت کا ارتکاب کرنا تھا جن میں آدھے امریکی اور جنوبی امریکی اور آدھے سرینام سے تعلق رکھنے والے تھے۔ سی آئی اے نے اپنے اس منصوبہ کے حوالہ سے کانگریس کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اس میں پیراملٹری فورس استعمال کی جائے گی جس کی صدر ریگن نے اجازت دے دی تھی۔ کانگریس نے اس حوالے سے خاص جوش و خروش کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ نہیں کیا پھر بھی ولیم کسی اور اس کے سی آئی اے کے جیالے اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مصروف رہے مگر اس وقت وہ اپنے قدم پیچھے ہٹانے پر مجبور ہو گئے جب نیدرلینڈ جو کہ سرینام کا سابقہ نو آبادیاتی حکمران تھا اور جس کے دور میں یہ ڈچ گیانا کہلاتا تھا کہ اندرونی سلامتی کی ایجنسی نے یہ منصوبہ بے نقاب کر دیا۔

لیبیا 1981-89ء

ریگن انتظامیہ کی لیبیا کے صدر معمر قذافی کے خلاف نفرت اور دشمنی کی سرکاری وجہ یہ بتائی جاتی رہی کہ وہ دہشت گردی کی حمایت کرتا تھا۔ جبکہ حقیقت میں لیبیا کے صدر کا جرم یہ نہیں تھا کہ وہ دہشت گردوں کی حمایت کر رہا تھا بلکہ یہ تھا کہ وہ ''غلط'' دہشت گردوں کی حمایت کر رہا تھا وہ ان دہشت گردوں کی حمایت نہیں کر رہا تھا جنہیں ریگن انتظامیہ کی حمایت حاصل تھی جن میں نکاراگوا کے کنٹراس' انگولا میں یو این آئی ٹی اے (UNITA) میامی میں مقیم کیوبا کے جلاوطن' ایل سیلواڈور اور گوئٹے مالا کی حکومتیں اور گریناڈا میں تعینات امریکی فوج وغیرہ شامل تھے۔ صرف دہشت گردوں کا ایک گروپ ایسا تھا جس کی یہ دونوں حمایت کر رہے تھے اور وہ تھے افغانستان کے مجاہدین۔

مشرق وسطیٰ کے تیل پیدا کرنے والے ممالک سے امریکہ کی گہری نفرت اور عداوت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ ان کے وسائل پر مکمل طور پر قبضہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ قذافی کے خلاف نفرت اس لیے زیادہ تھی کہ اس نے امریکہ کے پسندیدہ حکمران گروہ کا تختہ اُلٹ کر فلاحی ریاست قائم کر دی تھی۔ تبھی امریکہ نے اسے اور اس کے ملک کو ان کی حیثیت یاد دلانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ 1981ء میں لیبیا کی فضائی حدود میں امریکی طیاروں نے لیبیا کے دو طیارے مار گرائے۔ پانچ سال بعد امریکہ نے قذافی کی ایک رہائشگاہ پر بمباری کی جس سے بے شمار لوگ مارے گئے۔ قذافی پر کئی قاتلانہ حملے کیے گئے' اس کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے کئی کارروائیاں ہوئیں' اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں' بڑے پیمانے پر نہایت ہی گھٹیا قسم کی افواہیں پھیلانے کی مہم چلائی گئی جن میں دہشت گردوں کی حمایت کے حوالے سے ایک سے بڑھ کر ایک مبالغہ آمیز خبریں شامل تھیں اور 1988ء میں پین ایم 103 پر ہونے والی بمباری کا الزام ایران اور شام سے ہٹا کر لیبیا پر عائد کر دیا کیونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کو خلیج کی جنگ کے حوالے سے اوّل الذکر دونوں ممالک کی حمایت درکار تھی۔ امریکہ کے لیے لیبیا کی حیثیت مقناطیس کی تھی کہ کوئی بھی معاملہ ہو انگلی اسی کی جانب اٹھتی تھی۔

فجی 1987ء

جمہوری انتخابات کے ذریعہ اپریل میں وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے والے ٹموسی باوریڈا کا صرف ایک ماہ بعد فوجی انقلاب کے ذریعہ تختہ الٹ دیا گیا۔ لیبر پارٹی سے تعلق رکھنے والے باوریڈا نے امریکہ کو اپنے بعض اقدامات کے ذریعہ ناراض کر دیا تھا۔ اوّل تو یہ کہ اس نے خود کو غیر جانبدارانہ تحریک کے ساتھ منسلک کر لیا تھا' دوم اس وعدہ کے ساتھ اقتدار سنبھالا تھا کہ فجی کو غیر ایٹمی علاقہ کی دہشت میں واپس لایا جائے گا جس کا مطلب یہ تھا کہ اب وہاں نہ تو ایٹمی طاقتیں دباؤ ڈال سکیں گی اور نہ ہی ایٹمی ہتھیار لے جانے والے جہاز لنگر انداز ہو سکیں گے۔ 1982ء میں جب باوریڈا کے پیشرو آرایس کے مارا نے بھی اسی قسم کی پالیسی پر عملدر آمد کرنے کا فیصلہ کیا تو اس فعل سے روکنے کے لیے اس پر امریکہ کی جانب سے شدید قسم کا دباؤ ڈالا گیا۔ اس سال فجی میں تعینات سابق امریکی سفیر ولیم بوڈر جونیئر کے ایک بیان کے مطابق ''ہماری حکمت عملی کی ضروریات کی بناء پر امریکہ کے لیے غیر ایٹمی علاقہ قطعی طور پر ناقابل قبول ہوگا...... اس تحریک کو کچلنے کے لیے امریکہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔'' اسی سال مارا نے پالیسی ختم کر دی۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ باوریڈا کو اتنی آسانی سے نہیں جھکایا جا سکتا کیونکہ اس نے غیر ایٹمی بحرالکاہل کے اتحاد کے ایک حصہ کی حیثیت سے اقتدار سنبھالا تھا۔

باوریڈا کے اقتدار سنبھالنے کے دو ہفتے بعد اقوام متحدہ میں امریکی سفیر ورنن والٹرز نے جزیرہ کا دورہ کیا۔ سی آئی اے کے اس سابقہ ڈپٹی ڈائریکٹر کا ریکارڈ یہ تھا کہ اس کے دورہ سے ذرا پہلے' دوران یا پھر فوری بعد سی آئی اے کی عدم استحکام کی کارروائیاں شروع ہو جاتی تھیں۔ والٹر نے باوریڈا سے بظاہر اقوام متحدہ کے معاملات پر گفت و شنید کے لیے ملاقات کی۔ وہ فوج کی سربراہی کے حوالے سے تیسری اہم ترین شخصیت لیفٹیننٹ کرنل سٹیوینی ربوکا سے بھی ملا۔ اس کے صرف دو ہفتے بعد ربوکا نے فوجی انقلاب کے ذریعہ باوریڈا کا تختہ الٹ دیا۔

ربوکا کے ایک ماہ پر مشتمل اقتدار کے دوران بحرالکاہل کے علاقہ میں اچانک ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیبیا سے دہشت کی عجیب وغریب مہم شروع کر دی گئی۔ اس سے قبل بھی ایک بار ریگن انتظامیہ امریکہ میں ایسی ہی احمقانہ ''لیبیا دہشت'' مہم کے حوالے سے مذاق کا نشانہ بن چکی تھی۔ فجی میں فوجی انقلاب کی توجیہ پیش کرنے کے لیے بھی ربوکا اور اس کے حامیوں نے لیبیا کی جانب سے جارحیت کے خطرہ کو ڈھال بنایا۔

اس ڈرامہ میں ایسے ہی کئی اور ''اتفاقات'' بھی سامنے آئے جن میں انقلاب سے قبل جمہوری استعداد بڑھانے کے لیے چندہ جمع کرنے کی غرض سے فجی میں سی آئی اے کی لیبر مافیا اور امریکی فوجی دستوں کی آمد سرفہرست تھی۔

انقلاب کے اگلے روز پنٹاگون کے ذرائع نے اس سلسلہ میں امریکہ کے ملوث ہونے کی تردید کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ''ہم بہت خوش ہیں...... اچانک ہی پتہ چلا کہ ہمارے جہاز فجی نہیں جاسکتے اور اب فوری طور پر وہ جاسکتے ہیں۔''

پانامہ 1989ء

دیوار برلن گرنے کے دو ہفتوں کے اندر امریکہ نے عالمی امن کے نئے دور کے آغاز پر اپنی خوشی کا اظہار پانامہ پر چڑھائی کر کے کیا۔ امریکہ نے یہاں ایک بار پھر وحشیانہ بمباری شروع کر دی۔ 20 دسمبر 1989ء تک پانامہ شہر کی رہائشی عمارتوں کی بہت بڑی تعداد کا صفایا پھیر دیا گیا۔ 15,000 لوگ بے گھر ہو گئے۔ امریکہ اور پانامہ کی فوج کے درمیان کئی دنوں پر مشتمل میدانی جنگ کے دوران سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 500 سے زائد مقامی باشندے ہلاک ہوئے جسے امریکہ اور امریکی حمایت یافتہ پانامہ کی نئی حکومت نے تسلیم کیا جبکہ دیگر ذرائع کے اعداد وشمار اور شہادتوں کے مطابق ہلاک ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ مزید برآں 3,000 پانامی زخمی ہوئے' 23 امریکی مارے گئے اور 324 زخمی ہوئے۔

ایک رپورٹر نے اس حوالے سے صدر بش سے سوال کیا کہ کیا نوریگا کا حصول اتنی اہمیت کا حامل تھا کہ اس کے لیے بے شمار لوگوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا؟

جارج بش نے اس کے جواب میں کہا کہ ''ہر انسانی جان بہت قیمتی ہے۔ مجھے چونکہ جواب دینا ہے اس لیے ہاں یہ اتنی اہمیت کا حامل تھا۔''

مینوئل نوریگا کئی برسوں سے امریکہ کے اتحادی کی حیثیت سے فرائض سرانجام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے رہا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی افادیت کھو بیٹھا تھا مگر اس حملہ کی بنیادی وجہ اس کے حصول کو ہی بنایا گیا۔ حقیقت یہ ہے بش نکاراگوا کے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتا تھا کہ اگر دو ماہ بعد ہونے والے انتخابات میں انہوں نے سینڈ یسٹاز کو دوبارہ منتخب کیا تو یہی سب کچھ ان کے ساتھ بھی ہو گا۔ بش کچھ فوجی قوتوں کو بھی جھکانا چاہتا تھا تاکہ حال ہی میں ''سوویت خطرے'' کے خاتمے کے باوجود بڑی تعداد میں لڑاکا فوج کی ضرورت کے حوالے سے کانگریس کو وضاحت کی جائے۔ سرکاری وضاحت میں امریکہ سے بے دخلی کی وجہ نوریگا کے منشیات کے کاروبار کو قرار دیا گیا حالانکہ امریکہ اس کے بارے میں کئی برسوں سے آگاہ تھا مگر اسے اس سے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں تھی۔ اور وہ تبھی بے گناہ پانامیوں کے خون سے ہاتھ رنگے بغیر اس شخص پر ہاتھ ڈال سکتے تھے۔

افغانستان 92-1979ء

افغانستان میں اسلامی انتہا پسند طالبان کی جانب سے خواتین پر عائد پابندیوں کا تو خوب شہرہ ہوا مگر اس بات سے دنیا کو اتنی اچھی طرح آگاہ نہیں کیا گیا کہ 70ء اور 80ء کی دہائیوں میں افغانستان میں قائم حکومت خواتین کو یکساں حقوق دیتے ہوئے اپنے ترقی پذیر ملک کو اکیسویں صدی میں لے جانے کی خواہشمند تھی مگر امریکہ نے اس حکومت کے خلاف جنگ میں کروڑوں ڈالر اس لیے جھونک ڈالے کہ اس حکومت کو سوویت یونین کی حمایت حاصل تھی۔ انتہا پسند حزب اختلاف کی بھرپور امداد کر کے امریکہ جان بوجھ کر سوویت جارحیت کے امکانات میں اضافہ کر رہا تھا۔ اور جب اس کا مقصد پورا ہو گیا اور سوویت یونین نے حملہ کر دیا تو سی آئی اے نے ہدایات جاری کرنے کا فریضہ سنبھالتے ہوئے مشرقِ وسطیٰ کے حامیوں کو بھرپور مالی امداد فراہم کرنے کا حکمنامہ جاری کیا۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی جانب سے ہمسایہ ملک پاکستان پر مستقل طور پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا تو کبھی رشوتوں کی پیشکش کی جا رہی تھی کہ یہاں امریکی فوجی اڈے قائم کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ جہاں سے ہتھیاروں کی فراہمی اور فوجی تربیت کا سلسلہ جاری رکھا جا سکے۔

آخر میں امریکہ اور طالبان کو فتح حاصل ہو گئی اور خواتین اور باقی افغانستان ہار گیا۔ دس لاکھ سے زائد ہلاکتیں ہوئیں' 30 لاکھ کے قریب معذور ہوئے اور کل آبادی کا نصف حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی 50 لاکھ افراد بے گھر ہو گئے۔

ایل سیلواڈور 92-1980ء

سیلواڈور کی حزب مخالف نے نظام کے تحت کام کرنے کی کوشش کی مگر حکومت نے امریکی حمایت سے انتخابات میں بار بار دھاندلیاں کر کے اور سینکڑوں احتجاجی مظاہرے کرنے والوں اور ہڑتالیوں کا قتل عام کر کے ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ بالآخر تنگ آ کر 1980ء میں حزب اختلاف نے بندوق اٹھالی اور خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا۔ جس پر امریکہ نے فوری ردعمل کا اظہار کیا۔

سرکاری طور پر ایل سیلواڈور میں موجود امریکی فوج کی حیثیت صرف مشاورت تک محدود تھی جبکہ حقیقت میں امریکی فوج اور سی آئی اے نے یہاں مستقل طور پر نہایت سرگرم کردار ادا کیا۔ تقریباً 20 امریکی فوجی جاسوسی یا ایسی ہی دیگر کارروائیوں کے دوران جنگ زدہ علاقوں پر سے اڑنے والے ہیلی کاپٹرز اور ہوائی جہازوں کی تباہی سے ہلاک ہو گئے اسی طرح میدانی جنگ میں بھی امریکی کردار کے حوالے سے بے شمار شواہد ہیں۔ 1992ء میں مندرجہ ذیل نتائج کے ساتھ جنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔ 75,000 شہری ہلاکتیں امریکی خزانہ کی 6 بلین ڈالرز سے محرومی، بامقصد سماجی تبدیلی ناپید، چند مخصوص دولتمندوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور، غریب ہمیشہ کی طرح غریب اور حزب مخالف کو دائیں بازو کی جانب سے مستقل موت کا خطرہ وغیرہ وغیرہ ایل سیلواڈور میں کسی قسم کی سماجی تبدیلی نہیں لائی جا سکی۔

ہیٹی 94-1987ء

امریکہ نے 30 سال تک ڈوویلیئر خاندان کی آمریت کی حمایت جبکہ اصلاحات پسند پادری جین برٹرینڈ آریسٹائیڈ کی مخالفت کی۔ اس دوران سی آئی اے موت کے ہرکاروں، تشدد پسندوں اور منشیات کا کاروبار کرنے والوں کے ساتھ مل جل کر کام کرتی رہی۔ اس تمام پس منظر کے ساتھ 1994ء میں کلنٹن انتظامیہ نے خود کو بہت نازک صورتحال سے دوچار پایا کہ "جمہوریت" کے حوالے سے ان کے زریں خیالات محض دکھاوا ہیں۔ تب انہوں نے جمہوری طور پر منتخب اریسٹائید کی اقتدار میں واپسی کی حمایت کی 1991ء میں فوجی انقلاب کے ذریعہ تختہ الٹ دیا گیا تھا۔ اس کی واپسی کو دو سال سے زیادہ مؤخر کرنے کے بعد امریکہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شرط کے ساتھ اقتدار اریسٹائیڈ کے حوالے کیا کہ وہ امیروں کی بنیاد پر غریبوں کی مدد نہیں کرے گا اور آزاد منڈی کی معیشت پر سختی سے کاربند رہے گا۔ اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ ہیٹی مستقل طور پر امریکی اشاروں پر ناچتا رہے گا اور اس کے کارکن افلاس زدہ رہیں گے اور اگر اریسٹائیڈ نے اس معاہدہ کو توڑنے کا تصور بھی کیا تو اسے صرف اپنی کھڑکی کے پار نظر ڈالنی ہوگی جہاں امریکی فوجی دستے اس کے بچے کھچے اقتدار پر بھی قابض ہونے کے لیے براجمان تھے۔

بلغاریہ 1990-91ء

نومبر 1999ء میں بلغاریہ کے اپنے دورہ کے دوران صدر کلنٹن نے صوفیہ میں ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ صاف شفاف انتخابات کرانے اور اشتراکیت کو مسترد کر دینے پر انہیں سلام پیش کرتے ہیں۔ صدر صاحب یہ ذکر کرنا بھول گئے کہ ان کے ایسے ہی ایک صاف شفاف انتخابات میں فتح حاصل کر کے برسراقتدار آنے والی اشتراکی حکومت کا امریکہ نے تختہ الٹ دیا تھا۔

1990ء میں قومی استعداد برائے جمہوریت (NED) نے بلغاریہ کی سوشلسٹ پارٹی (سابقہ کیمونسٹ پارٹی) کو جون 1990ء کے عام انتخابات میں شکست سے دوچار کرنے کے لیے 15 لاکھ ڈالرز خرچ کیے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ کسی بیرونی طاقت کے لیے امریکہ کی انتخابی مہم پر 3 کروڑ 80 لاکھ ڈالرز خرچ کرنے کے مساوی تھا۔ قومی استعداد برائے جمہوریت کی بخشش وصول کرنے والی سب سے بڑی جماعت متحدہ جمہوری محاذ تھی جو اہم ترین مخالف جماعت تھی۔ اس نے 517,000 ڈالرز وصول کیے جبکہ اس کے اخبار کو 233,000 ڈالرز مزید فراہم کیے گئے۔ امریکہ کو اس وقت شدید پریشانی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب بلغاریہ کی سوشلسٹ پارٹی نے انتخابات میں فتح حاصل کر لی۔

امریکہ نے فیصلہ صادر کر دیا کہ بلغاریہ سوشلسٹ پارٹی کو اقتدار پر فائز نہیں رہنے دیا جائے گا۔ ایسا نہ کبھی ہو سکتا تھا اور نہ ہی ہوگا کہ بلغاریہ سوشلسٹ پارٹی کو یہ ثابت کرنے کا موقع دیا جائے کہ جمہوریت اور سوشلزم کے اشتراک سے تشکیل پانے والی مخلوط معیشت مغربی یورپ میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے ایک ایسے وقت میں جبکہ سامراجیت کی وجہ سے پہلے ہی لوگوں میں اس حوالے سے غلط فہمیوں کا ازالہ ہو رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منصوبہ کے مطابق قومی استعداد برائے جمہوریت نے حزب اختلاف کی اہم جماعتوں کو فراخدلی سے چندے اور اسی حساب سے ہدایات دیں۔ جنہوں نے ان احکامات پر عمل کرتے ہوئے پانچ ماہ تک دہشت گردی اور انتشار کا بازار گرم کیے رکھا۔ جگہ جگہ مسلح اور تباہ کن مظاہرے، بدامنی، تشدد، بھوک ہڑتالیں، پارلیمنٹ کے گھیراؤ، حکومت کے محاصرہ جیسی کارروائیوں کے بعد بالآخر صدر اپنے کچھ وزراء سمیت استعفیٰ دینے پر مجبور ہو گیا اور پھر وزیراعظم نے بھی اقتدار چھوڑ دیا۔

1991ء میں قومی استعداد برائے جمہوریت (NED) نے ایک بار پھر عام انتخابات میں لاکھوں ڈالرز لگائے اور اس بار بقول این ای ڈی کے ''جمہوری قوتیں'' کامیاب ہو گئیں۔

البانیہ 92-1991ء

یہ کہانی بہت حد تک بلغاریہ سے ملتی جلتی ہے۔ مارچ 1991ء کے انتخابات میں اشتراکی جماعت نے فتح حاصل کر کے عنان اقتدار سنبھالا۔ اس حکومت کے قیام کے دو ماہ کے اندر اندر ملک بھر میں وسیع پیمانے پر بدامنی، انتشار اور بدنظمی پھیل گئی۔ گلیوں میں احتجاجی مظاہرے معمول کا حصہ بن گئے بالآخر جون میں تین ہفتوں پر مشتمل عام ہڑتال حکومت کے خاتمہ پر منتج ہوئی۔ یہاں بھی قومی استعداد برائے جمہوریت (NED) نے نہایت نمایاں کردار ادا کیا۔ اس نے مزدور تحریک کو 80,000 ڈالرز دیئے جبکہ ''جماعت کی تربیت اور تعلیمی پروگرام'' کے نام پر 23,000 ڈالرز فراہم کیے۔ مارچ 1992ء میں نئے انتخابات ہوئے۔ انتخابی مہم کے دوران امریکہ کی سیاسی حکمت عملی کے ماہرین اور سفارتکار امریکی سفیر کے ہمراہ کھلے عام جمہوری پارٹی (اشتراکی حکومت کی سب سے بڑی مخالف جماعت) کے امیدواروں سے ملاقاتیں کرتے رہے اور انہیں واضح الفاظ میں یہ پیغام پہنچاتے رہے کہ اگر اشتراکیوں کو دوبارہ فتح حاصل ہوئی تو امریکی امداد بند کر دی جائے گی اور ''بہت سے مغربی سرمایہ کار اور حکومتیں کسی اور ملک میں سرمایہ کاری کریں گی۔'' قومی استعداد جمہوریت ایک بار پھر ان ''اچھے لوگوں'' کے ساتھ ہر قسم کی نیکی کرنے کے لیے موجود تھی اور پھر جمہوری پارٹی جیت گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صومالیہ 1993ء

امریکی افواج کی آمد کو قحط زدہ انسانوں کی غذائی امداد کا مشن سمجھا جارہا تھا حالانکہ امریکہ تو عرصہ دراز سے اس ملک کے سیاسی نقشے کو ازسرنو ترتیب دینے کی کوششوں میں مصروف تھا جس میں غالب جنگجو سردار محمد عیدی اور اس کے طاقتور گروہوں کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔ صومالیہ کے سیاسی منظر نامہ سے انہیں غائب کر دینا امریکہ کا مطمع نظر تھا۔ جون کے آغاز میں کئی مواقع پر امریکی ہیلی کاپٹروں نے عیدی کے حامی گروپوں پر میزائل برسائے جس سے کئی ہلاک ہو گئے پھر اکتوبر میں امریکی فوج نے عیدی کے قبیلہ کے دو سرداروں کو گرفتار کر لیا جس کے نتیجہ میں خوفناک خونی معرکہ ہوا۔ لڑائی کے اختتام پر جو اعداد و شمار سامنے ائے ان کے مطابق 5 امریکی ہیلی کاپٹر مار گرائے' 18 امریکی مارے گئے' 73 زخمی ہوئے جبکہ 500 سے 1000 تک صومالی باشندے ہلاک اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی قحط زدہ انسانوں کو خوراک فراہم کرنا اتنی ہی اہمیت کا حامل تھا جتنی کہ یہ حقیقت کہ چار امریکی تیل کمپنیاں اس ملک کے وسیع علاقوں میں تیل کی تلاش میں مصروف تھیں اور انہیں قوی امید تھی کہ امریکی فوجی دستے افراتفری کی اس صورتحال کا خاتمہ کر لیں گے جس کی وجہ سے ان کی وسیع سرمایہ کاری خطرہ میں پڑی ہوئی تھی۔ اس وقت پینٹاگون کو ضرورت اس بات کی تھی کہ کسی طرح کانگریس کو راضی کیا جائے جو سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد فوجی بجٹ میں کمی کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ''انسانیت کی فلاح و بہبود'' کے لیے ہونے والی کارروائیاں اور امریکی بحری بیڑوں کے (غیر ضروری) جوش و خروش کے ساتھ ٹیلی وژن کے کیمروں کی زد میں ساحلوں پر لنگر انداز ہونا کانگریس کو راضی کر سکتا تھا پس امریکہ نے یہ کارروائی اس رنگ میں کی کہ یہ محسوس ہونے لگا کہ یہ اقوام متحدہ کا امدادی منصوبہ نہیں بلکہ امریکی فوج کا کارنامہ ہے۔

اور پھر ان بحری بیڑوں کے لنگرانداز ہوتے ہی اس شدید قحط کا خاتمہ ہو گیا جس کے عروج پر ہونے کا امریکہ پچھلے چند ماہ سے مسلسل پراپیگنڈہ کر رہا تھا۔

عراق 1990ء

پاگل خانے اور جیل ایسے لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں ایسی آواز آئی تھی جو انہیں ایسے لوگوں کو قتل کرنے کا حکم دیتی تھی جن سے وہ پہلے کبھی نہیں ملے تھے' جنہوں نے انہیں کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا اور نہ ہی کبھی ایسی کوئی دھمکی دی تھی۔

امریکی سپاہی ان احکامات کو سنتے ہوئے ایسے لوگوں کو قتل کرنے کی غرض سے مشرق وسطیٰ روانہ ہو گئے: قتل کا حکم دینے والی یہ آواز جارج بش کی تھی۔

مشرق وسطیٰ کی ترقی یافتہ ترین اقوام سے ایک قوم پر 40 دن اور رات ہونے والی وحشیانہ بمباری نے اس کے قدامت اور جدت کے حسین امتزاج سے مزین دارالحکومت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ 177 ملین پاؤنڈ وزنی بم عراق کے شہریوں پر گرائے گئے۔ اس وقت تک کی عالمی تاریخ کی یہ سب سے وحشیانہ اور تباہ کن فضائی تباہ کاری تھی۔ ڈیپلیٹڈ یورینیم ہتھیار انسانوں کو بھسم کر رہے تھے' انہیں کینسر اور دیگر متعدی امراض میں مبتلا کر رہے تھے۔ کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں کے استعمال اور تیل کی صنعتیں تباہ ہونے کی وجہ سے فضا زہریلی ہو گئی تھی' سپاہی زندہ دفن ہو رہے تھے' انفراسٹرکچر تباہ ہو گیا تھا' صحت عامہ پر نہایت مضر اثرات مرتب ہو رہے تھے' 21 ویں صدی میں بھی پابندیاں بدستور عائد تھیں' ان تمام مسائل کے سبب دس لاکھ سے زائد بچے ہلاک ہو چکے تھے یہ تعداد بالغوں سے بھی زیادہ تھی۔ یونیسف کی اگست 1999ء کی ایک رپورٹ کے مطابق ''پابندیوں کے سالوں کے دوران جنوبی اور وسطی عراق میں پانچ سال سے کم عمر بچوں کی اموات کی شرح دوگنا ہو گئی تھی۔''

آج کے دن تک امریکہ اور برطانیہ سلگتی ہوئی آگ یعنی عراق کے خلاف میزائل چلا رہے ہیں۔ ہر روز ہی ان کے جہاز پر بمباری کرتے ہیں اور اس بمباری کا اختیار وہ ایک دوسرے سے حاصل کر لیتے ہیں۔ 1999ء کے پہلے آٹھ ماہ کے دوران ان دونوں ممالک نے دس ہزار جہاز عراق پر سے اڑائے جنہوں نے ایک ہزار بموں اور میزائلوں سے 400 مقامات کو نشانہ بنایا۔ جس سے سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس کارروائی کے سربراہ امریکی بریگیڈیئر جنرل ولیم لونے کے مطابق:

> ''اگر وہ اپنے راڈار کا استعمال کرتے ہیں تو ہم ان کا پورا نظام تباہ کر دیتے ہیں۔ وہ اس بات سے آگاہ ہیں کہ ہم ان کے ملک کے مالک ہیں۔ ہم ان کی فضائی حدود کے مالک ہیں...... ہم انہیں بتاتے ہیں کہ وہ کیسے رہیں اور کیا بات کریں۔ اور یہ ہے وہ جو آج امریکی عظمت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہلاتی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے خاص طور پر اس وقت جب یہاں
بے انتہا تیل ہے اور ہمیں اس کی ضرورت ہے۔"

یہ کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ نے دوسری عالمی جنگ کے بعد جرمنی اور جاپان کو دی جانے والی سزاؤں کے مقابلہ میں عراق کو اپنے انتقام کو زیادہ نشانہ بنایا ہے۔

نوم چومسکی لکھتا ہے کہ "40 کی دہائی سے امریکی خارجہ پالیسی کا یہ واضح نظریہ رہا ہے کہ خلیج میں واقع تیل کے وسیع ذخائر امریکہ اور اس کے حواریوں کے قبضہ میں رہیں۔ اور اس حوالے سے کسی خود مختار، مقامی طاقت کو تیل کی پیداوار اور قیمت کے تعین کے بارے میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے کی قطعی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

ہو سکتا ہے یہی عراق کا جرم ہو۔ یہ جرم نہیں کہ اس نے 1990ء میں کویت پر جارحیت کا ارتکاب کیا تھا' ایسی جارحیت جس کی حوصلہ افزائی امریکہ نے کی اور جس کے لیے امریکہ کے نہایت قریبی حلیف' کویت نے خود اُکسایا تھا' ایسی جارحیت جس نے امریکہ کو کارروائی کے لیے وہ موقع فراہم کر دیا تھا جس کی تلاش میں وہ کافی عرصہ سے تھا۔ کیونکہ بہر حال عراق کی جارحیت اس سے زیادہ نہیں تھی جو کچھ انڈونیشیا نے امریکی کی مرضی سے مشرقی تیمور میں کیا تھا۔

پیرو 1990ء تا حال

ایک دہائی سے زائد عرصہ سے امریکہ پیرو کو مستقل طور پر فوجی امداد فراہم کر رہا ہے جس میں فوجی مشاورت اور تربیت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ' بحری اور زمینی افواج' ہر قسم کے ہتھیار اور فوجی آلات' راڈار سٹیشن اور جس چیز کی ضرورت پیش آ سکتی ہے شامل ہے یہ سب کچھ مغربی کرہ ارض کی سب سے زیادہ آمر اور جابر حکومت کو فراہم کیا جا رہا ہے جس کے ظالم اور آمر مطلق حکمران البرٹو فیوجی موری کی زیر قیادت ہونے والی جبر و تشدد کی سنگین کارروائیوں' انسانی حقوق کی وسیع پیمانے پر ہونے والی خلاف ورزیوں اور ملک بھر میں قائم عقوبت خانوں کی ایمنسٹی انٹرنیشنل' ہیومن رائٹس واچ' امریکہ اور محکمہ خارجہ کی انسانی حقوق کی رپورٹوں میں کئی بار مذمت کی جا چکی ہے۔

وہ کونسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے امریکی حمایت مستقل بنیادوں پر جاری ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کی جانب سے یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ وہ مل کر منشیات کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔ مگر اس بارے میں کیا وضاحت پیش کی جائے گی کہ جو ائیر فورس کے چار افسر' بشمول فیوجی موری کے ذاتی پائلٹ گرفتار کیے گئے تھے کیونکہ ان کے فوجی ہوائی جہاز سے 383 پاؤنڈ کوکین برآمد ہوئی تھی اور وہ جو چار مختلف مواقع پر نیوی کے جہازوں سے 220 پاؤنڈ کے مجموعی وزن کی کوکین برآمد ہوئی تھی' اور وہ جو فیوجی موری مشیر خاص والا دیمیر مونٹیسو منشیات کی دنیا کا بے تاج حکمران اور اس سے قبل منشیات کے سمگلروں کا وکیل تھا یہ وہ ہی مونٹیسو ہے جو طویل عرصہ تک سی آئی اے کا تنخواہ دار ملازم بھی رہا اور ایک خفیہ تنظیم بھی چلاتا تھا جس کی 1999ء میں امریکی سینٹ نے کھلے عام مذمت کی تھی کیونکہ یہ تنظیم منشیات فروشی میں ملوث تھی اور وہ جو فوج دکھاوے کے لیے منشیات فروشوں پر چھاپے مارتی ہے جبکہ اندر خانہ ان کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے...... اب امریکہ کیا سوچ رہا ہے؟ وہ معمول کی بات سوچ رہا ہے کہ گوریلا تحریک کو کچلنے کے لیے حکومت کی مدد پہلی ترجیح ہے۔ 1997ء میں فیوجی موری نے بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے 14 افراد کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ ان میں زیادہ تر نوجوان تھے اور ان کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے انسانی حقوق کی پاسداری اور اقتصادی ترقی کے اپنے مطالبات منوانے کے لیے جاپانی سفیر کی رہائشگاہ پر عارضی طور پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے ہی خون میں نہلائے جانے سے قبل انہوں نے پرامن طریقے سے ہتھیار ڈالنے کی کوشش بھی کی تھی۔ وہ کمانڈوز کی جنہوں نے یہ کارروائی کی تھی انہیں اس قسم کی کارروائیوں کے لیے تکنیکی امداد اور تربیت امریکہ سے ملی تھی۔ اس خاص فنی تربیت میں RU-38A جہازوں کی اونچی اڑانیں بھی شامل تھیں جن کے ذریعہ خفیہ عمارتوں اور موٹی دیواروں کے اندر کی تصاویر بھی لی جا سکتی ہیں۔ حملہ کی اس کارروائی میں اور بھی بہت سے تکنیکی طریقے استعمال کیے گئے۔

امریکہ نے منشیات کے کاروبار کی وجہ سے ان نوجوانوں کی سزا کے حوالے سے کوئی مدد نہیں کی۔

میکسیکو 1990ء تا حال

''میکسیکو کی حکومت کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ قومی سلامتی کی پالیسی اور علاقہ پر اپنے مؤثر کنٹرول کا مظاہرہ کرنے کے لیے زیپاٹسٹاز کو علیحدہ کر دیں........... اور محتاط انداز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ اگر حزب اختلاف انتخابات میں فتح حاصل کر لیتی ہے تو اسے تسلیم کیا جائے یا نہیں۔'' اس کے لیے چیز مین میٹن بینک نیویارک کے لیے کام کرنے والے لاطینی امریکہ کی معاشی منڈیوں کے مشیر رائیورڈن رائٹ کی 1995ء کی یادداشت پڑھیں جس میں اس نے میکسیکو کے اس پسے ہوئے طبقہ کی تحریک کے بارے میں بات کی ہے جو اپنی خودمختاری اور سیاسی معاشی حقوق کا مطالبہ کر رہے تھے اور آج تک کر رہے ہیں۔ تاہم یہ مطالبات نیفٹا (NAFTA) اور عالمی معیشت کے دیگر عناصر جو زپاٹسٹاز کو مخصوص علاقوں سے باہر نکال دینا چاہتے تھے یا کم از کم زمین کی ملکیت کے دعویدار نہیں تھے کے نظریات سے ٹکرائے تھے۔ اور اس کی بہت سی وجوہات تھیں جن میں تیل اور قدرتی وسائل سرفہرست تھے اور یہ بھی حقیقت تھی کہ ان کے مطالبات ماننے کی صورت میں میکسیکو اور وسطی امریکہ کے مزدوروں کو شہ مل سکتی تھی۔ نیفٹا کا منصوبہ یہ تھا کہ یہاں کی زراعت جو اس پسے ہوئے طبقہ کے ہاتھوں عرصہ دراز سے قدیم طریقوں کے مطابق ہی چل رہی تھی اسے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے چلایا جائے تاکہ ربڑ اور لکڑی کی برآمدات سے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کیا جا سکے۔

منشیات کے خلاف جنگ کے نام پر امریکہ نے میکسیکو میں فوجی امداد اور تربیت کے لیے کروڑوں ڈالر خرچ کیے۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکی پولیس ایجنٹس، فوجی مشیر، سی آئی اے کے کارندے اور سپیشل فورسز بھی روانہ کی جاتی رہیں۔ یہ سب حمایت اور امداد نمایاں طور پر بدعنوان حکومت، فوج، پیراملٹری اور پولیس کے لیے تھی جن کی اکثریت منشیات کے کاروبار، قتل و غارت گری، تشدد کی کارروائیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث تھی۔ زپاٹسٹاز کے دعویٰ کے مطابق امریکہ اور ارجنٹائن کے مشیروں نے اس پیراملٹری فورس کو مکمل تربیت فراہم کی ہے جو اس نئی ''ناپاک جنگ'' میں جو کہ خوفناک حد تک لاطینی امریکہ جیسی ہے اہم ترین کردار ادا کر رہی ہے۔

امریکہ کی فراہم کردہ فوجی امداد میں وہ جدید ترین ٹیکنالوجی بھی شامل تھی جس کے ذریعہ جنگلوں اور پہاڑوں میں چھپے ہوئے زپاٹسٹاز کو تلاش کر کے قابو کیا جا سکے، اس کے علاوہ سینکڑوں ہیلی کاپٹرز جن کے ذریعہ آبادیوں پر مشین گنوں سے فائرنگ کی گئی، راکٹ برسائے اور بمباری کی گئی۔ تیسری دنیا میں آج بھی اس قسم کی امریکی امداد اور تربیت کا سلسلہ نہ صرف جاری ہے بلکہ یہ معمول کا حصہ بن چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1998ء میں واشنگٹن پوسٹ نے اس موضوع پر ایک شاندار سلسلہ شائع کیا۔ اس کا ذرا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"یہاں تک کہ وہ ممالک جہاں داخلی طور پر کسی قسم کی مسلح مخالفت کا کوئی وجود تک نہیں ہے وہاں بھی امریکی افواج ان کی فوجوں کو تربیت دے رہی ہیں کہ مخالفین پر کس طرح سے قابو پایا جا سکتا ہے' ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ حملوں سے انہیں کس طرح ششدر کیا جا سکتا ہے' مکمل پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ انسانوں کو کس طرح قتل کیا جا سکتا ہے اور ضرورت پڑنے پر خاص مواقع پر کس طرح شہروں میں گھر گھر گھس کر دوبدو لڑائی لڑی جا سکتی ہے۔"

میکسیکو کو فراہم کی جانے والی فوجی امداد کانگریس کے اس قانون کی یکسر خلاف ورزی ہے جس کے مطابق ایسے بیرونی ملک کی سلامتی اور تحفظ کیلئے' جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مرتکب ہو فوجی امداد پر مکمل پابندی عائد ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ زیپاٹسٹاز پر منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کا کوئی الزام تک نہیں ہے اس کے باوجود ان کے خلاف جاری جنگ میں امریکہ کی سرگرم شمولیت کو صرف اور صرف نظریاتی تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کولمبیا 1990ء تا حال

دنیا کی سب سے تشدد پسند قوم کولمبیا اس دہائی کے آخر تک امریکی فوجی امداد حاصل کرنے والی تیسری سب سے بڑی قوم بن گئی۔ بائیں بازو کے گوریلوں کی باغیانہ کارروائیوں کو روکنے کے لیے سینکڑوں امریکی فوجی ماہرین کی آمد کے ساتھ ساتھ امریکی فوجی اڈوں کی تعداد بھی بڑھتی چلی گئی۔ امریکہ نے ہیلی کاپٹر اور گوریلوں کے بارے میں خفیہ معلومات فراہم کر کے حکومت کو ان پر بمباری کرنے اور دیگر فوجی طریقے استعمال کرنے کے سلسلہ میں مکمل مدد فراہم کی۔ جنگی کارروائیوں کے دوران کئی بار امریکی ہوائی جہاز بھی اڑتے دکھائی دیئے اس پر گوریلوں نے دعویٰ کیا کہ امریکہ خفیہ طور پر ان جنگی کارروائیوں میں برابر کا شریک ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ وہ انہیں بھی نشانہ بنائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ نے ایک بار پھر عوام کو مطمئن کرنے کے لیے اس خانہ جنگی میں اپنی سرگرم شمولیت کی وجہ ''منشیات کے خلاف جنگ'' کو قرار دیا۔ اپنی اس وضاحت کو سچ کے لبادہ میں لپیٹنے کے لیے امریکہ میں منشیات کی دنیا کے شہنشاہ زاد بیری میک کیفری کی خدمات حاصل کی گئیں جس نے معمول کے انداز میں اہم گوریلا گروپ فارک (FARC) کو منشیات کا سمگلر قرار دے دیا۔ مگر 1999ء میں ڈی ای اے (DEA) کی قائم مقام انتظامیہ نے شہادت پیش کر دی کہ ''ابھی تک ڈی ای اے اس نتیجہ پر نہیں پہنچی کہ فارک (FARC) اور ای ایل این (ELN) منشیات کے کاروبار میں ملوث ہیں یا نہیں۔'' البتہ ضرور ہے کہ منشیات پیدا کرنے والوں کے تحفظ اور ان سے وصول کئے جانے والے ٹیکسوں کی مد میں ملنے والی رقم گوریلوں کی آمدنی کا ایک حصہ ہے۔

تاہم امریکی امداد سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والی کولمبیا کی فوج ہی منشیات کے کاروبار میں ملوث ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے پیرا ملٹری فورسز کے ساتھ بھی نہایت گہرے روابط ہیں جو کہ منشیات کے کاروبار اور منشیات پیدا کرنے والوں کے تحفظ میں پوری طرح ملوث ہے۔ نومبر 1998ء میں فورٹ لاڈرڈیل فلوریڈا اترنے والے کولمبین ایئرفورس کے مال بردار ہوائی جہاز سے 639 پاؤنڈ وزنی کوکین برآمد ہوئی۔ 1996ء میں کولمبین ایئرفورس کے افسروں نے اس وقت کے صدر ارنیسٹو سامپر کے زیر استعمال ہوائی جہاز کے ذریعہ ہیروئن امریکہ سمگل کرنے کی کوشش کی۔ کلنٹن انتظامیہ کے ایک سینئر افسر نے خود سامپر پر منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کا الزام لگایا تھا۔

جیسا کہ 1999ء میں سینٹر پیٹرک لیہائی نے کولمبیا کے حوالے سے بات کرتے ہوئے اس جانب اشارہ کیا تھا کہ ''جو کچھ ہم یہاں دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ فتنہ پروروں کے خلاف پالیسی نے منشیات کے خلاف جنگ کی پالیسی کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔''

1994ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ میں پیش کئے گئے اعداد و شمار کے مطابق 1986ء سے اب تک فوج اور اس کے پیرا ملٹری حلیفوں کے ہاتھوں کولمبیا میں 20,000 افراد ہلاک کیے جا چکے ہیں اور منشیات کی جنگ میں نہیں بلکہ اس کی وجہ ان کے سیاسی نظریات تھے۔ ان شکار ہونے والوں کی اکثریت کا تعلق ٹریڈ یونینز انسانی حقوق کی تنظیموں اور بائیں بازو کی قانونی تحریکوں سے تھا۔ ایمنسٹی نے الزام لگایا کہ امریکہ بظاہر تو فوجی آلات اور ہتھیار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منشیات کے خلاف جنگ کے لیے فراہم کر رہا ہے مگر حقیقت میں یہ کولمبیا کی فوج کے لیے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعہ ''سرکشوں کی سرکوبی'' کے نام پر اس قسم کے سنگین اور خونی جرائم کرے۔ میکسیکو کی طرح یہاں فراہم کی جانے والی امداد بھی کانگریس کے انسانی حقوق کے قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ پینٹاگون کانگریس کی ان پابندیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

1997ء میں فارن آپریشنز کے ایوان کی سب کمیٹی نے سیکرٹری خارجہ میڈلین البرائٹ کو خط لکھا کہ ''پیراملٹری گروپوں کے بڑھتے ہوئے جرائم یا سیکیورٹی فورسز (حقیقت میں کولمبیا کی باقاعدہ فوج) کی جانب سے ماورائے عدالت ہلاکتوں' اغواء' تشدد' سیاسی قتل اور انسانی حقوق کی پامالی کی دیگر کارروائیوں کے خلاف کولمبیا کی حکومت کی کوششیں تسلی بخش نہیں ہیں کہ ان کی بنیاد پر ایک کروڑ ڈالر کی فوجی امداد فراہم کی جائے اور اس جان لیوا امداد کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔''

تاہم یہ مہلک امداد جاری ہے۔ امریکہ کا خیال ہے کہ کولمبیا کے فتنہ پرور اگر برسراقتدار آ گئے تو یہ نیوورلڈ آرڈر کی عالمی معیشت کے حق میں بہتر نہیں ہوگا۔

یوگوسلاویہ 99-1995ء

اپریل 1996ء میں صدر کلنٹن نے اس وقت روس کا دورہ کیا جب ماسکو اور اس کے علیحدہ ہو جانے والے صوبہ چیچنیا کے درمیان خونی لڑائی عارضی طور پر بند ہو گئی تھی۔ یہاں ایک پریس کانفرنس میں صدر نے اعلان کیا کہ

> ''آپ کہتے ہیں کہ یہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں اور زیادہ تنقیدی انداز اختیار کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا دارومدار آپ کے فیصلہ پر ہے آپ کیا سمجھتے ہیں کہ چیچنیا روس کا حصہ ہے یا نہیں؟ میں آپ کو یاددہانی کرانا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں ایک خانہ جنگی ہوئی تھی جس میں ہمارے اتنے لوگ مارے گئے تھے کہ بیسویں صدی میں ہونے والی کسی جنگ میں اتنے نہیں مارے گئے اور ابراہام لنکن نے اس قول کے لیے اپنی جان دے دی تھی کہ کسی ریاست کو ہمارے اتحاد سے نکلنے کا حق نہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین سال بعد کلنٹن نے یوگوسلاویہ کی تہذیب و تمدن سے بھرپور زندگی کو وحشیانہ بمباری کے ذریعہ تباہ برباد کر کے رکھ دیا کیونکہ سلوبوڈن میلوسوچ اپنے ایک صوبہ کوسووا کو وفاقی جمہوریہ یوگوسلاویہ سے علیحدہ ہونے سے روکنے کی کوششوں میں مصروف تھا اور امریکہ کو اس کا یہ عمل بے حد ناگوار گزرا تھا۔ امریکہ نے نیٹو کی چھتری تلے اس خانہ جنگی میں مداخلت کی جس کا تشدد اور دورانیہ کے ساتھ ساتھ کسی بھی حوالے سے امریکی خانہ جنگی سے کوئی مقابلہ نہیں تھا نہ ہی اس وقت دنیا بھر میں جاری ترکی' سری لنکا' انڈونیشیا/مشرقی تیمور' انگولا اور دیگر افریقی ممالک وغیرہ کے اندرونی تنازعات کے دورانیہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت تھی مگر کوسووا کے خلاف وسیع پیمانے پر ہونے والے سربیا کے فرضی ظلم و زیادتی (یک طرفہ؟) نے امریکہ اور نیٹو کے مہربان رہنماؤں کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

ان لوگوں کے لیے جو یہ دلیل دیتے ہیں کہ امریکہ پوری دنیا کی حفاظت نہیں کر سکتا یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ مخصوص لوگوں کی حفاظت کیلئے امریکہ کئی برسوں سے ترکی اور انڈونیشیا کو ان کی فوجی زیادتیوں کے سلسلے میں مکمل حمایت فراہم کر رہا ہے' 1995ء میں اس نے کرنجا سربوں کی نسل کا صفایا پھیرنے میں کروشیا کی مدد کی۔ ترکی نے کوسووا کے حوالے سے نیٹو کے فیصلے کو ویٹو کرنے کی دھمکی دے دی تھی مگر اس کو یقین دلایا گیا کہ یہ پالیسی کردوں کے معاملہ میں ترکی پر کبھی بھی لاگو نہیں کی جائے گی۔

مگر امریکہ کے لیے یہ لازمی تھا کہ اس حوالے سے بعض ضروری اصول وضع کیے جائیں۔

1۔ سرد جنگ' سوویت یونین اور وارسا پیکٹ کی غیر موجودگی میں نیٹو کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

2۔ اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل سے اختیار حاصل کیے بغیر نیٹو کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ جہاں مرضی آئے مداخلت کرے خواہ وہ علاقہ اس کی جغرافیائی حدود سے باہر ہی کیوں نہ ہو۔

3۔ نیٹو کو نیو ورلڈ آرڈر کے فوجی ہتھیار کی حیثیت حاصل ہوگی۔ (کارپوریٹ ہیڈ کوارٹر واشنگٹن ڈی سی میں ہوگا)

یوگوسلاویہ ان اصولوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا نہ ہی سربوں نے امریکہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی حلیفوں بلکہ تابعدار مقلدین کے کلب میں شمولیت کی حامی بھرتی تھی۔ زیادہ تر صنعتیں اور مالیاتی ادارے ابھی بھی ریاست کی ملکیت تھے۔ انہوں نے اپنی روزمرہ کی مہذب زبان سے لفظ ''سوشلزم'' کو ابھی تک حذف نہیں کیا تھا۔ وہ واقعی ڈائنا سورز تھے...... انہیں بمباری کا نشانہ بنانے کے لیے تمام جواز موجود تھے' سب اسباب واضح تھے ورنہ میلوسوچ کا آمر ہونا کوئی اتنا نمایاں سبب نہیں تھا یا دنیا میں کوئی واحد مثال نہیں تھی مگر پراپیگنڈہ کے لیے یہ نہایت اہمیت کا حامل تھا۔

یوگوسلاویہ جو عرصہ دراز سے اس خوف میں مبتلا تھا کہ اس پر مشرق یعنی سوویت یونین کی جانب سے حملہ ہو سکتا ہے اس کی بجائے مغرب یعنی ''آزاد دنیا'' کے حملے کی زد میں آ گیا۔ اس بمباری کے دوران سربیائی وی بھی ایک اہم ہدف تھا کیونکہ جو کچھ وہ نشر کر رہا تھا امریکہ کو وہ پسند نہیں آیا تھا۔ بموں سے ٹی وی سٹیشن کے بہت سے ملازمین ہلاک ہو گئے جبکہ زندہ بچ جانے والوں میں سے ایک ملازم کی دونوں ٹانگیں کاٹ کر اسے ملبہ سے نکالا گیا۔

برطانوی محکمہ خارجہ کے ایک نمائندہ رابرٹ فسک کے خیال میں ''جب ایک بار آپ لوگوں کو اس لیے ہلاک کر دیتے ہیں کہ آپ کو ان کی بات پسند نہیں آئی تو آپ ہمیشہ کے لیے جنگ کے قوانین بدل دیتے ہیں۔''

اس سارے قضیہ کا سب سے خوفناک پہلو وہ مجموعی غلط فہمی ہے جس میں اچھے خاصے سمجھدار اور ذہین لوگ بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ امریکہ اور نیٹو کی بمباری اس وقت شروع ہوئی تھی جب نسلی البانیوں کو زبردستی کوسوو سے نکالا جا رہا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بمباری ''نسلی خاتمہ'' کی اس مہم کو روکنے کے لیے کی گئی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اتنی بڑی تعداد میں مجبوراً جلاوطنی کا آغاز بمباری شروع ہونے کے کچھ دن بعد ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ اس وحشیانہ بمباری کے خلاف ردعمل اور اپنے شدید غصے' ناراضی اور لاچاری کا اظہار تھا۔

اس بات کی تصدیق کسی بھی روزنامہ کی اشاعتوں سے ہو سکتی ہے جو 23 اور 24 کی درمیانی شب سے شروع ہونے والی بمباری سے کچھ دن قبل اور کچھ دن بعد کی ہیں۔ یا پھر سب سے آسان یہ ہے کہ 26 مارچ کے نیویارک ٹائمز کے صفحہ اوّل کو دیکھ لیں جس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق

''نیٹو کی بمباری نے جو کہ پہلے ہی شروع ہو چکی ہے پرسٹینا (کوسوو کا مرکزی شہر) کو گہرے خوف اور دہشت کی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اب انتقام کے طور پر سرب اپنا غصہ نسلی البانوی شہریوں پر اُتاریں گے۔''

27 مارچ کو زبردستی کی پہلی جلاوطنی عمل میں آئی۔ مگر پراپیگنڈہ کے ذریعہ وہ مؤقف اتنا پختہ کیا جا چکا تھا کہ دنیا اسی پر قائم رہی۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے چرچ کے وجود میں آنے کے بعد سے ''پاپائی معصومیت'' لوگوں کے دلوں پر نقش ہے۔

اور بھی بہت کچھ ہے

مندرجہ بالا بحث کے حوالے سے مزید یہ کہ 1950ء سے آج تک دنیا کے ہر کونے میں حکومتوں اور تحریکوں کے خلاف امریکہ کی بلامبالغہ درجنوں مداخلتیں جاری ہیں۔ امریکہ کی بدمعاشیاں' جو بے نقاب ہونے کی منتظر ہیں لامحدود ہیں جبکہ مصنف کے پاس وقت محدود ہے۔ امریکہ مداخلت کاری کی مشین کا نظام خودکار پائلٹ کے ہاتھ میں ہے...... دائمی امن کے لیے دائمی جنگ۔

منشیات فروش دہشت گرد تمہاری ماں کو لینے جا رہا ہے

امریکہ کے سرکاری اہلکار بائیں بازو کے گوریلوں کو منشیات کے کاروبار میں ملوث قرار دیتے ہیں خواہ ان کا اس سے کوئی تعلق ہو یا نہ ہو۔ وہ ان گوریلوں کا ''منشیات فروش دہشت گرد'' کے طور پر ذکر کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لسانی روابط ان کی بات میں پوشیدہ مطلب کی پوری طرح توضیح کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہوں۔

سپیشل فورسز کے کمانڈر کرنل جان واکیلستن نے 1987ء میں ان روابط کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ

''اس حوالے سے امریکی عوام اور کانگریس اس تصور پر راسخ ہیں کہ گوریلا منشیات فروش دہشت گرد اس کرہ ارض پر جہاں بھی ہوں ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مدد فراہم کرنی چاہیے............ کانگریس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے یہ مشکل ہو گا کہ وہ ہمارے حلیفوں کو تربیت، مشاورت اور سلامتی کے حوالے سے امداد فراہم کرتے کے لیے ساتھ اٹھ کھڑی ہو۔ وہ چرچ اور علمی گروہ جنہوں نے لاطینی امریکہ میں فتنہ پردازوں کی حمایت کی غور کریں تو خود کو اس معاملہ میں اخلاقی حوالہ سے غلطی پر پائیں گے۔ ان سب سے بڑھ کر حقیقت یہ ہے کہ ہماری اخلاقی حیثیت پر کوئی حملہ نہیں کیا جا سکتا۔"

شکار ہونے والوں کی یاد میں عجائب گھر

گذشتہ کئی سالوں سے سرد جنگ کے قدامت پرست، واشنگٹن میں مال کے نزدیک ""اشتراکیت کا شکار بننے والوں کی یاد میں عجائب گھر" بنانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ کانگریس کی منظوری اور صدر کلنٹن کے دستخطوں کے ذریعہ عمارت ان کے حوالے کر دی گئی ہے یہاں رکھنے کے لیے اس پراجیکٹ کے حوالے سے تمام تحریری مواد جو اس کے منصوبہ سازوں نے تیار کیا ہے جھوٹ، پراپیگنڈہ اور تعصب پر مبنی ہے۔ مگر یہ اصل مسئلہ نہیں ہے۔ وہ بات جو میں یہاں کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ "اشتراکیت مخالفین کا شکار بننے والوں کی یاد میں عجائب گھر" بھی بنایا جائے اور اگر یہ اوّل الذکر عجائب گھر کے ہمسائے میں ہو تو اس سے اچھی اور کیا بات ہو گی۔ اس عظیم الشان عمارت کو سجانے کے لیے مواد بے حساب ہے جس میں وہ تمام مداخلتیں جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور تشدد اور دہشت گردوں کی حمایت جن کی دیگر ابواب میں تفصیل موجود ہے شامل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 18

انتخابات میں دخل اندازیاں

انتخابات میں مداخلت

کسی بھی غیر ملکی قومیت کے حامل فرد کا یہ عمل قطعی طور پر غیر قانونی ہوگا کہ وہ براہ راست یا کسی فرد کے ذریعہ کسی قسم کی مالی یا قیمتی اشیاء کے ذریعہ مدد یا واضح یا ڈھکے چھپے وعدے کرے جن کا تعلق کسی بھی سیاسی عہدہ کے لیے ہونے والے انتخابات سے ہو یا پرائمری انتخابات سے............

(ٹائیٹل 2، ضابطہ ترمیمی ریاستہائے متحدہ (یو ایس سی اے)، سیکشن 1441 ای اے)

کانگریس کے ری پبلکن اور ڈیموکریٹک ارکان کی جانب سے غصہ اور نفرت کے اظہار کی وجہ یہ انکشاف تھا کہ چین خفیہ امدادی مہم کے ذریعہ امریکی پالیسی پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر سکتا ہے۔

امریکہ کے پالیسی سازوں نے عرصہ دراز سے دوسرے ممالک کے انتخابات میں حسب منشاء نتائج کی خاطر بڑی بڑی رقمیں لگانا بلاشرکت غیرے اپنا حق سمجھ رکھا ہے (ان میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جنھوں نے غیر ملکی امداد پر پابندی عائد کر رکھی ہے) اس کے علاوہ بے شمار دیگر ناجائز طریقوں سے انتخابی نظام کو تباہ و برباد کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعات وشواہد سے باآسانی کیا جاسکتا ہے۔

انتخابات اور یہ چیز جمہوریت کہلاتی ہے

کلنٹن انتظامیہ کے دوران، صدر اور دیگر سیاسی رہنماؤں نے کئی مواقع پر ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جذبات کا ڈھنڈورا پیٹا اور ذرائع ابلاغ بھی نہایت فرض شناسی سے اسے دہراتے رہے کہ مغربی نصف کرہ ارض میں کیوبا واحد غیر جمہوری ملک ہے۔

آیئے ذرا اس نظریہ کا محتاط انداز میں جائزہ لیں کیونکہ اس میں نہایت دلچسپ حقائق پوشیدہ ہیں۔

1959ء سے آج تک کیوبا کے انقلاب کے پورے دور میں لاطینی امریکہ نے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کی انتہا کو چھوا جن میں تشدد کی روزمرہ کارروائیاں' اغواء' حکومت کے حمایت یافتہ ڈیتھ سکواڈز کے ہاتھوں مخصوص لوگوں کی ہلاکتیں' لاچار کسانوں کا قتل عام' طلباء اور دیگر گروپوں کی بلاسبب ہلاکتیں سرفہرست تھیں۔ اس پورے عرصے کے دوران ہونے والی ان خونی کارروائیوں کے بدترین مرتکبین میں ایل سیلواڈور' گوئٹے مالا' برازیل' ارجنٹائن' چلی' کولمبیا' پیرو' میکسیکو' یوراگوئے' ہیٹی اور ہونڈراس کی فوجیں اور ان کی مددگار پیراملٹری فورسز شامل تھیں۔

کیوبا کا بدترین دشمن بھی کاسترو حکومت پر انسانی حقوق کی ان خلاف ورزیوں کا الزام عائد نہیں کرسکتا۔ اور اگر تعلیم اور صحت کی دیکھ بھال کے حوالہ سے مزید غور کیا جائے تو ان کی ضمانت اقوام متحدہ کا ''انسانی حقوق کا عالمی اعلامیہ'' اور ''انسانی حقوق کے تحفظ اور بنیادی آزادی کا یورپی کنونشن'' دونوں دیتے ہیں۔ یہی نہیں اس سارے میں تو صدر کلنٹن نے بھی اعلان کیا کہ ''دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں کیوبا میں تعلیم اور صحت کی صورتحال بہت بہتر ہے۔'' اور پھر یہ بھی دنیا کے سامنے پوری طرح واضح ہے کہ انقلاب کے 40 سے زائد سالوں کے دوران انسانی حقوق کی پاسداری کے حوالے سے کیوبا کا ریکارڈ پورے لاطینی امریکہ میں سب سے اچھا ہے۔

اس ریکارڈ کے باوجود اگر امریکہ اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ مغربی نصف کرہ میں کیوبا واحد ''غیر جمہوری'' ملک ہے تو ہم اس حتمی نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہیں کہ یہ چیز جسے امریکہ ''جمہوریت'' کہتا ہے اس کا انسانی حقوق سے یا تو بے حد معمولی تعلق ہے یا پھر بالکل ہی کوئی واسطہ نہیں ہے۔

بلاشبہ کئی سالوں سے امریکہ کے سرکاری ایوانوں کی جانب سے کئے جانے والے فیصلوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جمہوریت صرف انتخابات کا نام ہے جس کا انسانی حقوق' روزگار' خوراک اور پناہ گاہ کی فراہمی سے کوئی تعلق نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا ایسی قوم جہاں بھوکوں' بے گھروں' بیماروں' ان پڑھ اور بے روزگاروں کا جم غفیر ہو اور جہاں تشدد کا شکار ایسے بے شمار افراد ہوں جن کے پیاروں کو حکومت کے ایماء پر غائب یا ہلاک کر دیا گیا ہو یہ کہہ سکتی ہے کہ اس کے ہاں ''جمہوریت'' ہے۔

یونانی زبان میں جمہوریت کے لغوی معنی ''عوام کی حکومت'' کے ہیں۔ جس کا مطلب وہ طرز حیات ہے جس کے مطابق عوام زندگیاں بسر کرنا چاہتے ہیں یا آسان لفظوں میں یوں کہہ لیں کہ عوام کو وہ زندگی مہیا کی جائے جو وہ گذارنا چاہتے ہیں۔ جو کچھ جمہوریت کے نام پر عوام کو مہیا کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہر دو یا چار سال بعد انہیں حق دیا جاتا ہے کہ وہ ایک مخصوص مقام پر جائیں اور کسی ایسے شخص کے نام کے آگے مہر لگائیں جس نے انہیں اس قابل رحم حالت سے نجات دلانے کا وعدہ کیا ہو اور وہ یہ بھی جانتے ہوں کہ وہ اپنا وعدہ کبھی بھی پورا نہیں کرے گا۔ مزید جو انہیں مہیا کیا جا رہا ہے وہ بہت تھوڑی سی آزادی ہے۔ انہیں اپنے حکمرانوں کے ''کارناموں'' پر تنقید کرنے کی آزادی ہے جو سزا کے کسی بھی قسم کے خوف کے بغیر کھلے عام معاشرہ کو اپنی انگلیوں پر نچا رہے ہیں تنقید کی تو آزادی ہے مگر ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس بات سے قطعی طور پر لاتعلق رہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس پر ان کی رائے کے اظہار کا کچھ اثر بھی ہوا ہے یا نہیں۔

امریکہ کی جانب سے جمہوریت کی تعریف کو اس حد تک محدود کر دینا کوئی اتفاق نہیں ہے پوری سرد جنگ کے دوران ''آزاد اور شفاف'' جماعتی انتخابات اور شہری آزادیوں کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر امریکہ نے سوویت یونین اور اس کے حامیوں کو ہدف تنقید اور نفرت کا نشانہ بنایا حالانکہ ان تمام ممالک نے اپنے شہریوں کو روزگار' خوراک' صحت' تعلیم وغیرہ جیسی سہولیات کی فراہمی کے ذریعہ مقابلتاً زیادہ شاندار اور بدمہذب معیار زندگی مہیا کر رکھا تھا۔ جہاں برازیل کی طرح معمول کی تشدد کی کارروائیوں اور گوئٹے مالا کی طرح موت کے ہرکاروں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ جبکہ دوسری طرف اس زمانہ میں سرد جنگ میں امریکہ کے حلیف تیسری دنیا کے وہ ممالک جو بقول امریکہ کے ''آزاد دنیا'' کے ارکان تھے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا منبع بنے ہوئے تھے' جو پولنگ بوتھ پر ووٹ ڈالنے کی 60 سیکنڈ کی جمہوریت پر ہی اترائے ہوئے نہیں تھکتے ہے' جن کے نزدیک اس سے بڑی کوئی آزادی ہو ہی نہیں سکتی کہ مخالف کو رائے کے اظہار کا موقع دیا جائے مگر یہ آزادی وہ صرف یہیں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت کر سکتے تھے اس سے آگے بڑھنے کی صورت میں خون خرابہ اور اس سے ایک قدم آگے مخالف تحریکوں کی صورت میں ڈھالنا ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

قدرتی طور پر' سرد جنگ کو جیتنے کا صرف یہ طریقہ رہ گیا تھا کہ اپنی خوبیوں کو بڑھا چڑھا کر اور خامیوں کو خوبیاں بنا کر پیش کیا جائے اور دشمن کی معمولی سی کوتاہی کا بھی اتنا پراپیگنڈہ کیا جائے کہ دنیا بھر میں وہ نفرت کا نشانہ بن کر رہ جائے۔

پس یہ وہ سارا پس منظر ہے کہ امریکی اس بات پر اتنا پختہ ایمان رکھتے ہیں کہ انتخابات کے بغیر کسی بھی معاشرہ کی ترقی ناممکن ہے۔ انہیں یہ ہی سبق بڑھایا گیا ہے کہ انتخابات اور جمہوریت ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں اور اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ خود اپنے ملک کی انتخابی سیاست کے حوالے سے کتنے لاتعلق ہیں۔ ان میں سے چند ہی اپنے ملک کے انتخابات کے حوالے سے کسی قسم کے شک وشبہ کو دل میں جگہ دیتے ہوئے اظہار کرتے ہیں کہ آزادانہ اور شفاف انتخابات کرانا کبھی امریکہ کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول ہوا کرتا تھا۔ مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں آیئے ذرا تاریخی حقائق کا جائزہ لیں۔

فلپائن 1950ء

اس قوم کی سیاسی زندگی میں سی آئی اے کے واضح عمل دخل بلکہ سازباز سے کون واقف نہیں۔ ایسے انتخابات کا انعقاد جن کے نتائج پہلے ہی تیار کئے جا چکے ہوتے ہیں' جن میں غلط اطلاعات کی باقاعدہ مہم چلانا' امیدواروں کو بھاری رقوم کی فراہمی اور ان کے لیے تقاریر تیار کرنا تو سی آئی اے کا معمول ہے اس کے ساتھ ساتھ اپنا مقصد حاصل کرنے کے ایسی ایسی گھٹیا اور شرمناک کارروائیاں کی جاتی ہیں کہ جن کی مثال ملنا مشکل ہے جیسے کہ انتخابی مہم کے دوران سی آئی اے کے حمایت یافتہ امیدوار کے مخالف کے پانی میں نشہ آور دوا ملا دی گئی تاکہ وہ عوامی جلسہ میں نشہ میں دھت نظر آئے' ایک اور امیدوار کے خفیہ قتل کی منصوبہ بندی کی گئی وغیرہ وغیرہ۔

سی آئی اے نے اپنے ان مذموم مقاصد کے بہتر حصول کے لیے اور ملک کے شہریوں کا اعتماد جیتنے کے لیے ''قومی تحریک برائے آزادانہ انتخابات'' کے نام سے ایک تنظیم بھی قائم کر رکھی ہے۔ ''نیویارک ٹائمز'' نے بھی اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اس نے فلپائن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی اور انتخابی ترقی کی تعریف کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ''فلپائن کو بلاوجہ ہی ایشیاء میں جمہوریت کا مثالی نمونہ قرار نہیں دیا جاتا۔''

اٹلی 1948ء سے 70ء کی دہائی

تفصیلات کے لیے باب ''مداخلتیں'' ملاحظہ فرمائیے۔

لبنان 50ء کی دہائی

سی آئی اے نے صدر کیملے شمعون اور مخصوص پارلیمانی امیدواروں کو انتخابی مہم چلانے کے لیے بڑی بڑی رقمیں فراہم کیں جبکہ مزید رقمیں ان امیدواروں کے خلاف استعمال کی گئیں جنہوں نے لبنان کی سیاست میں امریکی مداخلت کی بھرپور انداز میں پذیرائی نہیں کی تھی۔

انڈونیشیا 1955ء

سی آئی اے نے اس شرط کے ساتھ مرکزی اتحاد کی انتخابی مہم چلانے کے لیے دس لاکھ ڈالرز فراہم کیئے کہ وہ صدر سوئیکارنو اور انڈونیشیا کی اشتراکی جماعت کی کسی صورت میں حمایت نہیں کریں گے۔

ویتنام 1955ء

شمالی اور جنوبی ویتنام کے اتحاد کے لیے ہونے والے انتخابات کو منسوخ کرنے کے سلسلہ میں امریکہ نے جنوبی ویتنام کی مکمل حمایت اور معاونت کی کیونکہ انہیں یقین تھا کہ شمالی ویت نام کا اشتراکی رہنما ہوچی منہ ان انتخابات میں بہت آسانی سے فتح حاصل کرلے گا۔

برطانوی گیانا 1953-64ء

دنیا کی دو قدیم جمہورتیں امریکہ اور برطانیہ گیارہ سال تک، تین بار جمہوری طور پر منتخب رہنما چیری جگن کو اقتدار سے باہر رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ناجائز ہتھکنڈے اور غیر انسانی حربے استعمال کرتے ہوئے ہڑتالوں، پراپیگنڈہ اور دہشت گردی کی کارروائیوں کے ذریعہ امریکہ اور برطانیہ ہے اس مدت کے دوران دوبار جگن کو زبردستی اقتدار سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاپان 1958ء سے 70ء کی دہائی

سی آئی اے نے پارلیمانی انتخابات میں قدامت پرست آزاد خیال جمہوری پارٹی کی ہر نشست کے لیے کروڑوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر کے امریکی خزانہ خالی کر دیا۔ یہ ساری جدوجہد مخالف جماعت' جاپان کی سوشلسٹ پارٹی کو کمزور کرنے اور شکست سے دوچار کرنے کے لیے تھی۔ نتیجہ کے طور پر قدامت پرست آزاد خیال جمہوری پارٹی 38 برس تک برسر اقتدار رہی۔ اس کے طویل اقتدار کا مقابلہ اٹلی کے کرسچن ڈیموکریٹس کے اقتدار سے کیا جاتا ہے اسے بھی سی آئی اے کی سرپرستی حاصل تھی۔ ان حربوں کے ذریعہ اٹلی اور جاپان میں مستحکم کثیر جماعتی نظام قائم نہیں ہونے دیا گیا۔

محکمہ خارجہ کے ایک مؤرخ کے مطابق ضائع شدہ مواد 60-1958ء کے دوران جاپان میں کی جانے والی امریکی کارروائیوں پر مشتمل تھا۔

نیپال 1959ء

سی آئی اے نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ اس نے بی پی کوئرالہ کی خواہش پر قومی پارلیمانی انتخابات میں اس کی نیپالی کانگریس پارٹی کو فتح دلانے کے لیے لامحدود پیمانے پر خفیہ کارروائیاں کیں۔ نیپالی کانگریس پارٹی نے نئی قانون ساز اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل کر لی اور کوائرالہ وزیراعظم بن گیا۔ نیپال کی تاریخ میں ہونے والے یہ پہلے قومی انتخابات تھے اور سی آئی اے جمہوریت کے اس عظیم فرض کو کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے وہاں موجود تھی۔

لاؤس 1960ء

سی آئی اے نے فومی نوساوان کی حمایت کرتے ہوئے اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ بیلٹ باکس بھروائے تاکہ یہاں امریکہ کی حامی حکومت قائم کی جاسکے۔

برازیل 1962ء

سی آئی اے اور بین الاقوامی ترقی کی ایجنسی نے صدر جوآؤ گولارٹ کے مخالف امیدواروں کی حمایت کرتے ہوئے وفاقی اور ریاستی انتخابات میں کروڑوں ڈالرز خرچ کیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف یہ ہی نہیں ایجنسی نے بہت سے امیدواروں کی انتخابی مہم کو ناکام کرنے کے لیے نہایت شرمناک ہتھکنڈے استعمال کیے۔

ڈومینکن ری پبلک 1962ء

اکتوبر 1962ء میں انتخابات سے دو ماہ قبل امریکی سفیر جان بارٹلو مارٹن نے دو اہم جماعتوں کے امیدواروں سے ملاقات کی اور انہیں انگریزی اور ہسپانوی زبان میں تحریر کردہ وہ نوٹس دیا جو اس نے خود تیار کیا تھا۔ اس کے ایک حصہ کے مطابق "آنے والے انتخابات میں نتائج سامنے آنے کے فوری بعد ناکام اور امیدوار کامیاب ہونے والے کو کھلے عام مبارکباد پیش کرے گا' کھلے عام اسے ڈومینکن عوام کا صدر تسلیم کرے گا اور کھلے عام اپنے حامیوں کو بھی ایسا کرنے کو کہے گا...... عہدہ صدارت سنبھالنے سے قبل فاتح' ہارنے والی جماعت کے ارکان کو اپنی کابینہ میں نشستوں کی پیشکش کرے گا۔ (ان کی مرضی ہے کہ وہ اسے قبول کریں یا مسترد کردیں)"

امریکہ نے ڈومینکن حکومت کے ساتھ مل کر ان 125 لوگوں کو جلاوطن کیا جو سابق آمر ٹروجیلو کے حامی تھے اور انتخابات ہونے تک ان کے لیے وطن واپسی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ اس کا مقصد انتخابات کے دوران صورتحال قابو میں رکھنا تھا تاکہ انتخابات اسی طرح ہو سکیں جیسا کہ مارٹن کی ہدایات تھیں۔

اور پھر حالات نے پلٹا کھایا اور انتخابات میں فتح حاصل کرنے والے جو آن بوش کا اقتدار سنبھالنے کے محض سات ماہ بعد فوجی انقلاب کے ذریعہ تختہ الٹ دیا گیا۔ جمہوریت کے منہ پر پڑنے والے اس طمانچے پر مارٹن یا کسی اور امریکی افسر نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔

گوئٹے مالا 1963ء

امریکہ نے جنرل میگوئیل ڈیگوراس کی حکومت کا تختہ اس لیے الٹ دیا کہ وہ 1964ء میں اقتدار سے علیحدہ ہو کر انتخابات کرانے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ امریکہ کو یہ خوف تھا کہ اگر انتخابات ہوئے تو ان میں سابق صدر جو آن جو سے آرویلو' جو کہ آزاد خیال' اصلاحات پسند اور امریکی خارجہ پالیسی کا بہت بڑا نقاد تھا یقینی طور پر فتح حاصل کر لے گا۔ ڈیگوراس کی جگہ لینے والے نے انتخابات کا ذکر تک نہیں کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بولیویا 1966ء

امریکہ نے آنے والے قومی انتخابات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہوئے صدر اپنے بیرنٹوس کو 6 لاکھ ڈالر اور دائیں بازو کی کئی جماعتوں کو اس سے کچھ کم رقم فراہم کی اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا۔ گلف آئل نے بھی بیرنٹوس کو مزید 2 لاکھ ڈالرز فراہم کیے۔

چلی 70-1964ء

1964ء اور 1970ء کے قومی انتخابات اور کانگریسی انتخابات میں امریکہ نے بے حد و بے حساب مداخلتیں کیں۔ 1964ء میں تو سوشلسٹ سیلواڈور ایلینڈ اس کا شکار بن گیا مگر 1970ء میں، سی آئی اے کی لاکھوں ڈالرز پر مبنی اور ہر قسم کے ناجائز حربوں پر مشتمل مخالفانہ کارروائیوں کے باوجود اس نے انتخابات میں فتح حاصل کر لی۔ بعدازاں 1973ء میں ایک فوجی انقلاب کے ذریعہ اس کا تختہ الٹنے کے بعد سی آئی اے نے باقاعدہ جشن منایا۔

پرتگال 75-1974ء

1974ء کے انقلاب کے بعد جب سی آئی اے نے فوجی افسروں میں سوشلسٹوں کی خوبو محسوس کی تو ان کے خلاف اپنی پراپیگنڈہ مشینری کو تیز کر دیا اور ''اعتدال پسند'' امیدواروں' خاص طور پر ماریو سوریز اور اس کی نام نہاد سوشلسٹ جماعت کی حمایت میں لاکھوں ڈالرز خرچ کیے۔ اس دوران ایجنسی مغربی یورپ کی سماجی جمہوری جماعتوں کو بھی سوریز کو مزید فنڈز فراہم کرنے کی ہدایات دیتی ہیں۔ یہ منصوبہ کامیاب رہا اور سوشلسٹ پارٹی کو برتری حاصل ہو گئی۔

آسٹریلیا 75-1974ء

تفصیلات کے لیے باب ''مداخلتیں'' ملاحظہ فرمائیے۔

جمیکا 1976ء

سی آئی اے نے سوشل ڈیموکریٹ مائیکل منلے کی جانب سے دوبارہ انتخابات کے اعلان کے بعد اس کی شکست کے لیے ایک مہم چلائی جس میں اس کے خلاف غلط اطلاعات' اور اسلحہ کی سمگلنگ' مزدور طبقہ پر زیادتیوں اور اقتصادی عدم استحکام جیسے الزامات لگانے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ اس کے مخالفین کو مالی امداد فراہم کی گئی اور میلیے پر کئی بار قاتلانہ حملے کیے گئے مگر ان سب کارروائیوں کے باوجود وہ فتح حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

پانامہ 1984ء 1989ء

1984ء میں سی آئی اے نے ایک نہایت ہی متنازعہ صدارتی امیدوار، جس کا تعلق مینوئل نوریگا سے تھا کی انتخابات میں فتح کے لیے بڑی رقمیں فراہم کیں۔ حزب اختلاف نے اسے ''دھاندلی'' قرار دیا مگر امریکہ نے نئے صدر کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ 1989ء تک چونکہ نوریگا امریکہ کی آنکھوں کا تارا نہیں رہا تھا اس لئے امریکہ نے نوریگا کے امیدوار کے مخالفین کو 10 ملین ڈالرز فراہم کیے اس کے ساتھ ساتھ ووٹوں پر اثر انداز ہونے کے لیے کلینڈسٹائن ریڈیو اور ٹی وی کی نشریات کے لیے بھی کافی رقم فراہم کی گئی۔ اور جب نوریگا کا امیدوار جیت گیا تو اس موقع پر امریکہ کی جانب سے انتخابات میں دھاندلی پر اخلاقی ناراضی اور غصے کا اظہار کیا گیا۔

نکارگوا 1984ء 1990ء

1984ء میں امریکہ نے سینڈینسٹاز حکومت کی جانب سے مقررہ انتخابات کی قانونی حیثیت کو مشتبہ بنانے کی کوشش کرتے ہوئے متحدہ حزب اختلاف کو ان انتخابات میں حصہ نہ لینے کے لیے اُکسایا۔ انتخابات سے چند دن قبل دائیں بازو کی بعض جماعتوں نے بھی یہ انکشاف کیا کہ امریکی سفارتکار ان پر انتخابات میں حصہ نہ لینے کے لیے دباؤ ڈال رہے ہیں۔ سی آئی اے نے سینڈینسٹاز کے قائدین میں بھی نفاق ڈالنے کی کوشش کی مگر سینڈینسٹاز نے ان شفاف اور آزادانہ انتخابات میں بہت آسانی سے فتح حاصل کر لی جو سینکڑوں بین الاقوامی مبصرین کی نگرانی میں ہوئے تھے۔

چھ سال بعد قومی استعداد برائے جمہوریت (NED) نے جو امریکہ نے سی آئی اے کی مدد کے لیے خاص طور پر قائم کی تھی فروری میں ہونے والے انتخابات میں سینڈینسٹاز کی شکست کے لیے لاکھوں ڈالرز خرچ کیے۔ قومی استعداد برائے جمہوریت کی مدد سے نکارگوا کی حزب اختلاف یو این او منظم کی گئی اور نئی بنائی جانے والی جماعتوں اور تنظیموں نے اس اتحاد کی حمایت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب یو این او واحد سیاسی جماعت تھی جسے امریکی امداد ملی حالانکہ دیگر آٹھ مخالف جماعتیں بھی انتخابی میدان میں تھیں۔

کہنے کے لیے تو بہت کچھ ہے مگر شاید نکارگوا کی عوام اس تکلیف دہ حقیقت سے آگاہ ہوگئی تھی کہ سینڈینسٹاز کی کامیابی کا مطلب امریکہ کی جانب سے ان کے خلاف مسلسل اور تباہ کن جنگ ہوگا۔

ہیٹی 1987-88ء

1986ء میں ڈویلیئر کی آمریت کا خاتمہ ہونے کے بعد اسی سال ملک میں پہلے آزادانہ انتخابات کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ تاہم ہیٹی کے ٹریڈ یونین کے مرکزی رہنما نے اعلان کیا کہ امریکہ بائیں بازو کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے کارروائیاں کر رہا ہے۔ اس نے یہ بھی انکشاف کیا کہ امریکہ کی امدادی تنظیمیں دیہی علاقوں کے عوام کو اُکسا رہی ہیں کہ وہ اشتراکیوں کو مکمل طور پر مسترد کر دیں۔ اسی دوران سی آئی اے مخصوص امیدواروں کی حمایت میں بھی مصروف تھی اور اس وقت تک اس حوالے سے کارروائیاں کرتی رہی جب تک سینٹ انٹیلی جنس کمیٹی نے اسے اپنی خفیہ انتخابی کارروائیاں بند کر دینے کا حکم نہیں دے دیا۔

بلغاریہ 1990-91ء اور البانیہ 1991-92ء

ان نوخیز اور کمزور جمہوریتوں کا ذرا بھی لحاظ کیے بغیر امریکہ نے ان منتخب حکومتوں کے تختے الٹنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ (تفصیلات کے لیے باب ''مداخلتیں'' ملاحظہ فرمایئے)

روس 1996ء

مارچ سے جون تک امریکی ماہرین سیاسیات کا ایک گروپ ماسکو میں بورس یلسن کی صدارتی مہم کی حمایت میں خفیہ طور پر مصروف عمل رہا۔ اگرچہ یہ امریکی آزادانہ اپنا کام کر رہے تھے مگر صدر کلنٹن کا سیاسی گرو ڈک مورس ان کے اور انتظامیہ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ بنا ہوا تھا اور مارچ میں کلنٹن نے بذات خود یلسن کو بتایا کہ ''میں اس بات کی یقین دہانی چاہتا تھا کہ امریکہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اس کے روس کی انتخابی مہم پر مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔'' بورس یلسن کا شمار عالمی آزاد منڈی کے حامیوں میں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیابی حاصل کر لی۔ ماسکو میں امریکی ماہرین سیاسیات نے اپریل میں ہونے والی کلنٹن یلسن ملاقات کا ایک مسودہ تیار کیا جس میں روسیوں کو کہا گیا تھا کہ وہ مغرب کا بالکل روسی اشتراکی پارٹی کی طرح ساتھ دیں اس پر یلسن کے اہم مخالف کا اصرار تھا کہ اگر وہ جیت گئے تو ایسا ہی کریں گے۔

امریکی ماہرین سیاسیات نے پیغام رسانی' پولنگ' براہ راست خط و کتابت' مجمع اکٹھا کرنے اور مختلف گروپوں پر نظر رکھنے وغیرہ جیسے عوامل کے لیے جدید ترین طریقے استعمال کیے اس کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کو مکمل طور پر اپنے دباؤ میں رکھتے ہوئے انہیں ہدایات جاری کیں کہ وہ اشتراکیوں کے ساتھ عوامی بحث و مباحثہ پر مشتمل پروگرام نشر نہ کریں بلکہ شتراکیوں کی خامیوں کو اجاگر کیا جائے۔ یلسن کی انتخابی مہم میں جس بات پر سب سے زیادہ زور دیا گیا وہ اشتراکیت کی مخالفت تھی۔

اشتراکیوں کے برسراقتدار آنے کی صورت میں کیا صورتحال ہوگی اس حوالے سے نہایت ہی خوفناک تصویر کشی کی گئی۔ عوام کے ذہنوں میں یہ بٹھانے کی کوشش کی گئی کہ اگر انہوں نے اشتراکیوں کو منتخب کیا تو ہر جانب ظلم وتشدد اور دہشت گردی کا بازار گرم ہوگا' انتشار' افراتفری' شہری سہولیات کا خاتمہ اور یقینی طور پر سٹالن ازم کی واپسی ہو جائے گی بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ بدترین دور کا آغاز ہو جائے۔ ذرائع ابلاغ کی جانب سے اشتراکیوں پر مکمل طور پر پابندی عائد تھی یہی وجہ ہے کہ اپنے خلاف ہونے والے ان حملوں کا جواب دینے کا کوئی ذریعہ ان کے پاس نہیں تھا۔

یلسن کی انتخابی مہم کے سلسلہ میں امریکی ماہرین سیاسیات نے جو کردار ادا کیا اس کا اندازہ اس حقیقت سے ہوسکتا ہے کہ جب وہ ماسکو پہنچے تھے تو صرف 6 فیصد رائے دہندگان یلسن کے حق میں تھے اور جب انتخابات شروع ہوئے تو ووٹنگ کے پہلے راؤنڈ میں اس کا اور اشتراکیوں کا 35 سے 32 فیصد کا کانٹے دار مقابلہ تھا اور دوسرے راؤنڈ میں وہ 54 سے 40 فیصد کی واضح برتری حاصل کر کے کامیاب ہوگیا۔ ٹائم میگزین نے اعلان کیا ''جمہوریت کو فتح حاصل ہوگئی۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منگولیا 1996ء

قومی استعداد برائے جمہوریت (NED) نے منگولیا کی عوامی انقلابی جماعت کی حکومت (سابق اشتراکی جنہوں نے 1992ء کے انتخابات میں فتح حاصل کی) کی مخالف جماعت کو انتخابات میں ناقابل یقین فتح دلانے کے لیے کئی سال تک اس کے لیے کام کیا۔ 1996ء کے انتخابات سے پہلے کے چھ سالوں کے دوران قومی استعداد برائے جمہوریت نے اس 25 لاکھ کی آبادی والے ملک پر دس لاکھ ڈالرز خرچ کر ڈالے۔ نتیجہ کے طور پر وہ تمام مخالف جماعتوں پر مشتمل ایک نیا اتحاد تشکیل دینے میں کامیاب ہو گئی جس کا نام نیشنل ڈیموکریٹک یونین رکھا گیا۔ نیوٹ گنگرچ کے امریکہ کے ساتھ معاہدہ کو ادھار لیتے ہوئے قومی استعداد برائے جمہوریت نے منگولیا کے ووٹروں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کے ذریعہ نجی ملکیت کے حقوق، پریس کی آزادی اور بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کا مطالبہ کیا گیا۔ منگولیا کی عوامی انقلابی حکومت پہلے ہی مغربی طرز کی معاشی اصلاحات نافذ کر چکی تھی اور اس کی وجہ سے غربت میں بے انتہا اضافہ اور اشتراکی سماجی تحفظ کی چار دیواری بہت حد تک مسمار ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود نئی حکومت نے اصلاحات کی رفتار تیز کرنے اور جائیدادوں کی نجکاری کا وعدہ کیا۔ وال سٹریٹ جرنل پر تو شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی اور اس کیفیت میں اس وقت اور زیادہ اضافہ ہو گیا جب ریاستی جائیدادوں کی فروخت کا اعلان کیا گیا۔ اخبار نے اس حوالے سے اداریہ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''بے عقلوں کی دانائی۔'' اس نئی حکومت سے امریکہ کو قوی امید تھی کہ یہ منگولیا کی عوامی انقلابی حکومت کے مقابلہ میں امریکی تجارتی اداروں اور خفیہ ایجنسیوں کا نہایت کھلے دل اور گرمجوشی سے استقبال کرے گی اور واقعی 1998ء تک نیشنل سیکیورٹی ایجنسی نے چینی فوج کی خبر رسانی میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے لیے منگولیا سے باہر جدید ٹیکنالوجی سے مزین اڈے قائم کر لیے تھے جن کا کام چینی فوج کے پیغامات سننا بھی تھا۔ جبکہ منگولیا کی خفیہ ایجنسی چین میں جاسوسی کے لیے خانہ بدوشوں کو استعمال کر رہی تھی۔

بوسنیا 1998ء

کارلوس ویسٹنڈروپ کی وجہ سے بوسنیا باقاعدہ طور پر امریکہ کے زیر انتظام آ گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ کارلوس ویسٹنڈ روپ ہسپانوی سفارتکار تھا جسے امریکہ نے اپنے احکامات کے نفاذ کے لیے یہاں تعینات کیا تھا۔ 1995ء کے ''ڈیٹن امن معاہدہ'' کی رو سے وہ نو آباد کار گورنر جنرل کی حیثیت رکھتا تھا۔ ستمبر کے انتخابات سے قبل اس نے 14 کروشین امیدواروں کے انتخاب لڑنے پر پابندی عائد کر دی تھی اور اس کی وجہ ہمسایہ ملک کروشیا کے ریاستی ٹیلی وژن کی مبینہ طور پر تعصب پر مبنی نشریات کو قرار دیا گیا جو بوسنیا میں بھی دکھائی جا رہی تھی۔

انتخابات کے بعد ویسٹنڈ روپ نے جمہوریہ بوسنیا و سربیا کے منتخب صدر کو اس الزام کے تحت فارغ کر دیا کہ اس کی وجہ سے ملک عدم استحکام کا شکار ہو رہا ہے۔ اس سارے پس منظر میں انہیں جو امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کی خواہشات کے عین مطابق کام کر رہے تھے ''اعتدال پسند'' کے خطاب سے نوازتے ہوئے اقتدار میں شامل رہنے اور اپنا کام جاری رکھنے کی اجازت دی گئی جبکہ وہ جو مخالف نظریات کے حامل تھے انہیں تنگدل اور بنیاد پرست قرار دیتے ہوئے ان کے ساتھ بالکل برعکس رویہ اختیار کیا گیا۔ جب مئی 1997ء میں ویسٹنڈ روپ کو بوسنیا میں ''اعلیٰ نمائندہ'' کے عہدہ کے لیے منتخب کیا گیا تو لندن کے گارڈین نے لکھا کہ ''امریکی سیکرٹری خارجہ میڈلین البرائٹ نے اس انتخاب کو بے حد سراہا ہے جبکہ بعض نقادوں کو پہلے سے ہی یہ خدشہ ہے کہ مسٹر ویسٹنڈ روپ بہت کمزور ثابت ہو گا اور جلد ہی امریکہ کے لیے ناکارہ شے بن جائے گا۔''

انتخابات کے ساتھ امریکی معاشقہ کے مزید ثبوت

کئی ایسے واقعات بھی ہیں جن میں امریکہ نے (شاید) انتخابات میں تو مداخلت نہیں کی مگر بعد میں ان ممالک کی جمہوری طور پر منتخب حکومتوں کے تختے الٹنے میں اہم ترین کردار ضرور ادا کیا۔ مثال کے طور پر 1953ء میں ایران' 1954ء میں گوئٹے مالا' 1960ء میں کانگو' 1961ء میں ایکواڈور' 1964ء میں بولیویا' 1967ء میں یونان اور 1987ء میں فجی اس کا شکار بنے۔ جبکہ دیگر بہت سے ممالک میں امریکی مداخلت کاریوں کے باعث طویل عرصے کے وقفوں کے بعد انتخابات ہوئے۔ ایران' جنوبی کوریا' گوئٹے مالا' برازیل' کانگو' انڈونیشیا' چلی اور یونان وغیرہ اس کی واضح مثالیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 19

قومی استعداد برائے جمہوریت

کتنے امریکی ہیں جو قومی استعداد برائے جمہوریت (National Endowment for Democracy) سے واقف ہونگے؟ یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو اپنے نام کے برعکس کام کرتی ہے۔ 70ء کی دہائی کے آخر میں سی آئی اے کی کارروائیوں کے حوالے سے خوفناک حقائق منظر عام پر آنے کے بعد 80ء کی دہائی کے آغاز میں صدر ریگن کی سربراہی میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ 70ء کا عشرہ بعض واقعات کی بناء پر بے حد نمایاں رہا یہی وجہ ہے کہ واٹر گیٹ، سینٹ کی چرچ کمیٹی، ایوان کی پائیک کمیٹی اور صدر کا منظم کردہ راک فیلر کمیشن سب کے سب مل کر سی آئی اے کے خلاف تحقیقات میں مصروف تھے۔ ہر نئے دن کے ساتھ سی آئی اے کی کسی نہ کسی خوفناک کارروائی کا انکشاف ہو رہا تھا یہاں تک کہ مجرمانہ سرگرمیوں کا بھی جن میں سی آئی اے کئی سالوں سے ملوث تھی۔ ایجنسی کی بدنامی میں اضافہ ہو رہا تھا اور اس حوالے سے مقتدر طبقہ کی پریشانی بڑھتی جارہی تھی۔

اس سلسلہ میں کچھ تو کرنا ہی تھا اور جو کچھ کیا گیا وہ ان خرافات کو روکنے کے لئے ہرگز نہیں تھا۔ جو کچھ کیا گیا وہ یہ تھا کہ بہت سے ناپسندیدہ کاموں اور ناجائز کارروائیوں کی انجام دہی ایک نئی تنظیم کے سپرد کر دی گئی جس کا نام سماعت کے لیے خاصا خوشگوار تھا اور بے حد سوچ سمجھ کر رکھا گیا تھا۔ قومی استعداد برائے جمہوریت منصوبہ یہ تھا کہ قومی استعداد برائے جمہوریت وہ تمام کارروائیاں، جو سی آئی اے کئی دہائیوں سے خفیہ طور پر کر رہی تھی کھلے عام کرے گی اور اس طرح اپنی خفیہ کارروائیوں کی وجہ سے سی آئی اے کے ماتھے پر جو بدنامی کا داغ لگ چکا تھا وہ مٹ جائے گا۔ یہ سیاست، تعلقات عامہ اور ریاکاری کا حیرت انگیز نمونہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس یہ ہے وہ ساری داستان جو 1983ء میں قومی استعداد برائے جمہوریت کے قیام کا باعث بنی جس کا "مقصد" نجی اور غیر سرکاری دنیا بھر میں جمہوری اداروں کی حمایت اور تحفظ کے لیے جدوجہد" کرنا تھا۔ ذرا "غیر سرکاری" پر توجہ فرمایئے۔ اس کا مقصد سوائے بہترین تاثر پیش کرنے اور اسے دیومالائی تنظیم ثابت کرنے کے کچھ نہیں تھا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تنظیم کے فنڈز کے لیے پائی پائی تک وفاقی حکومت کی جانب سے آتی تھی۔ اس کا ثبوت اس کے مالیاتی تخمینے کی سالانہ رپورٹیں ہیں۔ قومی استعداد برائے جمہوریت خود کو غیر سرکاری تنظیم کی حیثیت سے متعارف کرانا پسند کرتی ہے کیونکہ اس طریقہ سے دنیا بھر میں جو اس کی ساکھ بن سکتی ہے وہ امریکہ کی سرکاری ایجنسی ہونے کی صورت میں ہرگز نہیں بن سکتی۔

ایلن وَنسٹیئن نے جو قومی استعداد برائے جمہوریت کے قیام کے وقت اس کے آئین سازوں میں شامل تھا 1991ء میں بڑی صاف گوئی سے کہا کہ "آج ہم جو کچھ کر رہے ہیں سی آئی اے پچیس سال قبل یہی سب کچھ خفیہ طور پر کر چکی ہے۔" حقیقت یہ ہے کہ سی آئی اے قومی استعداد برائے جمہوریت کے ذریعہ اپنے کالے دھن کو سفید بنا رہی ہے۔

قومی استعداد برائے جمہوریت بنیادی طور پر جن چار اداروں کو فنڈز مہیا کرتی ہے بین الاقوامی جمہوری ادارہ، قومی جمہوری ادارہ برائے بین الاقوامی مسائل، ایک اے ایف ایل سی آئی او کا منظور شدہ ادارہ (بین الاقوامی مزدوروں کے استحکام کے امریکی ادارہ کی طرز کا ادارہ) اور ایک چیمبر آف کامرس کا منظور شدہ ادارہ نجی ملکیت کے بین الاقوامی مرکز کی طرز کا ادارہ)۔ یہ ادارے قومی استعداد برائے جمہوریت سے حاصل ہونے والے فنڈز امریکہ اور دنیا بھر کے دیگر اداروں کو مہیا کرتے ہیں جو دوسری تنظیموں میں یہ فنڈز تقسیم کرتے ہیں۔

قومی استعداد جمہوریت جن بے شمار طریقوں سے دنیا بھر کے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر رہی ہے۔ ان میں فنڈز کی فراہمی، تکنیکی امداد، تربیت، تعلیمی مواد، کمپیوٹرز، فیکس مشینیں، فوٹو کاپی کی مشینیں، گاڑیاں اور ایسی کئی سہولیات کی فراہمی شامل ہے اور یہ سب کچھ مخصوص سیاسی گروہوں، شہری تنظیموں، مزدور یونینوں، مخالف تحریکوں، طلباء گروپوں، کتابوں کے اشاعتی اداروں، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو مہیا کیا جاتا ہے۔ قومی استعداد برائے جمہوریت اس بنیادی فلسفہ کے تحت کام کرتی ہے کہ کارکن طبقہ اور دیگر شہریوں کی بہترین خدمت یہ ہے کہ انہیں کام کرنے کی کھلی آزادی، طبقاتی تعاون، اجتماعی سودا کار معیشت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حکومت کی کم از کم مداخلت اور کسی بھی شکل میں سوشلزم کی مخالفت پر مبنی نظام مہیا کیا جائے۔ آزاد معیشت جمہوریت کے مساوی ہے جس کے لیے اصلاحات، ترقی اور بیرونی سرمایہ کاری ضروری ہے۔

1994ء سے 1996ء کے دوران قومی استعداد برائے جمہوریت نے امریکن انسٹیٹیوٹ فارفری لیبر ڈویلپمنٹ کو مجموعی طور پر 25 لاکھ ڈالرز پر مشتمل 15 گرانٹس مہیا کیں سی آئی اے اس ادارہ کے ذریعہ کئی دہائیوں تک ترقی پسند مزدور یونینوں کو تباہ و برباد کرتی رہی تھی۔ یہ تنظیم تیسری دنیا کی یونینوں کے لیے قومی استعداد برائے جمہوریت کے اوپر بیان کردہ بنیادی فلسفہ کے مطابق کام کر رہی ہے۔ قومی استعداد برائے جمہوریت کی جانب سے 1996ء میں اس تنظیم کو جن مقاصد کے لیے گرانٹ فراہم کی گئی تھی ان میں سے ایک ''یونین مینجمنٹ کارپوریشن'' کا قیام بھی تھا۔ بظاہر تو یہ سادہ سی بات لگتی ہے لیکن قومی استعداد برائے جمہوریت کی سادہ نظر آنے والی باتیں اپنے اندر خفیہ ہدایات لیے ہوئے ہوتی ہیں جیسے اس یونین مینجمنٹ کارپوریشن کے قیام کا اصل مطلب یہ تھا کہ ''مزدوروں میں پائی جانے والی بے چینی کو اسی طرح رکھو.........موجودہ صورتحال کو تبدیل نہ کرو۔'' قومی استعداد برائے جمہوریت اور امریکن انسٹیٹیوٹ فارفری لیبر ڈویلپمنٹ کا آپس میں وہی تعلق ہے جو سی آئی اے اور قومی استعداد اور برائے جمہوریت کا ایک دوسرے سے ہے۔

قومی استعداد برائے جمہوریت نے دائیں بازو کی اور مرکزی مزدور تنظیموں کو ان تنظیموں کے خلاف کام کرنے کے لیے امدادی رقوم فراہم کیں جو مزدوروں کے حق میں جنگی بنیادوں پر کام کر رہی تھیں۔ یہ کارروائی فرانس، پرتگال، سپین اور دیگر کئی ممالک میں کی جا چکی ہے۔ 84-1983ء کے عرصہ کے دوران قومی استعداد نے فرانس میں ٹریڈ یونین کی طرز کی طلباء اور پروفیسروں کی تنظیم کو پروفیسروں کی بائیں بازو کی تنظیموں کے خلاف کام کرنے کے لیے فنڈز مہیا کیے۔ اس سلسلہ میں سیمینارز کرائے گئے، پوسٹرز، کتابیں اور پمفلٹس شائع کرائے گئے جو معنی خیز مخالفانہ نعروں پر مشتمل تھے مثلاً ''تباہی و بربادی اور علم الٰہی کا انقلاب'' اور ''غیر جانبداری یا آزادی'' (یہاں غیر جانبداری سے مراد سرد جنگ کے دوران غیر جانبدارانہ پالیسی اپنانے کے حوالے سے ہے)

قومی استعداد برائے جمہوریت کی 98-1997ء کی کارروائیوں میں سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفاقی جمہوریہ یوگوسلاویہ میں وفاقی اور مقامی سطح پر نجی شعبہ کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کا اندازہ کرنا اور اس حوالے سے قانونی تبدیلیاں کرانا...... (اور) نجی شعبہ کی ترقی کے لیے حکمت عملیوں کا تعین کرنا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ قومی استعداد نے یوگوسلاویہ کے صدر سلوبوڈن میلوسوچ کے نقادوں کو ایک سال تک امدادی رقوم مہیا کیں۔

مختصر یہ کہ قومی استعداد برائے جمہوریت کے تمام پروگرام نیوورلڈ کی عالمی معیشت کے بنیادی مقاصد اور ضروریات کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں اور امریکہ کی خارجہ پالیسی کی طرح وسیع پیمانوں پر کئی سالوں سے جاری ہیں۔

1984ء میں اس وقت ایک متنازعہ صورتحال سامنے آئی جب قومی استعداد کی امدادی رقوم سی آئی اے اور مینوئل نوریگا کے حمایت یافتہ پانامہ کے ایک صدارتی امیدوار کے لیے استعمال کی گئیں۔ اس پر کانگریس نے قانون نافذ کیا جس کے ذریعہ اقتدار کے امیدواروں کی انتخابی مہم کے لیے قومی استعداد برائے جمہوریت کی امدادی رقوم کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی۔ مگر اس قسم کی پابندیوں کو جل دینے کے بے شمار طریقے ہیں جیسے کہ امریکہ کے انتخابات میں ''ہارڈ منی'' (Hard-Money) اور ''سوفٹ منی'' (Soft Money) کی اصلاحات اخذ کر لی گئی ہیں۔

جیسا کہ اس سے قبل ابواب ''انتخابات'' اور ''مداخلتیں'' میں وضاحت کی گئی ہے کہ قومی استعداد برائے جمہوریت نے 1990ء میں نکاراگوا اور 1996ء میں منگولیا کے انتخابات میں جوڑ توڑ کر کے حسب منشاء نتائج حاصل کیے اور 1990ء میں بلغاریہ اور 1991ء اور 1992ء میں البانیہ کی منتخب جمہوری حکومتوں کے تختے الٹنے میں اہم کردار ادا کیا۔ 1990ء کے اواخر میں قومی استعداد ہیٹی میں دائیں بازو کے گروپوں کی حمایت میں مصروف تھا جو سابق صدر جین برٹرینڈ اریسٹائیڈ اور اس کے ترقی پسند نظریات کے خلاف متحد ہو گئے تھے۔ قومی استعداد نے دنیا کے بے شمار ممالک کے انتخابی سیاسی عمل میں بری طرح اثر انداز ہو کر کھلے عام اپنے وجود کا احساس دلایا۔

قومی استعداد نے دنیا کو باور کرا رکھا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں کو جمہوریت اور انتخابات کی الف بے سکھا رہی ہے جو ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے مگر مندرجہ بالا پانچ ممالک کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جہاں پہلے بھی کئی بار آزادانہ اور شفاف انتخابات ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے تھے۔ قومی استعداد کے نقطہ نظر کے مطابق مسئلہ یہ ہے کہ ان انتخابات میں ان سیاسی جماعتوں نے کامیابی حاصل کی۔ جن کا شمار قومی استعداد کی پسندیدہ جماعتوں میں نہیں ہوتا تھا۔

قومی استعداد کے مطابق ''حزب اختلاف کی تشکیل'' اور ''کثرت وجود کی حوصلہ افزائی'' اس کے اہم ترین فرائض میں شامل ہے۔ قومی استعداد کی پروگرام افسر لوئزا کون کے مطابق ''ہم ان لوگوں کی حمایت کرتے ہیں جنہیں ان کے سیاسی نظام میں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔'' مگر قومی استعداد نے میکسیکو ایل سلواڈور' گوئٹے مالا' نکاراگوا یا مشرقی یورپ اور کسی حد تک امریکہ میں بھی ترقی پسند یا دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے مخالفین کو امداد فراہم نہیں کی حالانکہ ان گروپوں کو اپنی آواز حکومت کے ایوانوں تک پہنچانے اور سیاسی نظام میں اپنی اہمیت منوانے کے لیے امدادی رقوم کی اشد ضرورت تھی۔ ہاں البتہ کیوبا کے مخالف گروپوں اور ذرائع ابلاغ کی دل کھول کر مدد کی گئی۔

جمہوریت کے حوالے سے قومی استعداد کی خدمات جاری ہیں مگر ان کے خیال میں اس کا بہترین پیمانہ سیاسی انتخابی جمہوریت ہے معاشی جمہوریت نہیں۔ اگر کیوبا جیسے کسی ملک کا معاملہ نہ ہو تو حکمرانوں کے لیے اقتدار کے اور ان کی حکومتی کارروائیوں کے حوالے سے بھی خطرہ کی کوئی بات نہیں۔

قومی استعداد نے 80ء کی دہائی میں ایران۔ کونٹرا کیس میں بھی نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس نے آلیور نارتھ کے بااثر جمہوریت پراجیکٹ نیٹ ورک کو امداد فراہم کی جس نے امریکی خارجہ پالیسی کو آزاد کیا' جنگ ٹھونسی' ہتھیاروں اور منشیات کی دوڑ شروع کی اور اسی قسم کی دیگر کارروائیاں انجام دیں۔ ایک موقع پر وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے بیان دیا کہ ''قومی استعداد برائے جمہوریت والے جمہوریت پراجیکٹ چلا رہے ہیں۔'' یہ غلط بیانی تھی اگر یہ کہا جاتا تو زیادہ درست ہوتا کہ قومی استعداد' جمہوریت پراجیکٹ کا عوامی ہتھیار ہے کیونکہ نارتھ خود تو خفیہ طور پر کارروائیاں کرتا ہے۔ کسی بھی موقع پر یہ بیان کسی نئے تنازعہ کو جنم دے سکتا تھا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو تو پھر وہی ہوتا جو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ انکشاف کیا جاتا کہ اس غیر محتاط کارروائی کے پیچھے سی آئی اے تھی۔

قومی استعداد نے 80ء کی دہائی کے وسط میں فلپائن میں بائیں بازو کی بغاوت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نمٹنے کے لیے چوکھی مہم چلاتے ہوئے بے شمار نجی تنظیموں کو امدادی رقوم فراہم کیں جن میں یونین اور ذرائع ابلاغ بھی شامل تھے۔ یہ قومی استعداد کی تشکیل سے قبل کی سی آئی اے کی مخصوص کارروائی کی ہو بہو نقل تھی۔

1990ء اور 1992ء کے دوران قومی استعداد نے ٹیکس کی ادائیگی کرنے والوں کی رقم سے ڈھائی لاکھ ڈالرز کیوبن۔ امریکن نیشنل فاؤنڈیشن کے انتہائی جنونی کاسترو مخالف میامی گروپ کو فراہم کیے۔ کیوبن امریکن نیشنل فاؤنڈیشن نے جواب میں جدید دور کے نہایت سفاک دہشت گرد لوئیس پوساڈا کیریلز کو سرمایہ فراہم کیا۔ یہ وہی لوئیس کیریلز تھا جس نے 1976ء میں کیوبا کا ایک ہوائی جہاز تباہ کیا تھا جس میں 73 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ 1997ء میں ہوانا کے ہوٹلوں میں ہونے والے بم دھماکوں میں بھی وہ ملوث تھا۔

سی آئی اے کی طرح قومی استعداد برائے جمہوریت کا بھی یہ ہی حال ہے کہ پہلے جو کچھ کرتی ہے اسے جمہوریت کی حمایت قرار دیتی ہے اور جن حکومتوں اور تحریکوں کو شکار بناتی ہے اس کی وجہ عدم استحکام کو قرار دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 20

اقوام متحدہ میں امریکہ بمقابلہ دنیا

نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے ہمیں یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ امریکہ ''آزاد دنیا'' کا قائد ہے۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ سوال کرنا یقیناً مناسب ہو گا کہ اس کے ماننے والے کہاں ہیں؟ کیا اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ امریکہ دنیا کی حکومتوں اور رہنماؤں کی اکثریت پر اپنے زرخرید گوریلوں کی بجائے اپنے عالمی نظریہ کی خوبیوں کے ذریعہ اثر انداز ہو رہا ہے؟ وہ جذبہ ستائش اور وفاداری کہاں ہے جو عام طور پر ایک دانشمند اور نیوکار قیادت کے ذریعہ وجود میں آتا ہے؟

کوریا' ویتنام' افغانستان' خلیج فارس اور یوگوسلاویہ کے خلاف جنگوں میں حمایت حاصل کرنے کے لیے امریکہ نے رشوت' دھمکیوں اور ہیرا پھیری کا سہارا لیا۔ اقوام متحدہ میں یہ حال ہے کہ اکثر معاملات میں امریکہ اکثر ہی اکیلا پایا جاتا ہے اور پھر جنرل اسمبلی کی قراردادوں کی مخالفت کرنے کے لیے دیگر ایک یا دو ممالک کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور دعویٰ ہمیشہ کیا جاتا ہے کہ یہ مخالفت انسانی حقوق' امن' ایٹمی ہتھیاروں میں کمی' معاشی انصاف اور دیگر ترقیاتی مقاصد کے حصول کے لیے اور جنوبی افریقہ کی بے اعتنائیوں اور ظلم وستم اور اسرائیل کی جانب سے لاقانونیت کے مظاہروں کے خلاف کی جا رہی ہے۔

مندرجہ ذیل گوشواروں کے ذریعہ امریکی کردار کی اصلیت سامنے لانے کی کوشش کی گئی جن سے یقیناً ان امریکی دعوؤں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔

1978ء سے 1987ء تک دس سال کی مدت کا احاطہ کرتے ہوئے اسے ادوار کے اعتبار سے مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1978-81ء: جنرل اسمبلی کی تمام تر رائے شماریوں کا جائزہ لیا گیا' اس حصہ میں وہ قراردادیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کی گئی ہیں جن کی صرف امریکہ نے مخالفت کرتے ہوئے نفی میں ووٹ ڈالا یا پھر اس سلسلہ میں دیگر ایک دو ممالک کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

1982-83ء: جنرل اسمبلی کی تمام تر رائے شماریوں کا جائزہ لیا گیا' اس حصہ میں وہ قراردادیں پیش کی گئی ہیں جن کی صرف امریکہ نے مخالفت کی اور نفی میں ووٹ ڈالا۔

1984-87ء۔: اس حصہ میں جنرل اسمبلی کی منتخب قراردادوں کو نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے تاکہ بنیادی تضادات کا اندازہ ہو سکے۔

مجموعی طور پر یہاں تقریباً 150 مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ وہ قراردادیں جن سے امریکہ اجتناب کرتا رہا یہاں پیش نہیں کی گئیں۔ اس عرصہ کے دوران ایسی کئی قراردادیں بھی ہیں جن کی مخالفت میں صرف اسرائیل نے ''نفی میں ووٹ ڈالا اور امریکہ اس سے بالکل علیحدہ رہا۔''

سلامتی کونسل اور اقتصادی و سماجی کونسل کی قراردادوں پر ہونے والی رائے شماری کو یہاں شامل نہیں کیا گیا مگر یہ بھی جنرل اسمبلی کی رائے شماری سے مختلف نہیں۔ سلامتی کونسل میں اکیلے امریکہ کا ہی مخالفت میں ڈالا گیا ووٹ کسی بھی معاملہ کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے کافی ہے۔

1983ء میں گریناڈا پر امریکی جارحیت کی تقریباً پورے لاطینی امریکہ میں شدید مذمت کی گئی جبکہ صرف چلی' گوئٹے مالا اور یوراگوئے کی آمرانہ حکومتوں نے اس کی حمایت کی۔ اقوام متحدہ نے بھی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اکثریت کے ساتھ اسے نامنظور کر دیا جس پھر صدر ریگن نے شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''مجھے اس بات سے قطعی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس سے اقوام متحدہ کے 100 رکن ممالک کو اتفاق نہیں ہے۔''

اشتراکیوں کے ایک کرتا دھرتا کا کہنا ہے کہ ہمیں ہمیشہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ عالمی رائے کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے۔

......رائے عامہ کا احترام کرنا اولین ترجیحات میں شامل ہے......

(امریکہ کی آزادی کا اعلامیہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ اجراء	قرارداد نمبر	ہاں۔نہیں ووٹ

1978ء

15دسمبر 33/75 119-2(امریکہ'اسرائیل)

سلامتی کونسل نے اپنے مستقل ارکان پر بطور خاص زور دیا کہ بین الاقوامی امن اور سلامتی سے متعلق اقوام متحدہ کے تمام فیصلوں پر بطور خاص اقدامات اٹھائے جائیں۔

18دسمبر 33/10 10-2(امریکہ'اسرائیل)

فلسطینی عوام کی حالت زار۔

18دسمبر 33/113C 97-3(امریکہ'اسرائیل'گوئٹے مالا)

مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت۔

19دسمبر 33/136 119-1(امریکہ)

ترقی یافتہ ممالک سے کہا گیا کہ وہ ترقی پذیر ممالک کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے جاری اپنی امداد میں اضافہ کرتے ہوئے اس کا معیار بہتر بنائیں۔

1979ء

24جنوری 33/183M 136-1(امریکہ)

جنوبی افریقہ کی بے اعتنائیوں کے سبب اس سے فوجی اور ایٹمی اشتراک کا خاتمہ۔

29جنوری 33/196 111-1(امریکہ)

ترقی پذیر ممالک کی برآمدات کا تحفظ

23نومبر 34/36 36-1(امریکہ)

بنیادی آزادی اور انسانی حقوق کی بہتری کے لیے اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر کوششیں کرنا۔

23نومبر 34/52E 121-3(امریکہ'اسرائیل'آسٹریلیا)

اسرائیل کے نکالے ہوئے مقامی باشندوں کی واپسی

11دسمبر 34/855J 120-3(امریکہ'برطانیہ'فرانس)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ میں کمی اور خاتمہ پر گفت وشنید

12 دسمبر 34/90A 2-111 (امریکہ، اسرائیل)

یہ مطالبہ کیا گیا کہ اسرائیل انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے اجتناب کرے۔

12 دسمبر 34/931 3-134 (امریکہ، برطانیہ، فرانس)

جنوبی افریقہ کی پسی ہوئی مظلوم عوام اور ان کی تحریک آزادی کی حمایت اور معاونت

14 دسمبر 34/100 2-104 (امریکہ، اسرائیل)

ریاستوں کے اندرونی و بیرونی معاملات میں مداخلت کی حمایت کی مخالفت

14 دسمبر 34/113 2-120 (امریکہ، اسرائیل)

مقبوضہ عرب علاقوں میں فلسطینیوں کی حالت زار پر رپورٹ تیار کرنے کی درخواست۔

14 دسمبر 34/133 3-112 (امریکہ، اسرائیل، کینیڈا)

فلسطینی عوام کی امداد۔

14 دسمبر 34/136 2-118 (امریکہ، اسرائیل)

مقبوضہ عرب علاقوں کے قومی وسائل پر اختیار دلانا

17 دسمبر 34/158 2-121 (امریکہ، اسرائیل)

خواتین کے حوالے سے اقوام متحدہ کی کانفرنس کی تیاری اور انعقاد

17 دسمبر 34/160 2-122 (امریکہ، اسرائیل)

خواتین کے بارے میں اقوام متحدہ کی کانفرنس کے ایجنڈا میں فلسطینی خواتین کی شمولیت

19 دسمبر 34/199 1-112 (امریکہ)

مخالف ممالک کے مشترکہ تجارتی معاملات میں ترقی پذیر ممالک کے حقوق کا تحفظ

1980ء

3 نومبر 35/13E 3-93 (امریکہ، اسرائیل، کینیڈا)

بے گھر کئے جانے والوں کی واپسی کے لیے اسرائیل سے درخواست

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5دسمبر 35/57 134-1(امریکہ)

پسماندہ ممالک کی ترقی اور بین الاقوامی اقتصادی تعاون میں اضافہ کے لیے نئے بین الاقوامی اقتصادی نظام کا قیام

5دسمبر 35/75 118-2(امریکہ' اسرائیل)

فلسطینی عوام کی حالت زار کے حوالے سے اسرائیلی پالیسیوں کی مذمت

11دسمبر 35/119 134-3(امریکہ' برطانیہ' فرانس)

نوآبادیاتی ممالک اور عوام کو آزادی دینے کے اعلامیہ پر عملدرآمد

11دسمبر 35/122C 118-2(امریکہ' اسرائیل)

مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں (اسی روز' اسی موضوع پر مزید قراردادیں بھی پیش ہوئیں۔ 35/122E 119-2ووٹ'
35/122F 117-2ووٹ)

11دسمبر 35/136 132-3(امریکہ' اسرائیل' کینیڈا)

خواتین کے حوالے سے اقوام متحدہ کے دس سالہ پروگرام کے دوسرے حصہ پر عملدرآمد کی تصدیق

12دسمبر 35/145A 111-2(امریکہ' برطانیہ)

تمام ایٹمی تجربات کا خاتمہ

12دسمبر 35/154 110-2(امریکہ' البانیہ)

غیر ایٹمی ریاستوں کے خلاف ایٹمی ہتھیاروں کے عدم استعمال کا اعلامیہ

15دسمبر 35/169C 120-3(امریکہ' اسرائیل' آسٹریلیا)

فلسطینیوں کے حقوق۔

15دسمبر 35/174 120-1(امریکہ)

اس بات پر اصرار کہ افراد اور اقوام کی ترقی بنیادی انسانی حق ہے۔

16دسمبر 35/206J 137-3(امریکہ' برطانیہ' فرانس)

جنوبی افریقہ کی پسی ہوئی مظلوم عوام اور ان کی تحریک آزادی کی حمایت اور معاونت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1981ء

28 اکتوبر 36/12 1-145 (امریکہ)

جنوبی افریقہ اور نمیبیا میں جاری نسلی تعصب کی مخالفت و مذمت

28 اکتوبر 36/13 1-124 (امریکہ)

جنوبی افریقہ کی حکومت کے ساتھ بعض ریاستوں اور بین الاقوامی کارپوریشنوں کے تعاون اور اشتراک کی مذمت۔

28 اکتوبر 36/15 2-114 (امریکہ' اسرائیل)

مشرقی یروشلم کے بعض علاقوں سے اسرائیلی دستبرداری کا مطالبہ

9 نومبر 36/18 1-123 (امریکہ)

ترقی پذیر ممالک میں باہمی تعاون کی تحریکوں کی حوصلہ افزائی (زراعت' تجارت' رہائش' خریداروں کا تحفظ' سماجی خدمات)

9 نومبر 26/19 1-126 (امریکہ)

کسی بھی قسم کی بیرونی مداخلت کے بغیر ہر ریاست کیلئے اپنی عوام کی مرضی کے مطابق اقتصادی و سماجی نظام کے انتخاب کا حق۔

13 نومبر 36/27 2-109 (امریکہ' اسرائیل)

عراقی ایٹمی تنصیب پر اسرائیلی بمباری کی مذمت

یکم دسمبر 36/68 3-133 (امریکہ' برطانیہ' گوئٹے مالا)

نوآبادیاتی علاقوں میں معاشی مفادات پر مبنی غیر ملکی سرگرمیوں کی مذمت

4 دسمبر 36/73 2-109 (امریکہ' اسرائیل)

فلسطینی عوام کی حالت زار کے حوالے سے اسرائیلی پالیسی کی مذمت

9 دسمبر 36/84 2-118 (امریکہ' برطانیہ)

ایٹمی ہتھیاروں کے تمام تجربات کا خاتمہ

9 دسمبر 36/87B 2-107 (امریکہ' اسرائیل)

مشرق وسطٰی میں ایٹمی ہتھیاروں سے پاک علاقہ کا قیام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9دسمبر 36/92J 3-78(امریکہ،کینیڈا، برازیل)
ایٹمی جنگ روکنے، ہتھیاروں کی دوڑ کے خاتمے اور ہتھیاروں میں کمی کی حمایت میں دستخط کرانے کی عالمی مہم

9دسمبر 36/98B 1-109(امریکہ)
کیمیاوی وحیاتیاتی ہتھیاروں پر پابندی کیلئے گفت وشنید پر اصرار

9دسمبر 36/98 2-101(امریکہ،اسرائیل)
اسرائیل کے ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے خاتمے کا مطالبہ

10دسمبر 36/120A 2-121(امریکہ،اسرائیل)
فلسطینیوں کے حقوق

10دسمبر 36/120B 3-119(امریکہ،اسرائیل، کینیڈا)
یروشلم کی حیثیت

10دسمبر 36/120E 2-139(امریکہ،اسرائیل)
تعلیم، صحت، بہتر پرورش، قومی ترقی وغیرہ کے انسانی حقوق ہونے کا اعلان۔

14دسمبر 36/133 1-135(امریکہ)
غزہ کی پٹی پر فلسطینی مہاجرین

16دسمبر 36/146B 3-121(امریکہ،اسرائیل، کینیڈا)
بے دخل فلسطینیوں کیلئے ان کے گھروں کو واپسی کا حق

16دسمبر 36/146C 2-117(امریکہ،اسرائیل)
فلسطینی مہاجرین کی جائیدادوں سے حاصل ہونے والے ٹیکس

16دسمبر 36/146G 2-119(امریکہ،اسرائیل)
فلسطینی مہاجرین کے لیے یروشلم یونیورسٹی کا قیام

16دسمبر 36/147C 2-111(امریکہ،اسرائیل)
مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

16دسمبر 36/149B 2-147(امریکہ،اسرائیل)
عالمی ابلاغ اور اطلاعات کے جدید نظام کا قیام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16دسمبر 36/150 2-139(امریکہ' اسرائیل)

بحیرہ روم کو بحر مردار سے ملانے کے لیے ایک نہر کی تعمیر کے اسرائیلی فیصلہ کی مخالفت

17دسمبر 36/172C 1-136(امریکہ)

انگولا اور دیگر افریقی ریاستوں کے خلاف جنوبی افریقہ کی جارحیت کی مذمت

17دسمبر 36/172H 2-129(امریکہ' برطانیہ)

جنوبی افریقہ کے خلاف پابندیوں کے بارے میں تجارتی تنظیموں کی بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد۔

17دسمبر 36/172 2-126(امریکہ' برطانیہ)

جنوبی افریقہ کے خلاف بہت سے بین الاقوامی اقدامات کی حوصلہ افزائی۔

17دسمبر 36/172N 1-139(امریکہ)

جنوبی افریقہ کے خلاف پابندیوں اور دیگر کارروائیوں کی حمایت

17دسمبر 36/172O 1-138(امریکہ)

جنوبی افریقہ کے لیے مزید بیرونی سرمایہ کاری اور قرضوں کا خاتمہ

17دسمبر 36/173 2-115(امریکہ' اسرائیل)

مقبوضہ فلسطین اور دیگر عرب علاقوں کے قومی وسائل پر مستقل اختیار

17دسمبر 36/226B 2-121(امریکہ' اسرائیل)

گولان کی پہاڑیوں کیلئے یا سرائیلی قانون کی غیر موزونیت

18دسمبر 36/234B 1-127(امریکہ)

1980-1 کے لیے اقوام متحدہ کے تخمینوں کی تبدیلی

1982ء (جن قراردادوں کی صرف امریکہ نے مخالفت کی)

28اکتوبر 37/7 1-111

ایکولوجی کے تحفظ کے لیے عالمی چارٹر

15نومبر 37/11 1-136

ریاستی جائیدادوں' آثار قدیمہ اور قرضوں کے حوالے سے ریاستوں کے حق جانشینی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اقوام متحدہ کی کانفرنس کا انعقاد۔

3دسمبر 37/47 1-124

نسل پرستوں کے خلاف پابندیوں اور سزاؤں کے کنونشن کی عالمی سطح پر منظوری کی اپیل

9دسمبر 37/69E 1-141

نسل پرستوں کے خلاف بین الاقوامی فوجی تیاریوں کی حوصلہ افزائی

9دسمبر 37/69G 1-138

نسل پرستوں کی کھیلوں میں شمولیت کے خلاف بین الاقوامی اجلاس کی تیاری۔

9دسمبر 37/69H 1-134

جنوبی افریقہ کے لیے مزید بیرونی سرمایہ کاری اور قرضوں کا خاتمہ

9دسمبر 37/73 1-111

ایٹمی تجربات پر پابندی کے معاہدہ (سی ٹی بی ٹی) کی ضرورت

9دسمبر 37/78A 1-114

امریکہ اور روس کے درمیان ایٹمی ہتھیاروں کے حوالے سے ہونے والی گفت و شنید کی مکمل رپورٹ کی فراہمی کی ان دونوں ممالک سے درخواست (روس نے اس قرارداد سے مکمل علیحدگی اختیار کیے رکھی)

9دسمبر 37/83 1-138

خلاء میں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ پر پابندی

10دسمبر 37/94B 1-131

عالمی ابلاغ اور اطلاعات کے جدید نظام کے سلسلہ میں یونیسکو کی کوششوں کی حمایت

13دسمبر 37/98A 1095

کیمیاوی و جراثیمی ہتھیاروں پر پابندی کے لیے اجلاس کی ضرورت

16دسمبر 37/103 1-113

نئے اقتصادی نظام کے حوالے سے بین الاقوامی قانون کے اصول وقواعد کی بہتری

17دسمبر 37/131 1-129

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کے جوائنٹ سٹاف پنشن بورڈ سے متعلقہ اقدامات بشمول اقوام متحدہ کے بعض ملازمین کی برطرفی کی روک تھام۔

17دسمبر 37/137 1-146

صحت اور ماحولیات کے لیے ضرر رساں مصنوعات کے خلاف تحفظ

18دسمبر 37/199 1-131

تعلیم، صحت، روزگار، مناسب دیکھ بھال، قومی ترقی وغیرہ کے انسانی حقوق ہونے کا اعلان

20دسمبر 37/204 1-141

اقتصادی حقوق کے چارٹر اور ریاستی ذمہ داریوں کے نفاذ پر نظرثانی کی ہدایت

21دسمبر 37/237XI 1-132

ادیس ابابا کے مقام پر افریقہ کے لیے اقتصادی کمیشن کی مشاورت کے لیے سہولیات

21دسمبر 37/251 1-146

پسماندہ ممالک کے توانائی کے وسائل کی ترقی

21دسمبر 37/252 1-124

نئے بین الاقوامی اقتصادی نظام کے قیام کیلئے بین الاقوامی اقتصادی تعلقات کی تعمیر نو

1983ء

22نومبر 38/19 1-110

نسل پرستی کے جرم کے خلاف پابندیوں اور سزاؤں کے حوالے سے بین الاقوامی اجلاس

22نومبر 38/25 1-131

کسی بھی صورت میں بیرونی مداخلت کے بغیر ہر حکومت کو اپنی عوام کی مرضی کے مطابق اقتصادی وسماجی نظام کے انتخاب کا حق ہے۔

5دسمبر 38/39E 1-149

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسل پرستی کے خلاف مہم کے سلسلہ میں کانفرنسوں کا انعقاد اور مواد کی تشہیر

5دسمبر 38/391 1-140

نسل پرستی کے خلاف بطور احتجاج جنوبی افریقہ پر پابندیاں عائد کرنے کے لیے سلامتی کونسل سے اصرار

5دسمبر 38/39K 1-145

کھیلوں میں نسل پرستوں کی شمولیت کے خلاف بین الاقوامی کنونشن کو صلاح مشورہ جاری رکھنے کا اختیار۔

15دسمبر 38/70 1-147

پرامن مقاصد کے لیے خلاء کا استعمال ہونا چاہیے' خلاء میں ہتھیاروں کی دوڑ پر پابندی۔

16دسمبر 38/124 1-132

تعلیم' روزگار' صحت' مناسب دیکھ بھال' قومی ترقی وغیرہ کے انسانی حقوق ہونے کا اعلان

19دسمبر 38/128 1-110

نئے عالمی معاشی نظام کے حوالے سے بین الاقوامی قانون کے اصول وقواعد کی بہتری۔

19دسمبر 38/150 1-137

افریقہ میں ذرائع ابلاغ وآمدورفت کی دہائی

20دسمبر 38/182 1-116

انسانیت کو تباہ کر دینے والے جدید اقسام اور نظام کے ہتھیاروں کی تیاری اور ترقی پر پابندی

20دسمبر 38/183M 1-133

ایٹمی ہتھیار رکھنے والی ریاستوں کو' ایٹمی جنگ کی روک تھام اور ہتھیاروں کی دوڑ میں کمی کے حوالے سے کیے جانے والے اقدامات کی سالانہ رپورٹیں جنرل اسمبلی کو بھیجنے کی درخواست۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20 دسمبر 38/187A 1-98

کیمیاوی و جراثیمی ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدہ کو حتمی شکل دینے کے لیے گفت و شنید کو نتیجہ خیز بنانے پر زور

20 دسمبر 38/188G 1-113

بحری ہتھیاروں کی دوڑ کے مطالعہ کی درخواست

20 دسمبر 38/188H 1-132

ہتھیاروں میں کمی اور سلامتی کے معاملات پر خود مختار کمیشن

20 دسمبر 38/202 1-126

قدرتی اور دیگر تباہ کاریوں سے مقابلہ کے لیے اقوام متحدہ کی استعداد میں اضافہ

1984ء (منتخب قراردادیں)

8 نومبر 39/9 2-134 (امریکہ، اسرائیل)

اقوام متحدہ اور عرب ریاستوں کی تنظیم میں باہمی تعاون

16 نومبر 39/14 2-106 (امریکہ، اسرائیل)

عراقی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیلی حملے کی مذمت

23 نومبر 39/21 1-145

نسلی تعصب کے خاتمے کی کمیٹی کی رپورٹ

5 دسمبر 39/411 2-119 (امریکہ، برطانیہ)

سینٹ ہیلینا کی آزادی کے حق کا دوبارہ باضابطہ اعلان

11 دسمبر 39/49A 2-127 (امریکہ، اسرائیل)

فلسطینی عوام کے حقوق

11 دسمبر 39/49D 3-121 (امریکہ، اسرائیل، کینیڈا)

مشرقی وسطیٰ امن کانفرنس کا انعقاد

12 دسمبر 39/62 1-125

انسانیت کیلئے تباہ کن جدید ہتھیاروں کی تیاری اور ترقی کی ممانعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12دسمبر 39/65B 1-84
کیمیاوی و جراثیمی ہتھیاروں پر پابندی

13دسمبر 39/72G 2-146(امریکہ، برطانیہ)
نسل پرستی کے خاتمہ کے لیے بین الاقوامی اقدامات

13دسمبر 39/73 2-138(امریکہ، ترکی)
سمندر کا قانون

14دسمبر 39/95A 2-120(امریکہ، اسرائیل)
مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کی جانب سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

14دسمبر 39/95H 2-143(امریکہ، اسرائیل)
فلسطینی میئرز پر قاتلانہ حملوں کی مذمت اور ملزموں کے خلاف کارروائی کی ہدایت

17دسمبر 39/147 2-94(امریکہ، اسرائیل)
اسرائیل کی جانب سے اپنا ایٹمی مواد انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی کی نگرانی میں دینے سے انکار کی مذمت

17دسمبر 39/148N 1-123
ایٹمی تجربات پر پابندی، ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ کا خاتمہ، ایٹمی ہتھیاروں میں تخفیف

17دسمبر 39/151F 1-141
اقوام متحدہ کی فوجی تحقیق و ترویج کے مطالعہ کو جاری رکھنے کی درخواست

17دسمبر 39/161B 1-143
نو آبادیاتی ممالک اور عوام کی آزادی کے اعلامیہ کی پچیسویں سالگرہ

18دسمبر 39/224 2-146(امریکہ، اسرائیل)
فلسطینی عوام کے لیے اقتصادی و سماجی معاونت

18دسمبر 39/232 2-118(امریکہ، اسرائیل)
اقوام متحدہ کی صنعتی ترقی کی تنظیم کی حمایت

18دسمبر 39/233 1-120
افریقہ کے لیے صنعتی ترقی کی دہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18دسمبر 39/243 2-123(امریکہ، اسرائیل)

مغربی ایشیاء کے لیے اقتصادی کمیشن کے حوالے سے عملہ اور انتظامی امور کے بارے میں سوالات

1985ء

13دسمبر 40/114 1-134

اقتصادی، سماجی، ثقافتی، شہری اور سیاسی حقوق کی سالمیت اور باہمی انحصار

13دسمبر 40/124 1-130

انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں سے مزید بہتر طور پر لطف اندوز ہونے کے لیے اقوام متحدہ کے نظام میں متبادل طریقے

13دسمبر 40/148 2-121(امریکہ، اسرائیل)

نازی، فاشسٹ اور نئے فاشسٹوں کی سرگرمیوں کے خلاف اقدامات

17دسمبر 40/445 1-133

رقم، سرمایہ کاری قرضہ، وسائل کی رفتار، تجارت اور ترقی کے ایک دوسرے سے متعلقہ معاملات میں بین الاقوامی تعاون

1986ء

27اکتوبر 41/11 1-124

بحر اوقیانوس میں امن اور تعاون کا علاقہ

3دسمبر 41/68A 1-148

یونیسکو کی سرکردگی میں ابلاغ اور اطلاعات کے شعبوں میں موجودہ ناہمواریوں کا خاتمہ کرتے ہوئے ایک نیا عالمی اطلاعاتی نظام۔

4دسمبر 41/90 1-126

بین الاقوامی سلامتی کے استحکام کے اعلامیہ کے نفاذ پر نظر ثانی

4دسمبر 41/91 1-117

بین الاقوامی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے نتیجہ خیز سیاسی مذاکرات کی ضرورت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4دسمبر 41/92 102-2(امریکہ،فرانس)

بین الاقوامی امن اور سلامتی کے لیے ہمہ جہتی نظام کا قیام

4دسمبر 41/128 146-1

ترقی کے حق کا اعلامیہ

4دسمبر 41/151 148-1

مہاجر کارکنوں کے وقار اور انسانی حقوق کا تحفظ اور صورتحال کی بہتری کیلئے اقدامات

8دسمبر 41/450 146-1

ماحولیات اور صحت کے لیے ضرر رساں مصنوعات کے خلاف تحفظ

1987ء

15اکتوبر 42/5 153-2(امریکہ،اسرائیل)

اقوام متحدہ اور عرب ممالک کی تنظیم کے مابین تعاون

12نومبر 42/18 94-2(امریکہ،اسرائیل)

نکارگوا کے خلاف فوجی اور پیراملٹری کارروائیوں کے حوالے سے بین الاقوامی عدالت انصاف کے احکامات پر عملدرآمد کی ضرورت۔

2دسمبر 42/69J 145-2(امریکہ،اسرائیل)

مغربی کنارے کے فلسطینی پناہ گزینوں کو ان کے گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کرنے کے منصوبے کو ختم کرنے کی اسرائیل کو ہدایت۔

7دسمبر 42/101 150-0-1(امریکہ نے علیحدگی اختیار کی)

بچوں کے حقوق کے حوالے سے اجلاس کا انعقاد

7دسمبر 42/159 153-2(امریکہ،اسرائیل)

بین الاقوامی دہشت گردی کی روک تھام، دہشت گردی کے سیاسی اور اقتصادی اسباب کا مطالعہ، دہشت گردی کی واضح اور مکمل تعریف، دہشت گردی اور آزادی کی تحریکوں میں تمیز کرنے اور ان کے درمیان فرق واضح کرنے کے لیے ایک اجلاس کا انعقاد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8دسمبر	42/162B	1-140

ترقی پذیر ممالک میں صحافیوں کی تربیت اور ابلاغ کے نظام کو مستحکم بنانے کے لیے سرمایہ کی فراہمی

11دسمبر	42/176	2-94(امریکہ'اسرائیل)

نکاراگوا کے خلاف تجارتی پابندیوں کا خاتمہ

11دسمبر	42/198	1-154

بیرونی قرضوں کے مسائل کے حوالے سے بین الاقوامی ذمہ داریوں میں اضافہ

11دسمبر	42/441	1-131

تجارت اور ترقی کے حوالے سے اقوام متحدہ کے اجلاس کے لیے جامع اور مکمل ریکارڈز کی تیاری

کیوبا کے خلاف امریکی پابندیوں کے خاتمے کی ضرورت

1992	2-59	(امریکہ'اسرائیل)
1993	4-88	(امریکہ'اسرائیل'البانیہ'پیراگوئے)
1994	2-101	(امریکہ'اسرائیل)
1995	3-117	(امریکہ'اسرائیل'ازبکستان)
1996	3-138	(امریکہ'اسرائیل'ازبکستان) ☆☆
1997	3-143	(امریکہ'اسرائیل'ازبکستان)
1998	2-157	(امریکہ'اسرائیل)
1999	2-155	(امریکہ'اسرائیل)

☆ رومانیہ نے غلطی سے مخالفت میں ووٹ دے دیا تھا۔

☆☆ تاریخ میں پہلی بار یورپی یونین کے تمام 15 ممالک نے حمایت میں ووٹ دیا۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ امریکی سیاسی رہنما اور ذرائع ابلاغ برسہا برس تک کیوبا پر ''بین الاقوامی اچھوت'' کا لیبل چسپاں کرنے کے جنون میں مبتلا رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوراک انسانی حق نہیں ہے

جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا کہ 1982ء اور 1983ء میں صرف امریکہ ہی تھا جس نے اس اعلامیہ کی مخالفت میں ووٹ دیا کہ تعلیم' روزگار' صحت' مناسب دیکھ بھال' اور قومی ترقی انسانی حقوق ہیں۔ اور پھر 13 سال بعد بھی امریکہ کے سرکاری رویہ میں کسی قسم کی نرمی نہیں آئی جس کا انداز 1996ء میں اقوام متحدہ کی جانب سے منعقد ہونے والی عالمی خوراک کانفرنس سے ہوتا ہے۔ اس میں امریکہ نے کانفرنس کے اس اعلامیہ پر کہ ''غذائیت سے بھرپور اور صحت بخش خوراک تک رسائی ہر ایک کا حق ہے۔'' نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ ''خوراک کا حق'' تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے بجائے امریکہ نے بھوک کی بنیادی وجہ غربت کے خاتمے کے لیے آزاد تجارت کے فروغ پر زور دیا اور اسے تمام مسائل کے حل کی کنجی قرار دیا اور ساتھ ہی ساتھ اس خوف کا اظہار کیا کہ ''خوراک کا حق'' تسلیم کیے جانے کی صورت میں غریب اقوام کی جانب سے امداد اور خصوصی تجارتی مراعات کے حصول کے لیے مقدمہ بازی کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

اقوام متحدہ میں امریکی کردار کے چند مزید رُخ

1949ء میں امریکہ نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ٹرائیگ لی کو امریکی محکمہ خارجہ کے ساتھ مل کر ایک خفیہ تحریری معاہدہ کرنے کے لیے آمادہ کیا جس کی رُو سے بنیادی آزادیوں اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی کی صورت میں درخواست گذار اور اقوام متحدہ سیکرٹریٹ کے اہم عہدیداروں کی ان کے علم میں لائے بغیر امریکی ایجنٹوں کے ذریعہ کڑی نگرانی کی جائے گی۔ اگرچہ اس سلسلہ میں پہلی ہدایات 12000 امریکی شہریوں کے بارے میں جاری کی گئیں' پھر اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر میں خدمات سرانجام دینے والے تقریباً آدھے ملازمین اس کا نشانہ بنے' اس کے بعد اس خفیہ معاہدہ کے اثرات دیگر اقوام سے تعلق رکھنے والے اقوام متحدہ کے دیگر شعبوں کے ملازمین تک پھیلتے چلے گئے اور پھر مختلف ممالک میں قائم اقوام متحدہ کی خصوصی ایجنسیاں بھی اس کی زد میں آ گئیں۔ اس معاہدہ کے ذریعہ ایک ایسی پالیسی کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی تھی جو پہلے سے موجود تھی حقیقت یہ ہے کہ اس معاہدہ کے ذریعہ محکمہ خارجہ کا مقصد بین الاقوامی سول سروس سے بین الاقوامی سوچ رکھنے والوں کو نکالنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس سروس کوامریکی خواہشات کے مطابق چلاتا تھا۔

1952ء میں لی نے امریکی حکومت کی جانب سے فراہم کردہ خفیہ معلومات کی بنیاد پر امریکی سیکرٹریٹ کے تین ملازمین کو سینٹ کی اندرونی سلامتی کی ذیلی کمیٹی کے سامنے پانچویں ترمیم پیش کرنے کی وجہ سے برخاست کر دیا۔ سات دیگر امریکی ملازمین کو جنہوں نے یہی کام کیا تھا تنخواہ کے ساتھ جبری چھٹی پر بھیج دیا گیا۔

1983ء میں اقوام متحدہ میں امریکہ کے نائب سفیر چارلس لیکنسٹین نے اقوام متحدہ کے اراکین کو کہا کہ ''اگر آپ اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر کو امریکہ سے کہیں اور منتقل کرنے کے خواہشمند ہیں تو ریگن انتظامیہ اس سلسلہ میں آپ کو روکنے کی ہرگز کوشش نہیں کرے گی۔ ہم آپ کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کریں گے۔ امریکی مشن کے ارکان آپ کو زوال کی طرف روانگی کے اس سفر میں خوشدلی سے خدا حافظ کہنے کے لیے موجود ہوں گے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 21

سیارہ کے ذریعہ جاسوسی

ونسٹن کی ہر آواز خواہ وہ سرگوشی سے بھی ہلکی کیوں نہ ہو اس کی پکڑ میں آ جاتی............ یقیناً ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا جس سے پتہ چلتا کہ آپ کی ہر لمحہ نگرانی ہو رہی ہے...... آپ کو زندہ رہنا تھا...... زندہ رہنا ایک عادت جو جبلت بن گئی تھی۔ یہ اس مفروضہ کے عین مطابق ہے کہ آپ جو بھی آواز نکالتے ہیں وہ کہیں سنی جا رہی ہے اور سوائے اندھیرے کے آپ کی ہر حرکت پر نظر رکھی جا رہی ہے۔ (جارج اورول' 1984ء)

اندھیرے کے حوالے سے جارج کا اندازہ درست نہیں ہے۔ اندھیرے میں دیکھنے کی ٹیکنالوجی اب سائنسی افسانہ نہیں رہی۔ اس نے ایک ملک کے بارے میں لکھا ہے جو یقیناً ایک بڑا ملک ہو گا مگر پھر بھی پوری دنیا نہیں تھا۔ کیا وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ 16 سال گذرنے کے بعد مستقبل میں وہ ملک کیسا ہو گا؟

کیا لوگ تصور کر سکتے ہیں کہ 2000ء میں ان کی نجی زندگیاں اس کرہ ارض کے تاریخ کے کتنے بڑے حملے سے دوچار ہیں؟

آسمان ہر ایک عظیم الجثہ ویکیوم کلینر کی طرح نیشنل سیکیورٹی ایجنسی (این ایس اے)' فیکس' گھریلو ٹیلی فون' موبائیل فون' ای میل' ٹیلیکس...... سیٹلائٹ ٹرانسمیشن' فائبر آپٹک کمیونیکیشن ٹریفک' مائیکرو ویو لنکس...... آواز' تحریر' تصویر...... غرضیکہ برقی مقناطیسی توانائی کے ذریعہ ہونے والی ہر قسم کی پیغام رسانی کو جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعہ اپنی جانب کھینچنے میں مصروف ہے۔ ہفتے کے ساتوں دنوں میں اور دنوں کے ہر 24 گھنٹے کے ایک ایک لمحہ کے دوران یہ مصروف عمل رہتی ہے۔ ہر روز کروڑوں' اربوں پیغامات یہ اپنی جانب کھینچتی ہے۔ ان پیغامات کی صحیح تعداد کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ کسی کے لیے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بچ نکلنا ممکن نہیں ہے۔ صدر، وزیراعظم، اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل، پوپ، ملکہ برطانیہ، بین الاقوامی کمپنیوں کے سربراہ، دوست، دشمن، آپ کی آنٹی لینا...... کوئی بھی اس سے نہیں بچ سکتا...... اگر اللہ میاں کے پاس فون ہے تو یقیناً وہ بھی مانیٹر کیا جا رہا ہوگا...... البتہ یہ ہوسکتا ہے آپ کے کتے کی آواز نہ محفوظ کی جا رہی ہو...... سمندر بھی آپ کو اس سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ امریکی آبدوزیں کئی دہائیوں سے سمندروں کی گہرائیوں میں اس مقصد کے لیے بچھائی گئی تاروں کے ساتھ آوازیں محفوظ کرنے والے آلات منسلک کرنے میں مصروف ہیں۔

70ء کی دہائی میں سوویت مواصلاتی سیاروں کی جاسوسی کے لیے ایکیلون (ECHELON) کے خفیہ نام سے متعارف ہونے والے نظام کے تحت این ایس اے اور برطانیہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور کینیڈا میں موجود اس کے انتہائی جونیئر پارٹنرز نہایت بڑے پیمانے پر پیغامات اپنی جانب کھینچ لینے والے انتہائی خودکار سٹیشنوں کا نیٹ ورک چلا رہے ہیں جس نے پوری دنیا کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے۔ اس کام میں شریک ممالک نہ صرف اپنے ملکی قوانین توڑنے کا جرم کر رہے ہیں بلکہ دوسرے ممالک کا بھی اور پھر سب سے بڑھ کر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرنے کے مجرم ہیں۔ عدالت کے جاری کردہ وارنٹس کی غیر موجودگی میں ان کی کڑی نگرانی کا تصور تو کیا جا سکتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ کوئی انہیں روکنے والا نہیں ہے۔

1999ء میں امریکی کانگریس کی خفیہ کمیٹی کے ایوان نے این ایس اے کی داخلی دستاویزات طلب کیں کہ وہ کس حد تک اس قانون کی بجا آوری کر رہی ہے جس کی رو سے امریکہ میں یا امریکہ سے باہر مقیم امریکیوں کی شعوری جاسوسی اس وقت تک ممنوع ہے جب تک ایجنسی یہ ثابت نہیں کر دیتی کہ وہ لوگ کسی بیرونی حکومت کے مخبر ہیں یا جاسوسی اور دیگر جرائم میں ملوث ہیں۔ این ایس اے نے کمیٹی کی کارروائی رکوا دی۔

انفرادی شخصیات اور اداروں کو نشانہ بنانے کے علاوہ ایکیلون (ECHELON) نظام کے تحت بہت وسیع پیمانے پر نظام مواصلات میں مداخلت کی جاتی ہے اور پھر کمپیوٹرز کی مدد سے غیر ضروری پیغامات کے ہجوم میں سے مطلوبہ پیغامات تلاش کیے جاتے ہیں۔ سفارتی مذاکرات، تجارتی گفت وشنید، جنسی گفتگو، سالگرہ کے پیغامات...... کسی بھی پیغام میں تلاش کرنے والوں کے لیے مطلب کی کوئی خفیہ بات پوشیدہ ہوسکتی ہے۔ کمپیوٹرز ٹیلی فون کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ ہونے والی گفتگو "سنتے" ہیں اور ان میں پوشیدہ خفیہ پیغام کی فوری طور پر نشاندہی کر دیتے ہیں۔ ان ٹیلیفون کالز کو علیحدہ علیحدہ کر کے ریکارڈ کیا جاتا ہے تاکہ بعد میں جب انسان انہیں سنیں تو سمجھنے میں کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

تاہم ایکیلون (ECHELON) کو چلانے والے کوئی مافوق الفطرت نہیں ہیں بلکہ عام انسان ہی ہیں اور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں خطرناک فنی مسائل سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق جب چاہیں انٹرنیٹ میں رکاوٹیں نہیں پیدا کر سکتے۔ فائبر آپٹک ٹرانسمیشنز (جو ڈیجیٹل ڈیٹا کی بڑی تعداد کی روشنی کے بہاؤ کی صورت میں ترسیل کرتی ہے) کو بھی انتہائی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور ڈیٹا حاصل کرنے سے لے کر اس تمام کو پڑھنا' چھانٹی کرنا' منتخب مواد کا تجزیہ کرنا' اس میں سے معنی خیز کارآمد مواد اکٹھا کرنا اور پھر فوری پیغام رسانی ایک نہایت ہی حیرت انگیز چیلنج ہے۔

دوسری جانب سن مائیکروسسٹمز کے ایک ماہر واٹفیلڈ ڈفی کے تجزیہ کے مطابق "این ایس اے کی جانب سے خبردار کیے جانے کی اور آنے والے وقت سے ڈرانے کی یہ حکمت عملی ہوسکتا ہے اس کے اپنے مفاد میں ہو۔ ایجنسی ہمیں کیا یقین دلانا چاہتی ہے۔ یہی کہ ہم لوگ مشکل میں ہیں۔ کسی کے پاس اخبار پڑھنے کے لیے وقت نہیں' کسی کے لیے انٹرنیٹ نہایت پیچیدہ ہے' سڑکوں پر ٹریفک کا ہجوم ہے' کام بہت زیادہ ہے اور وقت بہت کم کہ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کیا جائے' کسی کو یہ علم نہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ سب مسائل ہیں مگر یہ کوئی نئی بات تو نہیں یہ تو برسہابرس سے لوگوں کی زبان پر ہیں۔ وہ مستقل یہ ہی شکایت کرتے نظر آتے ہیں اور اسی وجہ سے شاید این ایس اے کے لیے اپنے اہداف کو یہ یقین دلانا آسان ہے کہ وہ مشکل میں ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسائل و مشکلات ہیں ہی نہیں مگر یہ وہ وجہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اطلاع دینے والے کا اصل مقصد کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے خطرات سے آگاہ کرنا' خوف میں مبتلا کرنا' مشکلات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کا اصل مقصد اپنے بجٹ میں اضافہ کرانا ہے۔"

ایکیلون (ECHELON) کا قیام کسی قسم کی سرکاری منظوری کے بغیر ہوا اور یہ اسی طرح کام بھی کر رہا ہے' کسی بھی قسم کی جمہوری صورت' عوامی یا قانونی بحث کے بغیر جس سے اندازہ ہو کہ یہ انسانی مقاصد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ کوئی نہیں جو یہ پوچھے کہ امریکہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا کرنے کا حق کس نے دیا؟ برطانیہ میں جب پارلیمنٹ کے اراکین نے این ایس اے کی سرگرمیوں اور مین ودھ ہل' نارتھ یارک شائر' میں اس کے بڑھتے ہوئے اڈوں کے حوالے سے سوالات اٹھائے تھے تو حکومت اس بارے میں کسی بھی قسم کی معلومات کی فراہمی سے انکار کرتی رہی۔

انگلستان میں قائم یہ اڈہ دنیا بھر میں این ایس اے کا پیغامات کھینچنے کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہ 560 ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے جس میں کارروائیوں کے مراکز اور رہائشی بستی موجود ہے۔ اس جدید بستی میں مکانات' دکانیں' گرجا گھر' سپورٹس سنٹر اور اس کا اپنا بجلی کا نظام ہے۔

ایکیلون کا عالمی نیٹ ورک کئی دہائیوں پر مشتمل سرد جنگ کی پیداوار ہے مگر اس کی سرگرمیاں دن بدن انتہائی شکل اختیار کرتی جا رہی ہیں یہی وجہ ہے کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد اس کا بجٹ بجائے کم ہونے کے مزید بڑھ گیا ہے اور اس نیٹ ورک کی طاقت اور رسائی دونوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم ایک اور شہادت یہ ہے کہ سرد جنگ اس چیز کے خلاف لڑائی نہیں تھی جو ''اشتراکیت'' کہلاتی ہے۔

گذشتہ چند سالوں سے یورپی پارلیمنٹ براعظم کے معاملات میں مستقل مداخلت کے واقعات کے سبب بار بار اس جانب توجہ دے رہی ہے۔ پارلیمنٹ کی شہری آزادیوں کی کمیٹی کی تیار کردہ ایک رپورٹ 1998ء میں منظر عام پر آئی جس میں تکنیکی طریقوں کے ذریعہ ہونے والی مستقل نگرانی کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لیے کئی تجاویز پیش کی گئیں۔ اس میں واضح انداز میں مشورہ دیا گیا کہ ''یورپی پارلیمنٹ کو امریکہ کی جانب سے انٹرنیٹ کے ذریعہ پیغام رسانی کی تمام تجاویز کو جو کہ امریکی خفیہ ایجنسیوں کی رسائی میں ہیں فوری طور پر مسترد کر دینا چاہیے۔''

رپورٹ میں این ایس اے کی یورپ میں دخل اندازیوں کے بارے میں جامع تجزیہ کرتے ہوئے تجویز پیش کی گئی کہ ایجنسی کی کارروائیوں کی کوئی حدود مقرر کی جائیں اور انہیں جانچنے کا اصول وضع کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ ایجنسی کو اپنی تمام کارروائیوں کے لیے جواب دہی کا پابند بنایا جائے۔ اس رپورٹ میں برطانیہ کے دوہرے کردار کو بھی بے نقاب کیا گیا جو اپنے یورپی ساتھیوں کی ہی مخبری میں معروف ہے۔

اس حوالے سے بات کرتے ہوئے کمپیوٹر جرائم کے ماہر فرانسیسی قانون دان جین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائیرے مائیکیٹ نے فرانسیسی اخبار لی فگارو کو بیان دیا کہ ”یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے جو عوامی غم وغصہ کو بیدار کرسکتی ہے۔ برطانیہ کے یورپی ساتھیوں کو اس پر غضبناک ہونے کا پورا حق ہے مگر اس کے باوجود برطانیہ امریکہ کے ساتھ اپنا معاہدہ ختم نہیں کرے گا۔“

سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے یورپی پارلیمنٹ کے اراکین اور حکومتوں کی جانب سے ایسے تحفظات کا اظہار نجی طور پر مستقل کیا جا رہا ہے مگر امریکہ یورپ میں ایکیلون کی کارروائیوں میں مستقل اضافہ کر رہا ہے جس کی وجہ اس کے بڑھتے ہوئے مفادات ہیں۔ تجارتی مخبری کے ذریعہ صنعتی معلومات حاصل کی جاتی ہیں جو امریکی کارپوریشنوں کو ان کے غیر ملکی دشمنوں پر برتری دلانے میں بے حد مدومعاون ثابت ہوتی ہیں۔

جرمن ماہرین سلامتی کے مطابق ایکیلون (ECHELON) یورپ میں نہایت وسیع پیمانے پر تجارتی جاسوسی میں ملوث ہے۔ اس کا نشانہ بننے والوں میں معروف جرمن کمپنیاں بھی شامل ہیں جن میں سرفہرست ہوا کی طاقت سے بجلی پیدا کرنے والی کمپنی ایزکون ہے۔ 1988ء میں ایزکون نے اپنے خیال میں خفیہ ایجاد کی۔ یہ ایجاد ہوا کی طاقت کے ذریعہ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت کا حصول تھی۔ یہ بجلی پہلے کے مقابلہ میں نہایت سستی تھی۔ تاہم جب کمپنی اپنی ایجاد کو فروخت کے لیے امریکن منڈی میں لائی تو اس کا سابقہ اپنے امریکی حریف کینٹیک سے ہی سب سے پہلے پڑ گیا جس نے اعلان کیا کہ وہ اس سے پہلے ہی اس سے ملتی جلتی قوت ایجاد کر چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کنیٹک ایزکون کے نام عدالتی حکمنامہ لے آئی جس کی رو سے ایزکون پر اپنی ایجاد کی امریکہ میں فروخت پر پابندی عائد کر دی گئی۔ این ایس اے کے ایک کارکن نے اپنا نام صیغہ راز میں رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے جرمن ٹیلی وژن کے یک رخی پروگرام میں اس بارے میں انکشاف کیا کہ اس نے کس طرح سے ایزکون کے راز چرائے۔ اس نے بتایا کہ اس نے ایزکون کی ریسرچ لیبارٹری اور اور 12 میل کے فاصلہ پر واقع اس کے پیداواری یونٹ کے درمیان ٹیلیفون اور کمپیوٹر کے ذریعہ ہونے والی تمام پیغام رسانی سٹیلائٹ انفارمیشن کے ذریعہ حاصل اور ریکارڈ کی اور کمپنی کی ایجاد کی تمام تر تفصیلات کنیٹک کو فراہم کیں۔

1994ء میں فرانس کے شہروں پیرس اور بیلگنیک میں واقع تھامسن ایس اے اور ائیربس انڈسٹری کو اس وقت نقصان عظیم سے دوچار ہونا پڑا۔ جب ان کے امریکی حریفوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این ایس اے اور سی آئی اے سے حاصل کردہ خفیہ معلومات کے ذریعہ ان کے تمام معاہدے چھین لیے۔ سی آئی اے اور این ایس اے نے 1995ء میں امریکہ اور جاپانی نمائندوں کے مابین آٹو پارٹس تجارت کے موضوع پر ہونے والے مذاکرات کی بھی خفیہ نگرانی کی۔

جرمن انڈسٹری کو شکایت ہے کہ ان کے لیے صورتحال اس لیے زیادہ نقصان دہ ہے کہ ان کی حکومت نے اپنے سلامتی کے محکموں پر اس قسم کی تجارتی جاسوسی پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

یورپ میں صنعتی جاسوسی میں مہارت رکھنے والے صحافی یوڈو الفکوٹ کے مطابق ''جرمن سیاستدان آج بھی نہایت ایمانداری سے اس نظریہ پر یقین رکھتے ہیں کہ سیاسی حریفوں کو ایک دوسرے کے تجارتی معاملات کی جاسوسی نہیں کرنی چاہیے جبکہ امریکہ اور برطانیہ کو اس قسم کی کوئی مجبوری نہیں۔''

1999ء میں جرمنی نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ سی آئی اے کے ان تین کارکنوں کو واپس بلائے جو جرمنی میں معاشی جاسوسی کی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔ اخباری خبر کے مطابق ''جرمن امریکی راڈار اور میونخ کے نزدیک بیڈ ایبلنگ میں واقع مواصلاتی کمپلیکس کی خفیہ کارروائیوں' جاسوسی اور خفیہ نگرانی کے حوالے سے کافی عرصہ سے مشکوک تھے جو کہ دراصل این ایس اے کا پیغامات کھینچنے والا اسٹیشن ہے۔'' جرمنی کے ایک سینئر اہلکار نے سوال کیا کہ ''امریکی ہمیں کہتے ہیں کہ یہ صرف دشمنوں کے پیغامات جمع کرنے کے لیے ہے مگر ہم یہ کیسے مان لیں کہ یہ ہماری وہ معلومات اکٹھی نہیں کر رہا ہوگا جس کے بارے میں ہم چاہتے ہیں کہ یہ مکمل طور پر ہر ایک سے خفیہ رہیں؟''

امریکہ کی طرف سے اسی قسم کی کہانی جاپانی افسروں کو بھی درجن بھر سے زائد جاسوسی کے ان اڈوں کے بارے میں کئی بار سنائی گئی جو جاپانی حکومت کی اجازت سے یہاں قائم کیے گئے تھے۔

یورپی یونین اور ایف بی آئی

مندرجہ بالا تمام غلط کاریوں کے بلاجود یورپی یونین کونسل (یا وزراء کی کونسل) 90ء کی دہائی سے ایف بی آئی کے ساتھ مل کر اپنے رکن ممالک کے درمیان پیغامات کھینچنے والا نظام قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے تاکہ اس کے ذریعہ قانون نافذ کرنے والے اداروں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پولیس، امیگریشن، کسٹم اور داخلی سلامتی کے ادارے) کی معاونت کی جا سکے۔ اس کے مقابلہ میں ایکیلون (ECHELON) ''فوج کے خفیہ اداروں'' کی معاونت کر رہی ہے۔

یورپی یونین اور ایف بی آئی کا یہ مشترکہ نظام جو ای یو۔ ایف بی آئی (EU-FBI) مواصلاتی نگرانی کا نظام (بعض اوقات ENFOPOL کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) کہلاتا ہے اس کے ذریعہ انٹرنیٹ سے ایک نئے طریقہ سے پیغامات کھینچے جائیں گے۔ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈرز (آئی ایس پی) میں ماہر سافٹ ویئر نصب کیے جائیں گے جن کا نظام قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ہاتھ میں ہوگا۔ نتیجہ میں تمام پیغامات خود بخود حاصل ہو جائیں گے اور پھر ان کی چھانٹی اور انتخاب کے مراحل بھی خود بخود طے ہو جائیں گے۔ دیکھتے ہیں کہ تکنیکی طور پر یہ کتنا فائدہ مند ہوگا۔

مزید برآں اگر آئی ایس پی اپنے کسی گاہک کو خفیہ اشارے یا مختصرات فراہم کرتی ہے تو اسے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھی ان سے آگاہ کرنا ہوگا۔ آئی ایس پی اور نیٹ ورک آمپریٹرز (سیلائٹ کیمونیکشن نیٹ ورک) کو اس وقت تک نیٹ ورک چلانے کے لیے قومی لائنس نہیں جاری کئے جائیں گے نہ ہی پہلے سے موجود لائسنسوں کی مدت میں توسیع کی جائے گی جب تک کہ وہ اس حکم کی تعمیل نہیں کریں گے۔

ای یو۔ ایف بی آئی (EU-FBI) معاہدہ میں زیادہ تر شرائط ایف بی آئی کی طرف سے لاگو کی گئی ہیں۔ یہ وہ شرائط ہیں جو وہ اپنے ملک میں نہیں منوا سکتی۔ یورپ میں کچھ مواصلاتی کمپنیوں کی جانب سے احتجاج کیا گیا مگر منصوبہ پر بغیر کسی رکاوٹ کے عملدرآمد ہوتا رہا یہاں تک کہ اس یقین دہانی کے حصول کے لیے کہ نئے نظام کے تحت کڑی نگرانی بھی ممکن ہوگی قانون میں ترامیم کی تجاویز بھی پیش کر دیں۔ یورپی یونین کے علاوہ بھی دیگر ممالک تک اس نظام کا دائرہ کار بڑھانا اس منصوبہ کا حصہ ہے۔

1999ء کے اختتام تک اس معاہدہ کا حتمی مسودہ تیار نہیں ہوا تھا کہ اسے منظوری کے لیے یورپی ریاستوں کو پیش کیا جاتا، تاخیر کی ایک وجہ یہ تھی سلامتی کے کئی محکمے خفیہ نگرانی کا دائرکار زیادہ سے زیادہ بڑھانے اور احتساب اور کنٹرول کم سے کم کرنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفیہ پیغام رسانی

این ایس اے' ایف بی آئی اور امریکہ کی قومی سلامتی کی انتظامیہ کے دیگر عناصر زیادہ سے زیادہ نجی معلومات کی جستجو میں سالہا سال سے امریکن ٹیلی کمیونیکیشنز مینوفیکچررز اور ان کے آلات اور نیٹ ورک کے حصول کی مہم میں مصروف ہیں تا کہ ان کے ذریعہ حکام کو خوش امیدی میں مبتلا کیا جا سکے اور قومی سطح پر خفیہ تحریر کا ایک ایسا مقررہ ڈیزائن ترتیب دینا بھی اس مہم کا حصہ ہے کہ جس کے ذریعہ حکومت جب چاہے خفیہ پیغامات کے اشارے ختم کر سکے۔ کسی کمپنی کی برآمدات کی حمایت کرنا یا انہیں روک دینا بھی ان کی منظوری یا نامنظوری کا فیصلہ کرنے کا اختیار سلامتی کی انتظامیہ کا ایک بے حد طاقتور ہتھیار ہے۔ صنعتی شعبہ کے اندر کے آدمیوں کا کہنا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ بعض امریکی مشینوں کی صرف اور صرف این ایس اے کی پشت پناہی حاصل ہونے کی وجہ سے برآمدات کے لیے منظوری ملی ہے۔

امریکہ یورپی یونین کے رکن ممالک پر دباؤ ڈالتا رہا ہے کہ کہ وہ اسے اس کے ''بیک ڈور'' کے ذریعہ اپنے خفیہ نگرانی کے پروگرام تک رسائی کی اجازت دے دیں اس سلسلہ میں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مدد کے لیے ایسا کرنا چاہتا ہے۔ تاہم مئی 1999ء میں جاری ہونے والی یورپین پارلیمنٹ کی رپورٹ کے مطابق امریکہ کا یورپ میں سافٹ ویئر نگرانی کے پروگرام پر قبضہ کرنے کے منصوبہ کا مقصد قانون کا نفاذ نہیں بلکہ صنعتی شعبہ کی جاسوسی ہے۔

ماہر انٹیلی جنس افسروں کے مطابق این ایس اے نے ایف بی آئی کے کارکنوں کو چھین جھپٹ کی کارروائیوں میں غیر ملکی خفیہ کتابیں اڑالانے کی ذمہ داری سونپی جبکہ سی آئی اے کے افسروں کو غیر ملکی مواصلاتی کلرکوں کی حیثیت سے مختلف ممالک روانہ کیا تا کہ وہ ان کے خفیہ راز خرید سکیں۔

اور ابھی مزید الائنس؟

امریکی محکمہ انصاف کانگریس پر اس بات کے لیے دباؤ ڈالتا رہا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے حکام کے لیے تلاشی کے وارنٹس کا حصول آسان سے آسان تر بنایا جائے تا کہ گھروں یا دفتروں میں خفیہ طور پر داخل ہو سکیں اور نجی کمپیوٹرز کی سیکیورٹی کی ناکارہ بناتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان کے پاس ورڈز (Pass words) معلوم کرنے ان میں ایسی ڈیوائس نصب کر دیں خفیہ پیغام رسانی کے پروگرام پر کنٹرول حاصل کر لے۔ یہ وائرٹیپ یا مزید تحقیق کا آغاز ہوگا۔

اسی دوران ایجنسیاں انٹرنیٹ کے ذریعہ گمنام میل کرنے کا پروگرام چلا رہی ہیں جس کے ذریعہ لوگ اپنا درست ای میل ایڈریس ظاہر کیے بغیر میل کر سکتے ہیں۔ دنیا بھر میں اس مخصوص ری میلنگ سروس کا استعمال کرنے والے اس بات سے قطعی بے خبر ہیں کہ ان کی پرائیویسی کی حفاظت کرنے والا ان کا یہ ہمدرد امریکی حکومت کا ایک کارندہ یا اسی قسم کی کوئی چیز ہے۔ یہ پروگرام ان استعمال کرنے والوں کے لیے مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ جو انٹرنیٹ پر یہ سوچ کر کہ وہ تو گمنام حیثیت سے بات چیت کر رہے ہیں بلا کسی خوف و خطر کے جابر حکومت اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے والوں کی مخالفت' پرائیویٹ کمپنیوں یا سرکاری ایجنسیوں کی زیادتیوں کا رونا روتے ہیں اور جرائم کے خلاف آواز اٹھانے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔ مزید برآں این ایس اے نے کئی سال قبل لوٹس' مائیکروسافٹ اور نیٹ سکیپ کے ساتھ معاہدے کیے جن کا مقصد دیگر کمپنیوں کی گمنام ای میل سروس کو روکنا تھا کیونکہ ان میں سے کئی این ایس اے کے دائرے عمل سے باہر تھے اور ان پر این ایس اے کا کنٹرول نہیں تھا۔ این ایس اے کے ساتھ معاہدہ میں شریک کمپنیوں پر حکومت کی جانب سے شدید دباؤ تھا کہ وہ بیرون ملک فروخت کیے جانے والے اپنے سافٹ ویئر میں ''بیک ڈور'' کو خفیہ طور پر داخل کر دیا جائے تاکہ ان کے ذریعہ خفیہ پیغامات کے طریقہ کو شکست دی جا سکے۔ لوٹس کمپنی نے تسلیم کیا کہ اس نے حکومتی دباؤ پر ایسا ہی کیا۔

ایف بی آئی اب اپنے جدید ترین کھلونے سے لطف اندوز ہو رہا ہے جس کا نام ہے ''روونگ وائرٹیپس'' اور جس کا کام ہے کہ وہ ہدف کے فون پر ابھرنے والی تمام آوازیں ریکارڈ کرے خواہ یہ دوستوں کی' پڑوسیوں کی' کاروباری شریک کاروں کی یا اجنبیوں کی آوازیں ہوں خواہ یہ عام فون' موبائل فون یا ادھار لیا ہوا فون ہو۔ یہ دیکھے بغیر کہ کون بول رہا ہے اس وقت تک ریکارڈنگ کرتا ہے جب تک کہ ہدف کے زیر استعمال رہتا ہے۔

جدید بزدل دنیا

یہ سب کچھ ایسے ہی ہے کہ جیسے قومی سلامتی کی انتظامیہ محسوس کرتی ہے کہ سننا اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطری حق ہے اور اگر اس حوالے سے کوئی ایسی آئینی ترمیم کی جائے جو پوری دنیا پر لاگو ہو تو وہ کچھ یوں ہوں گی کہ ''کانگریس کوئی ایسا قانون نہیں بنائے گی جس سے حکومت کی شہریوں کے ذاتی پیغامات سننے کی آزادی متاثر ہو۔'' اور تبدیل شدہ چوتھی ترمیم یوں ہو گی: ''افراد اپنے گھروں' ذاتی معاملات' کاغذات' تاثرات میں کسی قسم کی بلاجواز تلاشیوں اور گرفتاریوں سے محفوظ ہوں گے ماسوائے قومی سلامتی کے معاملات کے خواہ وہ حقیقی ہوں یا الزامات پر مبنی ہوں۔''

ممکنہ بدترین مناظر

اگر اخلاقی' قانونی' نجی یا دیگر پیمانوں کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں اپنے دن بدن بڑھتے ہوئے اخراجات کا جواز فراہم کرنے کو کہا جائے تو نجی زندگی کی دشمن پولیس کا نہایت ڈھٹائی سے یہ مؤقف ہوتا ہے کہ ''اگر دہشت گرد فون (ای میل فیکس) کے ذریعہ کسی خطرناک منصوبہ کے بارے میں ایک دوسرے کو پیغامات دیتے ہیں تب کیا ہوتا ہے؟ ہم خفیہ ٹیپنگ کی انہی کارروائیوں کے ذریعہ منصوبہ کو قبل از وقت بے نقاب کر کے روک سکتے ہیں۔''

انہوں نے ایسے ممکنہ بدترین مناظر از خود تخلیق کر لیے ہیں کہ جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے اور نہ ہی ہوں گے ہاں البتہ اگر دہشت گرد مریخ پر پیدا ہوئے ہوں اور حکام انتہا سے زیادہ خوش قسمت ہوں تو اس قسم کے بدترین مناظر کا تخلیق کیا جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ مثال کے طور پر جاسوسی کے ذریعہ حاصل ہونے والی بے شمار معلومات میں سے وہ منتخب کر لی جائے جو ان لوگوں کے بارے میں ہے جو اپنے شریک حیات کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ تصور کریں کہ کسی وقت یہ معلومات منظر عام پر آ جاتی ہیں تو نتیجہ کیا ہو گا گھر میں لڑائی جھگڑا' ڈپریشن' گالم گلوچ' طلاق' قتل' خودکشی...... سوچیں کہ بچوں کا کیا ہو گا؟ یہاں بلیک میلنگ یا لوگوں کو مخبری کے لیے مجبور کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے پیغامات کے حصول کا مقصد ایکیلون (ECHELON) کی لغت میں خفیہ الفاظ کا اضافہ کرنا اور کسی بھی پارٹی کو پیغامات دینے کے لیے کسی جوڑے کو کوڈ ورڈ کی حیثیت سے استعمال کرنا ہے۔

صدی کا عظیم ترین آلہ جاسوسی

50ء کی دہائی کے آغاز میں سوئس کمپنی کرائپٹو اے جی نے دنیا بھر میں خفیہ پیغام رسانی کی سب سے محفوظ' مؤثر اور مدلل ٹیکنالوجی فروخت کی۔ کمپنی نے سرد جنگ یا کسی بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ میں اپنی غیر جانبداری کو قائم رکھنے کے لیے اپنی ساکھ اور اپنے کلائنٹس کی سلامتی تک کو داؤ پر لگا دیا۔ اس ٹیکنالوجی کے خریدار 120 ممالک میں ایران' عراق' لیبیا اور یوگوسلاویہ بھی شامل تھے جو امریکی جاسوسی کا سب سے بڑا نشانہ تھے۔ یہ ممالک مطمئن تھے کہ ان کے پیغامات محفوظ ہیں۔ وہ نہایت اطمینان سے دارالحکومت سے دنیا بھر میں قائم اپنے سفارتخانوں' فوجی اڈوں' تجارتی دفاتر' اور جاسوسی کے مراکز کو ٹیلیکس' ریڈیو اور فیکس کے ذریعہ پیغامات بھیجتے رہے اور یہ تمام پیغامات کمپنی اور این ایس اے کے درمیان طے شدہ خفیہ معاہدہ کے تحت براہ راست امریکہ پہنچتے رہے کیونکہ کرائپٹو اے جی کی مشینوں میں فروخت کرنے سے قبل ہی خفیہ طور پر گڑبڑ کر دی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ جب وہ انہیں استعمال کرتے خفیہ پیغامات خود بخود عام فہم پیغامات میں تبدیل ہو جاتے اور اپنے اصل مفہوم کے ساتھ این ایس کے تجربہ نگاروں کے پاس پہنچ جاتے۔ وہ ان کا اتنی ہی روانی سے مطالعہ کرتے جیسے صبح کے اخبار کا کیا جاتا ہے۔ جرمنی کی خفیہ تنظیم بھی اس میں ملوث تھی اور ہوسکتا ہے کہ وہ ہی کرائپٹو اے جی کی اصل مالک ہو۔

1986ء میں مغربی برلن لابیلوڈسکو میں ہونے والی بم دھماکہ کے حوالے سے امریکہ کی جانب سے جاری ہونے والے عالمی بیانات نے لیبیا کو شک وشبہ میں مبتلا کر دیا کہ کرائپٹو اے جی کی مشینوں میں کوئی گڑبڑ ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسے چھوڑ کر ایک اور سوئس کمپنی گریٹیگ ڈیٹا سسٹم اے جی کی مشینوں کا استعمال کیا مگر جلد ہی اندازہ ہو گیا کہ یہ بھی مکمل طور پر این ایس اے کے اختیار میں ہے۔ پچھلے چند سالوں میں یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہونے والے مشکوک واقعات کے بعد 1992ء میں لیبیا کی طرح ایران نے بھی اسی نتیجہ پر پہنچتے ہوئے کرائپٹو اے جی کے ایک ملازم کو گرفتار کر لیا جو کاروباری دورہ پر ایران آیا ہوا تھا۔ گوکہ اسے بعد میں رہا کر دیا گیا مگر یہ واقعہ منظر عام پر آنے سے ساری حقیقت خود بخود واضح ہوگئی۔

مائیکروسافٹ ونڈوز

این ایس اے نے کچھ اسی قسم کا معاملہ کمپیوٹرز کے ساتھ بھی کیا۔ ستمبر 1999ء میں معروف یورپی تحقیقاتی رپورٹر ڈنکن کیمبیل نے انکشاف کیا کہ ''این ایس اے نے مائیکروسافٹ کی 95-OSR2 سے آج تک کی تمام ونڈوز سافٹ ویئرز میں تمام زبانوں میں خصوصی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفیہ اشارے (Keys) داخل کر رکھی ہیں۔'' ایک امریکی کمپیوٹر سائنسدان اینڈریو فرینڈ یز نے جس کا تعلق نارتھ کیرولینا سے ہے ونڈوز کی ہدایات کے کوڈ کے علیحدہ علیحدہ حصے کیے۔ تو آخر کار اسے دھوئیں والی بندوق حاصل ہوئی۔

مائیکرو سافٹ بنانے والے ان اشاروں کو ختم کرنے میں ناکام رہے جو کہ اس سوفٹ وئیر کے اجراء سے قبل جانچ پڑتال کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کوڈ کے اندر دو چابیوں کے نشان تھے جن میں سے ایک "KEY" جبکہ دوسری "NSAKEY" کہلاتی تھی۔ فرینڈ یز نے اپنی یہ تحقیق ایک کانفرنس کے دوران منکشف کی جب ونڈو بنانے والے بھی موجود تھے۔ ونڈو بنانے والوں نے اس سافٹ وئیر میں این ایس اے کی (NSA KEY) کی موجودگی سے انکار نہیں کیا مگر انہوں نے یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ یہ کیا کام کرتی ہے اور استعمال کرنے والے کے علم میں لائے بغیر اسے وہاں رکھنے کا کیا مقصد ہے؟ فرینڈ یز کے مطابق این ایس اے کا ''بیک ڈور'' دنیا میں سب سے زیادہ استعمال ہونے والا آپریٹنگ سسٹم ہے جو امریکی حکومت کے لیے آپ کے کمپیوٹرز تک باآسانی پہنچنے اور انہیں کھنگالنے میں ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔''

فروری 2000ء میں یہ بات منظر عام پر آئی کہ اسٹریٹیجک افیئرز ڈیلیگیشن (ڈی اے ایس) نے جو کہ فرانس کی وزارت دفاع کا خفیہ ہتھیار ہے 1999ء میں ایک رپورٹ تیار کی جس میں اس امر کی نشاندہی کی گئی تھی کہ مائیکروسافٹ وئیر میں این ایس اے نے خفیہ پروگرام داخل کر رکھے تھے۔'' ڈی اے ایس کی رپورٹ کے مطابق ''یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مائیکروسافٹ کے قیام میں این ایس اے نے صرف مالی طور پر ہی نہیں بلکہ ہر طرح سے بھرپور حمایت کی اور پھر آئی بی ایم نے اسی انتظامیہ کے ایم ایس۔ ڈاس (MS-DOS) آپریٹنگ سسٹم کو قبول کر لیا۔'' رپورٹ کے مطابق ''مائیکروسافٹ کے جاسوسی کے پروگراموں کے حوالے سے ابھرنے والی افواہوں اور بل گیٹس کی ٹیم میں این ایس اے کے افسران کی موجودگی کے سبب اس کے غیر محفوظ ہونے کا تاثر مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا ہے۔'' رپورٹ کے مطابق ''پینٹاگون دنیا بھر میں مائیکروسافٹ کا سب سے بڑا کلائنٹ تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 22

اغواء اور لوٹ مار

1962ء میں امریکہ نے ڈومینکن ری پبلک سے 125 افراد اغواء کیے اور انہیں امریکہ یا دیگر مختلف مقامات پر پہنچا دیا گیا۔

منشیات کے ایک مشتبہ سمگلر کو ہونڈراس سے اغواء کر کے 1988ء میں امریکہ لایا گیا۔ اگرچہ ہونڈراس کے قانون میں ہونڈراس کے شہریوں کو مقدمہ بازی کے لیے دوسرے ممالک کے حوالے کرنے پر پابندی ہے مگر یہ سب شاید ہونڈراس کی حکومت کی مرضی سے ہوا تھا جو امریکہ کے زیر اثر تھی۔

دسمبر 1989ء میں امریکی فوج نے پانامہ میں مینوئل نوریگا کو پکڑ کے فلوریڈا پہنچا دیا تھا۔

اسی سال ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن (ڈی ای اے) نے باؤنٹی کے شکاریوں کے ذریعہ ڈاکٹر ہمبرٹو الویراز میشین کو گواڈالاجارا میں واقع اس کے کلینک سے اغواء کر کے ہوائی جہاز کے ذریعہ ایل پاسو پہنچایا جہاں اسے ڈی ای اے کے حوالے کر دیا گیا۔

سائپرس کے ایک تاجر حسین علی خانی کو لیبیا کے خلاف عائد امریکی پابندیوں کی خلاف ورزی کی پاداش میں 1992ء میں دھوکہ سے جہاز میں سوار کرا دیا گیا اور بعد میں اغواء کر کے میامی پہنچا دیا گیا۔

دسمبر 1997ء میں جب سے امریکہ کولمبیا کی حکومت سے تحویل مجرمین پر پابندی کے قانون کا خاتمہ کرانے میں کامیاب ہوا ہے تب سے کولمبیا کے شہریوں کو منشیات کے الزامات کے تحت بحری جہازوں کے ذریعہ امریکہ بھیجنے کی شرح میں مستقل اضافہ ہو رہا ہے۔

1992ء میں امریکی سپریم کورٹ نے ایلویرا زمیشین کے کیس کا فیصلہ سناتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اعلان کیا کہ اگر چہ بین الاقوامی قانون کے بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی ''افسوسناک'' ہے مگر غیر ملکیوں کو ان کے اپنے ملک سے اس لیے اغواء کرنا کہ وہ خود پر عائد امریکی قوانین کی خلاف ورزی کے الزامات کے مقدمات کا امریکی عدالت میں سامنا کریں قانونی طور پر قابل قبول طریقہ ہے۔ چیف جسٹس ولیم ایچ رہینکوئسٹ کی خواہش تھی کہ اس کی اس رائے کو تاریخی فیصلہ کی حیثیت دے دی جائے کہ امریکہ اور میکسیکو کے مابین تحویل مجرمین کا معاہدہ نظر انداز کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ معاہدہ واضح طور پر یہ اعلان نہیں کرتا کہ ''اغواء کی اجازت نہیں ہے۔''

یورپ

دوسری جنگ عظیم کے آخری دنوں میں ہنگری کے فاشسٹ رہنما جان بچا کر مغرب کی جانب بھاگنے کے لیے ایک ایسی ٹرین میں سوار ہوئے جو ہنگری کے یہودیوں سے لوٹے سامان سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں کھالیں' نادر و نایاب ڈاک کے ٹکٹ' فنون لطیفہ سے متعلق بے شمار نوادرات' بیش قیمت غالیچے' اور شادی کی انگوٹھیوں سے بھرا ہوا کم از کم ایک تھال تھا۔ یہ تمام سامان ہولو کاسٹ کے متاثرین سے لوٹا گیا تھا۔ ٹرین جیسے ہی آسٹریا کی حدود میں داخل ہوئی امریکی فوجی دستوں نے اسے روک لیا اور پھر امریکی فوجی افسروں اور نچلے درجے کے فوجیوں نے جی بھر کر اس لوٹ کے مال کو اپنا حق سمجھ کر وصول کیا۔ جنگ کے بعد ہنگری کے یہودیوں کی جانب سے بار بار دائر کیے جانے والے مقدمات کے باوجود ان بیش قیمت اشیاء میں سے بہت کم ایسی تھیں جو اپنے اصل مالکان کو واپس ملیں۔

1949ء میں امریکہ نے ہنگری کے مال غنیمت میں سے مصوری کے 1,181 نمونے آسٹریا کو بھجوا دیئے جو کہ ان بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی تھی جن کی رو سے دوسری جنگ عظیم کے دوران ''ثقافتی ورثہ'' پر مشتمل لوٹا ہوا تمام مال اس کے ''اصل ملک'' کو واپس پہنچا دیا جائے گا۔ ٹرومین انتظامیہ کے خیال میں اس خزانہ کو مشرقی یورپ کی اشترا کی حکومتوں کے حوالے کرنے سے بہتر آسٹریا کو دے دینا تھا۔ آسٹریا جو ایڈولف ہٹلر کا دیرینہ رفیق جرم تھا۔

گوئٹے مالا

1954ء میں سی آئی اے کے لائے ہوئے انقلاب کے بعد امریکہ نے اس امید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بہت بڑی تعداد میں اہم دستاویزات گوئٹے مالا کی حکومت سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لیں کہ شاید ان کے ذریعہ جیکب آربنیز کی حکومت کے پیچھے کارفرما بین الاقوامی اشتراکی سازش کا پردہ چاک ہو جائے۔

آخر کو آربنیز حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے امریکہ کی یہی تو سرکاری دلیل رہی ہے۔ مگر ان دستاویزات کے ذریعہ جو کچھ سامنے آیا اسے منظر عام پر نہیں لایا گیا۔

گرینا ڈا

اکتوبر 1983ء میں جزیرہ پر مکمل طور پر غیر قانونی اور تباہ کن جارحیت کے دوران امریکہ کو سرکاری فائلیں کھنگالنے کا وقت مل گیا اور بہت بڑی تعداد میں اہم دستاویزات اس نے اپنے قبضہ میں کر لیں۔ ان دستاویزات کو امریکہ لانے کے بعد سرکاری اہلکاروں نے ان میں سے منتخب دستاویزات اشاعت کے لیے پریس کے حوالے کر دیں۔ یہ وہ دستاویزات تھیں جن میں گرینا ڈا کی حکومت کے مختلف ممالک کے ساتھ فوجی تعاون کے معاہدے تھے۔ ان دستاویزات کو منظر عام پر لانے کا مقصد امریکی حکومت کی پوزیشن صاف کرنا اور یہ ثابت کرنا تھا کہ روس اور کیوبا جزیرہ پر قبضہ کا منصوبہ بنا رہے تھے تاکہ پورے خطے کو عدم استحکام سے دوچار کیا جائے۔ تاہم ان دستاویزات کے ذریعہ ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ بعدازاں سی آئی اے کے ڈائریکٹر ولیم کیسی کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ حقیقت میں ان دستاویزات سے ''کچھ نہیں ملا۔''

پانامہ

دسمبر 1989ء میں اپنی جارحیت کے دوران امریکہ نے ہزاروں سرکاری دستاویزات نہ صرف قبضہ میں لے لیں بلکہ انہیں واپس کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ قابض امریکی فوج حکام بالا کی جانب سے بغیر کسی خوف وخطر کے پورے ملک میں آزادانہ گشت کرتی تھی اور اس دوران میڈیا' سیاسی جماعتوں (خاص طور پر بائیں بازو سے تعلق رکھنے والی جماعتوں) مزدور تنظیموں وغیرہ کے دفاتر میں گھس کر اہم دستاویزات اور سرکاری فائلیں کھنگالتے اور اپنے قبضہ میں لے لیتے۔ امریکہ نے 52,000 سے زائد ہتھیار جن میں ہر قسم کا فوجی سازوسامان اور راکٹ لانچرز تھے اپنے قبضہ میں لے لیے۔ بعدازاں پانامہ کی جانب سے اس سامان کی قیمت طلب کی گئی مگر نہ تو کوئی چیز واپس کی گئی نہ قیمت ادا کی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرمنی

1990ء میں مشرقی جرمنی کی حکومت کے خاتمے کے کچھ عرصہ بعد سی آئی اے نے ملک کی خفیہ ایجنسی سٹاسی کی خفیہ دستاویزات اڑا لیں۔ اگلے نو سالوں تک جرمن حکومت کی بار بار کی درخواستوں کے باوجود امریکہ نے سوائے چند ایک پرزوں کے یہ مواد واپس کرنے سے انکار کر دیا۔

صدر کلنٹن نے تو جرمن چانسلر کے ساتھ اس موضوع پر مذاکرات کرنے سے بھی کئی بار انکار کیا۔ بالآخر اکتوبر 1999ء میں سی آئی اے نے اعلان کیا کہ ان فائلوں کا ایک بڑا حصہ واپس کر دے گی مگر بڑی تعداد میں منتخب فائلیں بدستور ایجنسی کے پاس رہیں گی۔ سٹاسی کی فائلوں میں بے شمار افراد کے بارے میں مکمل معلومات ہیں اور سی آئی اے نہیں چاہتی کہ ان کی شناخت ہو کیونکہ ان میں بہت سے اس کے اپنے ایجنٹ ہیں جو مغربی جرمنی میں جاسوسی کرتے رہے تھے اور سٹاسی اس بات سے آگاہ تھی۔ دیگر بہت سی فائلیں ہو سکتا ہے کہ سی آئی اے کے لیے اس لیے اہمیت کی حامل ہوں گی کہ ان میں ان اہم شخصیات کے بارے میں معلومات ہیں جنہیں سی آئی اے بلیک میل کر سکتی ہے۔ خواہ کسی بھی مقصد کے لیے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ فائلیں سی آئی اے کے لیے بے حد قیمتی ہیں اور وہ انہیں استعمال کر سکتی ہے۔

عراق

1991ء میں خلیج فارس کی جنگ کے دوران کردوں نے عراقی حکومت کی 18 ٹن کی دستاویزات قبضہ میں لے لیں جن پر بعد ازاں امریکہ نے قبضہ کر لیا۔ یہ کاغذات اب باؤلڈر میں کولوراڈو یونیورسٹی میں موجود ہیں جنہیں عوام دیکھ سکتے ہیں۔ عراق نے ان دستاویزات کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا شاید یہ جانتے ہوئے کہ اس قسم کی درخواستوں کے جواب میں سوائے ذلت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

ہیٹی

1994ء میں جین برٹرینڈ اریسٹائیڈ کے اقتدار میں واپس آنے تک امریکی فوج نے ہیٹی کی فوج اور پیراملٹری تنظیموں سے متعلق اندازاً 160,000 دستاویزات' آڈیو اور ویڈیو ٹیپ (جن میں تشدد آمیز واقعات فلمبند تھے) اور مسخ شدہ لاشوں اور معذور کئے جانے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متاثرین کی تصاویر اپنے قبضہ میں لے لی تھیں۔ امریکہ نے اس وقت تک اس لوٹ کے مال کو واپس کرنے سے انکار کر دیا جب تک کہ اس میں سے چھانٹی نہ کر لی جائے کہ کونسا رکھنا ہے اور کونسا واپس کرنا ہے' اپنی مرضی کے مطابق اس کو سنسر نہ کر لیا جائے اور جب تک ہیٹی کی حکومت امریکی پابندیوں کے مطابق اس کے استعمال پر رضامند نہ ہو جائے۔

ہیٹی کی آمرانہ حکومت' مسلح افواج' ڈیتھ سکواڈز' تشدد پسند عناصر' منشیات کے تاجروں اور بے شمار دیگر جرائم پیشہ اور بدعنوان عناصر کے ساتھ مل کر سی آئی اے اتنے برسوں تک جو کچھ کرتی رہی امریکہ کے لیے اس مواد کو روکنے کی سب سے بڑی وجہ ہی یہ تھی۔ تاہم ہیٹی کے صدر رینے پریویل نے بیان دیا کہ ''ہم کسی قسم کی کاٹ چھانٹ کے بغیر مکمل دستاویزات واپس لینا چاہتے ہیں۔''

1995ء سے ہیٹی کی حکومت کھلے خطوط' ذاتی خط و کتابت' پریس کانفرنسوں اور بین الاقوامی ذرائع کے توسط سے ان دستاویزات کی واپسی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں اس کی حمایت کرنے والوں میں اقوام متحدہ اور اے ایس ہیٹی کے لیے انسانی حقوق کا مشن' امریکی کانگریس کے موجودہ اور سابق اراکین کی کثیر تعداد' امریکہ اور بیرون ملک مذہبی اور قومی گروپ تین نوبل انعام یافتگان' ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن نے دستاویزات کی واپسی کا مطالبہ کیا تاکہ حقیقت حال واضح ہو سکے کہ ''کس معاملہ کا کون کس حد تک ذمہ دار ہے'' اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں صحیح اندازہ لگایا جا سکے۔ یہاں تک کہ برطانوی دفتر خارجہ نے بھی امریکی محکمہ خارجہ کے سامنے یہ مسئلہ اٹھایا۔ دستاویزات کی واپسی کے وکلاء کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ شہادت کی غیر موجودگی ان لوگوں کے حق میں ہے جو 1991ء کے انقلاب میں جس میں آریٹرائیڈ کی منتخب جمہوری حکومت کا تختہ الٹا گیا تھا شریک تھے اور آج ہیٹی عدم تحفظ اور ناانصافی کی جس صورتحال سے دوچار ہے وہ اس کے ذمہ دار ہیں۔

ہیٹی' اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن میں اس کے حامی اور جنرل اسمبلی کئی سالوں سے اس قرارداد کو کہ امریکہ ہیٹی کی دستاویزات واپس کر دے منظور کرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں مگر امریکہ ان کی تمام تر کوششوں کو بڑے آرام سے ناکامی سے دوچار کر دیتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 23

سی آئی اے نے نیلسن منڈیلا کو 28 برس کے لیے جیل کیسے بھیجا؟

جب فروری 1990ء میں نیلسن منڈیلا جیل سے رہا ہوا تو صدر جارج بش نے اس سیاہ فام افریقی رہنما کو بذات خود فون کر کے بتایا کہ تمام امریکی اس کی ''رہائی پر خوشیاں منا رہے ہیں۔''

یہ وہی نیلسن منڈیلا تھا جو 28 برس تک اس لیے قید میں رہا کہ سی آئی اے نے جنوبی افریقہ کے حکام کو یہ اطلاع فراہم کی تھی کہ وہ کہاں روپوش ہے۔

اور یہ وہی جارج بش تھا جو سی آئی اے کا سربراہ رہا تھا' جو آٹھ برس تک امریکہ کا نائب صدر رہا' جس کی سی آئی اے اور نیشنل سیکیورٹی ایجنسی کے جنوبی افریقہ کی خفیہ ایجنسی کے ساتھ نہایت قریبی روابط تھے اور وہ اسے منڈیلا کی افریقن نیشنل کانگریس کے بارے میں تمام اطلاعات فراہم کرتی تھیں۔ افریقن نیشنل کانگریس ایک ترقی پسند قومی تحریک تھی جس کے افریقہ کے دیگر ممالک پر بھی اثرات محسوس کیے جاتے تھے۔ جس کی وجہ سے امریکہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ بین الاقوامی اشتراکی سازش کا ایک اہم حصہ ہے۔ مزید برآں جنوبی افریقہ امریکہ لیے یورینیم کے اہم ذریعہ کی حیثیت سے کام کر رہا تھا اور امریکہ اقوام متحدہ میں جنوبی افریقہ کا سب سے بڑا حمایتی تھا۔ گویا دونوں کے ایک دوسرے کے ساتھ مفادات وابستہ تھے۔

15 اگست 1962ء کو 17 ماہ سے روپوش نیلسن منڈیلا کو مسلح پولیس نے اس وقت حراست میں لیا جب وہ شوفر کے بہروپ میں ایک گاڑی چلا رہا تھا جس کی عقبی نشست پر سفید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاہ مسافر کی حیثیت سے بیٹھا تھا۔ پولیس نے ہاوک کے بیرونی راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کی ہوئی تھیں جب وہ وہاں پہنچا تو اسے گرفتار کر لیا گیا۔ آج تک اس بات کی کھل کر وضاحت نہیں کی گئی کہ پولیس وہاں تک کیسے پہنچی۔ تاہم جولائی 1986ء میں جنوبی افریقہ کے تین اخبارات کے ذریعہ جو خبریں منظر عام پر آئیں (جنہیں بعد میں لندن کے اخبارات اور سی بی ایس ٹی وی نے ہو بہو شائع کیا) ان سے اس سوال کا جواب بہت حد تک سامنے آ گیا۔ ان خبروں میں بتایا گیا تھا کہ کیسے ڈونلڈ سی رکارڈ نامی سی آئی نے ایک افسر نے جو ڈربن میں سفارتخانے کے افسر کی حیثیت سے کام کرتا تھا سپیشل برانچ کو اطلاع دی کہ منڈیلا شوفر کے بھیس میں ایک گاڑی میں سفر کر رہا ہے جس کا رخ ڈربن کی جانب ہے۔ رکارڈ کو یہ اطلاع افریقن نیشنل کانگریس میں اپنے ایک مخبر کے ذریعہ ملی تھی۔

اس کے ایک سال بعد جنوبی افریقہ میں سی آئی اے کے ایک زرخرید بدنام کرنل ''جنونی مائیک'' ہور کے گھر اپنی الوداعی تقریب کے موقع پر شراب کے نشہ میں دھت رکارڈ کی زبان پھسل گئی اور اس نے خود اپنی زبان سے اعتراف کیا کہ اس بدقسمت رات اس کی منڈیلا کے ساتھ ملاقات طے تھی مگر اس سے قبل اس کی بجائے پولیس وہاں پہنچ گئی۔ وہاں موجود سب نے اس کا یہ اقبالی بیان سنا اور جب سی بی ایس ٹی وی کے نمائندہ نے اس سے رابطہ کیا تو رکارڈ نے اس موضوع پر گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

سی بی ایس ٹی وی کے خبر نگار ایلین پیزے نے 1986ء میں یہ خبر منظر عام پر آنے کے بعد صحافی جمیز ٹاملز کا ٹیلی وژن پر انٹرویو کیا۔ ٹاملز نے جو 1962ء میں جنوبی افریقہ میں تھا انکشاف کیا کہ رکارڈ نے خود نے اسے بتایا تھا کہ منڈیلا کی گرفتاری میں اس نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

10 جون 1990ء کو ''اٹلانٹا جرنل اینڈ کونسٹیٹیوشن'' میں خبر شائع ہوئی کہ امریکی انٹیلیجنس کے ایک ریٹائرڈ افسر نے جس کی شناخت نہیں ہو سکی انکشاف کیا کہ منڈیلا کی گرفتاری کے چند گھنٹوں بعد سی آئی اے کے ایک سینئر افسر پاؤل ایکل نے اسے بتایا کہ ''ہم نے منڈیلا کو جنوبی افریقہ کے سلامتی کے محکمہ کے حوالے کیا ہے۔ ہم نے انہیں مکمل تفصیل فراہم کی تھی کہ اس نے کیا پہن رکھا ہوگا' کس دن' کس وقت وہ کس جگہ پایا جائے گا اور پھر وہ اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ہمارے بہترین اور کامیاب ترین چھاپوں میں سے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔

منڈیلا کی رہائی کے بعد جب بش اور منڈیلا کے مابین ملاقات ہونے والی تھی تو ہر جانب سے یہ سوال کیا جا رہا تھا کیا بش اس بات پر جنوبی افریقہ کے رہنما سے معافی مانگیں کہ اس کی گرفتاری میں امریکہ نے اہم کردار ادا کیا تھا؟ اس صورتحال میں امریکہ کی جانب سے اس گرفتاری میں اپنے کردار سے انکار کسی نئے تنازعہ کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا تھا اس لیے وہائٹ ہاؤس کی ترجمان مارلین فیٹز واٹر نے اس سوال کے جواب میں یہ بیان جاری کیا کہ ''یہ واقعہ کینڈی انتظامیہ کے دوران ہوا تھا...... کینڈی کی کارروائیوں کا ہمیں ذمہ دار نہ ٹھہرائیں۔''

سی آئی اے کے بیان کے مطابق ''اس قسم کے الزامات پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔'' یہ بیان ایجنسی اس وقت جاری کرتی ہے جب وہ محسوس کرتی ہے کہ اس صورتحال میں کوئی بھی بیان جاری کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بے شمار دیگر مواقع پر سی آئی اے نے ہر قسم کے الزامات کے حوالے سے اپنے بیانات جاری کیے ہیں کیونکہ اسے پتہ تھا کہ یہ بیانات اس کے مقاصد کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

جب منڈیلا کی صحت اور جوانی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈھل رہی تھی تو ڈونالڈ ریکارڈ پگوسا سپرنگ' کولوراڈو میں بہت سکون اور آزادی کے ساتھ اپنی ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی سے لطف اندوز ہو رہا تھا وہ آج بھی وہیں رہائش پذیر ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 24

سی آئی اے اور منشیات

صرف اتنا کہو ''کیوں نہیں؟''

''ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن اور متعلقہ ایجنسیوں میں میرے تیس سالوں کے دوران وہ اہم نام جو میری تحقیقات کا نشانہ بنے تقریباً سب ہی مستقل طور پر سی آئی اے کے لیے کام کر رہے تھے۔''

(ڈینس ڈیل، سابق چیف ڈی ای اے یونٹ)

فرانس 1947-51ء

مارسیلز، سسلی اور کورسیکا میں جرائم پیشہ گروہوں کے مافیا اور کورسیکن کمیونسٹ پارٹی کی مزدور یونینوں پر قابو پانے اور ہڑتالیں کرانے کے لیے سی آئی اے کی جانب سے ہتھیار اور سرمایہ فراہم کیا جاتا تھا اس کے ساتھ ساتھ نفسیاتی جنگ بھی جاری تھی۔ وہ سی آئی اے کے لیے کام کر رہے تھے اور سی آئی اے نے جواب میں ان بدمعاشوں کے راستے میں حائل تمام مشکلات کا خاتمہ کر دیا۔ نہ تو انہیں جرائم سے روکا جاتا تھا نہ کسی جرم میں گرفتار کیا جاتا اس کے علاوہ جنگ کے دوران ختم کر دیے جانے والے اس ہیروئن ریکٹ کو ازسرنو زندہ کر دیا گیا جو کہ دو دہائیوں تک ہیروئن کے کاروبار کا بے تاج بادشاہ رہا تھا اور امریکہ میں ہیروئن کو متعارف کرانے کا ذمہ دار تھا۔

جنوب مشرقی ایشیاء، 50ء سے 70ء کی دہائی کے آغاز تک

چین کی قوم پرست فوج جسے 1949ء میں اشتراکیوں سے شکست کھانے کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردستی جلاوطن کر دیا گیا تھا اس فوج کا حصہ بن گئی جسے کیمونسٹ چین کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے سی آئی اے نے برما میں منظم کیا تھا۔ ایجنسی نے اس حقیقت سے بھی نظریں چرالیں کہ ان کے نئے ساتھی سنہری تکون (برما' تھائی لینڈ اور لاؤس کے حصے) میں جو دنیا بھر میں افیم اور ہیروئن کی پیداوار کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ہیروئن کے ٹھیکیدار بن رہے تھے۔ ایئر امریکہ سی آئی اے کی قابل اعتماد ایئر لائن پورے جنوبی مشرقی ایشیاء میں منشیات کی ترسیل کا فرض ادا کرتی تھی۔ وہ منشیات لے کر ان مقامات پر پہنچاتی جہاں افیم سے ہیروئن بنائی جاتی تھی اور پھر اسے بحری جہازوں پر لدوانے کے لیے مخصوص مقامات پر لے جایا جاتا جہاں سے یہ مغربی خریداروں کو پہنچائی جاتیں۔

جن دنوں امریکی فوج ویتنام اور لاؤس میں کارروائیوں میں مصروف تھی سی آئی اے ان قبائلیوں اور ماہرین جنگ کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھی جو کہ افیم کی کاشت میں ملوث تھے۔ ان عناصر سے جنگی چالبازیوں اور خفیہ معلومات کے حصول کے بدلے میں ایجنسی نے منشیات کے کاروبار میں انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا۔ ایئر امریکہ کے پائلٹ ایک بار پھر پورے علاقہ میں افیم اور ہیروئن کی ترسیل میں مصروف ہو گئے۔ اس سے ایک تو سی آئی اے کے فوجی اور سیاسی حلیفوں کی ذاتی اور دیگر ضروریات بھی پوری ہو جاتی تھیں اور خود سی آئی اے کی جیبیں بھی بھر جاتی تھیں۔ اس طرح ایجنسی کی خفیہ کارروائیوں کے لیے بجٹ کے علاوہ اضافی سرمایہ مل جاتا تھا۔ بالآخر اس کام نے ویتنام میں بے شمار GIS کو ہیروئن کا عادی بنا دیا۔

یہ کارروائی کسی دور اندیشی کا کمال نہیں تھی۔ ہیروئن کو شمالی لاؤس میں سی آئی اے ہیڈکوارٹرز میں واقع ایک لیبارٹری میں خالص بنایا جاتا تھا۔ امریکی فوجی جارحیت کے 20 سال بعد جنوب مشرقی ایشیا دنیا کی 70 فیصد غیر قانونی افیم کی پیداوار کا ذریعہ اور امریکی منڈی میں ہیروئن کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے والا سب سے بڑا سپلائر بن گیا۔

آسٹریلیا 1973-80ء

سڈنی کے نوگان ہینڈ بینک کے سی آئی اے کے ساتھ دیرینہ نہیں تو قریبی تعلقات ضرور تھے۔ بینک کے افسران میں امریکی جرنیل' ایڈمرل' اور سی آئی اے کے ''سابقہ'' کارکن بھی تھے۔ ان میں ولیم کولبے بھی جو کچھ عرصہ قبل ایجنسی کا ڈائریکٹر رہا تھا اس بینک کے وکلاء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شامل تھا۔ بینک کا ایک حصہ دار بانی مائیکل ہینڈ گرین بیرٹ رہا تھا اور لاؤس میں سی آئی اے کا کنٹریکٹ ایجنٹ تھا جو ایئر امریکہ کے ساتھ کام کرتا رہا تھا۔ بہت سے کھاتے دار جن کے سرمایہ سے بینک نے کام کا آغاز کیا ائیر امریکہ کے ملازم تھے۔

بینک بہت تیزی سے ترقی کرتے ہوئے اس حد تک پھیل گیا کہ سعودی عرب' یورپ' جنوب مشرقی ایشیاء' جنوبی امریکہ اور امریکہ میں اس کی شاخیں قائم ہو گئیں۔ بہت جلد اس کا شمار ان بینکوں میں ہونے لگا جو منشیات کے بین الاقوامی سوداگروں (جن سے لوگان ہینڈ از خود درخواست کرتا تھا)' سیاہ دھن کو سفید بنانے والوں' اسلحہ کے بیوپاریوں اور سی آئی اے (جو بینک کو خفیہ کارروائیوں سے حاصل ہونے والی رقم محفوظ کرنے کے لیے استعمال کرتا تھا) کے منظور نظر تھے۔ 1980ء میں یکے بعد دیگرے کئی پراسرار اموات کے باعث بینک ڈوب گیا اور 50 ملین ڈالر کا قرضدار بن گیا۔

پانامہ' 70ء اور 80ء کی دہائی

پانامہ کا سربراہ جنرل مینول نوریگا کئی دہائیوں تک سی آئی اے کا تنخواہ دار ساتھی اور خفیہ کارروائیوں میں اس کا نہایت قریبی معاون رہا تھا۔ حالانکہ 1971ء کے آغاز میں ہی امریکہ کے منشیات سے متعلقہ حکام کے علم میں یہ بات آ چکی تھی کہ نوریگا منشیات کے کاروبار اور سیاہ دھن کو سفید بنانے کی کارروائیوں میں بری طرح سے ملوث ہے۔ نوریگا نے نکارا گوا کونٹر اس میں منشیات کے خلاف جنگ کی کارروائی کے سلسلہ میں مدد کرتے ہوئے متعلقہ افسران کو وہاں پہنچانے کے لیے پائلٹ مہیا کیے' اسکے ساتھ ساتھ مکمل تحفظ' منشیات کے افسروں کے لیے محفوظ فضا اور ان سب کے لیے بینک سے متعلقہ ضروری سہولیات فراہم کیں۔ امریکی افسران نے جن میں سی آئی اے کا ڈائریکٹر ولیم ویبسٹر اور ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن کے کئی افسران شامل تھے نوریگا کو منشیات کی روک تھام کی اس کوششوں کو سراہتے ہوئے تعریفی خطوط لکھے۔ (حالانکہ یہ سب کچھ نوریگا نے منشیات کے خلاف نہیں بلکہ اپنے مقابل آنے والے منشیات کے سوداگروں کے خلاف کیا تھا۔)

1981ء میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر بننے والے ولیم کیسی نے اعلان کیا کہ ''میں نوریگا کے منشیات کے تاجروں کے ساتھ تعلقات پر اس لیے ملامت نہیں کرتا کہ پانامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے وسطی امریکہ خصوصاً نکارا گوا میں ہماری پالیسیوں کی مکمل طور پر حمایت اور بھرپور مدد فراہم کر رہے ہیں۔"

پھر حالات نوریگا کو اس نہج پر لے گئے کہ امریکہ نے اس کی سیاسی حمایت ترک کر دی اور بش انتظامیہ نے کافی پس و پیش کے بعد اس کے خلاف اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔ 1989ء میں امریکہ نے پانامہ پر حملہ کر دیا اور جنرل کو اغواء کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پھر دروغ گوئی کا سہارا لیتے ہوئے اس جارحیت کو منشیات کے خلاف جنگ قرار دے دیا حالانکہ اس حملے کے پس پردہ خارجہ پالیسی سے متعلقہ بے شمار معاملات تھے۔ منشیات کا کاروبار امریکہ کی لائی ہوئی نئی حکومت کے تحت بھی اسی طرح جاری و ساری رہا۔ اگر نوریگا منشیات کی دولت کے لالچ میں مبتلا ہونے کی بجائے اشتراکیت کی حمایت کرتا تو امریکی بحری بیڑے بہت پہلے پانامہ میں داخل ہو چکے ہوتے۔

بظاہر امریکی افسر منشیات کے کاروبار کے حوالے سے اپنی پریشانی کا اظہار نہیں کرتے مگر حقیقت کچھ مختلف ہے جس کا ثبوت امریکہ میں تعینات پانامہ کے سفیر رکارڈو بلونک کا کیس ہے۔ اس نے 80ء کی دہائی میں 40 ہزار پاؤنڈ کوکین کولمبیا سے امریکہ سمگل کی مگر چونکہ اس نے نوریگا کے خلاف ریاست کا گواہ بن کر عظیم خدمت انجام دی اس لیے نوریگا کی چالیس سالہ قید کے مقابلہ میں صرف تین سال کی قید ہوئی۔ اپنے مقدمہ کی کارروائی کے دوران اسے سابق صدر جمی کارٹر' سابق انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ ولیم ڈی روجرز اور ایک سابق سفیر برائے پانامہ کی جانب سے ہمدردی کے خطوط موصول ہوئے۔ امریکی جیلوں میں ہزاروں مرد اور عورتیں منشیات کے جرائم میں سزا کاٹ رہے ہیں مگر ان سب نے مل کر بھی منشیات کی اتنی سمگلنگ نہیں کی جتنی کہ اکیلا بلونک کر چکا ہے۔

وسطی امریکہ' 80ء کی دہائی

امریکہ کا فلسفہ بڑا اُصولی ہے۔ انہیں منشیات کی سمگلنگ کرنے دو' قتل' زنا' اغواء' تشدد کرنے دو' سکول اور ہسپتال جلانے دو جب تک وہ ہماری جنگ لڑ رہے ہیں وہ ہمارے آدمی ہیں ہمارے نہایت ہی پیارے اور دیرینہ ساتھی۔

نکارا گوا میں بائیں بازو کی سینڈینسٹا حکومت کا تختہ الٹنے کے مقصد کو مدنظر رکھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ریگن انتظامیہ کے افسران نے منشیات کے کاروبار میں اس وقت بھرپور معاونت کی جب تک منشیات کے سوداگر کونٹراس میں امریکہ کی حمایت کرتے رہے۔ 1989ء میں دہشت گردی' نارکوٹکس اور بین الاقوامی کارروائیوں کے حوالے سے سینٹ کی ذیلی کمیٹی (دی کیری کمیٹی) تین سالہ تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ

> ''کونٹراس کونٹرا پائلٹوں' کونٹرا سپلائرز' کونٹراس کے لیے کام کرنے والے زرخریدوں اور پورے علاقہ میں کونٹرا کے حامیوں کے خلاف جنگی علاقوں میں منشیات کی سمگلنگ کے بے شمار ثبوت تھے...... وسطی امریکہ میں موجود امریکی اہلکار نکاراگوا کے خلاف جاری جنگی کارروائیوں کے بگڑ جانے کے خدشہ کی وجہ سے منشیات کے مسئلہ کو حل کرنے میں ناکام رہے......... ہر معاملہ میں امریکی حکومت کی ہر دوسری ایجنسی کے پاس سمگلنگ کے بارے میں مکمل معلومات تھیں...... امریکہ کے سینئر پالیسی ساز اس خیال سے متفق نہیں تھے کہ منشیات سے حاصل ہونے والی رقم کونٹراس کے مالی مسائل کا حتمی حل ہے۔''

کوسٹاریکا میں جو کہ کونٹراس کی ''جنوبی سرحد'' کی حیثیت سے کام کرتا تھا (جبکہ ہونڈراس شمالی سرحد کی حیثیت سے) کئی سی آئی اے۔کونٹرانیٹ ورک منشیات کے کاروبار میں ملوث تھے۔ ان میں سی آئی اے کا نہایت قریبی ساتھی جان ہل بھی تھا۔ اس امریکی کے نکاراگوا کے ساتھ کوسٹاریکا کی سرحد پر واقع فارمز کونٹراس کی کارروائیوں کے لیے اہم ترین مرکزی مقام کی حیثیت رکھتے تھے۔ ہل اور سی آئی اے سے تعلق رکھنے والے کونٹرا کے دیگر حامی اور پائلٹ میامی کے رہائشی کومبین جارج موریلز کے ساتھ مل گئے جو منشیات کا بہت بڑا تاجر تھا اور جس نے بعد میں یہ تسلیم کیا کہ اس نے 4 ملین ڈالر سے زائد رقم کونٹراس کو فراہم کی تھی۔ موریلز کے ہوائی جہاز فلوریڈا سے ہتھیار لاد کر وسطی امریکہ جاتے جہاں سے کوکین لے کر واپس آتے۔

1989ء میں کوسٹاریکا حکومت کی جانب سے ہل کو منشیات کے کاروبار میں ملوث قرار دیئے جانے کے بعد ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن نے زبردستی اور غیر قانونی طور پر اسے کرائے کے ہوائی جہاز میں سوار کرایا اور میامی پہنچا دیا۔ بعد میں امریکہ نے کوسٹاریکا کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے ہل کو واپس لے جا کر اس پر مقدمہ چلانے کی تمام کوششیں ناکام بنا دیں۔ اسی طرح کوسٹاریکا کے منشیات کے ایک گروہ کو جو کہ کاسترو مخالف سرگرمیوں میں ملوث تھا سی آئی اے نے کونٹراس کی فوج کی تربیت کے لیے کرایہ پر حاصل کر رکھا تھا۔ کیوبا کے بہت سے باشندے عرصے سے سی آئی اے کے ساتھ منشیات کے کاروبار میں ملوث تھے۔ وہ کونٹرا کے ہوائی جہاز اور کوسٹاریکا کی ایک شرمپ کمپنی جو کہ سی آئی اے کے کالے دھن کو سفید کرتی تھی کے ذریعہ منشیات امریکہ پہنچاتے تھے۔

ہونڈراس کی جانب سے امریکہ کو اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ وہ اس کے ملک کو ایک بہت بڑے فوجی اڈے میں تبدیل کر سکتا ہے تو بدلے میں سی آئی اے اور ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن نے ہونڈراس کے ان فوجی افسروں' سرکاری اہلکاروں اور دیگر اہم شخصیات کو کھلی چھٹی دے دی جو منشیات کے کاروبار میں ملوث تھے۔ سی آئی اے نے خود ہونڈراس کے ایک بہت بڑے منشیات کے تاجر ایلین ہائیڈ کو تمام مجرمانہ سرگرمیوں کا ''گاڈ فادر'' قرار دے رکھا تھا۔ امریکہ کی سرکاری رپورٹوں کے مطابق کونٹرا کو سپلائی کرنے کے لیے اس کی کشتیاں استعمال ہوتی تھیں بدلے میں ایجنسی نے ہائیڈ کے منشیات کے کاروبار کے خلاف ہونے والی ہر قسم کی کارروائی کو ناکام بنا دیا۔ سی آئی اے کی ایک رپورٹ کے مطابق ہائیڈ کے سی آئی اے سے تعلقات کو نہایت سمجھداری سے دستاویزی شکل دی گئی ہے کہ کسی بھی قانونی کارروائی کی صورت میں انہیں ثابت کرنا مشکل ہوگا۔

منشیات کے حوالے سے سی آئی اے کے اور بھی بہت سے مددگار اور ساتھی تھے۔ جیسے کہ گوئٹے مالا کی فوج کی خفیہ سروس کے سی آئی اے کے ساتھ نہایت دیرینہ تعلقات تھے۔ اس نے منشیات کے بہت سے تاجروں کو پناہ دے رکھی تھی۔ اور ایل سیلواڈور میں قائم الوپانگو فضائی اڈہ جس کے بغیر ملک کے گوریلوں کے خلاف امریکہ کے لیے فوجی مداخلت کرنا بے حد مشکل تھا۔ امریکی فوجی مداخلت کے لیے یہ اہم ترین عنصر کی حیثیت رکھتا تھا۔ ڈی ای اے کے ایک سابق اہلکار کیلیر نو کیسٹیلو نے جو کہ ایل سیلواڈور میں تعینات تھا اس بارے میں لکھا ہے کہ کس طرح کوکین سے بھرے ہوئے کونٹرا کے ہوائی جہاز شمالی کی جانب روانہ ہوتے تھے اور بغیر کسی خوف وخطر کے امریکہ کے مختلف مقامات پر جن میں ٹیکساس کا فضائی اڈہ بھی شامل تھا رکتے اور پھر جنگ کے لیے کیش کی صورت میں سرمایہ لے کر واپس روانہ ہو جاتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''یہ سب کچھ امریکی حکومت کی حفاظتی چھتری تلے ہو رہا تھا۔''

الوپانگو میں تمام تر کارروائیاں فیلیکس روڈریگیوز (ایکامیکس گومیز) کی سربراہی میں ہوئیں جو نائب صدر جارج بش (ریگن انتظامیہ میں منشیات کا بادشاہ) کو اور ریگن کی قومی سلامتی کونسل کے رکن اولیور نارتھ کو رپورٹ پیش کرتا۔ اولیور نارتھ کونٹرا کی کارروائیوں کی بھی نگرانی کر رہا تھا 9 اگست 1985ء کو نارتھ نے اپنی ڈائری میں درج کیا کہ ''ہونڈراس کا ڈی سی۔6 جو نیو آرینز سے باہر جانے کے لیے استعمال ہوتا ہے شاید امریکہ میں منشیات پہنچانے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔''

الوپانگو ائیر پورٹ کے ہینگرز میں سے ایک سی آئی اے کی ملکیت تھا جبکہ ایک اور قومی سلامتی کونسل کے پاس تھا۔ جب کاسٹیلو نے ڈی ای اے ہیڈکوارٹر کو ایل سیلواڈور سے امریکہ جانے والی منشیات سے لدی ہوئی پروازوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا تو حکام نے اس کی رپورٹوں کو مکمل طور پر نظرانداز کرتے ہوئے اسے ایجنسی کی ملازمت سے فارغ کر دیا۔

جب محکمہ کے ایک بااختیار افسر نے جو کہ منشیات کی ان پروازوں سے آگاہ نہیں تھا اور اس نے تمام مال حراست میں لے لیا تو نادیدہ طاقتور ہاتھوں نے یہ کیس ختم کر دیا اور اسے دیس نکالا دے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک امریکی کسٹم ایجنٹ کو ٹیکساس سے واپس واشنگٹن بلا لیا گیا کیونکہ وہ کنٹرا میں منشیات کے کاروبار کی نہایت سرگرمی سے تحقیقات کر رہا تھا۔

ایک اور معاملہ ہونڈراس کے جنرل جوسے بوئسو روسا کا بھی ہے جس پر ہونڈراس کے صدر کے قتل کی سازش کا الزام عائد کیا گیا تھا اس منصوبہ کے لیے مالی امداد منشیات کے بہت بڑے سودے کے ذریعہ ملی تھی۔ ریگن انتظامیہ کے سینئر افسران نے اس میں مداخلت کرتے ہوئے وفاقی جج کو بوائسو کی کونٹراس کے لیے خدمات کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرمی برتنے کو کہا تب اسے 5 سال کی قید ہوئی جبکہ دیگر مدعا علیہان کو 40 برس کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

رابطے ہر طرف نظر آتے ہیں: وہ چار کمپنیاں جنھوں نے کونٹراس میں انسانی ہمدردی کے طور پر امداد فراہم کی منشیات کے بیوپاریوں کی ملکیت تھیں اور وہ ہی انہیں چلا رہے تھے اور امریکہ میں منشیات کے کاروبار کے حوالے سے زیر تفتیش ہونے کے باوجود ان کمپنیوں کو محکمہ خارجہ سے 800,000 ڈالرز کے ٹھیکے ملے تھے۔ ''جنوبی فضائی ٹرانسپورٹ''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Southern Air Transport) جو کہ پہلے سی آئی اے کی ملکیت تھی پھر پینٹا گون کے ساتھ اس کا معاہدہ ہو گیا تھا مکمل طور پر منشیات کے کاروبار میں ملوث تھی منشیات ادھر سے ادھر پہنچانا اسی کی ذمہ داری تھی۔

میامی کے ایک سابق اٹارنی نے کیری کمیٹی کو بتایا کہ ''محکمہ انصاف کے افسروں نے مجھے بتایا کہ ان کے محکمے کے نمائندوں نے ڈی ای اے اور ایف بی آئی کے ساتھ 1986ء میں اس معاملہ پر غور کرنے کے لیے ملاقات کی تھی کہ عدالتی کارروائی کو آگے بڑھانے کیلئے سینٹر کیری کی کوششوں کو کس طرح ناکامی سے دوچار کیا جائے۔''

سی آئی اے کے کام کو آسان بنانے اور ایسی صورت میں جب کہ منشیات کا کاروبار ہر لحاظ سے سودمند ہو سی آئی اے کو قانونی تحقیقات کے جھنجٹ سے آزاد کرنے کے لیے 1982ء میں ایجنسی کے ڈائریکٹر ولیم کیسی نے اٹارنی جنرل ولیم فرنچ سمتھ کے ساتھ نہایت ہی خفیہ ''میمو آف انڈرسٹینڈنگ'' پر مذاکرات کیے جس کا مقصد یہ تھا کہ سی آئی اے کو منشیات کے کاروبار سے متعلق ہونے والی کارروائیوں اور اس حوالے سے جو کوئی بھی اس کے لیے کام کرتا ہے اس کی رپورٹ پیش کرنے کی کسی بھی قانونی ذمہ داری سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ 1995ء تک اس معاہدہ کو مکمل طور پر منسوخ نہیں کیا گیا تھا۔

جنوبی امریکہ 90ء کی دہائی

1996ء میں میامی کی وفاقی جیوری نے وینزویلا کے جنرل رومن گیلن ڈویلا پر 1987ء اور 1991ء کے دوران 22 ٹن کوکین امریکہ سمگل کرنے کا الزام عائد کیا۔ اس وقت جب وہ اس کارروائی میں مصروف تھا وہ وینزویلا نیشنل گارڈ اینٹی ڈرگ بیورو کا سربراہ تھا اور میامی ہیرالڈ نے اسے ''وینزویلا میں سی آئی اے کا سب سے قابل اعتماد آدمی'' کا خطاب دے رکھا تھا۔

اس حوالے سے ڈی ای اے کے اعتراضات کے جواب میں سی آئی اے نے اس قدر مبہم اور غیر واضح کارروائی کی اور اس معاملہ کو اتنا الجھا دیا کہ کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا نتیجہ کیا نکلا یہ کارروائی کامیاب ہوئی یا نہیں۔ البتہ ایک موقع پر یہ بات منظر عام پر آئی کہ گیلن کی ایک ٹن کوکین 1990ء میں امریکہ پہنچا دی گئی تھی۔ سی آئی اے نے اسے تسلیم کیا اور پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے ''سی آئی اے کے کئی افسروں کے اندازے کی غلطی اور انتظامی نااہلی'' قرار دے کر بری الذمہ ہوگئی۔

یہ جاننے کے لیے کہ امریکہ نے 90ء کی دہائی میں پیرو' کولمبیا اور میکسیکو کے فوجی اور سرکاری اہلکاروں کے منشیات کے کاروبار میں ملوث ہونے کو کیونکر نظر انداز کیے رکھا' امریکہ کی بدمعاشیاں والا باب ملاحظہ فرمایئے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ بائیں بازو کے خلاف وہ مہم تھی جو امریکہ ان کی حمایت سے چلا رہا تھا۔

افغانستان 80ء سے 90ء کی دہائی

سی آئی اے کے حمایت یافتہ باغی مجاہدین سویت یونین کی حمایت یافتہ حکومت سے لڑائی کے دوران افیون کی کاشت میں بری طرح سے ملوث تھے۔ ایجنسی کے سیاسی تحفظ اور فوجی انتظامی امداد نے ان کی پیداوار میں نمایاں طور پر اضافہ کیا تھا۔ سی آئی اے ٹرک اور خچر فراہم کرتی جو افغانستان میں ہتھیار لاتے اور یہی افغان پاکستان بارڈر پر واقع لیبارٹریز تک افیون پہنچانے کے لیے استعمال ہوتے جہاں افیون سے ہیروئن بنائی جاتی۔ ایک اندازہ کے مطابق اس ہیروئن کا نصف حصہ ہر سال امریکہ میں اور تین چوتھائی حصہ مغربی یورپ میں استعمال ہوتا۔ امریکی اہلکاروں نے 1990ء میں تسلیم کیا کہ وہ چونکہ پاکستانی اور افغانی حلیفوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے منشیات کی ان کارروائیوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا نہ ہی کسی قسم کی تحقیقات کیں۔ ہمیشہ کی طرح منشیات سے متعلقہ کارروائیوں میں سی آئی اے کے افسروں نے یہاں بھی۔ اس کمائی میں اپنا حصہ مخصوص کر رکھا ہوگا اور اس سے اپنی خفیہ کارروائیوں کی مالی ضروریات پوری کرتے ہوں گے اور خود اپنی بھی جیبیں بھرتے ہوں گے۔ 1993ء میں ڈی ای اے کے ایک افسر نے ''افغانستان کو منشیات کی دنیا کا نیا کولمبیا'' قرار دیا۔

ہیٹی 94-1986ء

سی آئی اے نے ہیٹی کی دائیں بازو کی فوج اور سیاسی رہنماؤں کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے ان کے منشیات کے کاروبار کو بالکل نظر انداز کیے رکھا۔

94-1991ء کے دوران فوجی حکومت میں اختیارات کے حوالے سے تیسری اہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترین شخصیت جوزف مائیکل فرینکوئس کو باقاعدگی سے ڈی ای اے سے ہدایات ملتی تھیں جو کہ اس کے ساتھ مل کر ہیٹی میں منشیات کی مشتبہ کارروائیوں کے حوالے سے خفیہ معلومات جمع کرتی تھی۔ حالانکہ فرینکوئس خود منشیات کا نمایاں تاجر تھا اور کولمبین میڈیلن کارٹل کے ساتھ کام کرتا تھا۔ 1986ء میں جو سی آئی اے نے نیشنل انٹیلیجنس سروس کے نام سے جو نئی تنظیم بنائی تھی فرینکوئس کو اس میں بھی اہم حیثیت حاصل تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس تنظیم کے قیام کا مقصد کوکین کی تجارت کے خلاف جنگ لڑنا تھا جبکہ فرینکوئس سمیت اس کے دیگر افسران خود اسی کاروبار میں ملوث تھے۔

امریکہ اور کوکین درآمد کرنے والی ایجنسی

80, (Cocain Import Agency) کی دہائی

حکام کی جانب سے کسی قسم کی تفتیش یا پوچھ گچھ کے خطرہ کے بغیر امریکہ اترنے والے منشیات سے لدے ہوئے جہازوں کے کیسوں میں سے ایک نمایاں کیس آسکر ڈینیلو بلانڈون اور جو آن نادون مینیس کا بھی ہے۔ نکاراگوا سے تعلق رکھنے والے یہ دونوں افراد کیلیفورنیا میں رہائش پذیر تھے۔ کونٹراس کی مدد (خصوصاً اس دور میں جب کانگریس نے ان کی مالی امداد پر پابندی عائد کر رکھی تھی) اور اپنی جیبیں بھرنے کے لیے ان دونوں نے سی آئی اے کی حفاظت میں امریکہ کوکین سمگل کرنا شروع کر دی جس سے لاس اینجلس کے اندرون شہر میں اس کی نہایت بھاری مقدار میں ترسیل ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب منشیات کے عادی اور منشیات فروش مہنگے سفید پاؤڈر کو طاقتور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل کر کے مزید قابل حصول بنانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ نکاراگوا کے ان باشندوں نے منشیات کے کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع کا ایک حصہ کونٹرا کی امداد کے لیے فراہم کیا جبکہ باقی رقم سے لاس اینجلس اور دیگر شہروں میں منشیات کے کاروبار کو مزید بڑھا کر جرائم پیشہ گروہوں کو اس قابل بنایا کہ وہ خودکار ہتھیار خریدیں۔

نکاراگوا کے ان دونوں باشندوں اور سی آئی اے کے مابین تعلقات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔

اکتوبر 1986ء میں جب آخرکار بلدنڈون کو گرفتار کیا گیا (کیونکہ کانگریس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کونٹراس کی امداد بحال کر دی تھی اور اب بلنڈوں کی خدمات کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی) تو اس نے ان جرائم کو تسلیم کر لیا جنہوں نے نجانے کتنی جانیں لی تھیں۔ محکمہ انصاف سے 28 ماہ کی قید کے بعد اسے عارضی طور پر رہا کر دیا اور پھر اسے مخبر کی حیثیت دیتے ہوئے 166,000 ڈالرز سے زائد رقم ادا کر کے آزاد کر دیا۔

1990ء میں پولیس کی بدعنوانی کے حوالے سے لاس اینجلس میں دائر ہونے والے ایک مقدمے کے مطابق 1986ء میں بلانڈون کے خلاف چھاپے میں پولیس کو بے شمار ایسی دستاویزات ملی تھیں جن کے ذریعہ یہ ثابت ہو رہا تھا کہ کونٹراس کی آڑ میں امریکی حکومت منشیات اور کالے دھن کو سفید بنانے کے کاروبار میں ملوث تھی۔ سی آئی اے کے اہلکار چھاپہ کے 48 گھنٹوں کے اندر اندر شیرف کے دفتر پہنچ گئے اور گواہی کے کمرہ سے وہ تمام فائلیں غائب کر دیں۔ محکمہ انصاف کی درخواست پر ایک وفاقی جج نے اس معاملہ پر کسی بھی قسم کی بحث پر پابندی کا حکمنامہ جاری کر دیا۔

1996ء میں جب منشیات کے مقدمہ میں بلانڈون کی بطور سرکاری گواہ شہادت قلمبند ہوئی تو اس سے قبل وفاقی وکیل نے عدالت سے حکمنامہ حاصل کر لیا جس کے ذریعہ وکیل صفائی کو اس معاملہ میں سی آئی اے کے روابط کے حوالے سے کسی قسم کی چھان بین کرنے سے روک دیا گیا۔

اگرچہ ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن کے کمپیوٹر ریکارڈ پر مینس ایک نمایاں بین الاقوامی سمگلر کی حیثیت سے موجود تھا اور 1974ء کے بعد سے ہونے والی وفاقی تحقیقات 45 مختلف کیسوں میں اسے ملزم قرار دے چکی تھیں اس کے باوجود 1989ء تک کیلیفورنیا میں نہایت آزادی کے ساتھ پرسکون زندگی بسر کرتا رہا اور ایک دن بھی امریکہ کی کسی جیل میں نہیں گذارا۔

ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن، امریکی کسٹمز، لاس اینجلس کے شیرف ڈیپارٹمنٹ اور کیلیفورنیا بیورو آف نارکوٹکس انفورسمنٹ سب ہی نے شکایت کی کہ مینس کے خلاف بے شمار تحقیقات کو سی آئی اے اور نام نہاد ''قومی سلامتی'' کے مفادات کے تحت روک دیا گیا۔

آخر میں سی آئی اے کونٹرا کے مشترکہ منشیات کے کاروبار کے حوالے جو کیس ہمارے سامنے آتا ہے وہ سان فرانسسکو میں ایک امریکی اٹارنی کے بارے میں ہے جس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکارا گوا کے ایک زیرحراست منشیات کے سوداگر کو 36,800 ڈالرز واپس کئے جو اس کے قبضہ میں پائے گئے تھے۔ یہ رقم اس وقت واپس کی گئی جب کونٹرا کے دو رہنماؤں نے عدالت کو خط لکھے اور قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ منشیات کے سوداگر نے نکارا گوا میں جمہوریت کے احیاء کے لیے سپلائز خریدنے کی غرض سے یہ رقم دی تھی۔ ان خطوط کو ہنگامی طور پر کلاسیفائیڈ انفارمیشن پروسیجر ایکٹ وہ قانون جو مقدمے کے دوران قومی سلامتی کے رازوں کو افشاء کرنے سے روکتا ہے کے تحت سربمہر کر دیا گیا۔ بعد میں جب سینٹ کی ایک ذیلی کمیٹی نے محکمہ انصاف سے واقعات کی غیرمعمولی تبدیلی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے رازداری کو آڑ بنالیا۔

سینٹ کی ذیلی ''کیری کمیٹی'' جو کہ کونٹرا میں منشیات کے کاروبار کے الزامات کی تحقیقات کر رہی تھی کے سابق چیف کونسل جیک بلم نے اس حوالے سے یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ ''محکمہ انصاف نے ہمیں اس حوالے سے تحقیقات کرنے' متعلقہ لوگوں تک رسائی حاصل کرنے اور ریکارڈ کی چھان بین کرنے سے روک دیا یہ میری زندگی کا سب سے پریشان کن تجربہ تھا۔''

> ''میں اس بارے میں جتنا زیادہ غور کروں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ یہ ویسے ہی ہے جو فرق قتل اور قتل عام میں ہوتا ہے۔ اس کا ایک مقصد تھا۔ امریکہ کو زہر دینا مقصد نہیں تھا بلکہ کونٹرا اس کے لیے رقم اکٹھی کرنی تھی اور انہیں (سی آئی اے کو) اس بات سے کوئی مطلب نہیں تھا کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ اگر وہ سیاہ فاموں میں منشیات فروخت کرنے میں ملوث تھے تو وہ اعتراف کی قیمت تھی۔''

(گیری ویب)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 25

واحد عالمی طاقت

"واحد عالمی طاقت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کئے پر کبھی معذرت نہ کرو"

"میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لیے کبھی بھی معافی نہیں مانگوں گا
مجھے اس کی قطعی کوئی پرواہ نہیں کہ حقائق کیا ہیں۔"

(جارج بش)

کیوبا

امریکی ڈسٹرکٹ جج جیمز لارنس کنگ نے 17 دسمبر 1997ء کو کہا کہ "کیوبا نے بین الاقوامی قانون اور بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بین الاقوامی فضائی حدود میں چار انسانوں کو قتل کیا۔" اس کے بعد اس نے فلوریڈا کے رہنے والے کیوبا کے ان پائلٹوں کے جو کہ فروری 1986ء میں کیوبا کے خلاف ایک فضائی مشن کے دوران کیوبا کے جیٹ طیاروں کے ہاتھوں مارے گئے تھے خاندانوں میں 187.6 ملین ڈالرز کی رقم تقسیم کی۔ (حقیقت یہ ہے کہ کیوبا کی حکومت نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا جو ان حالات میں کوئی بھی حکومت کرتی۔ ہوانا نے یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جہاں مذموم مقاصد کے تحت کیوبا کی فضائی حدود میں داخل ہوئے ہیں پائلٹوں کو واضح طور پر خبردار کیا تھا کہ "تم خطرہ مول لے رہے ہو۔" اسی تنظیم کے جہاز پہلے بھی کئی بار کیوبا کی حدود میں کافی اندر تک جا چکے تھے اور انہیں کیوبا کی طرف سے انتباہ کیا جا چکا تھا کہ اب آئے تو واپس نہیں جا سکیں گے)

نومبر 1996ء میں وفاقی حکومت نے ان میں سے ہر خاندان کو 300,000 ڈالرز ادا کیے۔ یہ رقم کیوبا کے منجمد اثاثوں سے حاصل کی گئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ انصاف کا اشتراکیت مخالف انداز تھا۔

امریکہ نے کیوبا کے دعویٰ پر کسی قسم کی توجہ دیئے بغیر نہایت حقارت سے نظر انداز کر دیا جو 31 مئی 1991ء کو ہوانا کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔ اس میں کیوبا کے خلاف امریکہ کی چار دہائیوں پر محیط ''جنگ'' کے نتیجہ میں ہونے والی کیوبا کے شہریوں کی ہلاکتوں اور معذوریوں کے معاوضے کے طور پر امریکہ سے 181.1 بلین ڈالرز طلب کیے گئے تھے۔ امریکی ''جارحیت'' کے عنوان کے تحت اس دستاویز میں 1961ء میں کیوبا پر جارحیت کا ارتکاب کرنے والے مسلح باغی گروہوں کی امریکہ کی جانب سے مکمل پشت پناہی، امریکی بحری اڈہ گوانٹانامو کی جانب سے جارحانہ حملے اور جزیرہ میں متعدی امراض کے پھیلاؤ کی کارروائیوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔

کیوبا کا دعویٰ یہ تھا کہ امریکی کارروائیوں کے دوران ہلاک ہونے والے 3,478 شہریوں میں سے ہر ایک کے لیے براہ راست ہرجانہ کے طور پر 30 ملین ڈالرز اور 2,099 زخمیوں میں سے ہر ایک کو 15 ملین ڈالرز ادا کیے جائیں۔ اس کے علاوہ ہر مرنے والے کے 10 ملین ڈالرز اور ہر زخمی کے 5 ملین ڈالرز کیوبن سوسائٹی کو واپس کیے جائیں جو اس نے امریکی حکومت کی ذمہ داری پر انہیں ادا کئے تھے۔ یہ مطلوبہ رقم اس رقم سے پھر بھی کم تھی جو امریکی جج کنگ نے پائلٹوں کے کیس میں ہر ایک کو انفرادی طور پر ادا کی تھی۔

کیوبا کے افسران نے مقدمہ دائر کرنے کے لیے یہ کاغذات ہوانا میں امریکہ کے انٹرسٹ سیکشن کے حوالے کر دیئے۔ امریکہ نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بعدازاں کیوبا کی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ اس مقدمہ کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کرے گی۔

ویتنام

27 جنوری 1973ء کو امریکہ نے پیرس میں ''ویتنام میں جنگ کے خاتمے اور امن کی بحالی کے معاہدہ'' پر دستخط کیے۔ امریکہ نے جن اصولوں پر رضامندی ظاہر کی تھی ان میں سے ایک آرٹیکل 21 کی صورت میں یہ تھا ''اپنی روایتی پالیسی کے عین مطابق امریکہ جنگ کے زخموں کو بھرنے کی کوششوں میں معاونت کرتے ہوئے عوامی جمہوری ویتنام (شمالی ویتنام) اور پورے انڈوچائنہ کی بعداز جنگ تعمیر نو میں ہر طرح سے حصہ لے گا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ روز بعد صدر نکسن نے شمالی ویتنام کے وزیراعظم کو ایک پیغام بھیجا جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل وعدے کیے۔

1۔ امریکی حکومت بغیر کسی سیاسی شرط کے جنوبی ویتنام کی بعداز جنگ تعمیر نو میں حصہ لے گی۔

2۔ ابتدائی مطالعہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بعداز جنگ تعمیر نو کے لیے امریکہ کی جانب سے 3.25 بلین ڈالرز کی امدادی رقم فراہم کی جائے گی۔

وعدہ کے باوجود تعمیر نو کی امدادی رقم میں سے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا گیا اور نہ ہی کبھی کیا جائے گا۔

تاہم...... یہاں ٹھنڈی سانس بھریں...... ویتنام امریکہ کو ہرجانہ ادا کر رہا ہے۔ جی ہاں 1997ء سے اس نے جنوبی ویتنام کی شکست خوردہ حکومت کے 145 ملین ڈالرز کے قرضوں کی ادائیگی شروع کر دی ہے جو خوراک اور انفراسٹرکچر کی مد میں امریکہ سے لیے گئے تھے گویا ہنوئی اپنے خلاف ٹھونسی جانے والی جنگ کا امریکہ کو ہرجانہ ادا کر رہا ہے۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کیلئے مناسب ترین قانونی اصطلاح ہے ''استحصال''۔ اور اس پر عملدرآمد کرانے والے امریکی ملازمین میں عالمی بینک، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف)، ایکسپورٹ۔ امپورٹ بینک (ای آئی بی) پیرس کلب اور دیگر بین الاقوامی مالیاتی مافیا شامل ہے۔ انہوں نے ویتنام کو ایسی پیشکش کی کہ اسے مسترد کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا پیشکش یہ تھی کہ: ''یا تو ادائیگی کر دیا پھر بدترین معاشی تشدد کے لیے تیار ہو جاؤ۔ یہ اس معاشی تشدد سے کہیں زیادہ سنگین ہو گا جس کا تم پہلے ہی ہمارے ناخداؤں کے ہاتھوں شکار بن چکے ہو۔''

واشنگٹن میں ویتنام کے سفارتخانے (ایک دفتری عمارت میں چھوٹا سا آفس) میں فرسٹ سیکرٹری برائے اطلاعات نے 1997ء میں مصنف کو بتایا کہ یہ معاملہ اور نکسن کے واجب الادا بلین ڈالرز ویتنامیوں کے لیے نہایت حساس اور جذباتی مسائل ہیں مگر حکومت کے پاس دنیا کے طریقہ کار کو تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نکارا گوا

امریکہ اور اس کی حمایت یافتہ کونٹرا فوج کی کئی سالوں پر مشتمل جارحیت کے خلاف نکارا گوا نے 1984ء میں اقوام متحدہ کے قانونی عضو عالمی عدالت (بین الاقوامی عدالت انصاف) میں جو کہ ہیگ' نیدرلینڈ میں واقع ہے لگا تار حملوں اور ساحلوں پر بارودی سرنگیں بچھانے کے خلاف دعویٰ دائر کیا۔ 1986ء میں عدالت نے فیصلہ سنایا کہ امریکہ بے شمار وجوہات کی بناء پر بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار پایا ہے۔ عدالت نے یہ بھی کہا کہ امریکہ کی ذمہ داری ہے کہ فوری طور پر ان جارحانہ کارروائیوں کو روک دے اور جمہوریہ نکارا گوا کی تمام پریشانیوں کا ازالہ کرے۔''

ریگن انتظامیہ اس دعویٰ کی پیش بندی کے طور پر اپنی جانب سے نہایت موزوں اور برمحل کارروائی کر چکی تھی۔ نکارا گوا کی جانب سے دعویٰ دائر کرنے سے تین روز قبل 6 اپریل 1984ء کو اعلان کر دیا گیا کہ امریکہ دو سال تک وسطی امریکہ کے متعلق عالمی عدالت انصاف کا کوئی فیصلہ تسلیم نہیں کرے گا۔

اس اعلان کی آمریت واستبدادیت سے قطع نظر عالمی عدالت کا 27 جون 1986ء کا حکم دو سال کی مدت گزرنے کے بعد لاگو ہو گیا مگر امریکہ نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔ امریکہ نے نہ تو نکارا گوا کے خلاف اپنی جارحانہ کارروائیوں میں کوئی کمی کی نہ ہی اس کی پریشانیوں کے ازالہ کے لیے ایک پائی بھی ادا کی۔

لیبیا

اپریل 1986ء میں لیبیا پر ہونے والی امریکی بمباری میں بہت سے لوگ ہلاک جبکہ سینکڑوں زخمی ہوئے۔ ہلاک ہونے والوں میں کرنل قذافی کی چھوٹی بیٹی بھی شامل تھی جبکہ قذافی کے باقی سات بچوں اور بیوی کو شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ اس کے ایک سال بعد فیڈرل ٹارٹ کلیمز ایکٹ اور فارن کلیمز ایکٹ کے تحت وہائٹ ہاؤس اور محکمہ دفاع میں ہلاک ہونے والوں اور زخمیوں کی جانب سے 65 دعوے دائر کیے گئے۔ دعوؤں میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہر مرنے والے کو جن میں لیبیا' یونان' مصر' یوگوسلاویہ اور لبنان کے باشندے شامل تھے 5 ملین ڈالرز ادا کئے جائیں۔ وقت کے ساتھ دعوؤں کی تعداد 340 ہو گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر امریکی قانونی نظام میں ان کے لیے کہیں انصاف نہیں تھا۔ سپریم کورٹ نے بھی اس مقدمہ کی سماعت سے انکار کر دیا تھا۔

پانامہ

1989ء کی امریکی جارحیت کے کئی سال بعد تک' تباہ کن بمباری اور زمینی حملوں کے متاثرین پانامیوں کی جانب سے ہلاکتوں' معذوریوں اور گھروں و کاروبار کی بربادی کے ہرجانے کے حصول کی بے شمار کوششیں کی گئیں مگر ان کے قانونی دعوؤں اور مقدموں کا سامنا سنگدل امریکی حکومت سے تھا۔ ایک امریکی قانونی فرم نے 200 پانامیوں (سب غیر جنگجو تھے) کی جانب سے نہر پانامہ معاہدہ کی شقوں کے تحت دعوے دائر کئے جو سب کے سب مسترد کر دیئے گئے پھر امریکی عدالتوں میں دائر ہونے والے دو مقدمے سپریم کورٹ تک لے جائے جاتے رہے مگر ہر عدالت ان کی سماعت سے انکار کرتی رہی۔

1990ء سے 1993ء کے دوران امریکن سٹیٹس آرگنائزیشن (او اے ایس) کے انسانی حقوق کے انٹر امریکن کمیشن میں 300 پانامیوں نے دعوے دائر کئے جن کا مؤقف یہ تھا کہ امریکہ نے ان بے شمار حقوق پامال کیے ہیں جن کے بدلے میں اسے ''ہرجانہ'' کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔

1993ء میں کمیشن نے اس درخواست کو قابل سماعت قرار دیا مگر 1999ء تک بھی یہ میرٹس کے مطالعہ کے بہانے زیر غور رہی تھی۔ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ان سالوں میں امریکہ نے کسی اور رکن ملک کے مقابلہ میں او اے ایس میں بے حد بااثر حیثیت حاصل کر لی ہے۔ اس کا ثبوت 1962ء میں کیوبا کی رکنیت معطل کرانے میں امریکی کوششوں کی کامیابی ہے۔ جو کہ او اے ایس کے دیگر ممبران کی جانب سے کیوبا کی رکنیت کی بحالی کے مستقل مطالبوں کے باوجود ابھی تک باہر بیٹھا ہے۔

کچھ برس پہلے کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی اہلکاروں کی جانب سے پانامہ میں پانامیوں کو کچھ معمولی ادائیگیاں کی گئی ہیں مگر دسمبر 1999ء میں محکمہ خارجہ کے پانامہ کے امور سے متعلق پریس آفس کی جانب سے بیان جاری کیا گیا کہ ''امریکہ نے حملوں کے دوران ہونے والی ہلاکتوں یا زخمیوں یا جائیداد کی بربادی کے ہرجانہ کے طور پر کوئی رقم ادا نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کیونکہ یہ کارروائی ایک مشن کے تحت کی گئی تھی۔ 1989ء سے امریکہ جو پانامہ کو امداد فراہم کر رہا ہے اسے وہ انہی مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔''

محکمہ خارجہ کی اس وضاحت کا مقصد دنیا کے سامنے یہ واضح کرنا تھا کہ امریکہ نے پانامہ کے لوگوں کے ساتھ جو کچھ کیا اسے اس پر قطعی کوئی شرمندگی نہیں نہ وہ اس سلسلہ میں خود کو قصوروار سمجھتا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں وہ کسی قسم کا ہرجانہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

20 دسمبر 1999ء کو امریکی جارحیت کے دس سال پورے ہونے پر سینکڑوں پانامی سڑکوں پر نکل آئے اور انہوں نے ایک بار پھر امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ بمباری سے متاثر ہونے والوں کو ہرجانہ ادا کرے۔

سوڈان

الشفاء ادویات ساز ادارہ نے سوڈان کی طبی استعداد کو 5 فیصد سے بڑھا کر 50 فیصد تک پہنچا دیا تھا۔ انتہائی خطرناک بیماریوں میں استعمال ہونے والی 90 فیصد ادویات اس نہایت غریب ملک کے ادارہ میں تیار کی جاتی تھیں۔ مگر امریکہ اس غریب ملک کی کامیابی کو برداشت نہیں کر پا رہا تھا تبھی اس ادویات ساز ادارہ کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ایک درجن سے زائد ٹوماہاک کروز میزائل روانہ کر دیئے۔ اور اس کی بنیاد خفیہ طور پر حاصل کردہ اس آلودہ نمونہ کو بنایا جس کی بناء پر امریکہ کا دعویٰ تھا کہ ادویات کی اس فیکٹری میں کیمیائی ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ امریکہ نے دنیا کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اس فیکٹری کا مالک صالح ادریس نہ صرف دہشت گردوں کا انتہائی قریبی ساتھی تھا بلکہ سیاہ دھن کو سفید بنانے کا کاروبار بھی کرتا تھا۔ امریکہ نے صالح ادریس کے لندن بینک میں 24 ملین ڈالرز کے اثاثے منجمد کر دیئے۔ مگر امریکہ اپنا کوئی بھی دعویٰ ثابت کرنے میں ناکام رہا کیونکہ اس حوالے سے جو بھی شہادتیں اور گواہیاں سامنے آئیں سب نے اس دعویٰ کو باطل قرار دے دیا۔ یہ کیس جھوٹا ثابت ہونے کے بعد ادریس نے اپنے اثاثوں کی واپسی کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ تباہ ہو جانے والی اپنی فیکٹری کے ہرجانہ کے لیے بھی مقدمہ دائر کر دیا۔

مئی 1999ء میں آخر کار امریکہ نے مقدمہ لڑنے کی بجائے ادریس کے اثاثوں پر سے پابندی اٹھالی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے ہزیمت اٹھانا پڑے گی۔ مگر اس سال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے آخر تک بھی امریکہ نے فیکٹری کی تباہی پر سوڈان یا ادریس سے معافی نہیں مانگی' نہ اس کی ساکھ تباہ کرنے پر کسی قسم کی معذرت کی' نہ اس نے اب تک پلانٹ کی تباہی' کاروبار کی بربادی' ملازمین کی بیروزگاری کے عوض ہرجانہ کی رقم ادا کی ہے اور نہ ہی زخمی ہونے والے دس افراد کو ایک بھی پیسہ بھی دیا ہے۔ اس سارے معاملہ میں امریکہ کی بربریت اور تکبر عروج پر تھا۔

سی آئی اے کے سابق اہلکار ملٹ بیرڈن کے مطابق ''آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ محض ایک آلودہ نمونہ کی بنیاد پر کسی خودمختار ملک کے خلاف جنگی کارروائی کا ارتکاب کیا گیا ہو۔''

عراق

امریکی حکومت اور ذرائع ابلاغ عراق کے بارے میں پراپیگنڈہ کر کے بہت لطف محسوس کرتے ہیں۔ 1991ء میں خلیج کی جنگ کے دوران جسے حیاتیاتی ہتھیاروں کی فیکٹری قرار دے کر بمباری کا نشانہ بنایا گیا تھا وہ دراصل بچوں کی خوراک تیار کرنے والی فیکٹری تھی۔ لیکن یہ اس وقت ثابت ہوا جب نیوزی لینڈ کے ماہرین اور کاروباری افراد نے جن کے اس فیکٹری کے ساتھ نہایت قریبی روابط تھے بار بار اس جگہ کا معائنہ کیا اور نیوزی لینڈ کی حکومت نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس فیکٹری میں صرف بچوں کی خوراک ہی تیار کی جاتی تھی۔ اس فرانسیسی ٹھیکیدار نے بھی یہی کچھ کہا جس نے یہ فیکٹری تعمیر کی تھی۔ مگر چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف اس پر ہی مقرر رہے کہ ''یہاں حیاتیاتی ہتھیار ہی تیار ہو رہے تھے۔ اور اس کا ہمیں یقین ہے۔''

امریکہ سے ہرجانہ کی توقع رکھنا ایسا ہی تھا جیسے سردیوں میں روس میں زمینی جنگ لڑنا۔

چین

ایک انتہائی غیر معمولی بات؟ مئی 1999ء میں بلغراد میں چینی سفارتخانے پر امریکی بمباری کے بعد امریکہ نے چین سے ضرورت سے زیادہ معافیاں مانگیں۔ اور سارا الزام پرانے اور فرسودہ نقشوں پر دھر دیا۔ مگر یہ تو اس حقیقت کو چھپانے کے لیے کہ یہ بمباری کوئی حادثہ نہیں تھی ایک بہانہ تھا۔ لندن کے آبزرور نے اکتوبر اور نومبر میں نیٹو' امریکی فوج اور خفیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع کی بنیاد پر انکشاف کیا کہ سفارتخانہ کو نیٹو کی اس اطلاع پر نشانہ بنایا گیا کہ یہ یوگوسلاویہ کی فوج کی پیغام رسانی کا ذریعہ بنا ہوا تھا۔ چین نے یہ کام اس وقت شروع کیا تھا نیٹو کے جنگی جہازوں نے یوگوسلاویہ کے سرکاری پیغام رسانی کے ذرائع کو تباہ کر دیا تھا۔

چینی سفارتخانہ پر بمباری فوجی سے زیادہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے کی گئی تھی۔ چین واضح طور پر ایشیاء میں امریکہ کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ سفارتخانہ پر بمباری کے ذریعہ امریکہ نے بڑے خوبصورت انداز میں چین کو خبردار کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ تو صرف ایک چھوٹا سا نمونہ ہے اگر تم نے امریکہ کے راستہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو تمہارا اس سے کہیں زیادہ برا حشر کیا جائے گا۔

یہ راستہ اختیار کرنا حسب معمول ''انکار'' کرنے سے کہیں بہتر تھا۔ کیونکہ دوسری صورت میں حالات امریکی اہلکاروں کے بس سے باہر ہو جاتے۔ اس قسم کا موقع دوبارہ کبھی نہ ملتا۔

امریکہ/نیٹو کی یوگوسلاویہ میں ہونے والی بمباری کی ''غلطیوں'' کے بارے میں امریکی ترجمان نے دنیا سے کہا کہ ''ہمیں انسانی جانوں کے ضیاع پر افسوس ہے۔'' یہ وہی الفاظ ہیں جو شمالی آئرلینڈ میں گذشتہ سالوں میں کئی مواقع پر غلط نشانہ پر ہو جانے اور اپنی بمباری کے حوالے سے آئی آر اے نے دہرائے تھے مگر ان کی اس کارروائی کو ''دہشت گردی'' قرار دے دیا گیا تھا۔

گوئٹے مالا

10 مارچ 1999ء کو گوئٹے مالا سٹی میں ہونے والے مذاکرات کے دوران صدر کلنٹن نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے گوئٹے مالا میں جابر قوتوں کی حمایت ایک غلطی تھی اور امریکہ اپنی یہ غلطی ہرگز نہیں دہرائے گا۔'' مگر ''معذرت''۔ ''معافی'' اور ''ہرجانہ'' کے الفاظ صدر کے منہ سے نہیں نکلے۔ چالیس سال تک اس ظلم و جبر کا شکار ہونے والے لوگوں کو جس کا ذمہ دار صرف اور صرف امریکہ تھا معافی کے ایک صحیح لفظ اور ہرجانہ کی ایک پائی کے قابل بھی نہیں سمجھا گیا۔

1968ء کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ کسی امریکی صدر نے گوئٹے مالا کا دورہ کیا اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قبل 1968ء میں صدر لنڈن جانسن نے اس وقت یہاں کا دورہ کیا تھا جب امریکی حمایت یافتہ حکومت کا ظلم وستم عروج پر تھا۔

جانسن نے یقیناً اس وقت یہ نہیں کہا تھا کہ گوئٹے مالا میں جاری امریکی پالیسی غلط ہے اگر اس وقت یہ سب کچھ کہا جاتا جو 31 برس بعد صدر کلنٹن کہہ رہے ہیں تو اس کا فائدہ بھی ہوتا۔

یونان

نومبر 1999ء میں کلنٹن کے یونان کے دورے کے نتیجہ میں وہاں بہت بڑے پیمانے پر امریکہ مخالف مظاہروں اور احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا وہ یوگوسلاویہ پر امریکہ کی حالیہ بمباری اور 74-1967 تک عوام پر ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑنے والی یونانی جنتا کی حکومت کی امریکہ کی طرف سے بھرپور حمایت کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے۔

اپنے ایک دن کے قیام میں صدر نے ایک پرائیویٹ گروپ سے خطاب کے لیے وقت نکال لیا۔

> ''جب 1967ء میں جنتا نے اقتدار سنبھالا تو امریکہ نے اس وقت سرد جنگ کے مفادات کو دیگر مفادات پر فوقیت دی۔ میں آج کہنا چاہوں گا کہ ہماری ذمہ داری یہ تھی کہ ہم جمہوریت کی حمایت کرتے کیونکہ یہی وہ وجہ تھی جس کے لیے ہم سرد جنگ لڑ رہے تھے۔ مگر اہم بات یہ ہے۔ کہ ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔''

قومی سلامتی کونسل کے ترجمان ڈیوڈ لیوی نے فوری طور پر یہ بیان دیا کہ سابقہ جنتا کے بارے میں صدر کے بیان کو معذرت سے منسوب نہ کیا جائے۔

یہاں یہ سوال ابھرتے ہیں۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ امریکہ نے سرد جنگ جمہوریت کی بقاء کے لیے لڑی جبکہ اس نے نہ صرف یونانی آمروں بلکہ بے شمار جگہوں پر ظلم وتشدد کی بھرپور حمایت کی؟ کیا وہ سب کارروائیاں 'غلط' تھیں' کیا سب ''غلطیاں'' تھیں' گوئٹے مالا کی طرح؟ اس سے ہم کیا نتیجہ اخذ کریں کہ یہ مستقل ''غلطیاں'' پالیسی کا حصہ تھیں؟ مزید برآں اگر سرد جنگ میں اپنے ''مفادات'' کو جمہوریت کی بقاء پر ''فوقیت'' دی گئی تو ہم یہ ضرور جاننا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیں گے کہ وہ ''مفادات'' کونسے ہیں جو جمہوریت سے ٹکرا رہے ہیں یا کم از کم اس کے موافق نہیں ہیں' یہ ''مفادات'' وہی ہیں جو حسب معمول امریکی ماہرین سیاسیات کے پیدا کردہ ہیں اور جن کو کبھی بھی مناسب نام نہیں دیا گیا (اشارہ: پیسے کے پیچھے دوڑو'')

آخر میں ہم ان الفاظ کا تجزیہ کرتے ہیں جو صدر کلنٹن نے مارچ 1998ء میں یوگنڈا میں ادا کیے۔

''سرد جنگ کے دوران جب ہم سوویت یونین کا مقابلہ کر رہے تھے تو اکثر ہمارا واسطہ افریقی اور دنیا کے دیگر ممالک سے یہ دیکھنے کے لیے پڑتا رہتا تھا کہ امریکہ اور سوویت یونین کی لڑائی میں وہ کہاں کھڑے ہیں؟ اور پھر اپنے لوگوں کی خدا کے بخشے ہوئے حقوق کے مطابق زندگی گذارنے کی تمنا کی جدوجہد میں کہاں کھڑے ہیں۔''

یہاں کیا ہو رہا ہے؟ گوئٹے مالا' یونان' افریقہ اور دنیا کے دیگر ممالک...... کیا جناب صدر امریکہ کی خارجہ پالیسی کے نصف صدی پر محیط ''کارناموں'' کو اپنانے سے انکاری ہیں؟ کیا ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ نے بغیر کسی خاص وجہ کے دنیا کو ہلاکتوں' بربادیوں' ظلم و تشدد اور مصائب کے عذاب میں جھونک دیا؟

ہمیں جو ''اشتراکیت'' نامی چیز کے خلاف نیک مقصد کے لیے لڑی جانے والی جنگ کے بارے میں جو سبق پڑھایا جاتا رہا ہے کیا وہ محض دھوکہ تھا؟

ہم یہ کبھی بھی نہیں جان سکیں گے کہ دراصل ولیم کلنٹن ان چیزوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ شاید وہ خود بھی نہیں جانتے۔ مگر ہمیں یہ علم ضرور ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ''تعارف'' اور ''امریکہ کی بدمعاشیاں'' میں یہ بات ہمارے سامنے آ چکی ہے کہ انہوں نے بالکل اسی قسم کی پالیسیاں جاری رکھیں جنہیں اب وہ مسترد کر رہے ہیں اور مستقبل میں کسی دن ہو سکتا ہے کہ امریکی صدر تسلیم کرتا نظر آئے کہ صدر کلنٹن نے عراق' کولمبیا' میکسیکو' یوگوسلاویہ اور اسی طرح دیگر جگہوں پر جو کچھ کیا وہ غلط تھا۔ وہ بہت بڑی ''غلطی'' تھی۔ مگر مستقبل کا وہ صدر جب اپنے منہ سے یہ الفاظ ادا کر رہا ہو گا تو خود بھی دنیا کے کسی کونے میں یہی ''غلطی'' اسی قسم کے ''مفادات'' کے لیے کر رہا ہو گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 26

امریکہ اور آزاد معیشت

امریکہ اس کے لیے جارحیت' بمباری اور قتل وغارت کرتا ہے......مگر کیا واقعی امریکی آزاد معیشت پر یقین رکھتے ہیں؟

سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے نمایاں امریکی ماہرین اقتصادیات و مالیات مشرقی یورپ اور سابقہ سوویت یونین کی حکومتوں کو آزاد معاشی نظام کے قیام کے مشورے دے رہے ہیں۔

امریکی حکومت کی مالی امداد سے چلنے والی قومی استعداد برائے جمہوریت بھی دنیا کے مختلف حصوں میں اسی کام میں مصروف ہے۔

امریکہ کے زیر اثر عالمی بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) بھی واضح کر چکے ہیں کہ وہ کسی ایسے ملک کو معاشی امداد فراہم نہیں کریں گے جو آزاد منڈی کی معیشت کی پرجوش حمایت نہیں کرتا۔

امریکہ نے کیوبا پر سے اس وقت تک تمام پابندیاں اٹھانے اور سزائیں ختم کرنے سے انکار کر دیا ہے جب تک کہ کیوبا ساجیت کے تجربات ترک کر کے سامراجیت کی راہ نہیں اپنا لیتا۔

1994ء میں جو امریکہ نے ہیٹی کی مخالفت ترک کر کے اسے حلیفوں میں شامل کیا تو اس سے قبل ہیٹی کے صدر جین برٹرینڈ ایریسٹائیڈ نے امریکہ کو ضمانت دی تھی کہ وہ ساجیت کا راستہ ترک کر کے آزاد منڈی میں شامل ہو جائے گا۔

یہ بات دنیا کے بہت سے لوگوں کے لیے شدید حیرت کا باعث ہوگی کہ امریکیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اکثریت آزاد معاشی نظام پر یقین نہیں رکھتی۔ ہوسکتا ہے یہ بات بہت سے امریکیوں کے لیے دھچکا ہو۔

اس پر یقین کرنے کے لیے رائے شماری کی جائے جس میں اس قسم کا سوال پوچھا جائے:

''آپ کا کیا خیال ہے کہ ہمارے سامراجی نظام کو مزید سماجی بننا چاہیے؟ بظاہر جواب نفی میں ہوگا مگر ان میں چھپے ہوئے مطلب پر غور کریں اور اس جھنجھناہٹ سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ امریکی واقعی کیا چاہتے ہیں تو بالکل متضاد جواب سامنے آئے گا۔

رسد اور طلب

لاس اینجلس میں 1994ء میں آنے والے تباہ کن زلزلہ کے بعد بہت سے حلقوں کی جانب سے یہ آوازیں اٹھیں کہ بنیادی ضرورت کی اشیاء مثلاً پانی، بیٹری اور ڈایپرز کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس بات پر شدید اصرار کیا جاتا رہا کہ دکاندار اس صورتحال میں قیمتیں ہرگز نہیں بڑھائیں مگر سینٹر ڈایان فینسٹین نے کہا کہ نہ تو یہ کیلیفورنیا کا طریقہ اور نہ ہی یہ امریکی انداز ہے۔ زیادہ المناک صورتحال اس وقت پیدا ہوئی جب زلزلہ کی تباہ کاریوں کی وجہ سے شہر میں بہت سے مکانات ناقابل رہائش ہو گئے اور مالک مکانوں نے اپنے خالی مکانوں کے کرایوں میں فوری طور پر اضافہ کر دیا۔ لوگ چلا اٹھے کہ وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ اس پر کیلیفورنیا اسمبلی نے یہ قانون بنا دیا کہ کسی قدرتی آفت کے بعد فروخت کنندگان کی جانب سے اشیاءِ ضرورت کی قیمتوں میں دس فیصد سے زائد اضافہ جرم قرار دیا جائے گا۔

یہ سب کچھ خاصی حیرت کا باعث ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ان لوگوں نے ہائی سکول کے نصاب میں معیشت کا مضمون نہیں پڑھا؟ کیا وہ رسد اور طلب کے قانون کو نہیں جانتے؟ کیا وہ سمجھتے ہیں یہ قانون منسوخ کر دیا گیا ہے یا پھر وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہو جانا چاہیے؟

یہاں تک کہ کانگریس کے اراکین بھی اس نظام کی کارکردگی سے مطمئن نظر نہیں آتے۔ وہ مستقل طور پر صحت کی سہولیات اور ادویات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو قابو میں رکھنے اور قیمتیں بڑھانے والوں کے خلاف چارہ جوئی کرنے والے ادارہ کے کام کو ممکنہ حد تک درست رکھنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ ہمارے قانون ساز منڈیوں کو اپنا جادو دکھانے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت کیوں نہیں دے دیتے؟

منافع کا محرک

صدر کیلوین کولیج کے یہ تاریخی الفاظ امریکیوں کے لیے ہمیشہ قابل غور رہیں گے کہ ''تہذیب اور منافع کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔'' البتہ خاتون اول ہلیری کلنٹن نے میڈیکل اور انشورنس انڈسٹری کے اس رویہ کے خلاف نہایت غم وغصہ کا اظہار کیا کہ وہ اپنے منافع کو عوام کی صحت سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ''منڈی ہر چیز کی قیمت تو جانتی ہے مگر ان کی قدر سے واقف نہیں ہے۔''

یونینوں کی جانب سے کمپنیوں کو اس بات پر مستقل لتاڑا جاتا ہے کہ وہ اپنے زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے کارکنوں کو صحت اور تحفظ کی سہولیات فراہم کرنے میں کنجوسی سے کام لے رہی ہیں۔

ماحولیات کے ماہرین اس صفت کی مذمت کرتے نہیں تھکتے کہ وہ ماحولیات کے نام پر زیادہ سے زیادہ منافع کما رہی ہے۔

قانون توڑنا امریکیوں کا پسندیدہ کھیل بن گیا ہے۔ جج قانون توڑنے والوں پر اگر انہوں نے واقعی اپنے اقدام سے مالی فائدہ نہیں اٹھایا تو ہلکے جرمانے لگاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کتابوں یا فلموں کے حقوق یا انٹرویو فروخت کرنے کے جرائم سے منافع کمانے سے منع کرتے ہیں۔ کیلیفورنیا سینٹ نے اس حوالہ سے 1994ء میں قانون بنایا تھا کہ جس کے مطابق ''اس قسم کے جرائم میں سزا پانے والے مجرموں کی کمائی ایک ٹرسٹ فنڈ کو دے دی جائے گی جس سے ان کے جرائم سے متاثر ہونے والوں کی امداد کی جائے گی۔''

صدر جارج بش نے ایران۔ کونٹرا اسکینڈل میں ملوث افراد کی معافی کے اعلان کے موقع پر کہا کہ ''پہلی بات تو یہ کہ خواہ ان کے اقدامات درست تھے یا غلط انہوں نے جو کچھ کیا اس کا محرک حب الوطنی تھا۔ دوسرے انہوں نے نہ تو اس کے ذریعہ کسی قسم کا منافع حاصل کیا نہ منافع کا سوچ کر انہوں نے ایسا کیا تھا۔''

آزاد معیشت کے بہت بڑے حامی سینٹر رابرٹ ڈول نے 1996ء میں اپنی صدارتی مہم میں فلمی صنعت کو نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ ''میں اس صنعت کے کرتا دھرتاؤں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھانا چاہتا ہوں کہ منافع کی بھی کوئی حد ہونی چاہیے......ہمیں ہالی ووڈ میں منافع کی مناسب حدود مقرر کرنے کے لیے اس کو قابل احتساب بنانا ہوگا۔“

اسی سال فیلاڈلفیا کا میئر ایڈ رینڈل کارپوریشنوں پر افسوس کرتے ہوئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مضافات کا رخ کر گیا۔ کیونکہ اس نے عقلی دلائل کو تسلیم کر لیا تھا۔ اس نے اعلان کیا ”اگر ہم آزاد منڈی کو بالکل بے لگام چھوڑ دیں گے تو شہر کے شہر مر جائیں گے۔“

آخر میں ہم مئی 1998ء میں ہونے والی کانگریس کی اس بحث پر بات کریں گے جو ان ممالک کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کے حوالے سے تھی جو اپنے ہاں مذہبی انتہا پسندی کی اجازت دیتے ہیں۔ امریکہ میں کاروباری منافع کی ترغیب دینے والے نمائندہ ٹام کابرن (آر او کلا) نے ان پابندیوں کی مخالفت کرتے ہوئے اعلان کیا کہ:

”ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اپنے ملک میں کس چیز پر یقین رکھتے ہیں؟
کیا ہم سرمایہ داری اور دولت پر یقین رکھتے ہیں یا پھر انسانی حقوق پر؟“

مگر ایک ایسا نظام کس طرح کام کر سکتا ہے جو منافع کی کسی ترغیب کے بغیر قائم کیا گیا ہو؟ نہ صرف یہ کہ منافع نہیں بلکہ منافع کی کوئی اُمید بھی نہیں۔ مسز کلنٹن جیسی ماہر قانون دان یقیناً اس بات سے واقف ہوں گی کہ سٹاک ہولڈرز اس قانونی نکتہ کو نظر انداز کرنے پر کارپوریٹ افسروں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اور بہت سے دوسرے سرمایہ دارانہ نظام کے اس معبد کا ایک ستون گرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نجی ایجادات‘ فروخت کنندگان اور ذاتی ملکیت

اسی طرح امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن اس معبد کا جو ایک اور قابل تعظیم ستون گرانے کی خواہشمند ہے وہ ہے موجد کو تحفظ اور حقوق کی سند دینا جو کہ موجد کو قابل تعظیم بناتی ہے۔ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن نے جدید طب اور جراحی کے طریقہ کار اور نئی ایجادات کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور پریکٹس کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ غیر اخلاقی ہے جو طب کی ترقی میں رکاوٹ بنے گا۔ یقیناً تھامس ایڈیسن اپنی قبر میں تڑپ رہا ہوگا۔

چند سال پہلے کلیولینڈ کے لوگوں کو اس وقت نہایت دکھ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا جب ”براؤنز“ کے مالک نے انہیں دھوکہ دیتے ہوئے اپنی فٹ بال ٹیم کو بالٹی مور منتقل کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر کیا یہ نجی ملکیت کا بنیادی اصول نہیں ہے کہ مالک زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے اپنی ملکیت کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے میں آزاد ہو؟ سینٹر جان گلین اور اوہائیو کے نمائندہ لوئی سٹاکس نے فرنچائز کو روکنے کے لیے قانون بنانے کے منصوبہ کا اعلان کیا۔

مقابلہ بازی اور انتخاب

امریکہ کے بہترین ''انتخاب'' کے فرضی نظریہ کے لیے داد و تحسین کہاں ہے؟ کتنے شہری ہیں جو اپنے ڈاک کے ڈبوں میں بے کار قسم کے ڈاک کے ڈھیر کو خوش آمدید کہتے ہوں گے یا ہر وقت اور ہر جگہ اشتہارات اور تجارتی مشہوریوں کے اژدہام میں اپنے اوسان برقرار رکھتے ہوں گے؟ ہر نئی آمد پر لوگ کراہ اٹھتے ہیں۔ لوگ آخر وہ کیوں نہیں سمجھتے جو انہیں سکھایا گیا ہے۔ کہ مقابلہ بازی کا رجحان ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے؟

جان کینتھ گالبریتھ کے مشاہدے کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ سوائے اقتصادی ماہرین اور فیڈرل ٹریڈ کمیشن کے کوئی منڈی کو نہیں مانتا اس نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اس فرضی مقابلہ میں شامل دیگر بڑی بڑی کارپوریشنوں کے ساتھ ساتھ قومی ادارے بھی قیمتوں کے تعین اور اس حوالے سے دیگر سازشی اقدامات میں ملوث پائے جاتے ہیں۔

غیر منافع بخش نعم البدل

ہو سکتا ہے کہ شہری اس نظام سے اور بھی زیادہ بیزار ہوں جتنا کہ ہم نے بیان کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ امریکی معاشرہ میں منافع بخش سکیموں کے مقابلہ میں غیر منافع بخش سکیموں کے لیے تعظیم اور بھروسہ بہت زیادہ ہے۔ کیا عوام ہلال احمر کا اتنا ہی احترام کرتے اگر یہ تنظیم منافع کے حصول کے لیے کام کر رہی ہوتی؟ کیا اس صورت میں انٹرنل ریونیو سروس اسے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیتی؟

ڈاکخانہ غیر منافع بخش ہونے کی صورت میں سستے نرخ اور ان کتابوں اور جرائد کے لیے جو اشتہار شائع نہیں کرتے کم نرخ کیوں مقرر کرتا ہے؟ ایڈز کا ٹیسٹ کرانے کے لیے لوگ عوامی ہسپتالوں میں زیادہ بھروسہ اور اطمینان کے ساتھ جاتے ہیں یا تجارتی پیمانوں پر چلائی جانے والی کسی لیبارٹری میں؟ ''تعلیمی'' یا ''عوامی'' ٹیلی وژن پر اشتہارات کیوں نہیں دکھائے جاتے؟ ان اساتذہ' پادریوں' نرسوں' سماجی کارکنوں اور رضا کاروں کے بارے میں امریکی کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچیں گے جو ایک لاکھ ڈالر سالانہ کے اضافہ کا مطالبہ کرتے ہیں؟ کیا لوگ یہ بات پسند کریں گے کہ چرچ آپس میں مقابلہ بازی کریں جس میں ایک نئے اور بہتر خدا کی فروخت کے لیے ہر لحاظ سے مکمل اشتہاری مہم بھی چلائی جائے؟

ان رویوں کا سرایت کر جانا اور پھر اس حوالے سے اکثر و بیشتر آواز اٹھانا لالچ اور خود غرضی کو نامنظور کرنے کا اظہار اور اس حقیقت سے اختلاف ہے کہ لالچ اور خود غرضی ہمارے سرکاری اور نظریاتی نظام کی بنیاد ہیں۔ یہ تقریباً ایسے ہی ہے کہ کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ نظام نے مزید کس طرح کام کرنا ہے یا وہ اس پر انحصار نہ کرنے کا فیصلہ کر لیں۔ حالات کس رخ کو جا رہے ہیں؟ کیا روسی اصلاح پسند سامراجیت کے آخری اور سچے معتقد کی حیثیت سے سب کچھ سمیٹنے والے ہیں؟

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکیوں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ وہ آخر وقت تک آزاد معیشت کے ساتھ رہیں گے۔ جو مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں ذرائع ابلاغ انہیں بلاناغہ ہر روز دہراتے ہیں۔ اس تمام قصہ میں سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ امریکی اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں کہ ان کے مختلف رویے آزاد معیشت کے مخالف فلسفہ کو جنم دینے کا باعث بن رہے ہیں اور یہی وہ ہے کہ وہ مروجہ سوچ پر یقین کر لیتے ہیں کہ حکومت مسئلہ ہے بڑی حکومت سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہ کہ ان کی نجات پرائیویٹ سیکٹر میں ہے جہاں آزاد معیشت کا حامی نظریہ براہ راست پھلتا پھولتا ہے۔

پس یہ ہی وجہ ہے کہ سماجی تبدیلی کے لیے سرگرم عناصر' جنہیں یقین ہے کہ امریکی معاشرہ کو مسائل کا سامنا ہے اس حوالے سے بالکل مایوسی اور بددلی کا شکار ہیں کہ کوئی بھی کارپوریشن یا نجی ادارہ منافع کے بل پر ان مسائل کو حل کرتے ہوئے امریکیوں کو یہ سمجھا سکے گا یہ حقیقت میں وہ اس پر یقین نہیں کرتے جس پر وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں یقین ہے۔ اور جو لوگوں کے ذہن میں یہ بٹھا سکے کہ اہم اور بڑے بڑے کاموں کی انجام دہی کے حوالے سے حکومت کا پرائیویٹ سیکٹر سے کوئی مقابلہ نہیں ہے حالانکہ یہ غلط اور گمراہ کن ہے کیونکہ حکومت نے ایک ناقابل یقین فوج تیار کی ایک لمحہ کے لیے اسے نظر انداز کر دیں کہ اس کا مصرف کیا ہے)' انسان کو چاند پر اتارا' بڑے بڑے ڈیم تعمیر کئے' عظیم الشان پارک' ریاستوں کو ملانے والا سڑکوں کا نظام' قیام امن کے ادارے' طلباء کے لیے قرضے' سماجی تحفظ' بینکوں میں جمع رقوم کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس، پنشن کے فنڈز کے غلط استعمال کی روک تھام، ماحولیات کے تحفظ کے ادارے، ستمونین، جی آئی بل اور بے شمار ادارے قائم کیے۔ مختصر یہ کہ حکومت جو کچھ کرنا چاہتی تھی اس نے بہت اچھے طریقے سے کیا یا پھر مزدور اور دیگر تحریکوں نے اس سے بہت کچھ کرایا جیسے کارکنوں کی صحت اور تحفظ کے معیار کا تعین اور خوراک بنانے والوں کو خوراک کے اجزاء کی تفصیلات پر مبنی فہرست مہیا کرنے کا پابند بنانا وغیرہ۔

سرگرم عناصر کو امریکی عوام وہ سب کچھ یاد دلاتے ہیں جو وہ پہلے سیکھ چکے ہیں مگر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بھول گئے ہیں کہ نہ تو انہیں حکومت میں کمی یا زیادتی کی خواہش ہے، نہ وہ بڑی یا چھوٹی حکومت چاہتے ہیں انہیں تو بس اپنی حکومت چاہیے۔

مندرجہ بالا باتوں میں سے کوئی بھی واحد عالمی طاقت کو دنیا پر سامراجی بنیاد پرستی کے نفاذ کے حوالے سے جاری ''جہاد'' سے باز نہیں رکھ سکتی۔

جہاد دن بدن سخت کیوں ہو رہا ہے؟......... چند مزید وجوہات۔

1987ء میں ہیرسٹ کارپوریشن کے ایک سروے کے مطابق نصف کے قریب بالغ امریکیوں کا خیال تھا کہ کارل مارکس کلے کا یہ نظریہ ''ہر ایک سے اس کی صلاحیت کے مطابق، ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق'' امریکی آئین میں ہونا چاہیے۔

مارک برزینسکی کے مطابق جو کہ زبگنیو کا بیٹا تھا اور سرد جنگ کے بعد وارسا میں فل برائٹ سکالر تھا: ''میں نے اپنے طلباء سے کہا کہ وہ جمہوریت کی تعریف کریں۔ مجھے امید تھی کہ جواب میں انفرادی آزادیوں اور منتخب اداروں پر طویل بحث شروع ہو جائے گی مگر مجھے اس وقت شدید حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب میرے طالب علموں نے کہا کہ ان کے نزدیک جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ عوام کو قابل احترام معیار زندگی، صحت کی سہولیات، تعلیم اور رہائش پوری ذمہ داری کے ساتھ فراہم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اسے سوشلزم کہہ لیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 27

آزاد ملک میں ایک دن

یہ سخت ترین سوال تسلسل کے ساتھ ہم پر اٹھتا ہے۔

اتنا سب کچھ کرنے کے باوجود وہ کس طرح بچ کر نکل سکتے ہیں؟

یہ کیسے ممکن ہے کہ امریکہ دنیا بھر کی اقتصادیات پر قابض ہو جائے' جمہوریتوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دے' خود مختار حکومتوں کے تختے الٹ دے' ان پر وحشیانہ تشدد کرے' ان پر کیمیاوی و حیاتیاتی حملے کرے' انہیں تابکاری کا نشانہ بنائے.......... وہ تمام جرائم جن کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے قول و فعل کے ششدر کر دینے والے تضاد کے ساتھ ذرائع ابلاغ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کرے.......... اس کے باوجود نہ تو دنیا کی بے رحمانہ مذمت کا نشانہ بنے' نہ سماجی شعور رکھنے والے لوگ اسے ملامت کریں' نہ اسے کسی کوڑھی کی طرح علیحدہ کر کے ڈال دیا جائے اور نہ ہی امریکی رہنما کبھی بھی انسانیت سوز جرائم کے الزام میں بین الاقوامی ٹریبونلز کے سامنے پیش ہوں.......... یہ کیسے ممکن ہے؟

اگر دنیا کی دیگر حکومتوں اور رہنماؤں کی تعلیم ملحوظ خاطر نہ ہو تو یہ سازش اور خاموشی کوئی معمہ نہیں ہے۔ یہ صرف چند آدمیوں کی خریداری کا معاملہ ہے جو لڑاکا طیاروں پائلٹوں گندم کے بدلے' قرضوں کی معافی' ورلڈ بینک آئی ایم ایف کی جانب سے دھمکیوں' رشوتوں' زور زبردستی' ذلت و خواری اور انا کا خاتمہ کر کے خریدے جا سکتے ہیں اور اگر یہ نہ کرنا ہو تو دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی قوم پرستی کی حوصلہ افزائی کر کے یا انہیں نیٹو' ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور یورپی یونین کی رکنیت پیش کر کے خرید لیا جاتا ہے۔

ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ فیدل کاسترو جیسے کسی سرپھرے سے واسطہ پڑ جائے جو نہایت ہی قابل احترام بین الاقوامی اعلیٰ سوسائٹی کے حلقہ میں شامل ہونے سے انکار کر دے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن انسانوں کی اکثریت کو، جن میں بے شمار متاثرین بھی شامل ہیں احتجاج کرنے سے کونسی چیز روکتی ہے۔ اگر وہ گولیاں نہ بھی چلائیں تو اس کی مذمت تو کر سکتے ہیں' اس کی مخالفت تو کر سکتے ہیں' اس پر لعنت تو بھیج سکتے ہیں۔

ایک سابقہ نو آبادی جس نے نئی زندگی کے لیے جدید دنیا کے وعدوں کو حیرت انگیز طریقوں سے پورا کیا کہ پورے طمطراق سے انیسویں صدی میں داخل ہوئی۔ پھر دوسری جنگ عظیم میں فسطائیت پر کامیابی حاصل کر کے بلندیوں کو چھولیا اور پھر امریکی سائنسی افسانہ تکنیکی فسوں کاری میں تبدیل ہوا اور اس نے چاند پر قدم رکھ کے خلا کو تسخیر کر لیا۔ سرد جنگ کے سوویت پراپیگنڈا نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا' نہ سرد جنگ کی سچائیوں نے اور نہ ہی دیگر سچائیوں نے کوئی نقصان پہنچایا۔

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے بعد کئی دہائیوں تک مغربی ممالک سے سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے دورے کرنے والے واپسی میں ان ملکوں میں اپنے ہم پیشہ افراد یا عام لوگوں سے سنی ہوئی کہانیاں باقاعدگی سے ساتھ لاتے تھے جیسے کہ شہری یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ امریکہ میں لوگ بے گھر ہیں یا وہاں قومی صحت کی انشورنس پالیسی نہیں۔ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ سب اشتراکی پراپیگنڈہ تھا۔ انہیں یقین کہ امریکہ اور برطانیہ میں حکومتیں خفیہ فیصلے نہیں کرتیں اور اگر کوئی سیاسی رہنما ایک جھوٹ بھی بولتا ہے تو اسے فارغ کر دیا جاتا ہے نکسن کی مثال سامنے ہے.......... ''ہمیں کبھی کبھار آپ کے سفارتخانہ سے ڈیلی میل (دی لندن ٹیبلائیڈ) مل جاتا ہے جس میں دنیا کی غیر متعصبانہ خبریں پڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔'' سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سوویت جنرل سٹاف کے سربراہ نے امریکی جوائنٹ چیفس آف سٹاف کے سربراہ کو بتایا کہ وہ یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا امریکی فوجی نہ تو بولنے سے ڈرتے تھے نہ اپنے افسروں کی دھمکیوں سے خوفزدہ ہوتے تھے۔

ان برسوں میں تیسری دنیا کے کئی رہنماؤں نے امریکی فوج کے دباؤ یا امریکہ کی جانب سے سیاسی دھمکیوں سے خوفزدہ ہو کر امریکی سرکاری اہلکاروں یہاں تک کہ براہ راست صدر کو درخواستیں پیش کی ہیں کہ وہ سب کچھ محض غلط فہمی تھی امریکہ نے کبھی بھی انہیں یا ان کی سماجی تبدیلیوں کی تحریکوں کو تباہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بہت سے دوسروں کے ساتھ ساتھ 1954ء میں گوئٹے مالا کے وزیر خارجہ' 1961ء میں برطانوی گیانا کے چیری جگن اور 1983ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گریناڈا کے موریس بشپ تک نے یہ درخواستیں پیش کیں۔ سب کو فنا کر دیا گیا۔ ہمارے پاس اس سلسلہ میں 1994ء کا ایک تازہ کیس موجود ہے۔ جو میکسیکو میں زیپاٹسٹا کے رہنما سب کمانڈر مارکوس کے حوالے سے ہے۔ مارکوس نے کہا کہ اسے امید تھی کہ ایک بار امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں اس پر متفق ہو گئیں کہ یہ تحریک کیوبا یا روس کے زیر اثر نہیں تو امریکہ زیپاٹسٹاز کی بھرپور حمایت کرے گا۔ آخرکار وہ اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ یہ میکسیکو کا مسئلہ ہے جو انصاف اور سچے مقاصد پر مبنی ہے۔

جناب مارکوس کی جرأت کو سلام پیش کرتے ہوئے تاریخی حقائق کے حوالے سے ایک اہم سوال کرنا نہایت ضروری ہے کہ کئی سال تک امریکہ مارکوس کے حامیوں اور اس سے پہلے خود مارکوس کو ختم کرنے کے لیے میکسیکو کی فوج کو اسلحہ اور تربیت فراہم کرتا رہا ہے۔

جب 1999ء کے موسم بہار میں امریکہ نے سربیا پر بمباری کی تو سربیائی ششدر رہ گئے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان کا محبوب امریکہ' ان کا پیارا امریکہ ان کے ساتھ یہ سب کیسے کر سکتا تھا۔ اس حوالہ سے واشنگٹن پوسٹ نے بلغراد کے ایک خاندان سے انٹرویو کیا جو امریکہ کا بہت بڑا حامی اور پرستار تھا۔ شوہر نے اعلان کیا کہ ''ہمارے لیے امریکہ سے نفرت کرنا بے حد مشکل ہے۔ ہم نے ہمیشہ امریکی طرز زندگی کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ نہ کہ روسی طرز زندگی۔'' اخبار نے مزید لکھا کہ ''یہ حقیقت انہیں حواس باختہ کر رہی ہے اور ان کے لیے بہت بڑے صدمہ کا باعث ہے کہ امریکہ ان پر بمباری کر رہا ہے۔''

کوسووا کے دارالحکومت پرسٹینیا سے تعلق رکھنے والا ایک سربیائی شاعر الیگزینڈ سمووچ امریکی بمباری کی وجہ سے دکھ اور صدمہ کی کیفیت میں مبتلا تھا اسی بمباری جس نے اس کی زندگی اور اس کے شہر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ باب ڈیلن کا پرستار' جاز کا شیدائی اور مترنم شاعروں کا مداح ہے۔ اب بھی جب وہ جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھتا ہے اور یہ تصور کرتا ہے کہ وہ کسی اور ملک میں رہائش پذیر ہے تو وہ ملک امریکہ جیسا ہی ہوتا ہے۔''

روس میں اکثریت نے اس بمباری کی شدید مخالفت کی وہ بھی حیران پریشان تھے کہ اس بمباری کا' اس تباہی کا ذمہ دار امریکہ ہے۔

امریکی ذرائع ابلاغ نے ہمیں بتایا کہ روس میں امریکہ کی مخالفت میں بے پناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہو گیا۔ بالکل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے امریکہ کا یہ جنونی روپ روس کے سامنے پہلی بار ظاہر ہوا ہو' اس پر پہلی بار انکشاف ہوا ہو کہ امریکہ اس کا مخالف ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے۔ اسے معصومیت کہیں یا دیوانگی۔

جب امریکہ نے بلغراد میں چین کے سفارتخانہ کو میزائلوں سے نشانہ بنایا تو چینیوں کا پہلا ردعمل غیر یقینی کا تھا کہ جیسے انہیں اس بات پر یقین ہی نہ ہو بیجنگ یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے اس حوالے سے کہا کہ "میرے ذہن میں پہلا خیال یہ ہی آیا تھا کہ امریکہ ایسا کر ہی نہیں سکتا یہ یقیناً کسی دہشت گرد کی کارروائی ہے اور اسے ہی مورد الزام ٹھہرانا چاہیے۔ مگر جب حقیقت سامنے آ گئی کہ یہ امریکہ نے ہی کیا ہے تو مجھے اس سے شدید دکھ اور تکلیف پہنچی۔ میں نے بے شمار امریکی فلمیں دیکھ رکھی ہیں مجھے یقین تھا کہ امریکہ انسان دوست اور انصاف پسند ہے۔"

ایک سینئر چینی اہلکار نے کہا "تم ہم میں سے اکثر کے آئیڈیل تھے اور اب تمہارے بموں نے ہمارے لوگوں کو مار دیا ہے۔"

یہ رویہ صرف ان چینیوں تک محدود نہیں جنہوں نے کبھی امریکہ کی سرزمین پر قدم تک نہیں رکھا بلکہ امریکہ میں رہائش پذیر چینی بھی نہایت دکھ اور مایوسی کا شکار ہوئے ہیں۔ سٹانفورڈ یونیورسٹی کے ایک چینی طالب علم نے اپنے احساسات بیان کرتے ہوئے کہا کہ "ہم نے امریکہ کو مثالی نمونہ بنایا ہوا تھا۔ ہم اس کی خوبیوں کے سوا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے تھے مگر اب تم نے ہمارے لوگوں کو مار ڈالا ہے اور اس کے ساتھ ہی امریکہ کے ساتھ ہماری محبت ختم ہو گئی ہے۔"

اس سادگی پر کون نہ مر جائے...... امریکہ سے یہ محبت' یہ عاشقی یقیناً اس بوڑھی اور تھکی ہوئی دنیا نے امریکہ کے حوالے سے کبھی گناہ کا تصور تک نہیں کیا۔ امریکہ' ایڈورٹائزنگ اور تعلقات عامہ کا موجد اور مصلح' دنیا بھر میں فلموں' ٹی وی پروگراموں' کتابوں' رسائل و جرائد اور موسیقی کا سب سے بڑا خالق اور تقسیم کار' 100 سے زائد ممالک میں قائم اس کی لائبریریاں دنیا بھر میں امریکہ کے بارے میں معلومات کا اہم ترین ذریعہ' اور پھر وائس آف امریکہ جس کے 90 ملین سامعین دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں...... امریکہ' واحد انفارمیشن سپر پاور' دنیا بھر کے لیے اطلاعات و معلومات کا واحد منبع جس نے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دنیا بھر کو اپنے سحر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا کر رکھا ہے' لوگوں کے دلوں اور ذہنوں کو مکمل طور پر اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے اور اب اسے نسلوں تک پہنچانے کے لیے اپنا پوری قوت صرف کر رہا ہے۔

مورخ کرسٹوفر سمپسن ''علم استبداد'' کے موضوع پر اپنی تحقیق میں لکھتا ہے کہ ''فوج' خفیہ ایجنسیوں اور پراپیگنڈہ ایجنسیوں جیسے کہ محکمہ دفاع اور سی آئی اے نے جنگ عظیم دوم کے بعد نسلوں پر تحقیقات کے لیے ہر طرح سے مدد فراہم کی جس میں ترغیب کا فن' آراء کی پیمائش' تحقیق و تفتیش' سیاسی وفوجی تیاری' نظریہ کی ترویج اور متعلقہ سوالات وغیرہ شامل تھے۔''

امریکہ کو بیچنے میں تھوڑی سی ہی کسر رہ گئی ہے۔1999ء میں کلنٹن انتظامیہ نے اعلان کیا کہ وہ ''غیر ملکی حاضرین پر اثر قائم کرنے کے لیے'' بین الاقوامی معلومات عامہ کا ایک نیا گروپ تشکیل دے رہی ہے جس کا مقصد امریکہ کی خارجہ پالیسی کی حمایت کرنا اور امریکہ کے دشمنوں کے مذموم عزائم اور پراپیگنڈہ کو ناکام بنانا ہوگا۔ بین الاقوامی معلومات عامہ (انٹرنیشنل پبلک انفارمیشن) کے منشور کے مطابق ''بین الاقوامی فوجی معلومات پر قابو پانے کا مقصد جذبات' مقاصد' اداروں اور دلائل پر اثر انداز ہونا اور پھر بالآخر غیر ملکی حکومتوں' تنظیموں' گروہوں اور افراد کو مکمل طور پر اپنے دائرہ اثر میں لانا ہے۔''

''یہ ایک آزاد ملک ہے۔''

یہ تصور ماں کے دودھ کے ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے۔

''یہ ایک آزاد ملک ہے۔''

امریکہ میں پرورش پانے والا اس وقت تک یہ الفاظ سنتا ہے جب تک کہ اس کے ذہن کے بیچ سننے والے خانے میں یہ اچھی طرح نہ بیٹھ جائیں۔

''یہ ایک آزاد ملک ہے۔''

دنیا میں کتنے لوگ ہیں جنھوں نے امریکہ کے ساتھ اپنی محبت میں اس مقولہ کو بنیادی عنصر کی حیثیت دی؟

''یہ ایک آزاد ملک ہے۔''

بہت سے امریکیوں اور غیر ملکیوں کے ذہنوں میں شعوری یا لاشعوری طور پر یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ یہ مقولہ امریکہ کو جو کچھ بھی وہ اپنے ملک میں یا دنیا بھر میں کر رہا ہے اس کا اخلاقی حق فراہم کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ ایک آزاد ملک ہے۔"

مندرجہ ذیل تحریر کو صحیح کی حیثیت سے پڑھیے۔

کھلے عام یا خفیہ' قانونی یا غیر قانونی طور پر فوجی صنعتی کمپلیکس نے قیدی صنعتی کمپلیکس کے ساتھ اپنی قوتیں مجتمع کر لیں اور پھر طاقت کو مزید بڑھانے کے لیے قومی سلامتی پولیس کمپلیکس کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا اور اب یہ طاقت ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر منشیات کے اور امریکی عوام اور حقوق کے قانون کے دشمنوں کے خلاف جنگ میں مصروف ہے۔ یہ طاقت جو خود ہی اپنی بقاء' عظمت اور بڑائی کی شیدائی ہے نے عوام کو قائل کر لیا کہ اس کی مدد کے بغیر وہ تباہ ہو جائیں گے۔ اگر انہوں نے اس کی طوفانی قوتوں کی مدد حاصل نہ کی تو سب کچھ تہہ و بالا ہو جائے گا اور شہریوں کا تحفظ اور سلامتی مصنوعی طور پر زندہ رکھنے والی مشین کے رحم و کرم پر ہو گی۔ اس منصوبہ میں بے غیرت قانون سازوں' ناکارہ نظام عدل' فریادی ذرائع ابلاغ اور ایک صدر بل کلنٹن کی شمولیت ناگزیر تھی' جنہوں نے شہری آزادیوں کے حوالے سے کالم لکھنے والے "نیٹ ہینٹوف" کے الفاظ میں "اس صدی میں...... ہمارے آئینی حقوق اور آزادیوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔"

کسی بھی دن' آج کے جیسا ہی کوئی دن' یا گذشتہ ماہ کے دوران کسی دن' یا پھر گذشتہ سال جو کچھ ہوا' جو بھی واقعات ہوئے' جو بھی کارروائیاں ہوئیں وہ امریکہ میں آج بھی کسی نہ کسی جگہ بالکل اسی طرح ہو رہی ہیں۔ بار بار یقین دلایا جاتا ہے کہ بہت سی بداعمالیاں' بری عادتیں ترک کر دی گئی ہیں مگر پھر انکشاف ہوتا ہے کہ تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ وہ آج بھی مستقل طور پر جاری ہیں۔

یہ غور طلب بات ہے کہ شہری آزادیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے بے حد تشویش کا اظہار کیا جاتا ہے مگر حیرت ہے کہ معاشی خلاف ورزیوں کے بارے میں کبھی پریشانی ظاہر نہیں کی جاتی حالانکہ یہ براہ راست انسانی صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

خارجہ معاملات کے حوالے سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ بہت سی خلاف ورزیوں کو مقامی رنگ دے دیا جاتا ہے تاکہ امریکی شہریوں کو فرضی خطرہ سے خوفزدہ کر کے مختلف پالیسیوں کے نفاذ کے سلسلہ میں ان کی حمایت حاصل کر لی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے زیادہ لاچار اور مایوس غلام کوئی نہیں ہو سکتا جو جانتے بوجھتے اس جھوٹ پر یقین رکھتے ہوں کہ وہ آزاد ہیں۔ (جان وولفنگ وان گوئٹے)

O ہر ریاست میں پولیس' قومی گارڈ اور اکثر اوقات فوجی دستوں کی جانب سے منشیات کے خلاف جنگ کی آڑ میں ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ لوگوں کے گھروں کی خفیہ نگرانی کرنا' سڑکیں بند کر دینا' زبردستی تفتیش کرنا' خوف و ہراس پھیلانا اور طاقت کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کر کے رہائشیوں کو خوفزدہ کرنا معمول بن گیا ہے۔

O سینکڑوں امریکی شہروں میں نوجوانوں کو رات کے کرفیو کی خلاف ورزی کے الزام میں پکڑ لیا جاتا ہے اور بہت سے تو دن کے کرفیو کی خلاف ورزی کے الزام میں بھی دھر لیے جاتے ہیں۔

O سی آئی اے' ایف بی آئی اور دیگر وفاقی ایجنسیاں ان دستاویزات کی بازیابی کے لیے عدالتی احکامات کو نظر انداز کر دیتی ہیں جن کی اٹارنی کو ریاستی عدالتوں میں قومی سلامتی کے کیسوں کے سلسلہ میں اپنے مؤکل کے دفاع کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔

O امریکہ میں رہنے والے کیوبا' لیبیا' عراق' شمالی کوریا' ایران' یوگوسلاویہ اور ایسے ہی کسی ملک کا سفر کرنے' وہاں پیسے خرچ کرنے یا بحری جہازوں کے ذریعہ مختلف اشیاء وہاں لے جانے کے جرم میں وفاقی حکومت کے مسلسل عتاب کا نشانہ بنے رہتے ہیں جس میں سزائیں' جرمانے اور دھمکیاں شامل ہوتی ہیں۔ ان ملکوں سے تعلق رکھنے والے جو اقوام متحدہ کے مشن کے تحت نیویارک یا واشنگٹن میں انٹرسٹ سیکشن کا دورہ کرتے ہیں ان کی ایف بی آئی کی جانب سے مسلسل نگرانی کی جاتی ہے اور انہیں ہر لحہ تصاویر اترنے کا' ایف بی آئی کی جانب سے فون کالز یا تفتیش کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

O سی آئی اے منتخب ملکوں سے آنے والی یا وہاں بھیجی جانے والی ڈاک خفیہ طور پر کھول کر پڑھتی ہے۔ یہ اخلاقیات سے گری ہوئی حرکت ہے تو کیا ہوا؟ امریکیوں کے خطوط' خواہ وہ ملک کے اندر یا کسی دوسرے ملک بھیجے جائیں پڑھنا ایف بی آئی کے فرائض میں شامل ہے۔ دونوں اپنا اپنا کام پوری ''جانفشانی'' سے کر رہی ہیں۔

O مغربی ریاستوں میں پولیس اور فیڈرل بارڈر پٹرول ایجنٹس پیدل چلنے والوں اور موٹر سائیکل سواروں کو پکڑ کر روک لیتے ہیں کیونکہ وہ دیکھنے میں ہسپانوی لگتے ہیں اور انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کا ثبوت پیش کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ امریکہ میں قانونی طور پر مقیم ہیں۔

O ہائی وے پر موٹر سائیکل سواروں کو منشیات کی جانچ پڑتال کے لیے روک لیا جاتا ہے۔ زیادہ تر سیاہ فاموں اور ہسپانویوں کو روکا جاتا ہے کیونکہ منشیات لانے لے جانے کے لیے نسل پرستی کی بنیاد پر ملازم رکھے جاتے ہیں۔ پولیس سیاہ فاموں کو ننگا کر کے تلاشی لیتی ہے اور ان کے اعضائے تناسل اور مقعد کے مقامات پر روشنی ڈال کر چیکنگ کی جاتی ہے۔

آئی این ایس 18 سال سے کم عمر بچوں کو پکڑتی ہے جن میں سے زیادہ تر لاطینی امریکی یا چینی ہوتے ہیں۔ انہیں کئی کئی ماہ تک قید میں رکھا جاتا ہے۔ نہ تو انہیں ان کے حقوق سے آگاہ کیا جاتا ہے نہ ہی انہیں کسی وکیل سے یا اپنے کسی رشتہ دار سے رابطہ کرنے دیا جاتا ہے۔ غالباً انہیں اس طرح پکڑنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کے غیر قانونی طور پر مقیم والدین انہیں چھڑانے کے لیے آئیں تو انہیں حراست میں لے لیا جائے۔

O نجی کارپوریشنیں اپنے ملازمین کی فون کالز' وائس میل ریکارڈ کرتی ہیں' ان کی ای میل اور کمپیوٹر فائلیں پڑھتی ہیں' ان کا روزنامچہ چیک کرتی ہیں کہ وہ کونسی ویب سائٹ دیکھتے ہیں' کام کے دوران ان کی ویڈیو بنائی جاتی ہے' لاکر رومز غسلخانوں میں دوطرفہ آئینوں اور خفیہ کیمروں کے ذریعہ ان کی نگرانی کی جاتی ہے' ان کے خاندان دوست احباب اور ہر ملنے جلنے والے کا بھی مکمل ریکارڈ رکھا جاتا ہے' ان کے دفتروں کو کھنگالا جاتا ہے' ہوائی اڈہ کی طرز کی برقی تلاشی لی جاتی ہے' منشیات چیک کرنے کے لیے ان کے پیشاب کا ٹیسٹ لیا جاتا ہے' ان کے پس منظر کے حوالے سے ہر چھوٹی بڑی تفصیل معلوم کی جاتی ہے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ ان کے رویہ پر خصوصی نظر رکھی جاتی ہے کہ ملازمت کے دوران ان کا رویہ غلامانہ اور مسکینوں والا ہوتا ہے یا یہ کہ ان کی کوئی بھی حرکت کبھی کسی خطرہ کا احساس تو نہیں دلاتی۔

O اپنا پولیس کی نیول اکیڈمی میں تقریباً 300 طلباء پر مشتمل ایک شرارتی گروپ کا ہر ہفتہ پیشاب ٹیسٹ کیا جاتا ہے جبکہ دیگر سکولوں میں طلباء کو ٹریک ٹیم اور شطرنج کے کلب میں شمولیت کے وقت' تفریح یا مطالعاتی دورے پر جاتے ہوئے اور ڈرائیو پر جانے سے پہلے اور آنے کے بعد پیشاب کا ٹیسٹ لازمی طور پر کرانا ہوتا ہے۔ سکولوں کی یہ پالیسیاں عدالت سے باقاعدہ طور پر منظور شدہ ہیں۔

O نیوجرسی میں ریاست کے گھڑ سوار سپاہیوں کے پاس ہوٹلوں کے ملازمین اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیوجرسی کی محصول چونگیوں کی مکمل فہرست ہوتی ہے۔ ہر آنے جانے والے پر نظر رکھنے کے لیے وہ ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھتے ہیں۔ ہوٹل کے ملازمین کو ہدایت ہوتی ہے کہ جیسے ہی انہیں کوئی مہمان مشکوک محسوس ہو وہ گھڑسوار سپاہی دستے کو اطلاع دیں۔ مشکوک کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ اگر کوئی مہمان اپنے کمرے کا کرایہ کیش کی صورت میں دے یا پھر وہ فون کالز سن کر گھبرا جائے ہیجان میں مبتلا ہو جائے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مشتبہ شخص ہے اور اس پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ سپاہی دستوں کو ہوٹل کے مینجر کی طرف سے مکمل اجازت ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی قسم کے وارنٹ کے کریڈٹ کارڈ کی رسیدوں اور مہمانوں کے رجسٹریشن فارمز کی چھان بین کر کے مشکوک مہمان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لیں۔

سپاہیوں کے یہ دستے ہوٹل کے ملازمین کے لیے خفیہ نگرانی کے سیمینار کا بھی اہتمام کرتے ہیں جن کے ذریعہ انہیں مہمانوں میں سے منشیات کے بیوپاریوں کا کھوج لگانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ منشیات کے بیوپاریوں کے سلسلہ میں جو نشانیاں انہیں بتائی جاتی ہیں ان میں نسل اور ہسپانوی زبان سرفہرست ہوتی ہے۔

فیڈرل ایمرجنسی مینجمنٹ ایجنسی (ایف ای ایم اے) اجنبیوں، انتہا پسند گروہوں اور دیگر ناپسندیدہ افراد کی تازہ ترین فہرستیں مرتب کرتی ہے تاکہ کسی بھی قسم کی ہنگامی صورتحال میں انہیں فوری طور پر حراست میں لے لیا جائے۔

O امریکہ میں قائم 50 سے زائد نام نہاد "بوٹ کیمپوں" میں سے ایک میں بچوں کو قید کر کے رکھا جاتا ہے۔ یہاں ان بچوں کو سزا کے طور پر اتنا بھگایا جاتا ہے کہ ان کے پیروں میں سے خون بہہ بہہ کر جوتوں میں سے رسنے لگتا ہے۔ اس دوران ایک بچہ جان بحق بھی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ان بچوں کو اکثر اوقات یا تو باندھ دیا جاتا ہے یا پھر ان کو ہتھکڑیاں پہنا کر رکھا جاتا ہے۔

O حاملہ عورتوں کو منشیات کے استعمال کے الزام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے خواہ ان کا بچہ بالکل صحتمند ہی کیوں نہ پیدا ہو انہیں زیر حراست رکھا جاتا ہے۔ دراصل منشیات سے متاثرہ بچہ کا خطرہ ایک بہانہ ہے۔

O سرکاری ایجنسیاں اور پرائیویٹ کارپوریشنیں ہم جنس پرست جوڑوں اور غیر شادی شدہ مخالف جنس جوڑوں کو وہ مراعات نہیں دیتیں جو وہ شادی شدہ مخالف جنس جوڑوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراہم کرتی ہیں۔ ہم جنس پرستوں کو فوج سے نکال دیا جاتا ہے خواہ ان کے خلاف اس حوالہ سے کسی بھی قسم کی غیر اخلاقی حرکت کا کبھی الزام تک نہ لگا ہو۔

O بین الاقوامی' وفاقی' فوجی' ریاستی اور قانون نافذ کرنے والے ادارے' خفیہ ایجنسیاں اور پرائیویٹ ادارے' آئرش اور مشرق وسطیٰ کے حامی گروپوں' انسانی حقوق' تارکین وطن کے حقوق' شہری آزادیوں' جیل کی اصلاحات' اقلیتوں' مزدوروں' ماحولیات' جانوروں کے حقوق' ایٹمی طاقت کے لیے کام کرنے والوں اور سامراجیت مخالف عناصر کے خلاف مستقل نوعیت کے اقدامات کر رہی ہیں جن میں ان کے لیے قدم قدم پر رکاوٹیں کھڑی کرنا' فنڈز کا خاتمہ پابندیاں' ہر قسم کی امداد روکنا' نت نئے قوانین کا نفاذ اور جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ان کی ہر لحہ خفیہ نگرانی وغیرہ شامل ہیں خواہ ان عناصر کے کبھی بھی کسی قسم کی غیر قانونی سرگرمیوں یا پر تشدد کارروائیوں میں ملوث ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو۔

ایف بی آئی اور پولیس اجلاس اور مظاہروں میں شرکت کرنے والوں کی نیم پلیٹیں نوٹ کرتی ہیں' لوگوں کی خفیہ طور پر تصویریں بنائی جاتی ہیں' ان گروپوں میں داخل ہو کر مخبری کرانے کے لیے ادائیگیاں کی جاتی ہیں' دفتروں کے تالے توڑ کر ڈاک اور امداد فراہم کرنے والوں کی فہرستیں چرائی جاتی ہیں' فائلوں کے ذریعہ محض خوفزدہ کرنے اور ڈرانے دھمکانے کے لیے گرفتاریاں عمل میں لائی جاتی ہیں (گرفتار پہلے کر لیا جاتا ہے جبکہ الزامات بعد میں عائد کئے جاتے ہیں)' ایف بی آئی والے ان گروپوں کے اراکین کے گھروں اور کام کی جگہوں کے چکر لگاتے ہیں' بیورو کی طرف سے ان لوگوں کے بارے میں ان کے کولیگز کو بے نام خطوط بھیجے جاتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ دراصل یہ مخبر ہیں۔ اسی قسم کے زہریلے پراپیگنڈہ سے بھرپور خطوط ان کے دفتر کے مالکان' مالک مکان اور شریک حیات کے نام بھی بھیجے جاتے ہیں جن کا مقصد زیادہ سے زیادہ پریشان کرنا ہوتا ہے۔

O ائیرپورٹ پر مسافروں کو مشکوک قرار دے کر تفتیش کے لیے نہ صرف کئی گھنٹوں بلکہ کئی دنوں تک روک لیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس چکر میں ان کی فلائٹ چھوٹ جاتی ہے ان مسافروں کو ان کی قومیت' زبان' ظاہری شکل وصورت' سفر کے مقصد اور دیگر پیمانوں کی بنیاد پر مشتبہ دہشت گرد قرار دیتے ہوئے بغیر کسی وارنٹ کے روک کر شامل تفتیش کر لیا جاتا ہے۔ انہیں ننگا کر کے تلاشی لی جاتی ہے جس میں جسمانی اعضاء کی تلاشی' ایکسرے' زبردستی دافع قبض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادویات کھانے پر مجبور کرنا اور انکی آنتوں کی حرکات کا معائنہ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

O ایف بی آئی لائبریریوں کو بطور خاص ان سائنسی اور فنی کتابوں کی رپورٹ ارسال کرنے پر مجبور کرتی ہے جن کے نام غیر ملکی لگتے ہیں اور جن کی زیادہ مانگ ہوتی ہے۔ (جب اس پروگرام کا پہلی بار انکشاف ہوا تو اس پر بہت تنقید کی گئی جس پر ایف بی آئی نے تنقید کرنے والوں کے بارے میں چھان بین شروع کر دی)

O ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن (ڈی ای اے) پبلشروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اسے ان لوگوں کے ناموں کی فہرست فراہم کریں جو مریجوانہ کی کاشت کے بارے میں کتابیں خریدتے ہیں۔

O اکثر اوقات خاتون پولیس افسر فاحشہ کے روپ میں مردوں کو زنا کے لیے لبھاتی ہیں اور پھر پولیس فاحشاؤں کے گاہکوں کی گاڑیاں اپنے قبضہ میں لے لیتی ہے اس بات سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی کہ یہ گاڑی اس کی ملکیت ہے یا نہیں۔

پولیس افسر فاحشاؤں کو گرفتاری کی دھمکیاں دے کر ان کے ساتھ زنا کرتے ہیں۔

O اسقاط حمل کی خواہشمند خواتین کو اپنے راستہ میں ریاستی اور وفاقی حکام کی جانب سے بے شمار رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

O ایف بی آئی یا پولیس کی جانب سے اچھی شہرت کے حامل اور رحمدل سیاہ فام منتخب اہلکاروں کو گرفتار کرنے کی نہایت تکلیف دہ کارروائیاں عمل میں لائی جارہی ہیں (اس سلسلہ میں واشنگٹن ڈی سی کے سابق میئر میرین بیری کا کیس نہایت نمایاں ہے)

O نسلی تعصب کی وجہ سے لوگوں کو ملازمت اور گھروں سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔

O بے شمار غیر ملکی دانشوروں' عالموں اور سرگرم عناصر کو امریکہ میں ہونے والی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے امریکہ میں داخلے کی اجازت اس لیے نہیں دی جاتی کہ ان کے نظریات یا پھر اس کانفرنس کے نظریات امریکی محکمہ خارجہ کی نظر میں ناپسندیدہ ہوتے ہیں۔

O لسانی اقلیتیں "صرف انگریزی" تحریک کی جانب سے مسلسل ذلت وتحقیر اور زیادتیوں کا نشانہ بن رہی ہیں۔

O امریکی حکومت کے ایجنٹ بعض لوگوں کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں بمباری کی طرز کی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر دہشت گرد کارروائیاں کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

O جج آپ کو قید کی سزا سناتا ہے اور پھر جیل کے افسر آپ کو جہنم میں پھینک دیتے ہیں...... قیدیوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے جاتے ہیں اور انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کتوں کی طرح پلیٹ میں منہ ڈال کر کھانا کھائیں اور اپنے چہرے پر ملیں۔ منشیات کے جرائم میں سزا پانے والے غیر تشدد پسند قیدیوں کو باوجود عدالتی حکم' خطرناک قاتلوں' زانیوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ رکھا جاتا ہے...... محافظ قیدیوں کی ٹانگوں کے درمیان ٹھڈے مارتے ہیں اور ان پر کتے چھوڑ دیتے ہیں...... محافظ قیدی عورتوں کو بے رحمی سے مارتے ہیں۔ انہیں بے آبرو کرتے ہیں انہیں مرد قیدیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیتے ہیں اور پھر انہیں باقاعدہ طوائفیں بنا دیا جاتا ہے۔ انہیں اصلاحی افسروں کے ساتھ بے لباس ہو کر جنسی حرکات کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے (14 ریاستوں میں اصلاحی افسروں کا قیدی عورتوں کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنا قانون کے خلاف نہیں ہے) محافظ قیدی عورتوں کی قابل اعتراض حالت میں تصاویر بناتے ہیں' دونوں جنس کے قیدیوں کو بالکل بے لباس یا صرف زیر جاموں میں رکھا جاتا ہے اور مخالف جنس کی جانب سے ان کی نگرانی ہوتی ہے...... مرد قیدیوں کو کسی بھی قسم کی سزا کے خوف کے بغیر قتل کر دیا جاتا ہے...... محافظ آنسو گیس استعمال کرتے ہیں' قید خانوں میں قیدیوں کے ہاتھ باندھ کر ان کے جسم کے نازک حصوں پر مرچیں اور جاوتری چھڑکی جاتی ہے...... قیدیوں کو دوسرے قیدیوں کی جانب سے ہونے والے جنسی یا جسمانی حملوں سے نہیں بچایا جاتا...... قیدیوں کو ہر وقت ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا جاتا ہے' یہاں تک کہ رفع حاجت یا نہاتے وقت بھی انہیں ان سے چھٹکارا نہیں ملتا...... جیل افسران کی جانب سے محافظوں کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے کے خطرہ کے پیش نظر کیلیفورنیا کے اصلاحی افسران کی یونین کے افسران عامہ اور قانون دانوں کے ساتھ وسیع سیاسی رابطے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محافظ کسی بھی قسم کی سزا کے خوف کے بغیر اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔

O امریکہ میں قیدیوں کی تعداد 20 لاکھ سے زائد ہو گئی ہے اور ان کے حقوق مستقل طور پر چھینے جا رہے ہیں۔ انہیں تعلیم' فنی تربیت' مطالعاتی مواد کی فراہمی' کھیل' ورزش' قیدیوں کے قانون سے متعلق لائبریری' مفت قانونی مشاورت' اپنے کیسوں کے سلسلہ میں اپیل کی آسانی اور ذرائع ابلاغ تک رسائی کی جو سہولیات فراہم کی جاتی تھیں آہستہ آہستہ سب چھینی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارہی ہیں۔اب یہ حال ہے کہ ان کے لیے رہنا' کھانا اور ڈاکٹر تک رسائی بھی اذیتناک اور مشکل ترین ہوتی جارہی ہے۔ ان کے لیے اپنا سامان وصول کرنے پر پابندی عائد کردی گئی ہے' انہیں داڑھی اور بال منڈوانے پر مجبور کیا جاتا ہے' ہفتہ میں ایک بار چند منٹ سے زیادہ فون پر بات کرنے کی اجازت نہیں ہوتی' مہینہ میں ایک بار اہلخانہ سے ایک گھنٹہ کی ملاقات اور اس دوران اہلخانہ کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیا جاتا ہے' انہیں عریاں کر کے ان کی مکمل تلاشی لی جاتی ہے۔ قیدیوں کو ان کے اہلخانہ سے دور دراز مقامات پر جیلوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے' ایڈز اور دیگر جان لیوا امراض میں مبتلا مریضوں کے علاج معالجہ سے انکار کر دیا جاتا ہے' دمہ کے مریضوں کی مناسب دیکھ بھال نہیں کی جاتی' نفسیاتی مریضوں کو دوائیں اور بلڈ پریشر کے مریضوں کو مناسب خوراک فراہم نہیں کی جاتی۔ قیدیوں کو ہفتہ میں صرف چند گھنٹوں کے لیے تازہ ہوا میں لایا جاتا ہے ورنہ وہ دن رات قیدخانوں میں پڑے رہتے ہیں جہاں 24 گھنٹہ ان کے سروں پر بلب جلتے رہتے ہیں۔

O ورجینا میں بگ سٹون گیپ کے مقام پر 3,000 فٹ کی بلندی پر ایک نیا جیل تعمیر کیا گیا ہے جہاں ہر قید خانہ میں کھڑکیاں رکھی گئی ہیں تاکہ قیدی نیچے وادی کا نظارہ کر سکیں۔ جیل حکام ان کھڑکیوں کو بند کرانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں تاکہ قیدی باہر نہ دیکھ سکیں۔

O سرکاری ایجنسیاں کئی لوگوں کے بینک اکاؤنٹ اس شبہ میں منجمد کر دیتی ہیں کہ وہ دہشت گردوں کے ساتھی ہیں مگر بعد میں ثابت ہوتا ہے کہ ان کا شک غلط تھا اور وہ شریف شہری ہیں۔

O تعلیمی اداروں کو اپنے ہاں فوجی اہلکاروں کی تعیناتی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے تاکہ طلباء کی امداد اور دیگر مقاصد کے لیے جاری ہونے والی سرکاری گرانٹس کا سلسلہ نہ رک جائے۔

O امریکی فوج مقامی طور پر فوجی مشقوں میں مصروف رہتی ہے جس کی ایک مثال میساچوسٹس میں ہونے والی حالیہ مشق ہے:

''گذشتہ ہفتہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ نیوی کے اہلکاروں کو بعض اہم عمارتوں کی چھتوں پر اتارا گیا جہاں سے وہ عمارتوں میں داخل ہوئے اور مصنوعی دھماکوں اور فائرنگ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دی جس سے لوویل کی نصف سے زیادہ آبادی جاگ گئی' دھماکوں نے انہیں بری طرح ہراساں کر کے رکھ دیا تھا۔ اس سے قبل اسی روز شام کو اس وقت ہمارے گھر بری طرح بھونچال کی زد میں آئے تھے اور کھڑکیاں ٹوٹ گئی تھیں جب کئی ہیلی کاپٹرز بمشکل 200 فٹ کی بلندی پر ہمارے سروں پر سے اڑتے ہوئے گئے تھے۔"

امریکہ میں ہونے والی کئی مشقوں میں فوج جان لیوا گولہ بارود استعمال کرتی ہے۔

O ایک ڈرائیور نے' جسے پولیس نے زبردستی روک لیا تھا اپنے ساتھ پولیس کی بدسلوکی کے واقعہ کو ریکارڈ کر لیا۔ جب وہ اس بدسلوکی کی شکایت بمعہ ثبوت لے کر مقامی پولیس سٹیشن گیا تو اس سے ٹیپ چھین لی گئی اور پھر اس پر غیر قانونی ریکارڈنگ کا الزام عائد کر کے گرفتار کر لیا گیا۔

O بسوں اور ریل گاڑیوں میں ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن کے اہلکار مسافروں کے سامان کی زبردستی تلاشی لینے کے لیے سوار ہو جاتے ہیں اور مسافروں کو یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ انہی کے مفاد میں کیا جا رہا ہے۔

O قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار کسی کے بھی گھر میں گھس کر اس پر منشیات یا کسی بھی قسم کا الزام عائد کر کے اس کا کمپیوٹر اٹھا کر لے جاتے ہیں...... وہ یہ کمپیوٹر اپنے دفتر میں لے جاتے ہیں جہاں ذاتی فائلیں اور میلز پڑھنے کے لیے انہوں نے ملازم رکھے ہوتے ہیں۔ کمپیوٹر ایک بار کسی گھر سے اٹھا کر لے جائیں تو پھر اس بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ کب واپس آئیں گے۔ آئیں گے بھی یا نہیں؟

O میامی اور نیوجرسی میں جو لوگ کاسترو مخالف پارٹی کی حمایت نہیں کرتے مستقل طور پر ظلم اور زیادتیوں کا نشانہ بن کر رہ جاتے ہیں۔ کیوبا سے مصالحت کی تجاویز دینے' امریکی پابندیوں کے خاتمے کے مطالبات کرنے' جزیرہ کی جانب روانہ ہونے' وہاں بحری جہازوں کے ذریعہ ادویات پہنچانے وغیرہ کی وجہ سے سینکڑوں بار امریکہ کی طرف سے بمباری' فائرنگ' قتل و غارت گری' تشدد' کاروبار کی تباہی اور ملازمتوں سے نکالے جانے جیسی کارروائیاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔ یہ تمام کارروائیاں قانون کے کسی بھی خوف سے بے پرواہ ہو کر کی جاتی ہیں۔

O کاسترو مخالف دہشت گردوں کو تو امریکی حمایت اور مکمل چھوٹ حاصل ہے جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف وہ 30 غیر ملکی تنظیمیں بھی ہیں جنہیں انسداد دہشت گردی کے 1996ء کے قانون کے تحت ''دہشت گرد'' قرار دیتے ہوئے مطعون کر دیا گیا ہے۔ یہ قانون افراد کو جانتے بوجھتے کسی بھی غیر ملکی دہشت گرد قرار دی جانے والی تنظیم کو مددگار مواد یا وسائل مہیا کرنے سے منع کرتا ہے۔ گویا اُردن میں قائم حماس کے یتیم خانے میں بچوں کو کھلونے فراہم کرنا' کرد تنظیم کے قائم کئے گئے سکول میں کتابیں مہیا کرنا یا پھر آئرش قیدیوں کے اہلخانہ کی امداد کے لیے رقوم اکٹھی کرنا ''معروف دہشت گرد تنظیم کی معاونت'' کی ذیل میں آئے گا اور ایسا کرنے والے کے خلاف وفاقی قانون کی خلاف ورزی کے جرم میں کارروائی ہو سکتی ہے۔

اس قانون کے تحت امریکہ میں قانونی طور پر مقیم ہزاروں افراد کو جن میں سے اکثر کئی دہائیوں سے یہاں اپنے اہلخانہ کے ہمراہ رہائش پذیر ہیں جن کی یہاں نسلیں پیدا ہو کر جوان ہو چکی ہیں جبراً اُن کے ملک واپس بھیجا جا رہا ہے اور ان کے امریکہ میں دوبارہ داخلہ پر پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں اور اس کی بنیاد مبینہ طور پر اس قسم کی تنظیموں کے ساتھ روابط' یا ان سے ماضی میں سرزد ہونے والے کسی ایسے معمولی سے معمولی جرم کو بنایا جا رہا ہے جس کی وہ سزا بھی بھگت چکے ہیں۔ بہت سوں کے ایسے جرم کو بھی جو اتنا معمولی تھا کہ اس پر سزا ابھی نہیں دی گئی ملک سے نکالنے کے لیے بہت کافی سمجھا گیا۔

ماضی میں آئی این ایس کے پاس اختیار تھا کہ وہ ہر کیس کی انفرادی طور پر جانچ پڑتال کرے اور پھر مکمل تحقیقات کے بعد صرف ان لوگوں کو ملک سے نکالے جن کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قومی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ اب بلالحاظ ہر ایک کو نکالا جا رہا ہے۔ بعض اوقات تو ان لوگوں کو گرفتار کر کے جبراً اُن کے ملک واپس بھیج دیا جاتا ہے جو شہریت کے لیے درخواست دیتے ہیں۔

O آئی این ایس کے اہلکار امریکہ میں قانونی طور پر مقیم فلسطینیوں کے گھروں میں زبردستی گھس جاتے ہیں اور انہیں مبینہ طور پر فلسطینی تنظیموں کے رسائل تقسیم کرنے اور ایسے فلسطینی مقاصد کے لیے چندہ جمع کرنے کا الزام میں گرفتار کر لیتے ہیں جن کا انتشار پسندی سے دور دور تک واسطہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد انہیں فرد جرم عائد کر کے فیصلہ کے لیے کسی عدالت میں نہیں بھیجا جاتا بلکہ خود ہی ان بے گناہوں کو فلسطینی ہونے کی سزا کے طور پر غیر معینہ مدت کے لیے قید کر لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انکی قسمت ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ (محکمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف تو کافی عرصہ سے اس پر یقین رکھتا ہے اور سپریم کورٹ نے بھی اب اس کی تصدیق کر دی ہے کہ غیر ملکیوں کو حقوق کے قوانین کا مکمل تحفظ حاصل نہیں ہے)

O سرکاری ایجنٹ اور پرائیویٹ سراغرساں گھر کے پیچھے پھینکے گئے یا زمین میں دبائے گئے کوڑے کرکٹ کے ذریعہ بھی آپ کی جاسوسی کرتے ہیں۔

O ایک وفاقی جج نے ایک امریکی شہری کو 6 ماہ قید اور 300 گھنٹہ سماجی خدمت کی سزا سنائی کیونکہ اس نے لیبیا کے ایک اہلکار کو جسے حکام نے میکسیکو سے ٹیکساس تک کا ویزہ دینے سے انکار کر دیا تھا انسانی ہمدردی کے تحت اس کی منزل مقصود تک پہنچا دیا تھا۔ اسے اس بات کی سزا دی گئی تھی کہ اس نے چاہے لاشعوری طور پر ہی سرکاری سطح پر دشمن قرار دیئے جانے والے ملک کے شہری کو انسانی تعظیم کے قابل کیوں سمجھا؟

O پولیس ہمیشہ مالکان کا ساتھ دیتے ہوئے ہڑتالیوں اور احتجاجی مظاہرے کرنے والوں کی پٹائی کر کے انہیں گرفتار کر لیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ 150 سالوں میں امریکہ میں صنعتی جھگڑوں کے دوران پولیس نے ہمیشہ یہی رویہ اختیار کیا ہے۔

کارپوریشنیں اس سلسلہ میں 10,000 سے زائد پرائیویٹ سیکیورٹی فرموں کو استعمال کر رہی ہیں جنہوں نے ہڑتالوں کو کچلنے اور یونین بناتے والوں کو ذلیل و خوار کرنے کے لیے تقریباً 15 لاکھ محافظ ملازم رکھے ہوئے ہیں۔

O شمالی کیلیفورنیا میں قانون نافذ کرنے والے افسران مالکان کے مفادات کی حمایت کرتے ہوئے پرامن احتجاج کرنے والوں کی آنکھوں میں مرچوں کی دھونی دیتے ہیں تاکہ احتجاج کو کچلا جا سکے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ احتجاج کرنے والے تکلیف کی شدت سے تڑپتے ہیں اور بہت سے پولیس کی حراست میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔

O بینک' ٹیلیفون کمپنیاں' یوٹیلٹی کمپنیاں' کریڈٹ کارڈ کمپنیاں' ائیر لائنز' بس کمپنیاں' کار کمپنیاں' ہوٹل' سرائے اور ہر قسم کے نجی ادارے کئی مقامی' ریاستی اور وفاقی حکام کو اپنے گاہکوں کے بارے میں وہ تمام معلومات جو وہ اپنے مستقل بڑھتے ہوئے اختیارات کے تحت طلب کرتے ہیں فراہم کرتے ہیں۔

منشیات کے خلاف جنگ میں بینکوں' بروکرز' جوا خانوں اور دیگر مالیاتی اداروں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے گاہکوں کے بارے میں مکمل معلومات اور کسی بھی ''غیر معمولی'' یا ''مشتبہ'' کارروائی کی رپورٹ طلب کی جاتی ہے۔ یہ تمام معلومات محکمہ خزانہ کے فنانشل کرائمز انفورسمنٹ نیٹ ورک کو فراہم کی جاتی ہیں جس کے کمپیوٹرز ہر لمحہ افراد اور بینک اکاؤنٹس' کاروبار' جائیداد اور دیگر اثاثوں کے مابین تعلق جوڑنے میں مصروف رہتے ہیں۔

O ریاستیں اپنے رہائشیوں کی نہایت ذاتی اور خفیہ معلومات نجی انفارمیشن کمپنیوں اور دیگر اداروں کو فروخت کر رہی ہیں۔

O ذیل میں جو سچا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ پورے امریکی معاشرہ کا آئینہ ہے اس قسم کے واقعات روزانہ ہی کہیں نہ کہیں وقوع پذیر ہو رہے ہیں: کسی بھی قسم کی پیشگی اطلاع کے بغیر ضلع کی مسلح پولیس اور سکول سسٹم کے افسروں پر مشتمل ٹیم سکولوں میں پہنچ جاتی ہے اور ہر ایک کو مرکزی ہال میں اکٹھے ہونے کا حکم دے دیا جاتا ہے جہاں کتے طالب علموں کا سامان سونگھتے ہیں جبکہ دھاتی آلہ کی مدد سے طلباء کے جسموں کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور ان کی مکمل تلاشی لی جاتی ہے۔ ایسے ہی ایک واقعہ میں یہ سب دیکھ کر ایک ہائی سکول کی استانی نے بہت زیادہ دکھ اور پریشانی کا اظہار کیا۔ جب حکام نے اس کے اس رویہ کا سبب پوچھا تو اس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ''چونکہ میں آئین پڑھاتی ہوں اس لیے۔'' اس کے بعد ایک پولیس افسر نے پرنسپل سے کہا کہ اس کے اس ''رویہ'' کے مسئلہ کی وجہ سے مستقبل کے کسی چھاپے کے دوران اسے حراست میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پڑنے والے چھاپہ کے دوران 1500 طالب علموں میں سے صرف اس استانی کے بیٹے کی سر سے پاؤں تک مکمل تلاشی لی گئی۔ اس کے بعد پارکنگ میں موجود گاڑیوں کی تلاشی لی گئی اور پولیس نے اس استانی کی گاڑی میں سے میری جوآنہ کے سگریٹ برآمد ہونے کا دعویٰ کیا۔ تعلیمی بورڈ نے پہلے اسے معطل کیا اور پھر اسے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔

O بے شمار سکولوں میں طالب علموں کو جن وجوہات کی بناء پر نکالا گیا ہے اور یہ سلسلہ مستقل جاری ہے وہ یہ ہیں: بغیر نسخہ کے درد کش دوا ایڈول کی بوتل سکول میں لے کر آنا۔ ''ناقابل قبول'' رنگ میں اپنے بال رنگنا' اپنی ہم جماعت کو ماہواری روکنے کے لیے مائیڈول ٹیبلیٹ دینا' لیمن ڈراپس ''منشیات'' سکول لے کر آنا' کسی استاد کے لیے کرسمس کے تحفہ کے طور پر گفٹ پیپر میں لپٹی ہوئی شراب کی بوتل لانا وغیرہ ایک طالب علم کو اس لیے سزا دی گئی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے پاس اپنے کھانے کے لیے لائے ہوئے پھل کو کاٹنے کے لیے چھوٹا سا چاقو تھا' ایک نو سالہ بچہ کو اس لیے سزا دی گئی کہ اس نے پستول کی تصویر بنا کر کلاس میں لہرائی تھی' ایک چھ سالہ بچہ کو اس لیے اس کے گھر واپس بھیج دیا گیا کہ اس نے ایک بچی کے گال پر پیار کر لیا تھا' چوری ہونے والے روپوں کو تلاش کرنے کے لیے 8 سالہ بچیوں کو سکول میں سب کے سامنے برہنہ کر کے ان کی تلاشی لی گئی (وہ رقم ان سے برآمد نہیں ہوئی)۔ چھوٹی جماعتوں سے چھٹی کلاس تک کے بچوں کے دیگر جسمانی اعضاء کے ساتھ ساتھ اعضائے تناسل کو بھی لازمی طور پر جانچ پڑتال کی جاتی ہے' ہائی سکول میں طلباء میں شراب نوشی کی جانچ پڑتال کرنے کے لیے سانسوں کے ذریعہ تجزیہ کرنے والوں کو ملازم رکھا جاتا ہے۔

پولیس ہائی سکول کے طالبعلموں سے پوچھتی ہے کہ ان میں سے کون جاننا چاہتا ہے کہ کیمسٹری کی نصابی کتاب بم بنانے کے لیے تھی۔

ایک گیارہ سالہ لڑکے کو پولیس محرمات سے مباشرت (ایسی عورت سے ہم بستر ہونا جس سے نکاح حرام ہو) کے الزام میں گرفتار کر کے لے گئی کیونکہ ایک ہمسایہ نے گواہی دی تھی کہ اس نے اس لڑکے کو اپنی بہن کو ''جنسی'' طور پر چھوتے دیکھا ہے۔ اس لڑکے کو چھ ہفتوں تک بچوں کے جیل میں رکھا گیا اور صرف ایک بار عدالت میں پیش کیا گیا جہاں اس بچہ نے اور اس کے والدین نے بتایا کہ اپنی پانچ سالہ بہن کو پیشاب کرانے کے لیے اس نے جانگیہ اتارنے میں اس کی مدد کی تھی۔

دو دس سالہ لڑکوں پر اس لیے ''مجرمانہ فعل'' کا الزام عائد کر دیا گیا کہ انہوں نے اپنی استانی کی پانی کی بوتل میں تھوڑا سا صابن ڈال دیا تھا۔

O ہائی سکول کے ایک استاد کو بغیر تنخواہ کے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا کہ اس نے حساب پڑھاتے ہوئے حقیقی زندگی کی مثال دے دی تھی جو یہ تھی کہ جیروم اپنی نصف پاؤنڈ ہیروئن میں سے کچھ کم کر کے 20 فیصد زیادہ منافع کمانا چاہتا ہے۔ بتائیے وہ کتنے اونس ہیروئن کم کرے گا؟

O قیدی بچوں کو اصلاحی سکولوں میں گنجا کر کے کئی ہفتوں کے لیے تاریک کوٹھڑیوں میں تنہا ڈال دیا جاتا ہے۔ صرف ایک قیدی میں ناک دیوار سے لگا کر سولہ سولہ گھنٹوں تک انہیں سیدھا کھڑا رہنے کی سزا دی جاتی ہے اور پھر ننگا کر کے ہاتھ باندھ کر بستروں پر لٹا دیا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چھوٹے بچوں کو بالغ مجرموں کے ساتھ قید کر دیا جاتا ہے۔

O 1978ء کے غیر ملکی خفیہ نگرانی ایکٹ کے تحت قائم ہونے والی ایک وفاقی عدالت کو امریکہ میں برقی آلوں کے ذریعہ نگرانی کی اجازت کے حصول کے لیے درخواستیں موصول ہوتی رہتی ہیں جن کی وہ اجازت دے دیتی ہے۔ پہلے 20 سالوں کے دوران اس عدالت کو ایف بی آئی اور نیشنل سیکیورٹی ایجنسی کی وساطت سے محکمہ انصاف کی جانب سے 10,000 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے صرف ایک کو فنی بنیاد پر مسترد کیا گیا باقی سب کی سب منظور کر لی گئیں۔

انفرادی کیسوں کے حوالے سے نہ تو کوئی عوامی نہ ہی کسی قسم کا مخفی ریکارڈ سامنے آیا۔ کلنٹن انتظامیہ نے عدالتی اختیارات کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے محکمہ انصاف کو کھلی عدالت کے عمومی وارنٹ کے طریقہ کار سے جو کہ کسی جرم کی تفتیش کے لیے چیزوں کو قبضہ میں لینے اور چھان بین کے لیے ضروری ہوتا ہے بالاتر قرار دے دیا۔

اس خفیہ نگرانی کا ہدف وہ عناصر ہیں جو کسی ایسی تنظیم کی حمایت و معاونت کر رہے ہیں جو امریکہ کی نظر میں قابل نفرت ہے۔ وفاقی ایجنٹ اب آنے اور جانے والی ان تمام ٹیلیفون کالز کے نمبر حاصل کر سکتے ہیں جو کہ مشتبہ غیر ملکی ایجنٹوں کے زیر استعمال ہوں۔

O شراب پی کر گاڑی چلانے کے حوالے سے 80ء کی دہائی میں خون میں الکوحل کی مقدار 15. مقرر کی گئی جو بعد میں 10. کر دی گئی اور پھر بعض ریاستوں میں 08. ہو گئی۔ اگر 08. سے کام نہ بنا تو کیا کانگریس اور ریاستیں اسے 06. اور پھر 04. کر دیں گے؟ کسی موقع پر خود وفاقی حکومت ان کم کیے جانے والے پوائنٹس کا سائنسی جواز مانگے گی۔

نشہ کی حالت میں ڈرائیونگ کرنے والوں کو حراست میں لے کر پولیس فوری طور پر ان کی گاڑیاں قبضہ میں لے لیتی ہیں۔ اکثر اوقات پولیس فرد کے چھوٹ جانے کے باوجود گاڑی اپنے قبضہ میں رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

O لوگوں پر ان کے گھروں تک میں جوئے بازی کا الزام عائد کر کے انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا ہے' گرفتار کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بعض واقعات میں ان کی جائیدادیں تک ضبط کر لی گئی ہیں۔ جبکہ دوسری جانب جوئے کے وہ اڈے جو مقامی یا ریاستی حکومت کی سرپرستی میں چل رہے ہوتے ہیں بغیر کسی خوف و خطر کے اپنا کام جاری رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

O امریکہ کی جیلوں میں سینکڑوں سیاسی قیدی سڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ امریکہ میں قائم انسانی حقوق کے گروپوں نے جنیوا میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے تصدیق کی اور ثبوت پیش کیے کہ ان لوگوں کو سیاسی اور سماجی تبدیلی و بہتری کے لیے اقدامات کرنے کی پاداش میں یہاں رکھا گیا ہے۔ انہوں نے 60ء اور 70ء کی دہائی میں سیاہ فاموں کی آزادی کی تحریکوں خصوصاً بلیک پینتھرز کے ارکان کے بارے میں بتایا جو یہاں قید ہیں۔ جبکہ دیگر قیدیوں میں مقامی امریکی سرگرم عناصر' ایٹمی سرگرمیوں کے مخالفین' اور امریکہ کی پورٹوریکو' وسطی امریکہ اور دنیا بھر میں مداخلتوں اور جارحیت کی پالیسیوں کے مخالفین ہیں۔ ان میں سے بہت سے قیدی ایف بی آئی کے بدنام زمانہ کاؤنٹر انٹیلیجنس پروگرام (Cointelpro) کی گھناؤنی چالوں کا شکار ہوئے۔ اس پروگرام کا مقصد بلیک پینتھرز اور سفید فام انتہا پسندوں کو ''غیر جانبدار'' بنانا تھا۔ بہت سوں کو جائیداد کی وجہ سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ بائیں بازو کے مقاصد کے لیے کام کرنے والوں کے ساتھ ان لوگوں کی نسبت زیادہ وحشیانہ سلوک کیا گیا اور سخت ترین سزائیں دی گئیں جو یہی کام پیسہ کے لیے یا دائیں بازو کے لیے کر رہے تھے۔ بہت سوں کو محض دھماکہ خیز مواد رکھنے کے جرم میں حالانکہ اس سے کسی قسم کا جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا قید کی سزا بھگتتے ہوئے 50 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اس قسم کے جرائم میں عام طور پر عدالت یا ریاست 10 سال قید کی سزا سناتی ہے۔ مگر یہ لوگ سیاسی قیدی ہیں۔

حالانکہ یہ خطرناک قیدی نہیں ہیں کہ جنہیں قید تنہائی میں ڈال دیا جائے اس کے باوجود ان سیاسی قیدیوں کو اکثر اوقات یہ سزا بھی بھگتنا پڑتی ہے۔

اکتوبر 1997ء میں کانگریس کے سیاہ فام اراکین نے دنیا کو ان سیاسی قیدیوں کے وجود کا احساس دلانے کے لیے ایک یادداشت پیش کی۔

O سیاسی پناہ کی تلاش میں امریکہ آنے والے پسماندہ ممالک کے باشندے بغیر کسی جرم کے نہایت ہی کسمپرسی کی حالت میں امریکن جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ کچھ ناقابل برداشت صورتحال کا شکار ہو کر موت کے منہ میں جا رہے ہیں تو کچھ بیماریوں کا علاج نہ ہونے کے سبب مر رہے ہیں۔ ان بھولے ہوئے انسانوں کے بارے میں کبھی ایمنسٹی انٹرنیشنل یا انسانی حقوق کی دیگر تنظیمیں کوئی رپورٹ جاری کر دیتی ہیں تو دنیا کو ان کے بارے میں پتہ چل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے ورنہ ان کے اپنے بھی انہیں دھوکہ دے چکے ہیں۔ ایف بی آئی اور آئی این ایس، ان غیر ملکیوں کو قید رکھنے اور بالآخر جبراً ان کے ملک واپس بھجوانے کے لیے خواہ انہوں نے امریکی شہریوں سے شادیاں ہی کیوں نہ کر رکھی ہوں ایسی خفیہ شہادتیں استعمال کرتی ہیں جنہیں دیکھنے کا حق نہ تو ملزمان کو اور نہ ہی ان کے وکیلوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ غیر ملکی عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے ملک میں انسانی حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اپنی حکومت کے تشدد اور ظلم وستم کا نشانہ بننے کی وجہ سے وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہوسکتا ہے ان کی حکومتیں امریکہ سے درخواست کرتی ہوں کہ انہیں یا تو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا ائے یا واپس بھیج دیا جائے۔ 1999ء میں آئی این ایس نے 10,000 سے زائد سیاسی پناہ کے طلبگاروں کو پکڑا۔ حالانکہ اسی سال فروری میں اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کے امریکہ میں موجود نمائندہ نے امریکہ کو کہا تھا کہ غیر ملکیوں کو قید میں ڈالنے کا سلسلہ بند کر دے جنہیں شاید سیاسی قیدی بنایا جا رہا تھا۔

O بوائے سکاؤٹس نے ایک نوجوان کو رکنیت دینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ لادین اور دہریہ تھا جبکہ ایک بالغ کو اس لیے ٹروپ لیڈر سے نہیں بنایا گیا کیونکہ وہ ہم جنس پرست تھا۔

O 10,000 سے زائد ایف بی آئی کے ایجنٹ انٹرنیٹ کے ذریعہ لوگوں کو نشانہ بنانے میں مصروف ہیں۔ اکثر خود کو 13 سالہ لڑکی ظاہر کر کے مردوں کو ملاقات کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ جب وہ مرد خود کو ظاہر کر دیتا ہے تو اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

O قانونی طور پر امریکہ آنے والے بہت سے غیر ملکی بھی جیلوں میں سڑ رہے ہیں۔ ان کے سفارتخانوں کو مطلع کیے بغیر ان پر فرد جرم عائد کر دیا جاتا ہے۔ قیدی کو اس بات سے بھی آگاہ نہیں کیا جاتا کہ وہ خود اپنے سفارتخانہ سے رابطہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ ان میں سے کئی موت کی دہلیز پر پہنچ چکے ہیں۔

O آئی آر ایس بیک وقت جج، جیوری اور جلاد کا کردار ادا کر رہی ہے جس کا ٹیکس کی وصولی کا خوفناک طریقہ کار ٹیکس ادا کرنے والوں کے گلے میں پھانسی کا پھندا بنا ہوا ہے۔ یہ شہریوں کو ایسے ٹیکس ادا کرنے کا حکم بھی دیتی ہے جو ان پر لاگو ہی نہیں ہوتے۔ اور اگر وہ اس کی ہدایت کے مطابق ٹیکس ادا نہ کر پائیں تو ان کی گاڑیاں اور بینک اکاؤنٹ قبضہ میں لے لیے جاتے ہیں۔ اپنے دفتری اخراجات پورے کرنے اور عام لوگوں کی زندگیوں کو پریشانیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تباہی و بربادی سے دوچار کرنے کے لیے انتقامی طور پر ان پر ٹیکسوں کے جرمانوں کا بوجھ بھی لاد دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف چھان بین کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے کیونکہ انہوں نے حکومت کے اعلیٰ عہدیدار کو پریشان کیا ہوتا ہے۔

O ان طالبعلموں کی مالی اعانت کی جاتی ہے جو سگریٹ نوشی' شراب نوشی' منشیات کا استعمال اور سکول کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے اپنے ساتھی طالبعلموں کی مکمل رپورٹ دیتے ہیں۔

ڈئیر (Dare) اور سکولوں میں منشیات کے خلاف جاری دیگر پروگراموں کے ذریعہ بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین میں میری جوانہ اور دیگر منشیات کے استعمال کا پتہ لگائیں۔

نیویارک کے میئر نے شہریوں پر زور دیا ہے کہ وہ جنسی ویڈیو کی دکانوں اور بیہودہ شراب خانوں میں جانے میں والوں کی تصویریں بنایا کریں۔

خبر رسانی اور معلومات کے حصول کے دیگر منصوبوں میں لوگوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ سیٹ بیلٹ نہ باندھنے والوں' غیر اخلاقی اور معنی خیز لطیفے سنانے والوں اور کوڑا کرکٹ صحیح طریقہ سے نہ ضائع کرنے والوں تک بارے میں مکمل معلومات فراہم کریں۔

O منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو پہلی بار منشیات لانے اور لے جانے پر مامور افراد اور جن کے خلاف کسی قسم کی مجرمانہ کاروائیوں میں ملوث ہونے کا ثبوت تک نہیں ان کے ہمراہ طویل مدت کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

O ''تھری سٹرائکس'' قوانین کے تحت لوگوں کو چھوٹی موٹی چوریوں کے جرم میں بھی 25 سال سے لے کر عمر قید کی سزائیں دی جارہی ہیں حالانکہ ''تھری سٹرائکس'' قوانین خطرناک جرائم کے لیے بنائے گئے ہیں۔

O گرینڈ جیوری سسٹم بہت اچھے طریقہ سے کام کر رہا ہے۔ تقریباً تمام وفاقی مقدمات میں فرد جرم عائد کرنے کے لیے اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ نہ تو ملزم وہاں موجود ہوتا ہے نہ اس کا وکیل اس لیے الزام عائد کرنے والے کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔ اس نظام کے ذریعہ خوف و ہراس پھیلایا جا رہا ہے۔ رشتہ داروں سے ایک دوسرے کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف گواہی دینے پر مجبور کیا جاتا ہے جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خفیہ بھی نہیں رکھا جاتا۔ والدین سے اپنی اولاد کے خلاف گواہی لی جاتی ہے' بہنوں کو بھائیوں اور بھائیوں کو بہنوں کے خلاف گواہی دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے انتظامی اختیارات کا ایک خفیہ ہتھیار ہے۔

O وہ لوگ جو اپنے گھروں میں تنہائی میں ذہنی ورزشیں کرتے ہیں' نروان حاصل کرنے کے لیے لو لگاتے ہیں یا روحانی قوت کے حصول کے لیے مشقیں کرتے ہیں اپنے اس گناہ کے لیے ریاست کی طرف سے سزا کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ نوجوانوں پر یہ الزام عائد کر کے کہ ان کے پاس سے تقریباً ایک گرام ایل ایس ڈی برآمد ہوئی ہے انہیں 20 سال کے لیے جیل بھیج دیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں کسی قسم کا ثبوت مہیا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی کہ ان کے پاس ایسی کوئی چیز تھی یا اس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچا۔

O ہیومن رائٹس واچ نے ریاست کی حکومتوں پر وہی الزام عائد کیا ہے جو نیویارک پر لگایا تھا کہ وہ بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منشیات کا کاروبار کرنے والوں کو وہی سزائیں دے رہی ہیں جو خطرناک مجرموں کو دی جاتی ہیں۔ دو اونس کوکین فروخت کرنے والے شخص کو نیویارک میں عمر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ یہ وہی سزا ہے جو وہاں ایک قاتل کو دی جاتی ہے۔

O بہت سی ریاستیں جنسی جرائم کرنے والوں کے نام' ایڈریس' مکمل بائیو ڈیٹا اور تصویریں مشتہر کر کے انہیں ان کے رہائشی علاقوں اور ملازمتوں سے نکلوا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں اس نظریہ کو بھی مکمل طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے کہ جنسی جرم کرنے والا قابل اصلاح ہے اور اس کی اصلاح کر کے اسے مہذب شہری بنانا ریاست کا فرض ہے۔

O والدین' مذہبی گروپوں اور دیگر تنظیموں کی جانب سے مسلسل شکایات موصول ہونے پر سکولوں میں پڑھائی جانے والی سینکڑوں کتابوں کو نصاب تعلیم سے خارج کیا جا رہا ہے۔ عوامی لائبریریوں میں موجود کتابوں کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا سلوک ہو رہا ہے۔ وہ کتابیں جن کے بارے میں فیصلہ سنا دیا گیا ہے کہ انہیں کوئی بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا ان میں کیچر ان دی رے' ہکلبیری فن' آلیور ٹوئسٹ' دی گریپس آف ریتھ' دی ڈائری آف این فرینک' آئی نو وائی دی کیج برڈ سنگ شامل ہیں ان کے علاوہ بے شمار کم معروف ناول' بے شمار تاریخی کتب' سماجی کتابیں' جغرافیہ یہاں تک کہ ہوم اکنامکس کی کتب' سکول کے اخبارات' غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصابی مواد، موسیقی اور فنون لطیفہ کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

O وہ افراد جو چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی کا خاتمہ سکون سے ہو جائے انہیں ریاست کا قانون، کیتھولک چرچ اور شہری گروپ اس سلسلہ میں ڈاکٹر کی مدد لینے کی اجازت نہیں دیتے اور یگون میں اس سلسلہ میں ہونے والے ریفرنڈم میں 60 فیصد آراء کا احترام کرتے ہوئے ڈاکٹروں کو خودکشی میں مدد دینے کی قانونی اجازت دے دی گئی۔ مگر ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن نے ڈاکٹروں کو خبردار کر دیا ہے کہ اگر انہوں نے کسی کی خودکشی کرنے میں مدد کی تو ان کا میڈیکل پریکٹس کا لائسنس ضبط کر لیا جائے گا خواہ اس دھمکی پر عملدرآمد ہو یا نہ ہو اثر تو یقیناً ہوگا۔

● بے شمار ایسے لوگ جنہیں شدید درد میں میری جوآنہ کے استعمال سے آرام مل جاتا ہے مگر سرکاری سطح پر انہیں اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ریاستوں میں ووٹرز نے میری جوآنہ کے بطور دوا استعمال کو قانونی حیثیت دلوانے کا بیڑہ اٹھایا ہے مگر حکام اسے جس حد تک مشکل بنا سکتے ہیں بنا رہے ہیں۔ واشنگٹن ڈی سی میں کانگریس نے اس حوالے سے ہونے والے ریفرنڈم کے امکانات تک کا خاتمہ کر دیا ہے۔

O کینسر کے مریضوں کو شدید درد میں بھی مارفین کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاتی کیونکہ منشیات کے خلاف جنگ کے پروگرام کے تحت ڈاکٹروں کو سختی سے منع کر دیا گیا ہے کہ چاہے کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو اس قسم کی دوائیاں کسی صورت تجویز نہ کی جائیں۔

O بہت سے لوگوں کو مرنے والوں کی قطار میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ اگر وہ خوش قسمت ہیں تو ان 75 مردوں اور عورتوں میں شامل ہو جائیں گے جنہیں 1976ء سے 1998ء کے دوران موت کی اس قطار سے رہا کر دیا گیا۔ ان کے کیس واپس لے لیے گئے کیونکہ وہ بے گناہ ثابت ہو گئے تھے۔

O سینکڑوں شہروں میں، اونچے پیمانہ پر مسلح اور تربیت یافتہ ٹیمیں (SWAT) جنہیں خصوصی طور پر فوجی طرز کی کارروائیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے باقاعدہ ملازم رکھی جا رہی ہیں اور ان کے بارے میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ جرائم کے خلاف "جنگ" کا حصہ ہیں۔ انہیں دشمن (شہریوں) کو اپنی آٹومیٹک رائفلوں، ٹینکوں اور گرینیڈ لانچروں کے ذریعہ ہراساں کرنے میں مہارت حاصل ہوتی ہے۔ کسی قسم کی ہنگامی صورتحال نہ بھی ہو تو یہ اپنے کام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف رہتے ہیں' کسی بھی محلے میں گھس کر گلیوں کے کونوں میں چھپ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پیدل چلنے والوں کو روک کر انہیں زمین پر گرا کر زبردستی ان کی تلاشی لی جاتی ہے' تصویریں بنائی جاتی ہیں اور پھر اپنی تمام ''خفیہ کارروائی'' پٹرول گاڑیوں میں موجود کمپیوٹرز کے ذریعہ ریاستی حکام کو روانہ کر دی جاتی ہے۔

O ایک معروف پرامن مجاہد کو جو صدر کی اعلانیہ مخالفت کرتا تھا خفیہ ایجنسیوں نے اس جگہ سے غائب کرا دیا جہاں صدر نے خطاب کرنے کے لیے آنا تھا۔ صدر کا خطاب ختم ہونے کے بعد اسے رہا کر دیا گیا۔

O عدالت میں پیش ہونے والے مدعا علیہان اور قیدیوں کو تشدد کے ایک خاص آلے کے ذریعہ جو الیکٹرانک سیکیورٹی بیلٹ کہلاتا ہے 50,000 وولٹ کے جھٹکے لگائے جاتے ہیں۔

O نوجوانوں کو ایک منتخب خصوصی تنظیم میں زبردستی شامل کیا جا رہا ہے جو کہ حکومت مستقبل میں ''قومی سلامتی'' کو درپیش خطرات سے نمٹنے کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کے مخالفانہ دلائل قبول نہیں کیے جاتے۔ جو لوگ اس تنظیم میں شمولیت سے انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں سخت سزائیں دی جاتی ہیں جن میں بھاری جرمانے' قید سخت اور سرکاری طور پر ملنے والی ہر قسم کی مالی سہولیات اور ملازمت کا خاتمہ وغیرہ شامل ہیں۔

وہ لوگ جو پہلے ہی اس تنظیم کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں انہیں فوج کی طرف تربیت دی جاتی ہے وہ بغیر کسی قسم کی ہچکچاہٹ کے ان لوگوں کو جان سے مار دیں جنہیں نہ تو وہ جانتے ہیں نہ ہی جن سے ان کی کسی قسم کی دشمنی یا عداوت ہے اور اس تربیت کا مقصد یہ ہے کہ وہ ''قومی سلامتی'' کی اس جنگ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے بھی ہر لمحہ تیار رہیں۔ ایک ایسی جنگ جس کے اصل مقصد سے وہ آگاہ نہیں ہیں۔ انہیں ہر وقت کورٹ مارشل' معطلی اور اگر ملک کے شہری نہیں ہیں تو بالجبر دیس نکالے کی دھمکیاں دے کر اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان پر نشہ آور ادویات اور ویکسین کے تجربات کیے جاتے ہیں ان سے صحت پر کتنے مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں یہ کوئی نہیں جانتا۔

O ان غیر ملکیوں کو امریکی شہریت دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے جو اپنے مذہبی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریات کی بنیاد پر امریکہ کے دفاع کے لیے ہتھیار اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ آئی این ایس مذہب کی بنیاد پر کسی دلیل کو نہیں مانتی' کسی انکار کو قبول نہیں کرتی۔

ایسا شہری جو باہوش وحواس کسی جنگ میں شمولیت سے انکار کر دے تو اس کے انکار سے یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ اس نہ صرف اس جنگ میں حصہ لینے سے انکار کیا ہے بلکہ امریکہ کی ہر قسم کی جنگ میں شمولیت سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے کسی قسم کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ (کنساس کی ایک خاتون ڈاکٹر نے جو فوج میں ریزروکیپٹن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہی تھی خلیج کی جنگ میں شریک ہونے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ ''صحت عامہ کی عظیم المیہ'' ہے۔ اس جرم کی پاداش میں اس خاتون ڈاکٹر کو 8 ماہ تک ملٹری جیل میں قید رکھا گیا اور کنساس میڈیکل حکام نے اس کا میڈیکل لائسنس منسوخ کر دیا)

O ڈی ای اے' اے ٹی ایف' آئی این ایس' ایف بی آئی' ڈی آئی اے' خفیہ ایجنسیوں' یو ایس فاریسٹ سروس' نیشنل پارک سروس اور محکمہ پولیس کے سرکاری ''کاؤبوائز'' سیاہ لباس میں ملبوس' نقابوں میں چہرے چھپائے' اسلحہ سے لیس' دہلا دینے والی آوازوں کے ساتھ گروہوں کی شکل میں لوگوں کے گھروں میں منشیات برآمد کرنے اور ان افراد کو تلاش کرنے جو عام طور پر وہاں موجود نہیں ہوتے زبردستی گھس جاتے ہیں فرنیچر توڑ پھوڑ دیتے ہیں' گھر والوں کو مارتے پیٹتے ہیں' ان کے ہاتھ باندھ دیتے ہیں' حاملہ خواتین سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں' بچوں کو خوفزدہ کرتے ہیں' انہیں ان کے والدین سے علیحدہ کر کے ان کے خوف سے لطف اٹھاتے ہیں' لوگوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ یہ ساری کارروائی کسی مخبر کی محض ایک ہی اطلاع پر فوری طور پر عمل میں لائی جاتی ہے اور اطلاع کی تصدیق کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی جاتی۔

بھاری اسلحہ سے لیس یہ شکاری' جن کی پشت پر قانون کی مکمل حمایت ہوتی ہے لوگوں کو اغوا کر لیتے ہیں' انہیں قتل کر دیتے ہیں اور اکثر اوقات ''غلط'' آدمی کو مار دیتے ہیں۔

ایف سی ایجنٹس' فیڈرل مارشلز' سواٹ (SWAT) ٹیم' کسٹمز ایجنٹس اور مقامی پولیس پر مشتمل ٹیمیں ریڈیو سٹیشنوں پر بھی حملے کرتی ہیں۔

O جبرا مزدوری کا سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے: لوگوں کو کسی قسم کی سہولیات اور ویلفیئر گرانٹس کے بغیر کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے' کبھی تھوڑی بہت اجرت دے دی جاتی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی بالکل ہی نہیں دی جاتی' سزا یافتہ مدعا علیہان کو "کمیونٹی سروس" بھیج دیا جاتا ہے۔ باشعور لوگ جو اس پر اعتراض کرتے ہیں انہیں ایسی متبادل ملازمت دی جاتی ہے جو فوجی ملازمت سے بھی زیادہ طویل المدت ہوتی ہے دراصل انہیں اپنا شعور استعمال کرنے کی سزا دی جاتی ہے' جو لوگ قید خانوں میں کام کرنے سے انکار کرتے ہیں انہیں ہر قسم کی سہولیات سے محروم کر دیا جاتا ہے' بہت سے نجی کمپنیوں میں بھیج دیئے جاتے ہیں جہاں اجرتیں نہایت کم ہوتی ہیں اور کسی قسم کی سہولیات اور یونین کا تصور تک نہیں ہوتا۔ (قید خانوں کی بہت سی پیداوار بیرون ملک برآمد کر دی جاتی ہے جبکہ یہی کام جب چین نے کیا تو امریکہ نے اس کی بے حد مذمت کی)

O دنیا بھر میں امریکی سفارتخانے ان مخصوص امریکی مسافروں کی کڑی نگرانی کرتے ہیں جن کی ایف بی آئی اور محکمہ خارجہ کے پاسپورٹ آفس کی جانب سے نشاندہی کی جاتی ہے۔

O آئی این ایس اور امریکی بارڈر پٹرول میکسیکو کے بارڈر پر مستقل کے تارکین وطن کو یا تو جان سے مار دیتے ہیں یا جسمانی طور پر تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔ ملک بھر میں قائم آئی این ایس کے مراکز میں ہزاروں تارکین وطن کے ساتھ نہایت ہی غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ ان کا سر کموڈ میں گھسا دینا' زبردستی نشہ کرانا اور برہنہ کر کے یہ گانے پر مجبور کرنا کہ "امریکہ نمبر ون ہے" وغیرہ وغیرہ جیسی کارروائیاں شامل ہیں۔

O آئی این ایس غیر قانونی طور پر سوشل ایجنسی کے ان ملازمین کی فائلیں ضبط کر لیتی ہے جو بغیر دستاویز کے امریکہ آنے والے تارکین وطن سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔ وکیل اور متاثرین کے لیے کام کرنے والے دیگر لوگوں کے لیے شکایت دائر کرنا اور آئی این ایس یا بارڈر پٹرول کی جانب سے اس سلسلہ میں وضاحت حاصل کرنا ناممکنات میں سے ایک ہے۔ ذرائع ابلاغ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو تو اس معاملہ سے بالکل علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

O لاس اینجلس میں وفاقی اور مقامی مسلح قوتیں جن میں رائٹ سکواڈ' ماؤنٹڈ یونٹس' اے ٹی ایف ایجنٹس' آئی این ایس کمانڈو یونٹس شامل ہیں محبوس خانوں اور آئی این ایس کی کارروائیوں کے خلاف ہونے والے احتجاجی مظاہروں کو بری طرح کچل دیتی ہیں۔ ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے آنسو گیس اور پانی کا وحشیانہ طریقہ سے استعمال کیا جاتا ہے...... احتجاجی مظاہرین کی بڑی تعداد زخمی ہو جاتی ہے جنہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ان میں سے جن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس مکمل دستاویزات نہیں ہوتیں انہیں پولیس سٹیشن سے براہ راست زبردستی ان کے ملک واپس روانہ کر دیا جاتا ہے۔

O بے سہارا مدعا علیہان کئی ماہ تو عدالت کی جانب سے ان کے لیے وکیل مقرر ہونے کے انتظار میں گذار دیتے ہیں اور پھر اگلے کئی ماہ اس وکیل سے بات کرنے کے انتظار میں گذر جاتے ہیں۔

O ضمانت کا تصور نہایت تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ ہمیں شروع سے یہ بتایا گیا ہے کہ معاشرتی اصول اور قانون کے مطابق سوائے کسی بہت بڑے جرم کے ہر جرم قابل ضمانت ہوتا ہے۔ یہ بھی قانون ہے جس طویل مدت سے عملدر آمد ہو رہا ہے کہ کسی کو بھی اس وقت تک قید میں نہیں رکھا جا سکتا جب تک کہ اس کا جرم ثابت نہ ہو جائے۔ مگر اب یہ نظریہ، یہ اصول اور یہ قانون سب ختم ہو گئے ہیں۔ اب ہمارے گرفتاری اور قید کا ایک نیا ہی نظریہ سامنے آیا ہے۔

O شہریوں پر کسی ملک کے لیے مخبری کرنے یا مخبری کی کوشش کرنے کا الزام لگا کر طویل مدت کے لیے قید میں ڈال دیا جاتا ہے اکثر یہ عمر قید میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس اطلاع کا انکشاف کیا جاتا ہے وہ یا تو پہلے ہی منظر عام پر آ چکی ہوتی ہے یا پھر اس حد تک ناکارہ ہوتی ہے کہ اس سے دور دور تک امریکہ کو یا کسی اور کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ بات ان کو ناگوار گذرتی جو خود بڑے پیمانے پر خفیہ کھیل، حب الوطنی کے کھیل یا دشمنی کے کھیل کھیل رہے ہوتے ہیں۔ یہ شاطر کھلاڑی موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کب کوئی شکار ہاتھ آئے اور یہ اعلان کریں کہ ''غداری نے امریکہ کی قومی سلامتی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔'' بعض کیس تو ایسے بھی ہیں کہ تمام اطلاعات ایف بی آئی کو پہنچائی گئیں مگر اطلاعات حاصل کرنے اور کام نکل جانے کے بعد ان لوگوں کو نہایت چالبازی سے مخبر ثابت کر کے کئی دہائیوں کے لیے جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا گیا۔

O وفاقی حکومت 5 ملین سالانہ کی شرح سے نئی دستاویزات کی تیاری میں مصروف ہے۔ یہ دستاویزات اس جمہوری ملک کے عام شہریوں کی پہنچ سے باہر ہیں کیونکہ ان پر ''خفیہ'' اور ''انتہائی خفیہ'' کی مہریں ثبت ہیں۔

O صحرائے نیواڈا میں محکمہ دفاع کے ''ایریا 51'' کے کارکن جلائے جانے والے کیمیائی فضلہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ زہریلے کیمیائی مادوں سے آلودہ فضا میں سانس لینے کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے وہ انتہائی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں جن میں سے زیادہ تر جان لینے کے بعد ہی ٹلتی ہیں' ان ہلاکت خیز امراض میں سانس کی تکلیف' کینسر' جسم میں ناقابل برداشت درد' آنتوں میں زہر اور جلدی امراض شامل ہیں اس کے علاوہ ٹشوز میں زہریلے مادے بھر جانے کا ناقابل علاج مرض بھی پیدا ہو گیا ہے جو دنیا میں بہت کم انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر ''ایریا 51'' کے گرد حفاظتی انتظامات اس قدر سخت ہیں کہ متاثرین کو یہ تک علم نہیں ہو سکتا کہ وہ کس قسم کے کیمیائی مادوں کا شکار ہوئے ہیں کہ اس کے مطابق مناسب علاج معالجہ کرایا جا سکے۔ وہ تو کسی قسم کے ہرجانہ کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ قانونی طور پر ''ایریا 51'' کی تحقیقات پر پابندی ہے۔ قومی سلامتی کے نقطہ نظر سے اس علاقہ کو ہر قسم کے قانون سے بالاتر قرار دے دیا گیا ہے۔

O سیاہ یونیفارم میں ملبوس افسران' جن کے پیروں میں سیاہ بھاری جوتے اور چہروں پر سیاہ نقاب ہوتے ہیں' جن کے یونیفارم پر ان کے ناموں کی تختیاں نہیں ہوتیں کسی بھی جیل میں اچانک ہی دھاوا بول دیتے ہیں قیدیوں کو مار مار کر ان کے بستروں پر سے اٹھاتے ہیں انہیں برہنہ کر کے ان پر تشدد کرتے ہیں' انہیں دھکے دیتے ہیں' ان کی پشت پر کودتے ہیں' ایسے ہی ایک واقعہ میں ایک قیدی کا سر پوری قوت کے ساتھ دیوار سے ٹکرایا گیا' ہڈیاں چٹخنے کی آواز اور اس کے ساتھ ہی قیدی کی دلخراش چیخوں نے فضا کو دہشت ناک بنا دیا۔ دیوار پر اور زمین پر ہر طرف خون ہی خون تھا۔ اس قسم کے مظاہرے اکثر و بیشتر دیکھنے میں آتے ہیں کیونکہ اصلاحی کمشنر کو قیدیوں کی ناز برداری پسند نہیں ہے۔

O ہیومن رائٹس واچ اور اے سی ایل یو نے ایک بار پھر انکشاف کیا ہے کہ امریکہ انٹرنیشنل کوویننٹ کے آرٹیکل 10 کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے جو شہری و سیاسی حقوق کے بارے میں ہے۔ حالانکہ امریکہ 1992ء میں اس آرٹیکل کی توثیق کر چکا ہے جس کے مطابق ''بحیثیت انسان تمام قیدیوں اور زیر حراست افراد کا پیدائشی حق ہے کہ ان کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے۔'' (1999ء کے دوران این وائی پی ڈی کے خلاف 2,324 دعوے دائر کئے گئے جن کے مطابق جیل میں ہر دس دن کے بعد کوئی نہ کوئی قیدی وحشیانہ تشدد کا شکار ہو کر ہلاک ہو رہا ہے۔ ان ہلاکتوں کے ذمہ دار پولیس افسروں کے خلاف نہ صرف یہ کہ کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی بلکہ کچھ عرصہ بعد انہیں ترقی دے دی گئی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

O کیلیفورنیا میں نوجوانوں کو صرف اس لیے پکڑا جاتا ہے' ہراساں کیا جاتا ہے' ان کی تصاویر اتاری جاتی ہیں اور پوچھ گچھ کی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے بدمعاشوں کی طرح کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں یا پھر مشہور بدمعاش گروپوں کے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔

صبح سویرے شیرف کے نائبین مشتبہ بدمعاش گروپوں کے ارکان کے والدین کے گھروں میں پہنچ جاتے ہیں اور انہیں دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنی اولاد کی ذمہ داری نہ لی تو ان پر سنگین جرائم کے الزامات عائد کر کے جیل بھیج دیا جائے گا۔

O ڈیٹرائٹ' نیویارک' فلاڈیلفیا' لاس اینجلس اور انڈیانا جیسے بڑے شہروں میں پولیس کے نزدیک قانون کی کوئی حیثیت نہیں ہے حالیہ برسوں میں تو قانون کا مذاق اڑانے کے مظاہرے کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے ہیں مثال کے طور پر تلاشی کے وارنٹس کے حصول کے لیے عدالت کو جھوٹی اطلاعات فراہم کرنا' بغیر وارنٹس کے کارروائیاں کرنا' جھوٹا حلف اٹھانا' فوجداری کیسوں میں منشیات کے جعلی ٹیسٹوں کے نتائج کے استعمال کی اجازت دینا' منشیات' پیسہ' اسلحہ اور دیگر بیش قیمت اشیاء چرانے کے لیے منشیات کی تلاش کے لیے جھوٹے چھاپے مارنا' منشیات کے بیوپاریوں کی رہائی کے بدلے ان سے پیسہ اور منشیات لینا' لوگوں کو ان کی رہائشگاہوں کے قریب لوٹنا اور مار پیٹ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

لاقانونیت اور انفرادی حقوق کی پامالی کے مظاہرے اس وقت بھی دیکھنے میں آتے ہیں جب وہ تلاشی کے بہانہ لوگوں کے گھروں میں زبردستی گھس جاتے ہیں اور پھر ایسی تباہی پھیلاتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ خاص قسم کی بندوقوں کے ذریعہ فائر کر کے دروازوں کو ان کے قبضوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے یا تالے توڑے جاتے ہیں پھر گھر والوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے گھر کے اندر بارودی گولے پھینکے جاتے ہیں جن سے ہونے والے دھماکوں سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی' لوگوں کی غیر قانونی طور پر تلاشی لی جاتی ہے' اپنی بندوقوں کے ذریعہ ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے' بغیر کسی وجہ کے لوگوں پر گولیاں چلائی جاتی ہیں' انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے' بے گناہ لوگوں پر منشیات کا الزام لگا کر اور جھوٹی گواہیوں کے ذریعہ انہیں حراست میں لے لیا جاتا ہے' گواہیوں میں جب جی چاہے تبدیلیاں کر دی جاتی ہیں' لوگوں کو ننگا کر کے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا جاتا ہے' گرفتاری کی جھوٹی رپورٹیں درج کی جاتی ہیں۔ بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات ان تمام کارروائیوں کے بعد کوئی الزام عائد نہیں کیا جاتا کیونکہ اس کا مقصد ان لوگوں کو ڈرانا دھمکانا اور اذیت دینا ہوتا ہے جو ان کے خلاف شکایت کرتے ہیں۔

O نابالغ بچوں کو چھوٹے موٹے جرائم میں گرفتار کرنے کے بعد غیر قانونی طور پر انہیں ننگا کر کے ان کی تلاشی لینے کے خلاف 60,000 لوگوں کی جانب سے نیو یارک سٹی میں نئے مقدمات دائر کیے گئے ہیں۔

O بڑی بڑی کارپوریشنیں اور کاروباری ادارے بھاری معاوضے ادا کر کے تعلقات عامہ کی کمپنیوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں جو کہ اپنے وکیلوں' جاسوسوں' سراغرسانوں اور اپنی شیطانی مہموں کے ذریعہ ابلاغ اور رائے عامہ کو ان صحافیوں' مضمون نگاروں اور خوراک' ماحولیات اور دیگر سماجی شعبوں سے متعلق سرگرم عناصر کے خلاف منظم کرتی ہیں جو ان کے کلائنٹس کے لیے مستقبل میں خطرہ بن سکتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اگر یہ ان سرگرم عناصر کو جرائم پیشہ نہ ثابت کر سکیں تو یہ کم از کم اپنے سیاسی حقوق کی جدوجہد کرنے والے بیوقوف اور احمق ضرور نظر آئیں۔

O این بی سی ایک ایٹمی سرگرم کارکن کو' جو ایک نیٹ ورک کی مالک ہے اس لیے مسترد کر رہی ہے کہ اس نے جنرل الیکٹرک پر تنقید کر دی تھی۔ ایک اور ایٹمی کارکن یا مضمون نگار یا فوجی اخراجات کے مخالف کو سی بی سی کی جانب سے اس لیے خوش آمدید نہیں کہا جاتا کہ اس کا تعلق ویسٹنگ ہاؤس سے ہے۔

O مختلف ملکوں پر تازہ ترین امریکی جارحیت کے دوران ذرائع ابلاغ پر بہت زیادہ پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ یہ مکمل طور پر حکومت کے دباؤ میں ہیں کہ انہوں نے جنگ کے بارے میں امریکی عوام تک کونسی خبریں پہنچانی ہیں اور کونسی نہیں۔ رپورٹر کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی رپورٹ کی کاپی سب سے پہلے پینٹاگون کو سنسر کے لیے پیش کریں' پنٹاگون ہی انہیں بتاتا ہے کہ وہ کہاں جا سکتے ہیں' کونسی فلم بنا سکتے ہیں اور کس کا انٹرویو کر سکتے ہیں اور جو ان احکامات پر عمل نہیں کرتے ان کے مالکان پینٹاگون کے بے پناہ دباؤ پر ان کا تبادلہ کر دیتے ہیں۔

O ایف بی آئی امریکہ میں ویتنامی اور روسی زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات میں اشتہار دے رہی ہے جن میں تارکین وطن سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے درمیان موجود مشتبہ جاسوسوں کے بارے میں اسے اطلاع دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

O قیدی جو کیتھولک پادری کے سامنے خدا کے نام پر جو بھی اعتراف کرتے ہیں اسے جیل کے حکام ریکارڈ کر لیتے ہیں۔قیدیوں کی ذاتی ڈاک ان کے حوالے کرنے سے پہلے کھول کر پڑھی جاتی ہے۔صرف سزا یافتہ قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں ہوتا بلکہ مقدمہ بازی کے منتظر قیدیوں کے ساتھ بھی یہی سب کچھ ہوتا ہے۔

O ایف بی آئی مقدمہ کی کارروائی میں استعمال کرنے کے لیے تصویریں تیار کرتی ہیں اور اس کی جرائم کی لیبارٹری اپنا کام نہایت منظم طریقہ سے کرتی ہے جس میں مدعا علیہان کے خلاف سرکاری کیس کو فائدہ پہنچانے کے لیے شہادتوں میں تبدیلی کرنا' ان کی غلط سمت رہنمائی کرنا' حتی کہ جج کو جھوٹے الزامات پر سزا سنا دینے تک کی اجازت ہوتی ہے۔ بیورو کا افسر کوئی بھی ایسی رپورٹ جس میں ایف بی آئی کی کارروائیوں پر تنقید کی گئی ہوتی ہے اپنے وکیلوں تک کے علم میں لائے بغیر اسے ضائع کر دیتا ہے۔ملزم پر جھوٹے الزام کو درست ثابت کرنے کے لیے بیورو ہر حربہ اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں جھوٹی اور نامکمل گواہیاں تک تسلیم کر لی جاتی ہیں۔

ایف بی آئی کے ایک نہایت تجربہ کار اور ماہر ایجنٹ کو بیورو کی ان کارروائیوں پر اعتراض کرنے کی پاداش میں پہلے تو خوفزدہ کیا گیا پھر معطل کر دیا گیا۔

O لوگوں کی بہت ہی خاص اور ذاتی معلومات پر مبنی طبی رپورٹیں حاصل کر کے ہسپتال کے نیٹ ورک' ایچ ایم اوز ادویات کی کمپنیوں اور انشورنس کمپنیوں کے منظم کردہ کمرشل ڈیٹا بینک میں محفوظ کر لی جاتی ہیں یہ تنظیمیں ڈاکٹروں اور دیگر معالجین کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ اپنے مریضوں کے بارے میں انہیں مکمل معلومات فراہم کریں۔ کارپوریشنیں ملازمت کے لیے آنے والوں سے ان کا مکمل طبی ریکارڈ طلب کرتی ہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اور قومی سلامتی کے ادارے بھی ان معلومات کے حصول میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔

O شہریوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے پولیس گلی محلوں میں زیادہ سے زیادہ کیمرے نصب کر رہی ہے۔

O لاابالی لوگ پولیس کا مستقل ہدف ہیں۔ ان کو تنگ کرنے کے لیے پولیس کارروائیاں کرتی رہتی ہے۔ ان پر ''غیر اخلاقی حرکات'' کے الزامات عائد کر کے ان سے بھاری رقمیں ہتھیائی جاتی ہے۔ ریاست کے قانون کے مطابق ہم جنس پرستی ممنوع ہے مگر خفیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر ہونے والی مخالف جنس پرستی کے بارے میں یہ کچھ نہیں کہتا۔ شادی شدہ مرد جو جنسی کلبوں کو چھوڑ چکے ہیں پولیس والے ان کی ماضی کی تصویروں کے ذریعہ انہیں بلیک میل کرتے ہیں۔ انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں کہ اگر انہوں نے مطلوبہ رقم فراہم نہ کی تو ان کی یہ تصویریں ان کی بیویوں اور دفتر کے مالکوں کے حوالے کر دی جائیں گی۔

O طالبعلموں کو امریکی جھنڈے کے احترام میں کھڑے نہ ہونے اور جانثاری کا اعیادہ کرنے سے انکار کے جرم میں سکول سے نکال دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سکول اخبار میں یا گھر میں اپنے ذاتی ویب پیج پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی پاداش میں ان کا اسکول میں داخلہ ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے۔

O آئی این ایس ان تارکین وطن کو خط بھیجتی ہے جو اپنی قانونی حیثیت کے حصول کے لیے درخواست دیتے ہیں۔ اس خط کے ذریعہ تارکین وطن کو اپنے شناختی کارڈ کے ہمراہ وفاقی عمارت میں آنے کے لیے کہا جاتا ہے تاکہ آئی این ایس انہیں سال بھر کے لیے کام کرنے کا اجازت نامہ فراہم کر سکے۔ جب یہ تارکین وطن بے تابی سے آئی این ایس کے دفتر پہنچتے ہیں تو انہیں فوری طور پر گرفتار کر کے جبراً ان کے ملک واپس بھیج دیا جاتا ہے۔

O پولیس سڑکوں پر گاڑیوں کو روک کر مسافروں سے نقدی اور قیمتی اشیاء چھین لیتی ہے۔ ان سے رشوت طلب کی جاتی ہے انکار کی صورت میں جھوٹے الزامات عائد کر کے گرفتار کرنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

اب سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق پولیس' اس شبہ میں کہ ڈرائیور نے کوئی غلط کام کیا ہے گاڑی میں موجود تمام مسافروں کی اور گاڑی کی مکمل تلاشی لیتی ہے۔

O اریزونا میں وائس سکواڈز کے پردہ میں سیاہ نقاب پوش بالغوں کے ایک اخبار کی سینکڑوں جلدیں پریس سے نکلتے ہی اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔

O کسی بھی امریکی شہر میں کسٹم آفیسر کیوبا کے اخبار گراما کی جلدیں اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کے علاوہ عراق سے واپس آنے والے امریکی شہریوں سے وہاں بنائی ہوئی ویڈیو کیسٹیں بھی کسٹم والے چھین لیتے ہیں۔

O ملک بھر کی جیلوں میں ذہنی طور پر معذور قیدیوں کے علاج معالجہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اکثریت اپنے ساتھی قیدیوں اور محافظوں کی جانب سے جسمانی اور جنسی حملوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار رہتے ہیں۔

O وہ لوگ جنہیں ذہنی طور پر معذور اور ناقابل علاج قرار دے دیا گیا ہے انہیں ان کے علم میں لائے بغیر مختلف تجربات کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایسے بے شمار لوگ ملک بھر میں مختلف تحقیقی اداروں میں خود پر تجربات کرا رہے ہیں۔

O ڈرگ انفورسمنٹ اتھارٹی، دیگر وفاقی اور ریاستی ایجنسیز اور پولیس منشیات کے مشتبہ بیوپاریوں اور ان کے شریک حیات کی جائیداد، گھر، کشتیاں، گاڑیاں، ہوائی جہاز، بینک اکاؤنٹ، فرنیچر اور دیگر تمام اثاثے خواہ جرم ثابت ہو یا نہ ہو اور ان تمام اثاثوں کو جرم سے وابستہ نہ بھی کیا گیا ہو اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ ایک ریاست میں ایک شخص کو دو گرام کوکین فروخت کرنے کی پاداش میں اپنے گھر اور کاروبار سے ہاتھ دھونے پڑے۔ ایک اور واقعہ میں نئی گاڑیوں کا کاروبار کرنے والے شخص کی کئی گاڑیاں قبضہ میں لے لی گئیں کیونکہ اس نے اپنے نقد لین دین کے حساب میں 10 ہزار ڈالرز کا اندراج نہیں کیا تھا۔

ایک اور جگہ ایک 75 سالہ ضعیف خاتون کا گھر اس لیے قبضہ میں لے لیا گیا کہ اس منشیات کے کاروبار میں ملوث بیٹا روپوش ہو گیا تھا جس کے جرم کی سزا اس کی بجائے اس کی بوڑھی ماں کو دی گئی۔

سرکاری ایجنسیاں یہ اثاثے فروخت کر کے ان سے حاصل ہونے والی رقم اپنی پٹرول گاڑیوں سے لے کر دعوتوں تک ہر قسم کی عیاشیوں میں اڑا رہی ہیں۔ اکثر اوقات قرق شدہ اشیاء کی قیمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ چھاپہ کس نے مارا ہے۔ پولیس عام طور پر نقدی چھیننے کا قابل قبول جواز تراشنے کے لیے خود منشیات رکھ دیتی ہے اور پھر الزام عائد کر کے جھوٹی رپورٹیں درج کر لیتی ہے۔ منشیات کے بیوپاریوں کے خلاف مقدمات ختم کرنے کے لیے ان کے ساتھ باقاعدہ سودے بازی کی جاتی ہے۔ اس سودے میں وہ لوگ اپنی وہ جائیدادیں اور اثاثے بھی ان کے حوالے کر دیتے ہیں جن کا منشیات کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ 1999ء کے آغاز میں وفاقی حکومت کے خزانہ میں قرق شدہ اثاثہ جات کی مد میں 2.7 بلین ڈالرز موجود تھے۔

O انصاف کا حصول اب ہر ایک کے لیے ممکن نہیں رہا۔ پچھلی ایک دہائی کے دوران حکومت نے قانونی امداد کے پروگرام میں جتنی نمایاں کمی کی ہے اس سے قانون اور انصاف تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکساں رسائی کا تصور ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ بس غریب کو اگر اپنے مالک مکان کے رویہ کے خلاف شکایت کرنی پڑ جائے' شریک حیثیت کے دھوکہ کے خلاف مقدمہ دائر کرنا ہو' کاروبار میں فراڈ کا مقدمہ درج کرانا ہو جائیداد کا کوئی مسئلہ ہو یا اسی قسم کے کسی مسئلہ میں قانونی امداد لینی پڑ جائے تو اسے قدم قدم پر لوٹا جاتا ہے اور انصاف پھر بھی فراہم نہیں کیا جاتا۔

O لوگ پولیس افسروں کے رویہ کے خلاف شکایت کرنے پولیس سٹیشن جاتے ہیں تو ان کی بات سنے بغیر انہیں دھکے دے کر باہر نکال دیا جاتا ہے۔

O بڑے شہروں میں پولیس پارکوں اور عوامی مقامات پر سونے والے بے گھر لوگوں کو پکڑا کر ایسی جگہ چھوڑ دیتے ہیں جہاں معزز شہریوں خصوصاً سیاحوں کی ان پر نظر نہ پڑے۔

O بے گھروں کو پارکوں اور دیگر عوامی مقامات پر کھانے پینے کی چیزیں دینے والے لوگوں کو بغیر اجازت خوراک تقسیم کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔

O بہت سی ریاستوں میں ہزاروں لوگوں کے ڈرائیونگ لائسنس منشیات کے الزام میں 6 ماہ کے لیے معطل کر دیئے جاتے ہیں۔

O بے شمار لوگوں کو اس لیے ہراساں یا گرفتار کیا جاتا ہے کہ منشیات سونگھنے والے کتے ان کے پاس منشیات کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ اگرچہ قانون نافذ کرنے والے ادارے اور سائنٹفک حلقے اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ امریکی کرنسی میں کوکین اور دیگر منشیات بھی خاصی مقدار میں شامل کی جاتی ہیں۔ لاس اینجلس میں انکشاف ہوا تھا کہ امریکہ کے 75 فیصد زیر گردش کاغذی نوٹوں میں منشیات کی ملاوٹ تھی۔

O لاس اینجلس کے روڈنی کنگ اور بروکلین کے ایبز لوئیما کے ساتھ پولیس نے ظلم و بربریت کی جو داستان رقم کی تھی اس طرح کے بے شمار واقعات آئے دن وقوع پذیر ہو رہے ہیں مگر جائے وقوعہ پر کوئی ویڈیو کیمرہ یا موقعہ کا گواہ نہیں ہوتا کہ پولیس کے ہاتھوں شکار ہونے والے کی ہلاکت کی اصل وجہ معلوم ہو سکے۔ اسی لیے اس کی اچانک موت دل کا دورہ یا حادثہ قرار دے دی جاتی ہے۔

O ایک عوامی اہلکار کو منشیات کے خلاف جنگ پر تنقید کرنے کی بے حد بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس سے قبل ایسا ہی سابق سرجن جنرل جیکولین ایلڈرز کے ساتھ بھی ہو چکا تھا جس کے بیٹے کو سادہ لباس میں ملبوس پولیس اہلکار کے ہاتھ ایک اونس کا 1/8 حصہ کوکین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروخت کرنے کا الزام عائد کر کے 10 سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا تھا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اس لڑکے کی گرفتاری اس فروخت کے 5 ماہ بعد اور اپنی ماں کے اس بیان کے صرف ایک ہفتہ بعد عمل میں آئی تھی جس میں اس نے تجویز پیش کی تھی کہ حکومت کو منشیات کی قانونی حیثیت پر غور کرنا چاہیے۔

اور یہ نئے اچھے دن ہیں

حکام اب زیادہ عرصہ تک اپنے اس رویہ کی وجہ ویتنام کی جنگ کے مخالفین کی جانب سے خطرہ اور شہری حقوق کی تحریک کو قرار نہیں دے سکیں گے۔ بلیک پینتھر پارٹی بھی نام نہاد اشتراکی سازش کی طرح تاریخ کا حصہ بن چکی ہے۔ وسطی امریکہ کی جدوجہد ختم ہو چکی ہے اور جے ایجر ہوور نے مر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی باقی انسانوں کی طرح ہے۔

تاہم 1991ء سے 1999ء تک امریکہ کی جیلوں میں قیدیوں کی تعداد میں 50 فیصد سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔

اب ہر بستر پر اشتراکیوں کی بجائے منشیات فروخت کرنے والے' استعمال کرنے والے' رکھنے والے اور ادھر سے ادھر سپلائی کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ اب سوویت یونین کی شیطان سلطنت کی بجائے بدمعاش قومیں' اچھوت ریاستیں اور لاقانونیت کی انتہا کو پہنچی ہوئی قومیں اولین دشمن نظر آتی ہیں جہاں دہشت گرد' دہشت گردوں کے حامی و مددگار' ایٹمی سمگلر' پناہ کے طالب اور امریکہ کے مخالفین راج کرتے ہیں۔ جہاں اختیارات شہری حقوق کے لیے مطالبات کرنے والوں کی جگہ نوجوان گروہوں' تارکین وطن' ماحولیات کے لیے کام کرنے والوں' فلاحی کارکنوں' اصلاح پسندوں کے ہاتھ میں ہیں۔

وہ چیز جو امریکیوں کو حقوق کے قانون کی دھجیاں اڑتی دیکھ کر شدید صدمہ کی کیفیت سے دوچار ہونے سے بچاتی ہے یہ ہے کہ ابھی انہوں نے ذاتی طور پر یا پھر اپنے کسی نہایت عزیز کے تجربہ کے ذریعہ انجام کو محسوس کرنا ہے۔ اور یہ جلد ہی سامنے آ جائے گا بس کچھ دیر انتظار کرنا ہوگا۔ امریکہ کے بیرونی حامی ان حالات سے قطعی بے خبر ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ان پر حقیقت کا انکشاف جلد ہی ہو جائے۔

OOO

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دیگر مقبول کتابیں

پاکستان میں امریکی سازشیں	علی جاوید نقوی	220روپے
اور فوج آ گئی	علی جاوید نقوی	100روپے
محلاتی سازشیں	علی جاوید نقوی	250روپے
پاک بھارت تعلقات	علی جاوید نقوی	180روپے
حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ	علی جاوید نقوی	100روپے
مرتضیٰ بھٹو کا قتل	علی جاوید نقوی	60روپے
برطانوی شاہی خاندان کے راز	سویدا حناء	160روپے
اسامہ اور طالبان پر کیا گزری	سویدا حناء	150روپے
ٹرین ٹو پاکستان	خوشونت سنگھ	150روپے
خوشونت سنگھ کی بہترین تحریریں	خوشونت سنگھ	120روپے
محبت کے طریقے	[illegible] علی	80روپے
رپور[illegible] (ناول)	علی جاوید نقوی	160روپے
میرا [illegible]ئی	محترمہ [illegible] جناح	80روپے

13613

صبیح پبلشرز

سیکنڈ فلور، سید پلازہ، چیٹر جی روڈ، اردو بازار لاہور

Sabeehpublishers@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف امریکی دانشور ولیم بیلم کی یہ کتاب امریکی مظالم اور بدمعاشیوں کی ناقابل تردید ٹھوس تاریخی دستاویز ہے، یہ کتاب پہلی مرتبہ انگریزی میں شائع ہوئی تو پینٹاگون اور وائٹ ہاؤس لرز اٹھے امریکی حکام کو اپنے مظالم پر قوم سے معافی مانگنا پڑی۔ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے لاکھوں لوگوں کو مروا دیا، کئی خطوں میں جنگیں کرائیں، کئی ممالک میں اپنی مخالف حکومتوں کا تختہ الٹ دیا، درجنوں ممالک کے وسائل پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ دنیا پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لیے کئی ممالک پر میزائل اور بم برسائے۔ معمولی اختلافات پر سینکڑوں بین الاقوامی لیڈروں کا خفیہ قتل کرایا۔ اس کتاب میں شامل ایک ایک لفظ چونکا اور لرزا دینے والا ہے۔ حقیقت میں اس کتاب کو پڑھے بغیر آپ امریکہ کا اصل چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ ''روگ سٹیٹ'' نے امریکہ کے چہرے پر چڑھا نقاب اتار دیا ہے۔

سید ناصر علی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو نہ صرف قومی و بین الاقوامی امور پر گہری نظر رکھتے ہیں، بلکہ ان ایشوز پر ان کی رائے ایک سچے، محب وطن پاکستانی کی ہے۔ وہ 25 سال تک نیشنل بنک آف پاکستان میں خدمات سرانجام دیتے رہے اور قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے کر تصنیف و تالیف میں مگن ہو گئے۔ ان کی ترجمہ کی ہوئی کئی کتابیں زیر طبع ہیں۔ قوم کی آنکھیں کھولنے اور امریکی پالیسوں، ریشہ دوانیوں کو سمجھنے کے لیے انھوں نے انگریزی زبان میں شائع ہونے والی بین الاقوامی شہرت یافتہ کتاب ''روگ سٹیٹ'' کا اردو ترجمہ ''بدمعاش امریکہ'' کے نام سے کیا ہے۔ کتاب بہت معلوماتی اور چونکا دینے والی ہے۔ ترجمہ انتہائی خوبصورت آسان اور معنوی اعتبار سے انگریزی کے قریب ہے۔
میں نے پوری کتاب پڑھی ہے اور ان کے ترجمے کی صلاحیت کا معترف ہو گیا ہوں جہاں تک امریکہ کی بدمعاشیوں کا تعلق ہے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں امریکہ پوری دنیا کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے۔ اب تک ہزاروں نہیں کروڑوں انسان امریکی مظالم کا شکار ہو چکے ہیں کتنے حیرت کی بات ہے کہ امریکی دانشور اب بھی یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا امریکہ سے نفرت کیوں کرتی ہے۔ افغانستان ہو یا عراق، لیبیا ہو یا شام، الجزائر ہو یا ایران، شمالی کوریا ہو یا پاکستان، ویت نام ہو یا سوڈان، ہر جگہ امریکہ کے ہاتھ بے گناہ انسانوں کے خون سے رنگے نظر آتے ہیں۔ سی آئی اے امریکی مفادات کے لیے نہ صرف سربراہان حکومت کو قتل کراتی رہی۔ حکومتوں کے تختے الٹاتی رہی بلکہ اسے جہاں ضروری ہوا آزاد و خود مختار ملکوں کا سیاسی نقشہ ہی تبدیل کر دیا۔ کتاب میں امریکہ کی ان تمام بدمعاشیوں کا ذکر ہے۔

علی جاوید نقوی

صبیح پبلشرز
سیکنڈ فلور، سید پلازہ، چیٹرجی روڈ، اردو بازار لاہور
E-mail: sabeehpublishers@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد اسلامی مواد پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ